Marfat.com

Marfat.com

فہرستِ مضامین الہامِ منظوم ترجمہ مثنوی مولٰنا رومؒ دفتر دوم

مضمون	صفحہ
آغاز دفترِ دوم	۱
حضرتِ عمرؓ اور ایک شخص	۱۳
سپیرا اور چور	۱۶
حضرتِ عیسٰیؑ اور ان کا ہمراہی	۱۷
ایک صوفی اور خادم	۱۸
ایجادِ خلق میں اللہ تعالےٰ کا فرشتوں سے مشورہ	۲۰
حکایت کی معنوی تقریر کا خاتمہ	۲۳
صوفی اور خادم کا قصہ	۲۴
اہلِ قافلہ کا گدھے کو بیمار سمجھنا	۲۹
بادشاہ کا باز بڑھیا کے گھر میں	۳۷
شیخ احمد حضرویہ	۴۳
ایک شخص کا زاہد کو ڈرانا	۵۰
ہڈیوں کا حضرت عیسٰیؑ کی دعا سے زندہ ہونا	۵۱
ایک دہقان کا دھوکے سے شیر کو گائے سمجھنا	۵۶
صوفیوں کا ایک مسافر صوفی کے چوپائے	۵۷
کو بیچ ڈالنا	
مفلس قیدی کا قصہ	۶۴
وکیل قاضی سے قیدیوں کی شکایت	۶۸
مفلس قیدی کا باقی حصہ	۷۱
مناجات	۷۶
حقیقتِ سخن کی مثال	۸۱
ماں کا قاتل	۸۵
بادشاہ کی طرف سے دو غلاموں کا امتحان	۹۲
بادشاہ کا دونوں غلاموں میں سے ایک کو علیحدہ کر کے اس سے دریافت کرنا اور اس کا بتانا	۹۴
غلام کا اپنی سچائی پر قسم کھانا	۹۸
بادشاہ اور دوسرا غلام	۱۱۰
ملازموں کا غلام خاص سے حسد کرنا	۱۱۵
الوؤں کے ویرانے میں باز کا پھنسنا	۱۲۴
نہر میں ایک پیسے کا ڈھیلے پھینکنا	۱۳۰
حکایت	۱۳۵
تاخیر میں بڑی آفتیں ہیں	۱۴۰
پانی کا ناپاکوں کو پاکی کے لئے بلانا	۱۴۹
دوستوں کی طرف سے ذوالنونؒ مصری کی عیادت	۱۵۲
ذوالنونؒ کے متعلق مریدوں کا خیال	۱۵۷
ذوالنونؒ مصری اور ان کے مرید	۱۵۸
حضرت لقمانؑ اور ان کا آقا	۱۶۰
لقمانؑ کے فضل و ہنر کا ظاہر ہونا	۱۶۵
غلامِ سلطان کے حاسدوں کا باقی قصہ	۱۷۱
ہُدہُد، بلقیسؑ اور حضرت سلیمانؑ	۱۷۵
آیتِ قرآنی سے ایک فلسفی کا انکار	۱۷۹
حضرتِ موسٰیؑ اور ایک چرواہا	۱۸۸
حضرتِ موسٰیؑ پر عتاب کی وحی	۱۹۲
چرواہے سے عذر خواہی کے لئے حضرتِ موسٰیؑ پر وحی	۱۹۵
غلبۂ ظالمان کے متعلق حضرتِ موسٰیؑ کا خدا سے سوال	۲۰۰
ایک امیر کا ایک سونے والے کو رنجیدہ کرنا	۲۰۶
ایک احمق اور ریچھ	۲۱۱
ایک اندھا فقیر	۲۱۸
احمق اور ریچھ کا باقی قصہ	۲۲۰
حضرت موسٰیؑ اور ایک بچھڑا پوجنے والا	۲۲۳
ناصح کا احمق کو ترک کرنا	۲۲۶
جالینوس اور ایک خوشامدی دیوانہ	۲۲۹
دو نا جنس مرغوں کا باہم اڑنا اور چگنا	۲۳۰
رسولِ خدا کی طرف سے ایک صحابی کی بیمار پرسی	۲۳۴
حضرتِ موسٰیؑ اور وحی حق تعالےٰ	۲۳۶
باغبان۔ صوفی۔ فقیہ اور شریف	۲۳۷
رسولِ خدا اور صحابی رضؓ کا قصہ	۲۴۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حضرت بایزید بسطامیؒ کا کعبہ کو جانا	۲۴۳
پیر اور مُرید کی حکایت	۲۴۴
رسولِ خدا اور بیمار صحابیؓ	۲۴۷
ایک سردار اور مسخرا	۲۵۵
ایک سائل اور شیخ بہلولؒ	۲۵۵
ایک کتے کا اندھے فقیر پر حملہ کرنا	۲۵۷
محتسب اور مست	۲۶۱
سائل کا شیخ بہلولؒ کو دوبارہ ہمکلام کرنا	۲۶۲
بیمار کو رسولِ مقبول کی نصیحت	۲۶۸
عذابِ آخرت اور اس کی سختی	۲۷۰
حضرتِ موسیٰؑ کی قوم اور اس کی پشیمانی	۲۷۱
نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ کی مثال	۲۷۷
بیمار کو رسولِ مقبول کا دُعا و توبہ سکھانا	۲۷۹
ابلیس کا حضرتِ معاویہؓ کو جگانا	۲۸۴
ابلیس کا دوبارہ جواب دینا	۲۸۵
حضرتِ معاویہؓ کا پھر تقریر کرنا	۲۸۹
ابلیس کا پھر جواب دینا	۲۹۱
حضرتِ معاویہؓ کا ابلیس پر سختی کرنا	۲۹۴
درگاہِ خدا میں حضرت معاویہؓ کی فریاد	۲۹۵
ابلیس کا پھر پُرفریب تقریر کرنا	۲۹۶
حضرت معاویہؓ کا ابلیس سے پھر عاجزی کرنا	۲۹۸
قاضی اور اُس کا نائب	۳۰۰
حضرتِ معاویہؓ کا ابلیس سے انکار لینا	۳۰۱
ابلیس کا امیر معاویہؓ سے اپنا سچا بھید کہنا	۳۰۲
نماز باجماعت فوت ہونے پر افسوس کرنے کی فضیلت	۳۰۳
حضرتِ معاویہؓ سے ابلیس کا آخری فرار	۳۰۴
امیر معاویہؓ کا قول ابلیس کی تصدیق کرنا	۳۰۴
چور کا صاحبِ خانہ کے ہاتھ سے بھاگ جانا	۳۰۵
وزیر کا معزول ہو کر کوتوال بن جانا	۳۰۸
منافقوں کا مسجدِ ضرار بنانا	۳۰۸
فعلِ رسولؐ کے متعلق ایک صحابیؓ کا اندیشہ	۳۱۴
مختلف مذاہب میں متردد ہونا اور پھر نجات پانا	۳۱۸
ہر چیز کا بغور امتحان کرنا	۳۲۱
اونٹ ڈھونڈھنے والے کی حکایت کا فائدہ	۳۲۴

مضمون	صفحہ
ہر نفس میں مسجدِ ضرار کا فتنہ ہے	۳۲۸
چار ہندوستانیوں کی کہانی	۳۲۹
ترکانِ غزان کا قصدِ خونریزی	۳۳۱
خود پرست اور انبیاءؑ و اولیاءؒ کی نعت سے ناشکرے	۳۳۳
ایک بوڑھا بیمار اور طبیب	۳۳۶
ایک لڑکا اور جوجی مسخرہ	۳۳۹
ایک بچے کا ایک موٹے آدمی سے ڈرنا	۳۴۳
ایک تیر انداز اور ایک سوار	۳۴۴
ایک اعرابی اور ایک عقلمند	۳۴۵
حضرت ابراہیم ادہمؒ کی کرامت	۳۴۹
عارف کے حواس کا نورِ غیب سے منور ہونا	۳۵۳
ایک شیخ پر کسی کا تہمت لگانا	۳۵۹
حضرت ابراہیم ادہمؒ کا باقی قصہ	۳۶۳
ایک شخص اور حضرت شعیبؑ	۳۶۶
شیخ اور اس کی طعنہ زن کا قصہ	۳۶۹
حضرتِ عائشہ صدیقہؓ اور رسولِ مقبولؐ	۳۷۲
چوہے کا اونٹ کی نکیل کھینچنا	۳۷۳
ایک کشتی سوار شیخ کی کرامت	۳۷۷
ایک صوفی پر صوفیوں کی طعنہ زنی	۳۸۱
شیخ سے فقیر کی عذر خواہی	۳۸۳
ایسا دعویٰ جو خود اپنی سچائی کا گواہ ہے	۳۸۷
حضرت یحییٰؑ اور حضرت مسیحؑ	۳۹۰
نادانوں کا اس قصے پر اعتراض	۳۹۱
زبانِ حال سے بات کرنا اور اس کا سمجھنا	۳۹۳
جھوٹوں کو جھوٹ پسند آتا ہے	۳۹۴
زندگی بخش درخت کی تلاش	۳۹۵
قاصد اور شیخ	۳۹۷
چار شخصوں کا ایک انگور پر جھگڑا	۳۹۹
رسولِ مقبولؐ کی اتحاد آفرینی	۴۰۳
بلخ کے بچوں کا قصہ	۴۰۹
ایک زاہد کی کرامت	۴۱۲

Marfat.com

الہامِ منظوم

ترجمۂ اُردو مثنوی مولانائے رُومؒ

دُوسرا دفتر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُدّتے ایں مثنوی تاخیر شد	مُہلتے بایست تا خوں شیر شد
مثنوی مدت سے ہے تاخیر میں	خون بدلا پلکے مُہلت شیر میں
تا نزاید بختِ تو فرزندِ نو	خوں نگردد شیرِ شیریں خوش شنو
بخت جب تک اک نیا لڑکا نہ دے	خون کیونکر شیر شیریں ہو سکے
چوں ضیاء الحق حسام الدینؒ عناں	باز گردانید زاوجِ آسماں
جب ضیاء الحق حسام الدینؒ نے	باگ موڑی آسماں کے اوج سے
چوں بمعراجِ حقائق رفتہ بود	بے بہارش غنچہا نشگفتہ بود
تھا وہ معراجِ حقائق پر نثار	ناشگفتہ تھے یہ غنچے بے بہار
چوں زدریا سوئے ساحل بازگشت	چنگِ شعرِ مثنوی باساز گشت
سوئے ساحل جب وہ دریا سے پھرا	سازِ چنگِ مثنوی کو پھر ملا

Marfat.com

مثنوی کہ صیقلِ ارواح بود	بازگشتش روزِ استفتاح بود
مثنوی جو صیقلِ ارواح ہے	بازگشت اب روزِ استفتاح ہے
مطلع تاریخ ایں سوداد سود	سالِ ہجرت ششصد و شصت ودو بود
مطلع تاریخ اس ترتیب کا	چھ سو باسٹھ[۶۶۲] سالِ ہجری ہو گیا
بلبلے زینجا برفت و باز گشت	بہرِ صید ایں معانی باز گشت
بلبل اس جا سے گیا اور پھر پھرا	بازوہ صیدِ معانی کا ہوا
سایۂ شہ مسکنِ ایں باز باد	تا ابد بر خلق ایں در باز باد
باز کا مسکن بنے بازوئے شاہ	تا ابد ہو خلق پر روشن یہ راہ
آفتِ ایں دم ہوا و شہوت است	ورنہ ایں جا شربت اندر شربت است
حرص و شہوت میں ہے آفت بے گماں	ورنہ بس شربت ہی شربت ہے یہاں
ایں دہاں بر بند تا بینی عیاں	چشمِ بند آں جہاں حلق و دہاں
بند کر لے منہ کہ تو دیکھے عیاں	اُس جہاں کا پردہ ہیں حلق و دہاں
اے دہاں تو خود دہانِ دوزخی	و اے جہاں تو بر مثالِ برزخی
اے دہاں! تو خود ہے دوزخ کا دہاں	تو ہے اک پردے کی مانند اے جہاں
نور باقی پہلوئے دنیائے دُوں	شیرِ صافی پہلوئے جوئے خوں
نُورِ باقی ہے قریب دہرِ دُوں	دُودھ اصلی ہے قریبِ نہرِ خوں
چوں درو گامے زنی بے احتیاط	شیرِ تو خوں می شود از اختلاط
اُس میں تو اترے اگر بے احتیاط	دُودھ خوں ہو جائے پا کر اختلاط
یک قدم زد آدم اندر ذوقِ نفس	شد فراقِ صدرِ جنّت طوقِ نفس
اک قدم آدم چلے با ذوقِ نفس	ہو گئی جنّت کی فرقت طوقِ نفس

[۱] ۱۵ ماہ رجب المرجب۔ آسمان یا کعبے کے دروازے کھولنے کیلئے اِس دن کا یہ نام رکھا گیا ہے۔

Marfat.com

همچو دیوازوے فرشتہ می گریخت
بہر نانے چند آب از چشم ریخت

مثل شیطاں تھے فرشتے بھاگتے
چند ٹکڑوں کے لئے رویا کئے

گرچہ یک مو بُد کُنہ کو جستہ بود
لیک آں مُو در دو دیدہ رستہ بود

جو خطا اک بال بھر ان سے ہوئی
دونوں آنکھوں میں وہی بڑا بال تھی

بود آدمؑ دیدۂ نورِ قدیم
موئے در دیدہ بود کوہِ عظیم

تھے جو آدمؑ دیدۂ نورِ قدیم
بال بھی آنکھوں میں تھا کوہِ عظیم

گر در آں حالت بکردے مشورت
در پشیمانی نگفتے معذرت

کرتے اُس حالت میں گر وہ مشورت
کیوں پشیمانی سے کرتے معذرت

زانکہ با عقلے چو عقلے جفت شد
مانع بد فعلی و بد گفت شد

کیونکہ ملتی عقل ہے جب عقل سے
دور بد فعلی و بد گوئی کرے

نفس چوں با نفسِ دیگر یار شد
عقلِ جزوی عاطل و بیکار شد

نفس کا جب نفسِ دیگر یار ہو
عقلِ جزوی باطل و بے کار ہو

گر ز تنہائی تو نومیدے شوی
زیرِ ظلِّ یار خورشیدے شوی

تو جو تنہائی سے نا امید ہو
یار کے سائے میں اک خورشید ہو

رو بجو یارِ خدائے را تو زود
چوں چناں کردی خدا یارِ تو بود

جا خدا کے یار کو ڈھونڈ اے نگار
ایسا کرنے سے خدا ہو تیرا یار

آنکہ در خلوت نظر بر دوخت است
آخر آں را ہم ز یار آموخت است

جس نے کی ہے بند خلوت میں نظر
یار سے وہ اس کو سیکھا ہے مگر

خلوت از اغیار باید نے ز یار
پوستیں بہر دے آمد نے بہار

غیر سے خلوت ہے یا ہے بہرِ یار؟
پوستیں ہے بہرِ سرما یا بہار؟

عقل با عقلِ دگر دو تا شود
نور افزود گشت رہ پیدا شود

عقل مل کر عقل سے ہو گی دوچند
نور پھیلے، اور ہو پیدا راہِ بند

Marfat.com

نفس با نفس دگر خنداں شود
ظلمت افزوں گشت و رہ پنہاں شود

نفس ہو نفس دگر سے شادماں
جب بڑھے ظلمت نہ رستہ ہو نہاں

یار چشم تست اے مرد شکار
از خس و خاشاک اورا پاک دار

یار تیری آنکھ ہے اے من چلے
پاک رکھ اُس کو خس و خاشاک سے

ہیں بجا روب زباں گر دے مکن
چشم را از خس رہ آوردے مکن

بس۔ نہ جا روب زباں سے دھول اڑا
ہاں۔ نہ خس کو آنکھ کا تحفہ بنا

چونکہ مومن آئنہ مومن بود
روئے او زآلودگی ایمن بود

جب کہ مومن آئنہ مومن کا ہے
اس کا رُخ میلا ہو کیوں۔ اے نیک پے

یار آئینہ است جاں را در حزن
بر رخ آئینہ اے جاں دم مزن

یار ہے آئینۂ جاں غم میں گر
آئنے کو سانس سے میلا نہ کر

تا نبوشد روئے خود را از دمت
دم فرو بردن بباید ہر دمت

تا نہ تیری سانس سے لے منہ چھپا
سانس کا لازم ہے تجھ کو روکنا

کم زخاکی جنک نما کے یار یافت
از بہائے صد ہزار انوار یافت

بالیقیں تو کم نہیں کچھ خاک سے
لاکھوں ہی کھنچے بہاروں سے کھلے

آں درختے کو شود با یار جفت
از ہوائے خوش زسر تا پا شگفت

یار سے مل کر شجر ہو بارور
ہو ہوا ؤں سے شگفتہ سر بسر

درخزاں چوں دید او یار خلاف
درکشید او زود سر زیر لحاف

جب خزاں میں یار کو دیکھا خلاف
اُس نے سر کو کر لیا زیر لحاف

گفت یار بد بلا آشفتن است
چونکہ او آمد طریقم خفتن است

بولا یار بد بلا ہے جب ملے
جب وہ آئے مجھ کو سونا چاہیئے

لہ زبانی باتوں سے یار کو ناخوش نہ کرو ۔

Marfat.com

پس بخسپم باشم از اصحاب کہف	بہ ز دقیانوس باشد خواب کہف
پس میں سوؤں صورت اصحاب کہف	اچھا دقیانوس سے ہے خواب کہف
یقظہ شاں مصرفِ دقیانوس بود	خواب شاں سرمایۂ ناموس بود
جاگنا مصروف دقیانوس تھا	اُن کا سونا مایۂ ناموس تھا
خواب بیداری ست چوں دانش است	وائے بیداری کہ با ناداں نشست
خواب بیداری ہے دانش سے جو ہو	جاگنا وہ کیا ہو نادانی سے جو
چونکہ زاغاں خیمہ بر گلشن زدند	بلبلاں پنہاں شدند و تن زدند
ڈیرہ کوّوں نے جو ڈالا باغ میں	چھپ گئیں اور چُپ ہوئیں سب بلبلیں
زانکہ بے گلزار بلبل خامش است	غیبت خورشید بیداری کشست
بے چمن بلبل کی گویائی ہے فوت	چھپنا سورج کا ہے بیداری کی موت
آفتابا ترکِ ایں گلشن کنی	تا کہ تحت الارض را روشن کنی
ترک کر اس باغ کو اے آفتاب	تا کہ تحتِ ارض کو دے نور تاب
آفتاب معرفت را نقل نیست	مشرقی او غیر جان و عقل نیست
آفتاب معرفت کی نقل کیا	اُس کا مشرق ہے سوائے عقل کیا
خاصہ خورشیدِ کمالے کاں سریست	روز و شب کردارِ او روشن گریست
خاص کر خورشید کامل راز نام	رات دن روشن گری ہے جس کا کام
مطلع شمس آ اگر اسکندری	بعد ازاں ہر جا روی نیکو فری
شمس[۵۲] میں آ جا جو اسکندر ہے تو	پھر جہاں جائے گا نیکو فر[۵۳] ہے تو

۵۱ وہ بادشاہ جس کے عہد میں اصحاب کہف نے گوشہ نشینی اختیار کی ۔

۵۲ سایۂ شمس میں آ ۔

۵۳ عالی شان - خوش نصیب ۔

Marfat.com

بعد ازاں ہر جا روی مشرق شود	شرقہا بر مغربت عاشق شود
ہو گا پھر مشرق، جہاں تو جائے گا	شرق مغرب پر ترے ہوں گے فدا
حسِ خفاشت سوئے مغرب دواں	حسِ دریاشت سوئے مشرق رواں
حسِ تیرہ تیری مغرب کو دواں	حسِ روشن جانبِ مشرق رواں
اے حسِ راہِ خراں است اے سوار	اے خراں را تو مزاحم شرم دار
ہے گدھوں کی رہ مرا حسِ اے سوار	شرم کر۔ کیوں ہے گدھوں کا راہ مار
پنج حسے بست جزایں پنج حس	آں چو زر سرخ و ایں حسہا چو مس
پانچ حسیں ہے میں بڑھ کر پانچ حس	مثلِ زر وہ سُرخ اور یہ مثلِ مس
اندر آں بازار کاہلِ محشرند	حسِ مس را چوں حسِ زر کے خرند
اہلِ محشر ہیں جو اُس بازار میں	حسِ مس کو مثلِ حسِ زر نہ لیں
حسِ ابدال قوتِ ظلمت می خورد	حسِ جاں از آفتاب بے می چرد
حسِ تن کھاتی ہے ظلمت کی غذا	حسِ جاں سورج سے لیتی ہے ضیا
اے ببردہ رخت حسہا سوئے غیب	دست چوں موسیٰ برآ ورزہ جیب
لے گئی حس تو سوئے غیب کمال	مثلِ موسیٰ ہاتھ جیبوں سے نکال
اے صفاتت آفتاب معرفت	وآفتاب چرخ بندیک صفت
وصف تیرے آفتاب معرفت	اور سورج میں فقط ہے اک صفت
گاہ خورشید و گہے دریا شوی	گاہ کوہ قاف و گہ عنقا شوی
تو کبھی سورج ہے اور دریا کبھی	تو کبھی ہے قاف اور عنقا کبھی
تو نہ ایں باشی نہ آں در ذات خویش	اے فزوں از وہمہا و زبیش بیش
ذات میں ان سب سے ہاں بڑھ کر ہے تو	اے کہ اِن وہموں سے بالاتر ہے تو

لہ جان کی طرف خطاب ہے ۔

Marfat.com

روح با علم است و با عقل است یار	روح را با تازی و ترکی چہ کار
روح عقل و علم سے ہے بامرام	روح کو کیا تازی و ترکی سے کام
از تو اے بے نقش با چندیں صور	ہم مشبّہ ہم موحّد خیرہ سر
تجھ سے اے بے نقش با چندیں صور	ہیں مشبہ اور موحد خیرہ سر
گر مشبّہ را موحّد می کنی	گر موحّد را بصورت رہزنی
گر مشبہ کو موحّد تو کرے	اور موحّد کو کبھی بھٹکا بھی نہ
گر ترا گوید زمستی بوالحسن	یا صغیر السّن یا رطب البدن
کہتا ہے مستی سے تجھ کو بوالحسن	اے صغیر العمر۔ اے نازک بدن
گاہ نقش خویش ویراں می کند	از پئے تنزیہ جاناں می کند
نقش کو اپنے کبھی ویراں کرے	جانوں کی تنزیہ کرنے کے لئے
چشم حس را ہست مذہب اعتزال	دیدۂ عقل است سنّی در وصال
مذہباً ہیں اعتزالی سب حسیں	عقل کی آنکھیں ہیں سنّی وصل میں
سخرۂ حس اند اہل اعتزال	خویش را سنّی نمایند از ضلال
حس کے ہیں پابند اہل اعتزال	سنّی کہلاتے ہیں از راہ ضلال
ہر کہ در حس ماند او معتزلی است	گرچہ گوید سنّیم از خامی است
ہے جو حس میں معتزل ہوگا وہی	گر کہے سنّی۔ ہے خامی واقعی
ہر کہ بیروں شد ز حس او سنّی است	اہل بینش چشم حس خویش بست
حس سے جو باہر ہے سنّی ہے وہی	چشم حس اہل نظر سے بند کی

۵۱ کامیاب ۔ ۵۲ یعنی اے وہ کہ باوجود بے صورت ہونے کے تیری بے شمار صورتیں ہیں ۔ ۵۳ اہل تشبیہ اور اہل تنزیہ ۔
۵۴ اعتزال معتزلہ کا طریقہ ہے۔ اشاعرہ کے خلاف ۔
۵۵ گمراہی ۔

Marfat.com

ہر کہ از حسِّ خدا دید آپتے	در برِ حق داشت بہتر طاعتے
جس کو بھی حسِّ خدا کی روشنی	سب سے بہتر طاعتِ حق اُس نے کی
گر بدیدے حسِّ حیواں شاہ را	پس بدیدے گاو و خر اللہ را
دیکھتی گر حسِّ حیواں شاہ کو	دیکھتے یہ گاو و خر اللہ کو
گر نبودے حسِّ دیگر مر ترا	جز حسِّ حیواں ز بیروں ہوا
گر نہ ہوتی حسِّ دیگر اے فتا	حسِّ حیواں کے علاوہ بے ہوا
پس بنی آدمؑ کہ کم کے بُدے	کے بہ حسِّ مشترک محرم شدے
پس بنی آدمؑ نہ ہوتے ذی وقار	اور حسِّ مشترک[1] کے رازدار
نامصوّر یا مصوّر گفتنت	باطل آمد نے ز صورت رفتنت
نامصوّر یا مصوّر کیوں کہوں	جھوٹ ہے گر ہو نہ صورت سے بروں
نامصوّر یا مصوّر پیشِ اوست	کہ ہمہ مغز ست بیروں شد ز پوست
جانتا ہے ایسے عقدے کو وہ دوست	جو ہو یک سر مغز، اور بیروں ہو پوست
گر تو کوری نیست بر اعمیٰ حرج[2]	در نہ رو کالصَّبرُ مِفتَاحُ الفَرَج
گر تو اندھا ہے، نہیں تجھ پر حرج	ورنہ جا۔ ہے صبر مفتاح الفرج
پردہ ہائے دیدہ را دارد دوائے صبر	ہم بسوزد ہم بسازد شرحِ صدر
صبر ہے آنکھوں کے پردوں کی دوا	کھول کر سینے کو دیتا ہے جلا
آئنہ دل چوں شود صافی و پاک	نقشہا بینی بروں از آب و خاک
دل کا آئینہ اگر ہو صاف و پاک	نقش دیکھے تو سوائے آب و خاک

[1] وہ حس جو سب حسوں کا سرچشمہ ہے۔

[2] قولہ تعالیٰ عزوجل:۔ وَلَا عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ - اور اندھوں پر کچھ تنگی یا سختی نہیں۔

[3] کشادگی کی کنجی۔

Marfat.com

ہم ببینی نقش ہم نقّاش را	فرشِ دولت را و ہم فرّاش را
دیکھ لے تو نقش بھی نقّاش بھی	فرشِ دولت اور پھر فرّاش بھی
چوں خلیل آمد خیالِ یارِ من	صورتش بُت معنیِ او بُت شکن
جُوں خلیل آیا خیالِ گُل بدن	اُس کی صورت بُت ہے معنی بُت شکن
شکر یزداں را کہ چوں او شد پدید	در خیالش جاں خیالِ خود بدید
شکرِ خالق جب وہ ظاہر ہو گیا	تو خیالِ جاں خیال اُس کا ہوا
خاکِ درگاہت دلم را می فریفت	خاک بر فرقے کو ز خاکت می شگیفت
خاک در اکسیر ہے دل کے لئے	خاک اُس پر جو بچے اس خاک سے
گفتم از خویم پذیرد ایں ازو	ورنہ خود خندید بر من زشت رو
سوچا کر اچھا ہوں۔ کرے گا قبول	ورنہ مجھ پر خود ہنسیں گے بوالفضول
چارہ آں باشد کہ خود را بنگریم	در خورِ آئیم یا نا در خوریم
چاہئے ڈالیں نظر خود پر بہم	اُس کے لائق ہیں کہ نالائق ہیں ہم
او جمیلست و یُحِبُّ لِلْجَمَال	کے جوانِ نو گزیند پیرہ زال
وہ جمیل[1] اور ہے پسند اس کو جمال	کب جوانِ نو کو بھائے پیر زال
طَیِّبَات از بہرِ کہ لِلطَّیِّبِیْن	خوب خوبے را کند جذب از یقین
پاکیاں ہیں صرف پاکوں کے لئے	خوب جو ہو خوب کو وہ کھینچ لے
در ہر آں چیزے کہ تو ناظر شوی	می کند با جنس سیر اے معنوی
تو یہاں ڈالے گا جس شے پر نظر	میں اس کا ہو گا اپنی جنس پر
در جہاں ہر چیز چیزے جذب کرد	گرم گرمے را کشید و سرد سرد
جذب ہے ہر شے میں رکھا۔ دیکھ لو	کھینچے[2] گرم و سرد۔ گرم و سرد کو

[1] حدیث شریف میں آیا ہے "اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَّ یُحِبُّ الْجَمَال" بیشک اللہ جمیل ہے اور جمال پسند کرتا ہے ۔ [2] مرنے کے وقت گرم کو گرمی اور سرد کو سردی کھینچ لیتی ہے ۱۰

Marfat.com

قسم باطل باطلاں را می کشد	باقیاں را می کشند اہل رشد
جو[۱] ہے باطل۔ کھینچ لے باطل اُسے	باقیوں کو کھینچیں صاحب رشد کے
ناریاں مر ناریاں را جاذب اند	نوریاں مر نوریاں را طالب اند
کھینچتے ہیں نار کو ناری ضرور	اور طالب نور کے ہیں اہل نور
صاف را ہم صافیاں طالب شوند	دُردرا ہم تیرگاں جاذب بوند
صاف کے اہل صفا طالب ہوئے	تیرہ دل تلچھٹ کے ہیں جاذب ہوئے
زنگ را ہم زنگیاں باشند یار	رُوم را با رومیاں افتاد کار
زنگ کو ہے زنگیوں سے ارتباط	رُوم کو ہے رومیوں سے اختلاط
چشم چوں بستی ترا جاں کندنی ست	چشم را از نورِ روزن صبر نیست
ہاں کنی ہے بند رکھنا آنکھ کا	نورِ روزن سے ہو صبر آنکھوں کو کیا
چشم چوں بستی ترا تاسہ گرفت	نورِ چشم از نورِ روزن می شگفت
بند کی جب آنکھ تو گھبرا گیا	نورِ روزن سے ہے آنکھوں کی ضیا
تاسۂ تو جذبِ نورِ چشم بود	تا بہ پیوندد بنورِ روز زود
بے قراری ہر سبب نورِ چشم تھی	تاکہ ہو پیوند دن کی روشنی
چشمِ بازار تاسہ گیرد مر ترا	وآنکہ چشمِ دل بہ بستی برکشا
آنکھ کھلنے سے بھی گھبرائے جو تو	دل کی آنکھیں کھول دے اے خوبرو
اے تقاضائے دو چشمِ دل شناس	کوہمی جوید ضیائے بے قیاس
یہ تقاضا ہے کہ چشمِ دل شناس	ڈھونڈتی ہے اک ضیائے بے قیاس

[۱] باطل یعنی آب و خاک کو آب و خاک اور باقیوں یعنی روحوں کو اہلِ رشد (فرشتے) کھینچ لیتے ہیں ۔

Marfat.com

چوں فراق آں دو نورِ بے ثبات	تا سہ آوردت کشادی چشمہات
جلسے فانی روشنی کی آرزو	کھولتی ہے تیری آنکھیں مو بمو
بس فراق آں دو نورِ پائدار	تا سہ می آرد مرآں را پاس دار
ایں بسے ہی دوریِ نورِ پائدار	رکھتی ہے بے تاب تجھ کو اے نگار
او چو می خواند مرا من بنگرم	لائق جذبم و باید پیکرم
وہ بلاتا ہے تو میں ہوں دیکھتا	جذب کے لائق ہوں یا بالکل بُرا
گر لطیفے زشت را در پے کند	تسخرے باشد کہ او با وے کند
ہو جو بد صورت کے درپے اک لطیف	سب ہنسیں گے اس پہ اے مرِ ہنر
کہ ببینم نقش خود را اے عجب	تا چہ رنگم ہمچو روزم یا چو شب
نقش اپنے دیکھ لوں پہلے میں سب	مجھ میں رنگِ روز ہے یا رنگ شب
نقشِ جانِ خویش می جستم بسے	ہیچ می ننمود نقشم از کسے
نقش جاں کی میں نے کر لی جستجو	نقش کوئی بھی نہ دیکھا رو برو
گفتم آخر آئنہ از بہرِ چیست	تا ببیند ہر کسے کو چیست کیست
سوچا آخر آئنہ ہے کس لئے	تا کہ ہر شخص اپنی صورت دیکھ لے
آئنہ آہن برائے لوہناست	آئنہ سیمائے جاں سنگیں بہاست
آہنی آئینہ رنگوں کے لئے	آئنہ بس جاں کا ہے مانے
آئنہ جاں نیست الّا روئے یار	روئے آں یارے کہ باشد زآں دیار
جان کا آئینہ کیا ہے۔ روئے یار	یار وہ جس کا ہے مسکن وہ دیار
گفتم اے دل آئنہ کُل را بجو	رو بہ دریا کار برناید ز جُو
ڈھونڈ کُل کا آئنہ دل سے کہا	نہر سے دریا کا ہوگا کام کیا
زیں طلب بندہ بکوئے تو رسید	در دمریمؑ را بخرما بن کشید
بندہ پہنچا اس طرح تیرے قریں	جیسے مریمؑ نخلِ خرما کے قریں

سہ دیکھو صفحہ ۱۲ ؎

Marfat.com

دیدۂ تو چوں دلم را دیدہ شد	صد دلِ نادیدہ غرقِ دیدہ شد
تیری آنکھیں دل کی جب آنکھیں بنیں	دل کی سَو تصویریں آنکھوں میں ملیں
آئنہ کُلی ترا دیدم ابد	دیدم اندر چشمِ تو من نقشِ خود
میں نے دیکھا کُل کا آئینا تجھے	تجھ میں نقش اپنا نظر آیا مجھے
آئنہ کُلی برآوردم ز دُود	دیدم اندر آئنہ نقشِ تو بود
جب نکالا اس دھوئیں سے آئنا	آئنے میں صاف تیرا عکس تھا
گفتم آخر خویش را من یافتم	در دو چشمش راہِ روشن یافتم
عافیت اپنے کو میں نے پا لیا	صاف رستہ اُس کی آنکھوں میں مِلا
گفت وہم کاں خیالِ تست ہاں	ذاتِ خود را از خیالِ خود بداں
وہم بولا تجھ کو یہ کب ہے خیال	مختلف ہیں ذات اور تیرا خیال
نقشِ من از چشمِ تو آوازداد	کہ منم تو تو منی در اتحاد
بول میرا نقش تیری آنکھ سے	میں ہوں تُو اور تو ہے میں پہچان لے
اندریں چشمِ منیرِ بے زوال	از حقائق راہ کے یابد خیال
روشن ان آنکھوں میں جو ہیں بے زوال	راہ کب پائے حقیقت کی خیال
در دو چشمِ غیرِ من تو نقشِ خود	گر ببینی آں خیالے داں ورد
میری آنکھوں کے سوا اپنا جمال	گر تُو دیکھے جان اُسے ناقص خیال
آنکہ سُرمہ نیستی در می کشد	بادہ از تصویرِ شیطاں می چشد
نیستی کا گر کوئی سُرمہ لگائے	بادہ وہ تصویرِ شیطانی سے پائے
چشمِ او خانہ خیال ست و عدم	نیستہا را ہست بیند لاجرم
اُس کی آنکھیں گھر خیالوں کا ہیں یار	نیستی کو ہست کرتا ہے شمار

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۱) جب حضرت مریم علیہا السلام کو دردِ زہ ہوا۔ تو وہ درختِ خرما کے نیچے تشریف لے گئیں +

Marfat.com

چشمِ من چوں سرمہ دید از ذوالجلال	خانۂ ہستی ست نے خانہ خیال
میری آنکھوں میں ہے سرمہ ذوالجلال	گھر ہیں ہستی کا نہیں بیت الخیال
تا یکے مو باشد از تو پیشِ چشم	در خیالت گوہرے باشد چو شیم
بال کی گر آڑ ہو پیشِ نظر	شیم ہو تیرے خیالوں میں گھر
شیم را آنگہ شناسی از گہر	کز خیالِ خود کنی کلّی عبر
شیم اور گوہر کا سمجھے فرق تو	گر خیالوں سے رہا ہو مُو بمو
تا یکے مُو باشد از ہستی تو	در خیالت کم شود مستی تو
بال بھر بھی ہو جو ہستی کا خیال	ہوگی کم مستی تری اے خوش خصال!
یک حکایت بشنو اے گوہر شناس	تا بدانی تو عیاں را از قیاس
اِک حکایت سُن لے اے گوہر شناس!	تا عیاں کا کر سکے تو کچھ قیاس

حضرتِ عمرؓ اور ایک شخص

ماہِ روزہ گشت در عہدِ عمرؓ	بر سرِ کوہے دویدند آں نفر
آیا رمضاں، جب کہ تھا عہدِ عمر رضؓ	دیکھنے کو لوگ دوڑے کوہ پر
تا ہلالِ روزہ را گیرند فال	آں یکے گفت اے عمرؓ اینک ہلال
وہ ہلالِ روزہ کی لیتے تھے فال	ایک بولا، اے عمرؓ وہ ہے ہلال
چوں عمرؓ بر آسماں مہ را ندید	گفت کایں مہ از خیالِ تو دمید
آسماں پر جب نہ چاند آیا نظر	یہ خیالی چاند ہے۔ بولے عمرؓ
ورنہ من بینا ترم افلاک را	چوں نمی بینم ہلالِ پاک را
ہوں فلک کے دیکھنے میں باکمال	کیوں نہیں آتا نظر مجھ کو ہلال

لہ ایک قسم کا پتھر +

Marfat.com

گفت ترکن دست و برابرو بمال	آنگہاں تو بر نگر سوئے ہلال
بولے۔ تر کر ہاتھ۔ اور ابرو پہ مل	دیکھ پھر کر چاند آیا ہو نکل
چونکہ او تر کرد ابرو مہ ندید	گفت اے شہ نیست شد مہ ناپدید
تر گئے ابرو تو دیکھا کچھ نہ تھا	بولا، اے شہ چاند غائب ہو گیا
گفت آرے موئے ابرو شد گماں	سوئے تو افگند تیرے از کماں
بولے، وہ تھا موئے ابرو بے گماں	تیری جانب تیر پھینکا بے کماں
چوں یکے مو کژ شد از ابروئے او	شکل ماہِ نو نمود آں موئے او
بال اک ابرو کا جب ٹیڑھا ہوا	چاند اُس کو وہ نظر آنے لگا
موئے کژ چوں پردۂ گردوں شود	چوں ہمہ اجزات کژ شد چوں بود
ایک موئے کج ہو پردہ چرخ کا	تیرے سب اجزا جو کج ہوں پھر ہو کیا
چوں یکے مو کژ شد او را راہ زد	تا بدعوٰی لاف دید ماہ زد
بال جس دم ایک بھی ٹیڑھا ہوا	دعوی باطل تھا جھوٹے چاند کا
راست کن اجزات را از راستاں	سرکشی ایست ز آں آستاں
راستوں سے اپنے اجزا راست کر	راستوں کے آستاں پر رکھ دے سر
ہم ترازو را ترازو کاست کرد	ہے ترازو کی ترازو کھوٹ بھی
ہر کہ با نار استاں ہمسنگ شد	در کمی افتاد و عقلش دنگ شد
لڑ گیا: لائقوں کا جس کو رنگ	لڑ گیا وہ۔ ہو گئی عقل اُس کی دنگ
رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰىھُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا	خاک بر دلداری اغیار باش
جا "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ" ہو	چھوڑ دے دلداری اغیار کو

لہ قولہ تعالیٰ عزّ وجل:۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا (سورۂ فتح) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ اُن

Marfat.com

بر سرِ غیار چوں شمشیر باش	ہیں مکن روباہ بازی شیر باش
اُن کے سر پر صورتِ شمشیر رہ	لومڑی پننے سے حاصل؟ شیر رہ
تا ز غیرت از تو یاراں نگسلند	زانکہ آں خاراں عدوئے آں گلند
تا نہ چھوڑیں دوست غیرت سے تجھے	کیونکہ وہ کانٹے ہیں دشمن پھول کے
آتش اندر زن بگرگاں چوں سپند	زانکہ ایں گرگاں عدوئے یوسفند
بھیڑیوں میں اب لگا دے آگ تو	کیونکہ ہیں یہ گرگ یوسف کے عدو
جانِ بابا گویدت ابلیس ہیں	تا بدم بفریبدت دیو لعیں
جان بابا کر تجھے شیطاں کہے	چاہتا ہے دھوکا دنیا جہاں سے
این چنیں تلبیس با بابات کرد	آدمی را آں سیہ دل مات کرد
کر چکا ہے مکر تیرے باپ سے	آدمی قائل ہیں اُس کی مات کے
بر سرِ شطرنج چیست این غراب	تو مبیں بازی بہ چشمِ نیمخواب
ہے سرِ شطرنج پر کوّا یہ چست	تو نہ کر بازی پر اپنی آنکھ سست
زانکہ فرزیں بندہا داند بسے	کو بگیرد در گلویت چوں خسے
یاد فرزیں بند ہیں اُس کو ہزار	مثلِ خس اٹکے گلے میں نابکار
در گلو ماند خسِ او سالہا	چیست آں خس مہرِ جاہ و مالہا
مدتوں تنکا گلے میں پھر رہے	کیا ہے تنکا؟ شوقِ جاہ و مال کے
مالِ خس باشد چو ہست او بے ثبات	در گلویت مانع از آبِ حیات
مال کوڑا ہے کہ وہ ہے بے ثبات	ہے گلے میں مانعِ آبِ حیات

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۴) کے ساتھ ہیں۔ کفّار پر سختی کرنے والے ہیں اور اپنوں پر مہربانی۔ تو اُنہیں ہمیشہ رکوع و سجود میں دیکھتا ہے +

۵۱ حضرت آدم علیہ السلام +

۵۲ فرزین کا گھر بند کرنے کی چالیں +

Marfat.com

گر برد مالت عدوئے پُر فنے	رہزنے را بُردہ باشد رہزنے
دشمن پُر فن جو تیرا مال لے	تو سمجھ۔ رہزن کو لوٹا چور نے

سپیرا اور چور

دزدکے از مار گیرے مار بُرد	زاں بلہبی آں را غنیمت می شمرد
ایک سانپ اک دن چُرا یا چور نے	اور غنیمت بے حیا سمجھا اُسے
وار ہید آں مار گیر از زخم مار	مار کُشت آں دزد خود را زار زار
زخم سے اُس کے سپیرا بچ گیا	سانپ نے اُس چور کو بے جاں کیا
مار گیرش دید و پس بشناختش	گفت از جاں مار من پرداختش
وہ سپیرا بولا اُس کو دیکھ کے	جان لی ہے اس کی میرے سانپ نے
در دعا می خواستے جانم ازو	کش بیابم مار بستانم ازو
یہ دعائیں کر رہا تھا بے سکوں	پاؤں اُس کو اور اپنا سانپ لوں
شکر حق را کاں دعا مردود شد	من زیاں پنداشتم آں سود شد
شکر ہے۔ رد ہو گئی میری دُعا	میں جسے سمجھا زیاں وہ سُود تھا
بس دعا ہا کاں زیان است و ہلاک	وز کرم می نشنود یزدان پاک
جو دعا کرتی ہے نقصان و ہلاک	رحم سے سنتا نہیں یزداں پاک
مصلح است و مصلحت را داند او	کاں دعا را باز می گرداند او
وہ ہے مُصلح، جانتا ہے مصلحت	پھیر دیتا ہے دعا کی خاصیت
واں دعا گوینده شاکی می شود	می برد ظن بد و آں بد بود
شکوہ کرتا ہے، دعا گو پر ملا	ظن بد کرتا ہے اور یہ ہے خطا
می نداند کو بلائے خویش خواست	وز کرم حق آں بدو ناور درست
تھا بلا جُو۔ وہ نہیں یہ جانتا	اور نہ لایا راست رحمت سے خدا

Marfat.com

حضرت عیسیٰؑ اور اُن کا ہمراہی

گشت با عیسیٰؑ یکے ابلہ رفیق
استخواں ہا دید در گورِ عمیق

ساتھ تھا عیسیٰؑ کے اِک ناداں رفیق
ہڈیاں دیکھیں تہِ قبرِ عمیق

گفت اے ہمراہ نامِ آں سنی
کہ بداں تو مُردہ زندہ می کنی

بولا وہ اسمِ مبارک دو بتا
جس سے تم مُردوں کو دیتے ہو جلا

مر مرا آموز تا احساں کنم
استخواں ہا را بداں با جاں کنم

دو سکھا مجھ کو تو میں ممنون ہوں
جان مُردہ ہڈیوں میں ڈال دوں

گفت خامش کن کہ آں کارِ تو نیست
لائقِ انفاس و گفتارِ تو نیست

بولے چُپ رہ، یہ نہیں کچھ تیرا کام
تیری باتیں اس سے کمتر ہیں تمام

کاں نفس خواہد ز باراں پاک تر
وز فرشتہ در روش چالاک تر

چاہیئے اک نفس مینہ سے پاک تر
جو فرشتوں سے بھی ہو چالاک تر

عمرہا بایست تا دم پاک شد
تا امینِ مخزنِ افلاک شد

چاہیئے اک عمر جب دم پاک ہو
اور امینِ مخزنِ افلاک ہو

خود گرفتی ایں عصا در دستِ راست
دستِ ادستانِ موسیٰؑ از کجا ست

لے لیا تو نے عصا تو دہنہ باں
ہاتھ تیرا دستِ موسیٰؑ ہے کہاں

گفت اگر من نیستم اسرار خواں
ہم تو برخواں نام را بر استخواں

بولا گر مجھ پر نہیں اسرار عام
ہڈیوں پر آپ ہی پھونکیں وہ نام

گفت عیسیٰؑ یارب ایں اسرار چیست
میل ایں ابلہ دریں گفتار چیست

بولے عیسیٰؑ بھید ہے یارب یہ کیا؟
کیوں ہے اس ناداں کو شوق اس بات کا

چوں غمِ خود نیست ایں بیمار را
چوں غمِ جاں نیست ایں مردار را

غم نہیں اپنا کچھ اس بیمار کو
جان کی پروا نہیں مردار کو

Marfat.com

مُردۂ خود را رہا کرد است او
مُردۂ بیگانہ را جوید رفو

اپنے مُردے کی نہیں لیتا خبر
ہے توجہ مُردۂ بیگانہ پر

گفت حق ادبار اگر ادبار جُوست
خار روئیدن بجزائے کشتِ دوست

بولا حق۔ ادبار ہے ادبار جُو
خار کھیتی میں اُگیں گے مُو بمُو

آنکہ تخم خار کارد در جہاں
ہان و ہاں او را مجو در گلستاں

جو کانٹوں کا جو بوئیں دہر میں
گلستاں میں کوئی کیوں ڈھونڈے انہیں

گر گلے گیرد بکف ذار ے شود
ور سوئے یارے رود مارے شود

پھول اٹھائے اور بن جائے وہ خار
یار کی جانب چلے، مل جائے مار

کیمیائے زہر مار است آں شقی
برخلافِ کیمیائے متقی

وہ شقی ہے کیمیائے زہر مار
متقی کی کیمیا سے رستگار

ہیں کمن بر قول و فعلش اعتمید
کو ندارد میوۂ مانندِ بید

اعتماد اُس پر نہ کر زنہار ہاں
اُس میں میوہ بید کی صورت کہاں

ایک صوفی اور خادم

صوفیے می گشت در دورِ اُفق
تا شبے در خانقاہے شد قلق

ایک صوفی مرد سیّاحِ جہاں
رات کو تھا خانقہ میں میہماں

یک بہیمہ داشت در آخور ببست
او بصدرِ صفہ با یاراں نشست

تھان میں چوپائے کو وہ باندھ کر
دوستوں کی صف میں بیٹھا بے خطر

پس مراقب گشت با یارانِ خویش
دفترے باشد حضورِ یار پیش

وہ مراقب ہم نشینوں میں ہوا
اور قریب دوست کا دفتر کھلا

دفترِ صوفی سواد و حرف نیست
جز دل اسپید ہمچوں برف نیست

دفترِ صوفی ہے بے حرف و دواۃ
برف سی اُجلی ہے دل کی کائنات

Marfat.com

زادِ دانشمند آثارِ قلم	زادِ صوفی چیست انوارِ قدم
توشۂ عاقل ہیں یہ نقش و قلم	توشۂ صوفی ہیں انوارِ قدم
ہمچو صیادے سوئے اشکار شد	گامِ آہو دید و بر آثار شد
اک شکاری جس طرح بہرِ شکار	ہو ہرن کے نقشِ پا پہ رہ سوار
چند گامش گامِ آہو درخورست	بعد ازاں خود نافۂ آہو رہبرست
کچھ قدم چل کر ہرن کے نقش پر	نافۂ آہو ہو اُس کا رہبر
چونکہ شکر گام کرد و رہ برید	لاجرم زاں گام در کامے رسید
شکر کرے کے راستہ وہ طے کرے	گام اُس کے کام کو ترتیب دے
رفتنِ یک منزلے بر بوئے ناف	بہتر از صد منزلِ گام و طواف
ایک منزل جانا بوئے ناف پر	ہے ہزاروں منزلوں سے خوبتر
سیرِ زاہد ہر دمے تا پیشگاہ	سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ
سیرِ زاہد پیش گہ تک بعدِ ماہ	سیرِ عارف ہر گھڑی تا تختِ شاہ
آں ولے کو مطلع مہتابہاست	بہرِ عارف فُتِّحَتْ اَبْوَابہاست
ایسا دل جو مطلعِ مہتاب ہے	بہرِ عارف "فُتِّحَتْ اَبْوَابُہَا"[1] ہے
با تو دیوارست با ایشاں درست	با تو سنگ و با عزیزاں گوہرست
جو تری دیوار ہے اُن کا ہے در	جو تجھے پتھر ہے، اُن کو ہے گہر
آنچہ تو در آئنہ بینی عیاں	پیر اندر خشت بیند بیش ازاں
جو تو آئینے میں دیکھے برملا	پیر دیکھے اینٹ میں اُس سے سوا
پیر ایشاں نند کایں عالم نبود	جانِ ایشاں بود در دریائے جود
تھی نہ دنیا اور وہ تھے بُود میں	جان تھی پیروں کی بحرِ جُود میں

[1] قولہ تعالیٰ: حَتّٰی اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِّحَتْ اَبْوَابُہَا (زمر) یعنی جس وقت تک مومن جانبِ بہشت آئیں اور اُن پر بہشت کے دروازے کھولے جائیں +

Marfat.com

پیش ازیں تن عمرہا بگذاشتند
جسم سے پہلے بھی دیں عمریں گذار
پیشتر از کشت بر برداشتند
کھیتی سے پہلے ہوئے وہ بیوہ خوار

پیشتر از نقش جاں پذرفتہ اند
نقش سے پہلے ملی ہے اُن کو جان
پیشتر از بحر دُرہا سُفتہ اند
بحر سے پہلے ملی موتی کی کان

ایجادِ خلق میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ

مشورت می رفت در ایجادِ خلق
جاں شاں در بحرِ قدرت تا بحلق
مشورے میں جب کہ تھی ایجادِ خلق
وہ تھے غرقِ بحرِ قدرت تا بہ حلق

چوں ملائک مانعِ آں می شدند
بر ملائک خفیہ ضنک می زدند
جب فرشتے مانعِ تخلیق تھے
ان پہ وہ نالی بجاتے تھے کھرے

مطلع بر نقش ہر کہ ہست شد
پیش ازاں کیں نقشِ کل پایست شد
مطلع تھے اس سے جو پیدا ہوا
اس سے پہلے جب کہ نقشِ کل بنا

پیشتر ز افلاک کیواں دیدہ اند
پیشتر ز دانہا ناں دیدہ اند
دیکھا کیواں[1] چرخ سے پہلے عیاں
پیشتر دانوں سے دیکھیں روٹیاں

بے دماغ و دل پُر از فکرت شدند
بے سیاہ و جنگ بر نصرت زدند
بے دماغ و دل تھی پُر از خیال
بے سیاہ و جنگ نصرت تھی کمال

آں عیاں نسبت بایشاں فکرتست
ورنہ خود نسبت بدوراں رویت است
نسبتِ تخییل تھی اُن کے لئے
ورنہ رُویت کو ہے نسبت دُور سے

فکرت از ماضی و مستقبل بود
چوں ازیں دُو رست مشکل حل شود
ہے غمِ ماضی و مستقبل تجھے
چھوڑ دونوں کو، تو آسانی ملے

دیدہ چوں بے کیف ہر با کیف را
دیدہ پیش از کاں صحیح و زیف را
دیکھا ہے بے کیف ہر با کیف کو
کان سے پہلے بھی کھرا سونا۔ سنو

[1] یعنی پیر +

Marfat.com

پیشتر از خلقتِ انگورہا	خوردہ مے ہا و نمودہ شورہا
خلقتِ انگور سے بھی پیشتر	پی چکے ہے اور پھر کیا ہے شور و شر
در تموزِ گرم می بینند دے	در شعاعِ شمس می بینند مے
گرمیوں میں سرد باں دیکھی گئیں	سائے تھے سورج کی کرنوں میں یہیں
در دلِ انگور مے را دیدہ اند	در فنائے محض شے را دیدہ اند
دیکھی ہے انگور کے سینے میں مے	اور فنائے محض میں دیکھی ہے شے
آسماں در دورِ ایشاں جرعہ نوش	آفتاب از جودِ شاں زر بفت پوش
آسماں اُس دور میں تھا جرعہ نوش	جود سے سورج ہوا زر بفت پوش
چوں ازیشاں مجتمع بینی دو بار	ہم یکے باشند و ہم سی صد ہزار
جمع تو دیکھے جو اُن میں سے دو بار	ایک ہو کر بھی وہ ہیں سی صد[1] ہزار
بر شمارِ موجہا اعدادِ شاں	در عدد آوردہ باشد با وشاں
موجوں پر اعداد ان کے کر شمار	کر سکے شاید ہوا بہتر شمار
مفترق شد آفتاب جانہا	در درونِ روزنِ ابدانہا
آفتاب جاں ہوا جس دم جدا	جلوہ گر جسموں کے روزن میں ہوا
چوں نظر بر قرصِ ارمی خود یکیست	آنکہ شد محجوبِ ابدان در شکیست
ایک ہے گر قرص پر ڈالے نظر	شک میں محجوب بدن ہے سر بسر
تفرقہ در روحِ حیوانی بود	نفسِ واحد روحِ انسانی بود
فرق تھا تو روحِ حیوانی میں تھا	نفسِ واحد روحِ انسانی میں تھا
گفت حق[2] رُشَّ عَلَیْہِمْ نُوْرَہٗ	مفترق ہرگز نگردد نورِ او
نور بھیجا خدا نے خلق پر	پھر جدا ہو نور کیونکر اے پسر!

[1] تیس لاکھ +

[2] حدیث نبوی صلعم :- اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْخَلْقَ فِیْ ظُلْمَۃٍ فَرَشَّ عَلَیْہِمْ مِنْ

Marfat.com

روح انسانی کنفسِ واحد است	روح حیوانی سفالِ جامد است
رُوحِ انساں نفسِ واحد کی طرح	رُوحِ حیواں خشتِ جامد کی طرح
عقلِ جزداز رمزِ ایں آگاہ نیست	واقفِ ایں سرِ بجز اللہ نیست
عقلِ جزوی اس سے کب آگاہ ہے	راز سے واقف فقط اللہ ہے
عقل را خود با چنیں سودا چہ کار	کرّ مادرزاد با سرنا چہ کار
عقل کو ہے کام اس سودا سے کیا	بہرے مادرزاد کو سرنا سے کیا
یک زماں بگذار اے ہمرہ ملال	تا بگویم وصفِ حالے زآں جمال
ایک لحظہ چھوڑ اے ساتھی ملال	تا کہوں میں تجھ سے کچھ وصفِ جمال
در بیاں ناید جمالِ حالِ او	ہر دو عالم چیست عکسِ خالِ او
ہو بیاں کیونکر جمالِ حال کا	دو جہاں ہیں عکس اُس کے خال کا
چونکہ من از خالِ خوبش دم زنم	نطق می خواہد کہ بشگافد تنم
ہُوں جو اُس کے خال سے صرفِ سخن	چیرتا ہے نطق پھر میرا بدن
ہمچو موئے اندریں خرمن خفتم	تا فزوں از خویش باری می کشتم
خوشہ ہوں مثلِ مور خرمن میں فتا	بوجھ اٹھاتا ہوں میں طاقت سے سوا
کے گذارد آنکہ رشکِ روشنی ست	تا بگویم آنچہ فرض و گفتنی ست
کب وہ چھوڑے جو ہے رشکِ روشنی	تا کہوں جو فرض ہے اور گفتنی

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۱) نُوْرِہٖ فَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذَالِکَ النُّوْرِ فَقَدِ اهْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاءَ فَقَدْ ضَلَّ - خدا نے مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا، پھر اُن پر اپنے نور کی بارش کی۔ جس پر چھینٹے پڑے اُس نے ہدایت پائی اور جو محروم رہا۔ گمراہ ہوا ۔

لہ قرنا کی طرح کا ایک باجا +

60402

Marfat.com

حکایت کی معنوی تقریر کا خاتمہ

بحر کف پیش آرد و سدّے کند
جز کند و ز بعد جزمدّے کند

بحر بھی جھاگوں کو کر دیتا ہے سدّ
جزر دے کر پھر اُسے دیتا ہے مَد

ایں زماں بشنو چہ مانع شد مگر
مستمع را رفت دل جائے دگر

سُن یہاں کیا شے ہوئی مانع مگر
سننے والے کا ہے رُخ سوئے دگر

خاطرش شد سوئے صوفی فنق
اندر آں سودا فرو شد تا عنق

صوفی مہماں کا ہے اس کو خیال
اور وہ اس فکر میں ہے غرقِ حال

لازم آمد باز رفتن زیں مقال
سوئے آں افسانہ بہر وصف حال

لوٹنا اس بات سے ہے لازمی
بہرِ وصفِ حال سوئے قصہ ہی

صوفی صورت پندارے عزیز
ہمچو طفلاں تا کے از جوز و مویز

ظاہری صوفی نہ جان اب اے عزیز
مثلِ طفلاں تا کجا جوز[1] و مویز[2]

جسمِ ما جوز و مویز ست اے پسر
گر تو مردی زیں دو چیز اندر گذر

اے پسر یہ جسم ہے جوز و مویز
مرد ہے تو چھوڑ دے ہر ایک چیز

ور تو اندر بگذری اکرام حق
بگذراند مر ترا از نہ طبق

چھوڑ دے تو ان کو تو فضلِ کردگار
نو طبق سے بھی تجھے کر دے گا پار

صوفی اور خادم کا قصّہ

بشنو اکنوں صورتِ افسانہ را
لیک ہیں از گہ جُدا کن دانہ را

صورتِ افسانہ اب تو سُن ذرا
گھاس سے دانے کو لیکن کر جُدا

[1] دیوار + [2] اخروٹ + [3] بڑا انگور۔ (کب تک جوز و مویز سے کھیلیگا اور تن پروری کریگا) +

Marfat.com

حلقۂ آں صوفیانِ مستفید	چونکہ در وجد و طرب آخر رسید
صوفیوں کا حلقۂ سود و وفا	ختم جب وجد و خوشی سے ہو گیا
خواں بیاوردند بہرِ میہماں	از بہیمہ یاد آوردآں زماں
ایک خوان آیا برائے میہماں	جانور یاد آیا اُس کو بے گماں
گفت خادم را کہ در آخر برو	راست کن بہرِ بہیمہ کاہ و جَو
بولا خادم سے طویلے میں تو جا	گھاس جَو اس جانور کو دے کے آ
گفت لاحول این چہ افزوں گفتن است	از قدیم ایں کارہا کارِ من است
بولا خادم، کیا ہے لاحَولَ وَلَا!	یہ تو اک مدت سے میرا کام تھا
گفت ترکن آں خورش را از نخست	کاں خرک پیر ست و دندانہاش سست
بولا صوفی، دانے کو کر لے درست	خر ہے بوڑھا اور اس کے دانت سست
گفت لاحول این چہ می گوئی مہا	از من آموزند ایں ترتیبہا
بولا خادم! واہ لاحَولَ وَلَا	خود سکھا دیتا ہوں میں یہ قاعدا
گفت پالانش فرو نہ پیش پیش	دار دُمبل نہ بر پشتِ ریش
بولا صوفی، اُس کا پالاں لے اُتار	پشت کے زخموں پہ رکھ دے نیم یار
گفت لاحول آخر اے حکمت گذار	جنسِ تو مہمانم آید صد ہزار
بولا، لاحَولَ وَلَا اے ذی وقار	آ چکے ہیں ایسے مہماں سَو ہزار
جملہ راضی رفتہ انداز پیشِ ما	ہست مہماں جانِ ما و خویشِ ما
خوش گئے سب جس قدر مہمان تھے	وہ ہمارے خویش تھے اور جان تھے
گفت آبش دہ ولیکن شیر گرم	گفت لاحول از تو ام بگرفت شرم
بولا صوفی، دینا پانی شیر گرم	بولا لاحَولَ اب مجھے آتی ہے شرم
گفت اندر جو تو کمتر کاہ کن	گفت لاحَول ایں سخن کوتاہ کن
بولا صوفی، جو ہوں کمتر گھاس میں	بولا لاحَولَ، آپ کیوں ایسا کہیں

Marfat.com

گفت جانش را بُرُب از سنگ و پشک
در بود تر ریز بر شے خاکِ خشک

بولا وہ کوڑے سے کر صاف اُس کا تھان
ہو جو تر، تو ڈال مٹی مہربان

گفت لاحول اے پدر لاحول کن
بارسولِ اہل کمتر گو سخن

بولا خادم آہ لاحَولَ وَلَا
میں ہوں قابل مجھ سے یہ کہتے ہو کیا

گفت بستاں شانہ پشت خر بخار
گفت لاحول اے پدر شرمے بدار

بولا لے کر اچھ پُشت خر کھجا
بولا لاحول اے پدر، شرما ذرا

گفت دُم افشار را کوتہ ببند
تا ز غلطیدن نیفتد او بہ بند

بولا دُمچی اُس کی، ڈھیلی باندھنا
لوٹنے میں تا نہ ہو زحمت سوا

گفت لاحول اے پدر چندیں منال
بہرِ خر چندیں مرو اندر جوال

بولا لاحَول اے پدر زاری نہ کر
گون میں پھنستا ہے تو کیوں بہرِ خر

گفت بر پشتش فگن جُل زود تر
زانکہ شب سرماست اے کانِ ہنر

بولا اُس کی پیٹھ پر دے جھول ڈال
کیونکہ ہے سردی کی رات اے نیک فال

گفت لاحول اے پدر چندیں مگو
استخواں در شیر نبود تو مجو

بولا لاحَول اے پدر اتنا نہ کہہ
ہڈیاں ہیں شیر میں کب، چپ بھی رہ

من ز تو استاترم در فنِ خود
میہماں آید مرا از نیک و بد

واقف فن ہوں میں تجھ سے سوا
آتا ہے مہماں یہاں اچھا بُرا

لائق ہر میہماں خدمت کنم
من ز خدمت چوں گل و چوں سوسنم

جیسا مہماں کام ویسے ہیں مرے
میں گل و سوسن ہوں اِن خدمات سے

خادم ایں گفت و میاں بر بست چست
گفت رفتم کاہ و جَو آرم نخست

یہ کہا خادم نے اور باندھی کمر
گھاس جَو لینے چلا وہ بے خطر

رفت و از آں خر نکرد او ہیچ یاد
خوابِ خرگوشے بداں صوفی فتاد

وہ گیا، بھولا مگر خر کا خیال
خوابِ خرگوشی سے صوفی کھا نڈھال

Marfat.com

رفت خادم جانب او باش چند
پہنچا خادم مجمع او باش میں

کرد بر اندر زِ صوفی ریشخند
حال ہنس ہنس کر سنایا سب انہیں

صوفی از رد ماندہ بود و شب دراز
خوابہا می دید با چشمِ فراز

ہمتی تھا صوفی کو، اور شب تھی دراز
دیکھتا تھا خواب با چشمِ فراز

کاں خرش در چنگِ گرگے ماندہ بود
پارہا از پشت و رانش می ربود

یعنی خر کو لے گیا ہے بھیڑیا
ٹکڑے ٹکڑے پشت و راں کو کر دیا

گفت لاحول این چہ حالیخولیاست
اے عجب آں خادمِ مشفق کجاست

بولا وہ لاحول یہ کیا ہے جنوں
خادمِ مشفق کہاں ہے، کیا کروں

باز می دید آں خرش در راہرو
گہ بچاہے می فتاد و گہ بہ گو

پھر یہ دیکھا راہ میں خر ہے وہی
چاہ میں گرتا ہے غاروں میں کبھی

گوناگوں می دید ناخوش واقعہ
فاتحہ می خواند با القارعہ[1]

دیکھتا تھا وہ یہ ناخوش واقعہ
فاتحہ پڑھتا تھا اور القارعہ

گفت چارہ چیست یاراں خستہ اند
رفتہ اند و جملہ ہا در بستہ اند

کہتا تھا سب دوست خستہ ہو گئے
بند دروازے بھی سارے کر دئے

باز می گفت اے عجب آں خادمک[2]
نے کہ با ما گشت ہم نان و نمک

پھر کہا۔ ہیں! وہ کہاں ہے خادمک
جس نے کھایا ساتھ ہی نان و نمک

من نکردم با وے الا لطف و لیں
او چرا با من کند برعکس کیں

میں نے اس کے ساتھ کیا نرمی نہ کی؟
اس نے الٹی مجھ سے کیوں کی دشمنی

[1] ایک سورۃ کا نام ہے *
[2] خادمک میں کاف تصغیر و تحقیر کا ہے۔ یعنی ذلیل یا اوچھا خادم *

Marfat.com

ہر عداوت را سبب باید سند	ورنہ جنسیت وفا تلقیں کند
ہر عداوت کا سبب ہے بر ملا	ورنہ جنسیت سکھاتی ہے وفا
باز می گفت آدم با لطف و جود	کے بر آں ابلیس حوے کردہ بود
کہتا تھا آدمؑ نے لطف و جود سے	یوں ستم ابلیس پر کب تھے کئے
آدمی مر مار و کژدم را چہ کرد	کہ ہمی خواہند او را مرگ و درد
سانپ بچھو سے کیا انسان نے کیا	ہو گئے باعث جو درد و موت کا
گرگ را خود خاصیت بدریدن است	کاین حسد در خلق آخر روشن است
پھاڑنے کی خاصیت ہے گرگ میں	خلق پر روشن ہیں اُس کی کاوشیں
باز می گفت این گمان بد خطاست	بر برادر این چنیں ظنم چراست
پھر یہ کہتا تھا گمانی ہے فضول	بھائی پر یہ بد گمانی ہے فضول
باز گفتے حزم سوء الظن تست	ہر کہ بدظن نیست کے ماند درست
پھر یہ کہتا حزم سوئے ظن میں ہے	جو نہ ہو بدظن وہ خود الجھن میں ہے
صوفی اندر وسوسہ آں خر چناں	کہ چناں باد اجزائے دشمناں
صوفی اس وسواس میں تھا اور خر	دشمنوں کی طرح تھا صرف خطر
آں خر مسکیں میان خاک و سنگ	کژ شدہ پالاں دریدہ پا لہنگ
تھا خر مسکیں میان خاک و سنگ	کج تھا پالاں اور دریدہ پا لہنگ[۲]
کشتۂ رہ جملۂ شب بے علف	گاہ در جاں کندن و گہ در تلف
راستے کا خستہ اور بے گھاس تھا	جاں کنی میں اور ہلاکت میں گھرا

[۱] حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "الحزم سوء الظن" یعنی ہوشیاری اور دُور اندیشی بدگمانی ہے ۔

[۲] پاگ ڈور - وہ رسّی جو لگام میں باندھی جاتی ہے ۔

Marfat.com

آخر ہمہ شب ذکر گویاں کائے الٰہ	جو رہا کردم کم از یک مشت کاہ
رات بھر وہ خر تھا اور ذکر الٰہ	جو تو چھوڑے، اب نہیں مشت[1] گیاہ
بازبان حال می گفت اے شیوخ	رحمتے کر سوختم زیں خام شوخ
کہتا تھا اے شیخ رحمت چاہیئے	خادم گستاخ نے مارا مجھے
آنچہ آں خر دید از رنج و عذاب	مُرغ خاکی بیند اندر سیل آب
اس طرح اُس خر کو تھا رنج و عذاب	مُرغِ خاکی جیسے اور طوفانِ آب
بس بہلو گشت آں شب تا سحر	آں خرِ بیچارہ از جوع البقر
رات بھر تڑپا کیا وہ تا سحر	بھوک سے مجبور تھا بے چارہ خر
نالہ می کرد از فراق کاہ و جو	مستمند از اشتیاقِ کاہ و جو
ہاں کسل تھا گھاس دانے کا فراق	گھاس دانے کا تھا اُس کو اشتیاق
ہمچنیں در محنت و درد و سوز	نالہا می کرد از شب تا بروز
دل میں تھی سوز اور محنت کی کھٹک	شام سے چلاّیا مسکیں صبح تک
روز شد خادم بیامد با مداد	زد دو پالاں حبت بر پشتش نہاد
خادم آیا جب ہوا وقتِ سحر	رکھ دیا پالان اُس کی پیٹھ پر
خر فروشانہ دوسہ زخمش بزد	کرد با خر آنچہ با سگ می سزد
خر فروشانہ لگائے زخم چند	مثلِ کتے کے ہوا خر دردمند
خر جہندہ گشت از تیزیِ نیش	کو زباں تا خر بگوید حالِ خویش
زخم کی تیزی سے اُچھلا وہ گدھا بے زباں تھا کہتا اپنا حال کیا!	

[1] ایک مُٹھی گھاس + ۵۲ یعنی اس طرح اُس گدھے کو زخمی کر دیا۔ جس طرح خر فروش گدھا فروخت کرنے کے وقت گدھے کے لاتیں مار کر اُسے تیز و تند ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں +

Marfat.com

اہلِ قافلہ کا گدھے کو بیمار سمجھنا

چونکہ صوفی برنشست و شد رواں
رُد در افتادن گرفت آں ہر زماں

صوفی جب اُس خر پہ بیٹھا اور چلا
وہ گدھا ہر ہر قدم گرنے لگا

ہر زمانش خلق بر می داشتند
جملہ رنجورش ہمی پنداشتند

دم بدم کچھ لوگ اُٹھاتے تھے اُسے
سب اُسے بیمار تھے سمجھے ہوئے

آں یکے گوشش ہمی پیچید سخت
واں دگر در زیر گامش جست لخت

ایک اُس کے کان کو تھا اینٹھتا
دوسرا لوٹا ہوا سُم دیکھتا

واں دگر در نعل او می جست سنگ
واں دگر در چشم او می دید رنگ

ڈھونڈتا تھا نعل میں ایک اُس کے سنگ
دیکھتا تھا دوسرا آنکھوں کا رنگ

باز میگفتند اے شیخ این زچیست
وے ہمی گفتے کہ شکر این خر تویست

پوچھتے تھے، شیخ یہ ہے حال کیا
کہتا۔ اچھا ہے گدھا شکر خدا

گفت آں خر کو بشب لاحول خورد
جز بدیں شیوہ نتاند راہ برد

بولا ہے لاحول کھائی رات بھر
اس لیئے چلنا ہوا دشوار تر

چونکہ قوت خر بشب لاحول بود
شب مسبح بود و روز اندر سجود

رات کو لاحول تھی خر کی غذا
اس لیئے دن کو ہے سجدے کر رہا

چوں ندارد کس غمِ تو ممتحن
خویش کارِ خویش باید ساختن

جب نہیں کوئی بھی تیرا غم گسار
خود ہی اپنا کام کر اے ہوشیار

آدمی خوارند اغلب مردماں
از سلام علیک شاں کم جو اماں

ہیں بہت سے مرد آدم خوار ہاں
ان کے ملنے سے نہ ڈھونڈ اک دم اماں

خانۂ دیوست دلہائے ہمہ
کم پذیر از دیو مردم دمدمہ

سب کے دل مسکن بنے ہیں دیو کے
دھوکا تو ہرگز نہ کھا ابلیس سے

Marfat.com

از دمِ دیو آنکہ اولاحول خورد	ہمچو آں خر در سرآید در نبرد
کھائی ہے لاحول جس نے دیو کی	صورتِ خر وہ اٹھائے ابتری
ہر کہ در دُنیا خورد تلبیسِ دیو	وز عدوّے دست رو تعظیم و ریو
مکرِ شیطاں میں جو دنیا میں پھنسا	بار یا دشمن سے مکروں میں رہا
در رہِ اسلام و بر پولِ صراط	سرور آید ہمچو آں خر از خباط
ہو رہِ اسلام یا ہو پُلصراط	وہ گرے گا مثلِ خر کھا کر خباط
عشوہ ہائے یارِ بد مینوش ہیں	دام ہیں ایمن مرو تو در زمیں
سُن نہ عشوے یارِ بد کے خوشخصال	چل نہ بے پر و ازمیں پر دیکھ جال
صد ہزار ابلیس لاحول آر ہیں	آدما ابلیس را در مار ہیں
دیکھ لاکھ ابلیس ہیں لاحول خواں	آدمی ! رکھ مار و شیطاں کا تو دھیاں
دم دہد گوید ترا اے جانِ دوست	تا چو قصّابے کشد از دوست پوست
دے کے دم کہتا ہے تجھ سے جانِ دوست	تا قصائی کی طرح لے کھینچ پوست
دم دہد تا پوستت بیروں کشد	وائے آں کز دشمناں افیوں چشد
دے کے دم وہ کھال کھینچے اے حکیم	وائے وہ دشمن سے جو کھائے افیم
سر نہد بر پائے تو قصّاب وار	دم دہد تا خونت ریزد زار زار
جوں قصائی پاؤں پر رکھ دے گا سر	دے کے دم تا خون کر دے بے خطر
ہمچو شیرے صید خود را خویش کن	ترکِ عشوہ اجنبی و خویش کن
کر مثالِ شیر آپ اپنا شکار	اپنے بیگانے کا دھوکا چھوڑ یار
ہمچو خادم داں مراعاتِ خساں	بیکسی بہتر ز عشوہ ناکساں
مثل خادم کے کمینوں کو تو جان	بیکسی کو بہتر اُس عشوے سے مان

لہ لغزش سے قدم اُٹھانا ۔ ۲ یعنی اُس خادم کی مانند جس کا ذکر ابھی اوپر ہوا ۔ جو بات بات میں لاحول دل کہتا تھا مگر کرتا کچھ بھی نہ تھا ۔

Marfat.com

در زمینِ مردماں خانہ مکن	کارِ خود کن کارِ بیگانہ مکن
گھر نہ اوروں کی زمینوں پر بنا	کام اپنا کر، نہ کر بیگانوں کا
کیست بیگانہ تنِ خاکیِّ تو	کز برائے اوست غمناکیِّ تو
کون بیگانہ، تنِ خاکی ترا	جس کی خاطر تو ہے غمناک اے فتا
تا نو تن را چرب شیریں می دہی	جوہرِ جاں را نہ بینی فربہی
تن کو جب تک چرب شیریں ملی	جوہرِ جاں کو نہ ہو گی فربہی
گر میانِ مشک تن را جا شود	روزِ مُردن گند او پیدا شود
مشک میں بھی گر جگہ ہو جسم کی	مرتے دم پھیلے گی اُس سے گندگی
مشک را بر تن مزن بر دل بمال	مشک چہ بود نامِ پاکِ ذوالجلال
مشک کو تن پر نہ مل تو دل پہ مل	مشک کیا نامِ خدائے عزّ و جل
آں منافق مشک بر تن می نہد	روح را در قعرِ گلخن می نہد
مشک کہتا ہے منافق جسم پر	رُوح کو رکھتا ہے گلخن میں مگر
بر زباں نامِ حق و بر جانِ او	گند ہا از کفرِ بے ایمانِ او
حق زباں پر، جان پر چھائی ہوئی	کفر بے ایمانیوں کی گندگی
ذکرِ باو ہمچو سبزہ گلخن است	بر سرِ مبزہ گل است و سوسن است
سبزۂ گلخن ہے ذکرِ بوالفضول	جیسے گھورے پر ہو سوسن اور پھول
آں نباتِ آنجا یقیں عاریّت است	جائے آں گل مجلسِ اہلِ عشرت است
سوسنِ اُس جا ہے یقیناً عارضی	ہے جگہ پھولوں کی مجلس عیش کی
طیبات آمد بسوئے طیبیں	مر خبیثیں را خبیثات است ہیں
دیکھ ربطِ طیبات[1] و طیبیں ؛؛؛	اور خبیثین[2] و خبیثات اے متیں!

[1] پاکیزہ مرد اور پاکیزہ عورتیں [2] بُرے مرد اور بُری عورتیں ؛

Marfat.com

کیں مدار آنہا کہ از کیں گمرہند
گورِ شاں پہلوئے کیں داراں نہند

رکھ نہ کینہ جو ہیں کینے سے تباہ
قبر ان کی نزدِ اہلِ کیں ہے آہ

اصلِ کینہ دوزخست و کینِ تو
جزوِ آں کُل است و خصمِ دینِ تو

اصل کینہ نار، اور کینہ ترا
جزو ہے اُس کُل کا۔ دشمن دین کا

چوں تو جزوِ دوزخی ہاں گوشدار
جزو سوئے کُلّ خود گیرد قرار

جزوِ دوزخ تو جو ہے تو ہو شیار!
جزو کُل میں جا کے لیتا ہے قرار

ور تو جزوِ جنتی اے نامدار
عیشِ تو باشد چو جنت پائدار

اور جو تو ہے جزوِ جنت نامدار!
عیش ہو گا مثلِ جنت پائدار

تلخ با تلخاں یقیں ملحق شود
کے دمِ باطل قرینِ حق شود

تلخ تلخوں سے ملے گا بالیقیں
کب دمِ باطل خدا سے ہو قریں

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ
ما بقیٰ تو استخوان و ریشۂ

سُن لے بھائی تو فقط اندیشہ ہے
اور باقی استخوان و ریشہ ہے

گر گل است اندیشۂ تو گلشنی
ور بود خارے تو ہیمہ گلکنی

گل جو اندیشے میں ہے گلشن ہے تو
تنکے اور کانٹے سے اک گلخن ہے تو

گر گلابی بر سر و جیبت زنند
ور تو چوں بوئی برونت افگنند

چھڑکیں جیب و سر پہ۔ گر تو ہے گلاب
پھینک دینگے تو جو ہے بوئے خراب

طبلہا در پیشِ عطاراں ببیں
جنس را با جنسِ خود کردہ قریں[1]

دیکھ عطاروں کے ڈبے کر یقیں
جنس کو ہم جنس کے رکھتیں قریں

تو رہائی جو ز ناجنساں بہ جد
صحبتِ ناجنس گورست و لحد

سعی کر ناجنس سے ہو جا جُدا
صحبتِ ناجنس ہے قبرِ اے فتا!

[1] نزدیک۔ ساتھ۔ ہ اِہ ۔

Marfat.com

جنسہا با جنسہا آمیختہ	زیں تجانس زیرکے انگیختہ
جنس کو ہے جنس سے پیوستگی	میل سے ہے اُن کی زینت بڑھ گئی
گرد رآمیزند عود و شکرش	برگزیند یک یک از ہمدیگرش
عود میں کوئی ملا دے گر شکر	امتیاز آپس میں ہو گا سر بسر
طبلہا بشکست و جانہا ریختند	نیک و بد با ہمد گر آمیختند
ڈبے ٹوٹے اور جانیں گر پڑیں	نیک و بد چیزیں سب آپس میں ملیں
حق فرستاد انبیاؑ را بہر ایں	تا جدا گردد زایشاں کفر و دیں
حق نے بھیجا انبیاؑ کو اس لئے	کفر اور دیں تا علیحدہ ہو سکے
حق فرستاد انبیاؑ را با ورق	تا گزیدایں دانہا را بر طبق
انبیاؑ کو حق نے بھیجا با ورق[1]	دانوں کو رکھا انہوں نے در طبق
مومن و کافر مسلمان و جہود	پیش از ایشاں جملہ یکساں می نمود
مومن و کافر مسلمان و یہود	قبل ان کے ایک تھی سب کی نمود
پیش از ایشاں ما ہمہ یکساں بدیم	کس ندانستے کہ ما نیک و بدیم
اُن سے پہلے پہلے ہم سب ایک تھے	نیک و بد کو کچھ نہ تھے پہچانتے
بود نقد و قلب در عالم رواں	چوں جہاں شب بود و ما چوں شب رواں
تھا رواں دنیا میں سب کھوٹا کھرا	ہم تھے شب رَو اور زمانہ رات تھا
تا برآمد آفتاب انبیاؑ	گفت اے غش دُور شو صافی بیا
نکلا جس دم آفتاب انبیاؑ	بولا دُور اے گرد، اے صافی تو آ
چشم داند فرق کردن رنگ را	چشم داند لعل را و سنگ را
آنکھ بہتر جانتی ہے فرق رنگ	جانتی ہے امتیازِ لعل و سنگ

[1] یعنی آسمانی کتاب دے کر ۔

Marfat.com

چشم داند گوہر و خاشاک را	چشم رازاں می خلد خاشاک ہا
جانتی ہے گوہر اور خاشاک کو	کیوں خلش خاشاک سے اس میں نہ ہو
دشمن روز ند ایں قلّا بگاں	عاشقِ روز اند ایں زرہائے کاں
دن کے دشمن ہیں یہ کھوٹے بیگماں	دن کے عاشق ہیں یہ سب زرہائے کاں[1]
زانکہ روز ست آئنہ تعریفِ او	تا بہ بیند اشرفی تشریفِ او
کیونکہ دن ہے آئنہ تعریف کا	ہوتی ہے ہر اشرفی صورت نما
حق قیامت را لقب زاں روز کرد	روز بنماید جمالِ سُرخ وزرد
حق نے دن میں یوں قیامت کی بپا	دن میں نظارہ ہے سُرخ وزرد کا
پس حقیقت روز سرِّ اولیاست	روز پیشِ ماہ شاں چوں سایہ ہاست
فی الحقیقت دن ہے راز اولیا[2]	دن ہے اُن کے مہ کے آگے سایہ سا
عکسِ رازِ مردِ حق دانید روز	عکسِ ستّاریش شامِ چشم دوز
عکس راز مرد حق کا ہے یہ روز	عکسِ ستّاری ہے شامِ چشم دوز
زاں سبب فرمود یزداں والضحیٰ	والضحیٰ نورِ ضمیرِ مصطفیٰ[3]
اس لئے ارشادِ حق ہے والضحیٰ[2]	والضحیٰ نورِ ضمیرِ مصطفیٰ[3]
قولِ دیگر کایں ضحیٰ را خواست دوست	از برائے آنکہ ایں ہم عکسِ اوست
پھر طلب اُس کو کیا اللہ نے	کیونکہ یہ بھی تھا اسی کے عکس سے
ورنہ بر فانی قسم خوردن خطاست	خود فنا چہ لائق گفتِ خداست
ہے قسم فانی کی کھانا بھی خطا	کب فنا ہے قابلِ قولِ خدا
از خلیلے لَآ اُحِبُّ الْآفِلِیْن	پس فنا چوں خواست ربّ العالمیں
لَآ اُحِبُّ الْآفِلِیْن بولے خلیل[4]	کیوں فنا کو چاہے پھر ربِّ جلیل

[1] کھرے ۔ [2] بعض مفسرین نے والضحیٰ کے معنی صبح کے لئے ہیں اور بعض نے اس سے حقیقتِ نبویؐ اور نورِ محمدیؐ مراد لیا ہے ۔ [3] آیۃ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْآفِلِیْنَ کی طرف اشارہ ہے ۔ یعنی جب حضرت ابراہیمؑ نے ستارے کو غروب ہوتے دیکھا تو فرمایا "میں زائل ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا"

Marfat.com

لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن گفت آں خلیل[۱]	کے فنا خواہد ازیں رب جلیل
لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن کہ دیں خلیل[۲]	کیوں ہو خواہانِ فنا ربِّ جلیل
یاز واللّیل است ستّاریِ او	ویں تنِ خاکی زنگاریِ او
پردہ پوشی اُن کی ہے واللّیل سے	اور ان کے جسمِ خاکی کے لئے
آفتابش چوں برآمد زاں فلک	باشبِ تن گفت ہیں مَا وَدَّعَكَ
آفتاب اُن کا ہوا نورِ فلک	اور شبِ تن سے کہا مَا وَدَّعَكَ[۱]
وصل پیدا گشت از عینِ بلا	زاں حلاوت شد عبارت مَا قَلٰی
وصل تھا عینِ بلا میں برملا	تھی حلاوت سے عبارت مَا قَلٰی[۱]
ہر عبادت خود نشانِ حالتے ست	حال چوں دست و عبادت آلتے ست
ہر عبادت خود نشانِ حال ہے	حال ہے ہاتھ اور عبادت ڈھال ہے
آلتِ زرگر بدستِ کفش گر	ہمچو دانہ کشت کردہ ریگ در
آلۂ زرگر اگر ہے کفش گر	ریت میں بونا ہے دانہ سر بسر
وآلتِ اسکاف پیشِ بزرگر	پیشِ سگ کہ استخواں در پیشِ خر
کفش گر کا آلہ پیشہ کاشتکار	ہڈیاں خر کو، تو سگ کو گھاس یار
بود اَنَا الحق در لبِ منصور نور	بود اَنَا اللّٰہ در لبِ فرعون زُور
تھا لبِ منصور[۲] اَنَا الحق کا ظہور	اور اَنَا اللّٰہ[۳] بر لبِ فرعونِ زُور[۴]

[۱] قولہ تعالیٰ عزوجلّ: "وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی" قسم ہے صبح کی اور رات کی جب وہ (دنیا کو) ڈھانپ لے کہ تیرے پروردگار نے تجھے نہیں چھوڑا - اور نہ وہ تیرا دشمن ہے ۔

[۲] میں حق ہوں ۔

[۳] میں اللہ ہوں ۔

[۴] جھوٹا ۔

Marfat.com

شد عصا اندر کفِ موسیٰ گوا	شد عصا اندر کفِ ساحر ہبا
دست موسیٰ میں عصا ٹھہرا گواہ	ہاتھ میں جادوگروں کے تھا تباہ
زیں سبب عیسیٰ بداں ہمراہِ خود	در نیاموزید آں اسمِ صمد
اس لیے عیسیٰ نے اس ہمراہی سے	اسم اعظم کہنے میں حیلے کیے
کو نداند نقص بر آلت نہد	سنگ بر گل زن تو آتش کے جہد
خود نہ سمجھے، نقص جانے آلے کا	پھول پتھر کی رگڑ دے آگ کیا
دست و آلت ہمچو سنگ و آہن است	جفت باید جفت شرطِ زادن است
سنگ و آہن، ہاتھ اور آلے ترے	لازمی ہے جفت جننے کے لیے
آنکہ بے جفت است و بے آلت یکیست	در عدد شک ست اواں یک بے شکیست
جو ہے بے جفت اور بے آلہ ہے ایک	شک عدد میں ہے نہ واحد میں ولیک
آنکہ دو گفت و سہ گفت و بیش ازیں	متفق باشند در واحد یقیں
ہو کہیں دو۔ تین۔ یا اس سے سوا	متفق واحد سے ہوں گے برملا
احولی چوں دفع شد یکساں شوند	آں دو سہ گویاں یکے گویاں شوند
احولی ہو دور تو ہوں ایک ساں	کہنے والے تین دو ہوں یک زباں
گر یکے گوئی تو در میدانِ او	گرد برمی گردد از چوگانِ او
تو جو یک[1] گو ان کے ہے میدان کا	گیند بن جا ان کے بس چوگان کا
گوئے آنکہ راست بے نقصاں شود	کو ز دست رخمِ شہ رقصاں شود
گیند ہو وہ راست بے نقصان کے	جو ہو رقصاں ہاتھ سے سلطان کے
گوش دارائے احول اینہا را بہوش	دارے دیدہ بکش از راہِ گوش
ہوش کے ساتھ اس کو سن احول ذرا	کان کے رستے کر آنکھوں کی دوا

[1] خدا کو ایک کہنے اور ماننے والا۔

Marfat.com

بس کلامِ پاک دردانائے کور
می نیاید می رود تا اصلِ نور

کب سمائے کور دل میں یہ کلام
جائے اصلِ نور تک اے خوش مقام

واں فسونِ دیو دردانہائے کژ
می رود چوں کفشِ کژ در پائے کژ

سحرِ شیطاں، قلبِ کج میں یوں رہے
ٹیڑھا ہاتھ تا پائے کج میں جوں رہے

گرچہ حکمت را بتکرار آوری
چوں تو نااہلی شود از تو بری

گرچہ تو تکرارِ حکمت کی کرے
ہو اگر نااہل - وہ جاتی رہے

گرچہ بنویسی نشانش می کنی
ور چہ می لافی بیانش می کنی

گرچہ لکھ کر تو کرے اُس پر نشاں
گو بخنجر سے کرے اُس کا بیاں

اوز تو رو در گشد اے پُر ستیز
بندہا را گسلد بہر گریز

مجھ سے وہ منہ پھیر لے اے پُر ستیز
توڑ ڈالے بند، کر جائے گریز

ور نخوانی وبہ بیند سوزِ تو
علم باشد مرغِ دست آموزِ تو

تو جو اَن پڑھ ہو - وہ دیکھے سوز کو
علم تیرا مرغِ[1] دست آموز ہو

او نیاید پیشِ ہر نااوستا
ہمچو بازِ شہ بجنانہ روستا

کب قرار اُس کو ہے اک نااہل پر
جیسے بازِ شاہ اور دہقاں کے گھر

بادشاہ کا باز بڑھیا کے گھر میں

علمِ آں بازِ بہشت کو از شہ گریخت
سوئے آں کمپیر کو می آرد بیخت

علم ہے وہ باز - شہ سے بھاگ کر
پہنچا آٹا چھاننے والی کے گھر

تا کہ تتماجے پزد اولاد را
دید آں بازِ خوش خوش زاد را

کھانا بچوں کا پکانے کو وہ تھی
دیکھ کر اُس باز کو خوش ہو گئی

[1] وہ جانور جو ہاتھ پر سدھایا جاتا ہے۔ جیسے باز۔ شکرا۔ طوطا۔ مینا وغیرہ +

Marfat.com

پائیکش بست و پرش کوتاہ کرد
ناخنش ببرید و قوتش کاہ کرد

پر بھی کاٹے اور باندھے پاؤں بھی
کاٹے ناخن، گھاس بھی کھانے کو دی

گفت نااہلاں نکردندت بساز
پر فزود از حد و ناخن شد دراز

بولی نااہلوں نے کی کیا قدر باز!
ہو گئے تیرے پر و ناخن دراز

دست ہر نااہل بیمارت کند
سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

ہو گا نااہلوں میں تو بیمار و زار
میرے پاس آ، ہیں بنوں تیماردار

مہر جاہل را چنیں داں اے رفیق
کژ رود جاہل ہمیشہ در طریق

مہر جاہل کا یہی ہے قاعدہ
ٹیڑھا چلتا ہے ہمیشہ راستہ

جاہل ار با تو نماید ہمدلی
عاقبت زحمت زند از جاہلی

تجھ سے گو جاہل جتائے دوستی
دے گا بالآخر تجھے تکلیف ہی

روز شہ در جستجو بیگاہ شد
سوئے آں نخچیر و آں خرگاہ شد

جستجو میں شاہ تھا دیوانہ سر
چلتے چلتے پہنچا اُس بڑھیا کے گھر

دید ناگہ باز را در دود و گرد
شہ برو بگریست زار و نوحہ کرد

باز کو دیکھا دھوئیں اور گرد میں
شاہ رو یا دیکھ کر یہ حالتیں

گفت ہر چند ایں جزائے کار تست
کہ نباشی در وفائے ما درست

بولا یہ ہے تیرے کاموں کی سزا
تو ہوا اے باز ہم سے بے وفا

چوں کنی از خلد در دوزخ قرار
غافل از لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابِ نار

خلد سے دوزخ میں کرتا ہے قرار
بھول کر لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّار[1]

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جل: لَا یَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ۔ دوزخ اور جنت والے برابر نہیں۔ جو جنت والے ہیں وہ بہت فائز ہیں۔

Marfat.com

این سزائے آنکہ از شاہِ خبیر	خیرہ بگریزد بخانہ گندِ پیر
یہ سزا اس کی ہے جو شہ کو چھوڑ کر	آگیا تو بھاگ کر بڑھیا کے گھر
گندِ پیرِ جاہل این دنیا دنی ست	ہر کہ مائل شد بدو خوار و غبی ست
پیرِ جاہل ہے یہ دنیائے دنی	جو ہو مائل اس پہ ہے خوار و غبی
ہست دنیا جاہل و جاہل پرست	عاقل آن باشد کزیں جاہل برست
یہ جہاں ہے جاہل و جاہل پسند	وہ ہے دانا جہل سے جو ہو رہا
ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز	آں رسد باو کہ با آں شاہباز
جاہلوں کے ساتھ ہو ہمراز جو	اُس کا باز شاہ کا سا حال ہو
بازِ ما لید پر بردست شاہ	بے زباں می گفت من کردم گناہ
باز نے پر دست سلطاں پر تلا	بے زباں بولا ہوئی مجھ سے خطا
پس کجا نالد کجا زارد لئیم	گر تو نپذیری بجز نیکے مکن
پھر کہاں روئے ترا زارد لئیم	گر نوازش تو نہ فرمائے کریم
سر کجا بنہد ظلومِ شرمسار	جز بدرگاہِ تو اے آمرزگار
سر کہاں رکھتے یہ جاہل شرمسار	جز ترے درگاہ کے آمرزگار!
لطفِ شہ جاں را جنایت جو کند	زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کند
لطفِ شہ بر دل ہے ما نوسِ جفا	شاہ نیکی سے بدلتا ہے خطا
رو مکن زشتی کہ نیکیہائے ما	زشت آید پیشِ آں زیبائے ما
جا بدی مت کر۔ کہیں یہ نیکیاں	ہوں نہ بدیاں پیشِ خلاقِ جہاں
خدمتِ خود را سزا پنداشتی	تو لوائے جرم ازاں افراشتی
اپنی خدمت کو تو لائق جان کر	جرم کا جھنڈا اڑاتا ہے مگر
چوں ترا ذکر و دعا دستور شد	زاں دعا کردن دلت مغرور شد
بس ترا ذکر و دعا دستور ہے	تو دعا کرنے سے یوں مغرور ہے

Marfat.com

ہم سخن دیدی تو خود را با خدا
سمجھا تو ہے ہم سخن تجھ سے خدا

اے بسا کس زیں گماں افتد جدا
اس گماں سے ہو گئے لاکھوں جدا

گرچہ با تو شہ نشیند بر زمیں
شہ جو بیٹھے ساتھ تیرے فرش پر

خویشتن بشناس و نیکو تر نشیں
بیٹھ ادب سے اپنے کو پہچان کر

باز گفت اے شہ پشیماں می شوم
توبہ کردم نو مسلماں می شوم

باز بولا میں پشیماں ہو گیا
توبہ کر لی۔ پھر مسلماں ہو گیا

آنکہ تو مستش کنی وشیر گیر
گر ز مستی کژ ردد عذرش پذیر

شیر گیرا ور مست تو جس کو کرے
لغزش مستی کو اُس کی بخش دے

گرچہ ناخن رفت چوں باشی مرا
بر کنم من پر ز چم خورشید را

گو نہیں ناخن، مگر میرا تو ہو
پھاڑ ڈالوں پر چم خورشید کو

در چہ پرم رفت چوں بنوازیم
چرخ بازی کم کند در بازیم

گو ہوں بے پر، تو اگر کر دے کرم
چرخ بازی ہو مری بازی سے کم

گر کمر بخشیم کہ را بر کنم
وردہی کلگی علمہا بشکنم

دے کمر۔ تو کوہ کو ٹکڑے کروں
دے جو کلگی۔ تو علم کو توڑ دوں

آخر از پشہ نہ کم باشد تنم
ملکِ نمرودی بہ پر برہم زنم

کم ہے کیا پشہ سے بھی یہ تن مرا
پر سے دوں گا ملکِ نمرودی کو ڈھا

در ضعیفی تو مرا با پیل گیر
ہر یکے خصمِ مرا چوں بیل گیر

فرض کر ہا تھی ضعیفی میں مجھے
ہیں مخالف میرے پاتے ہاؤ گے

قدرِ فندق افگنم بندق خریق
بند قم در فعل صد چوں منجنیق

بیر جتنے پھینکوں میں کنکر اگر
ایک میں سو کو پھنون کا ہو اثر

۱؎ کمر اور کلگی باز کے سامانوں میں سے دو چیزیں ہیں +
۲؎ کشتی چلانے کے اوزار +

Marfat.com

گرچہ سنگم ہست مقدارِ نخود
لیک در ہیجانہ سرماندنہ خود

گوجنے جتنا ہے یہ پتھر مرا
خود وسر کو جنگ میں کھا جائیگا

موسیٰ آمد در وغا با یک عصاش
زد بر آں فرعون و بر شمشیر ہاش

تھا وغا میں نزدِ موسیٰ اک عصا
تیغ اور فرعون پر غالب ہؤا

ہر رسولے یک تنے کاں در زدست
بر ہمہ آفاق تنہا بر زدست

ہر نبیؑ کھڑا کیا جس نے اس کا در
تھا اکیلا اک جہاں پر حملہ ور

نوحؑ چوں شمشیر در خواہید ازو
موجِ طوفاں کرد حق شمشیرِ او

تھی ضرورت نوحؑ کو تلوار کی
موجِ طوفاں تیغ اُن کی بن گئی

احمدؐ اخود کیست اسپاہِ زمیں
ماہ بیں بر چرخ و بشگافش جبیں

اے محمدؐ، کیا ہے دنیا کی سپاہ
تو نے دو ٹکڑے کیا گر دوں پہ ماہ

تا بداند سعد و نحس بے خبر
دَورِ تست ایں دَور نے دَورِ قمر

تاکہ سعد و نحس جانیں بے خبر
دَور تیرا ہے، نہیں دَورِ قمر

دَورِ تست آنرا کہ موسیٰؑ کلیمؑ
آرزو می برد زیں دَورت مقیم

دَور تیرا وہ کہ موسیٰؑ کلیمؑ
چاہتے تھے اس میں ہو جائیں مقیم

چونکہ موسیٰؑ رونقِ دَورِ تو دید
کاندرو صبحِ تجلّی می دمید

دیکھا موسیٰؑ نے یہ دورِ پُر بہار
جس میں تھی صبحِ تجلّی آشکار

گفت یارب ایں چہ دورِ رحمتست
آں گذشت از رحمت اینجا رویتست

بولے یارب کیا ہے یہ رحمت کا دَور
تھی وہ رحمت اس جگہ رویت ہے اور

غوطہ دہ موسیٰؑ خود را در بحار
از میانِ دورۂ احمدؐ برآر

غوطہ دے موسیٰؑ کو اور دریا میں ڈال
پھر اسے تو دورِ احمدؐ میں نکال

گفت یا موسیٰؑ بداں نبود مت
راہِ آں خلوت بداں مکشودمت

آیا حکم حق کہ موسیٰؑ بہ سداں
اس لئے تم کو دکھایا ہے یہاں

Marfat.com

کہ تو زاں دور ہے دریں دورائے کلیمؑ	پا مکش زیرا دراز ہست ایں گلیم
دُور ہو اُس دَور سے تم اے کلیمؑ	کیوں سُکیڑو پاؤں لمبی ہے گلیم
من کریمم ناں نمایم بندہ را	تا بگریاند طمع آں زندہ را
ہوں سخی روٹی دکھاتا ہوں تجھے	تا تو روئے طمع سے اُس کے لئے
بہر طفلے بمالد مادرے	تا شود بیدار و واجوید خورے
ناک بچّے کی ذرا کٹنی ہے ماں	تا غذا مانگے وہ اُٹھ کر بے گماں
کو گرسنہ خفتہ باشد بے خبر	واں دِ و پستاں می خلد از بہر در
سوتا رہتا ہے وہ بھوکا بے خبر	چھاتیوں میں دُودھ بھرتا ہے اِدھر
کُنتُ کَنزاً رَحمۃً مَخفیۃً	فَانبَعَثتُ اُمّۃً مَھدِیّۃً
میں جو گنج رحمت پوشیدہ تھا	طالبان حق کا ہادی ہو گیا
ہر کرامتے کہ می جوئی بجاں	او نمودت تا طمع کردی در آں
جس کرامت کو تو ڈھونڈے جان سے	وہ نظر آئے، تو جب خواہش کرے
چند بُت بشکست احمدؐ در جہاں	تا کہ یارب گوئے گشتند اُمتاں
دہر میں احمدؐ نے توڑے بُت کئی	تا احد گو ہو گئے سب اُمتی
گر نبودے کوشش احمدؐ تو ہم	می پرستیدی چو اجدادت صنم
گر نہ ہوتی جدّ و جہد مصطفیٰؐ	تو بھی آبا کی طرح بُت پوجتا
ایں سرت وارست از سجدہ صنم	تا بدانی حقّ اورا بر اُمم
بُت کے سجدے سے ترا سر چھُٹ گیا	اُمتوں پر ان کا حق ظاہر ہوا
گر بگوئی شکر ایں رستن بگو	کز بُت باطن ہمت برہاند او
شکر کرتا ہے تو کر شکر خدا	بُت سے باطن کے کیا تجھ کو رہا
مر سرت را چوں رہانید از بُتاں	ہم بداں قوّت تو دل را وارہاں
سر بتوں سے تیرا فارغ کر دیا	تو بھی اُس قوّت سے دل کو کر رہا

Marfat.com

سرز شکرِ دیں زاں برتافتی
تو نے لیکن شکر سے پھیرا ہے سر

کز پدر میراث مفتش یافتی
مفت میں پائی ہے میراث پدر

امرِ میراثی چہ داند قدرِ مال
وارث پانے والے کو کیا قدرِ مال

رستمے جاں کند و مجاں یافت زال
جان رستم کھوئے۔ پائے مفت زال

اچوں بگریانم بجوشد رحمتم
یوں رُلاتا ہوں کہ رحمت کھائے جوش

آں خروشندہ نیوشد نعمتم
نعمتیں پائے مری وہ پُر خروش

اگر بخواہم دادِ خود بنمایمش
میں جو چاہوں داد اپنی دُوں دِکھا

چوں شکرِ دم بستہ دل بکشایمش
دل جو بستہ ہے اُسے کھولوں ذرا

رحمتم موقوف آں خوش گریہاست
گریہ پر موقوف ہے رحمت مری

چوں گرست از بحرِ رحمت موج خاست
جب وہ رو پا موج رحمت کی اُٹھی

تا نگرید ابر کے خندد چمن
تا نگرید طفل کے جوشد لبن

گر نہ روئے ابر کب پھولے چمن
بچے کے رونے سے ہے جوشِ لبن[1]

شیخ احمد خضرویہؒ

بود شیخے دائما او وام دار
رہتا تھا اک شیخ دائم قرضدار

از جوانمردی کہ بود او نامدار
تھا جوانمردی سے اپنی نامدار

وہ ہزاراں وام کردے از مہاں
قرض لے کر دس ہزار اک وقت میں

خرج کرد سے بر فقیران جہاں
خرچ کر دیتا فقیروں پر اُنہیں

ہم بوام او خانقاہے ساختہ
قرض لے کر اک بنائی خانقاہ

خان و مان خانقہ در باختہ
مال و اسباب اپنا سب کر کے تباہ

احمدِ خضرویہؒ بودے نام او
احمد خضرویہؒ اُس کا نام تھا

خدمتِ عشاق بودے کام او
خدمتِ عشاق اُس کا کام تھا

[1] دودھ ۔

Marfat.com

وامِ اورا حق زِ بہر جا میگزارد	کرد حق بہرِ خلیلؑ از ریگ آرد
قرض کرتا تھا خدا اُس کا ادا	ریت کو بہرِ خلیلؑ آٹا کیا
گفت پیغمبرؐ کہ در بازارہا	دو فرشتہ می کنند دائم ندا
ہے نبیؐ کا قول بازاروں میں جا	دو فرشتے کرتے ہیں دائم ندا
کاے خدا تو منفقاں را دہ خلف	وے خدا تو ممسکاں را دہ تلف
اے خدا تو ہر سخی کو دے خلف	اے خدا تو ممسکوں کو کر تلف
خاصہ آں منفق کہ جاں انفاق کرد	حلقِ خود قربانیِ خلّاق کرد
وہ سخی مخصوص، جس نے جان دی	بہرِ خلقت جس کی قربانی ہوئی
حلق پیش آورد اسمٰعیلؑ وار	کارد بر حلقش نیارد کردگار
حلق رکھ دے آگے اسمٰعیلؑ وار	کیوں نہ چھریوں سے بچائے کردگار
پس شہیدانِ زندہ زاں روئند و خوش	تو بداں قالب بمنگر گبر و ش
اس طرح ہیں شاد اور زندہ شہید	مثلِ کافر ہو نہ ان میں محوِ دید!
چوں خلف دادہ ست شاں جانِ نقا	جانِ ایمن از غم و رنج و شقا
جوں خلف حق نے انہیں دی جانِ پاک	کچھ نہیں اندوہ و غم سے جس کو باک
شیخ وامی سالہا ایں کار کرد	می ستد می داد ہمچوں یا کمرد
رکھا جاری شیخ نے برسوں یہ کام	لینا دینا مثل مردوں کے تمام
تخمہا می کاشت تا روزِ اجل	تا بود روزِ اجل میرِ اجل
بیج بوتا تھا اجل تک بے گماں	تا ہو روزِ مرگ سردارِ جہاں
چونکہ عمرِ شیخ در آخر رسید	در وجودِ خود نشانِ مرگ دید
دن جو عمرِ شیخ کے پورے ہوئے	جسم میں آثار دیکھے موت کے
وامداراں گردِ او بنشستہ جمع	شیخ در خود خوش گدازاں ہمچو شمع
قرض خواہ آکر ہوئے گرد اُس کے جمع	شیخ دل میں گھل رہا تھا مثلِ شمع

Marfat.com

وام داراں گشتہ نومید و ترش	در دِ دلہا یار شد با دردِ دُشش
ہو گئے وہ نا امید اور ترش تر	درد دل تھا اُن کو اور درد جگر
شیخ گفت ایں بدگماناں را نگر	نیست حق را چار صد دینارِ زر
شیخ بولا بد گمانی دیکھ کر	حق نہ دے گا چار سَو دینارِ زر
کودکے حلوا ز بیروں بانگ زد	لافِ حلوا بر امید دانگ زد
طفلِ حلوائی نے باہر دی ندا	کوئی ہے جو مول لے حلوا مرا
شیخ اشارت کرد خادم را پسر	کہ برو آں جملہ حلوا را بخر
شیخ نے یہ اپنے خادم سے کہا	جا اور اُس سے سارا حلوا مول لا
تا غریماں چونکہ آں حلوا خورند	یک زمانے تلخ در من ننگرند
تاکہ حلوا کھائیں سارے قرض خواہ	اور نہ ڈالیں مجھ پہ تلخی سے نگاہ
در زماں خادم بروں آمد ز در	تا خرد آں جملہ حلوا زاں پسر
خادم آیا گھر سے باہر اُس گھڑی	تا خریدے اُس سے حلوا اے اخی!
گفت اورا کیں ہمہ حلوا بچند	گفت کودک نیم دینار است و اند
پوچھا اُس سے قیمت حلوا بتا	بولا لڑکا۔ نیم دینار اور سَوا
گفت نے از صوفیاں افزوں مجو	نیم دینارت دہم دیگر مگو
بولا درویشوں سے اتنے لے نہ دام	نصف دینار اس کا لے لے شاد کام
او طبق بنہاد اندر پیشِ شیخ	تو ببیں اسرارِ سر اندیشِ شیخ
رکھ دیا وہ تھال اُس نے پیشِ شیخ	دیکھ تو اسرارِ راز اندیشِ شیخ
کرد اشارت با غریماں کیں نوال	نک تبرک خوش خورید ایں را حلال
قرض خواہوں سے اشارہ پھر کیا	ہے تبرک۔ اس کا کھانا ہے روا
بہرِ فرماں جملگی حلقہ زدند	خوش ہمی خوردند حلوا ہمچو قند
حکم پایا اور حلقہ باندھ کر	کھایا حلوا سب نے مانندِ شکر

Marfat.com

چوں طبق خالی شد آں کودک بتند	گفت دینارم بدہ اے پُر خرد
تھال خالی لے کے لڑکے نے کہا	دے مجھے دینار اے مردِ خدا
شیخ گفتا از کجا آرم درم	وام دارم می روم سوئے عدم
شیخ بولا میں کہاں دام و درم	جاتا ہوں مقروض میں سوئے عدم
کودک از غم زد طبق را بر زمیں	نالہ و گریہ بر آورد و حنیں
تھال اُس لڑکے نے پٹکا خاک پر	رنج سے رونے لگا وہ سر بسر
نالہ می کرد و فغاں و ہائے ہائے	کاے مرا بشکستہ بودے ہر دو پائے
رونا تھا۔ کہتا تھا کر کے حال غیر	کاش میرے ٹوٹ جاتے دونوں پیر
کاشکے من گردِ گلخن گشتمے	بر درِ ایں خانقہ نگذشتمے
کاش میں گلخن کے پھرتا آس پاس	خانقہ تک یوں نہ آتا بے حواس
صوفیانِ طبل خوار لقمہ جو	سگ دلاں ہمچو گربہ روئے شو
پیٹ والے صوفی ہیں اور لقمہ جو	سگ دل اور بلی کی صورت روئے شو
از غریبِ کودک آنجا خیر و شر	گرد آمد گشت بر کودک حشر
شور اس لڑکے کا سن کر بے طلب	نیک و بد باس اس کے آئے سب کے سب
پیش شیخ آمد کہ اے شیخ درشت	تو یقیں داں کہ مرا استاد کشت
لڑکا یوں کہنے لگا پھر شیخ سے	کر یقیں مارے گا اب مالک مجھے
گر بر استا روم دست تہی	او مرا بگشد اجازت می دہی
ہاتھ خالی جاؤں اُس کے سامنے؟	چاہتا ہے، مار ڈالے وہ مجھے؟
واں عریاں ہم با نکار و جحود	رُو بشیخ آورد کایں بازی چہ بود
قرض دینے والے بھی سو گئے	شیخ سے بولے کہ یہ کیا کھیل تھے؟
مال را خوردی مظالم می بری	از چہ بود ایں ظلمِ دیگر بر سری
مال کھایا اور ستم ہم پر کیا	دوسروں پر ظلم کیوں رکھا روا

سلہ منہ دھونے والے +

Marfat.com

تا نمازِ دیگر آں کودک گریست
شیخ دیدہ بست و بر دے ننگریست

عصر تک لڑکا یونہی روتا کیا
شیخ بند آنکھیں کئے سوتا کیا

شیخ فارغ از جفا و از خلاف
درکشیدہ روے چوں مہ در لحاف

وہ تھا فارغ کیا جفا کیسا خلاف
چاند کی مانند تھا زیرِ لحاف

با اجل خوش با ازل خوش شاد کام
فارغ از تشنیع و گفت خاص و عام

خوش اجل سے اور ازل سے شاد کام
تھی نہ فکرِ طعنہ ہائے خاص و عام

آنکہ جاں در روئے او خندد چو قند
از ترشرویِ خلقش چہ گزند

جس کے چہرے پر ہنسے جاں مثلِ قند
اُس کو ترشیِ جہاں سے کیا گزند

آنکہ جاں بوسہ دہد بر چشمِ او
کے خورد غم از فلک وز خشمِ او

جس کی روشن آنکھ پر جاں بوسہ دے
آسماں کے غصّے سے کیا ڈر اُسے

در شبِ مہتاب مہ را بر سماک
از سگانِ عوعوِ ایشاں چہ باک

چاند جب ہو چاندنی میں چرخ پر
کُتّوں کی بھوں بھوں سے اُس کو کیا خطر

سگ وظیفہ خود بجا می آورد
مہ وظیفہ خود بر خ می گسترد

سگ وظیفہ اپنا لاتا ہے بجا
چاند اپنا فرض کرتا ہے ادا

کارِ خود می گزارد ہر کسے
آب نگذارد صفا بہرِ خسے

اپنے اپنے کام میں سب ہیں لگے
پانی بہرِ خس صفا کیوں چھوڑ دے؟

خس خسانہ می رود بر روئے آب
آبِ صافی می رود بے اضطراب

پانی پر کھاتا ہے کوڑا پیچ و تاب
صاف پانی جاتا ہے بے اضطراب

مصطفیٰ مہ می شگافد نیم شب
ژاژ می خاید زکینہ بولہب

چاند شق کرتے ہیں احمدؐ نصف شب
کرتا ہے بے ہودہ گوئی بُولہب

آں مسیحا مُردہ زندہ می کُند
واں جہود از خشم سبلت می کُند

مُردے کو دیتے ہیں عیسیٰؑ ہست و بُود
نوچتا ہے غصّے سے مونچھیں یہود

Marfat.com

بانگِ سگ ہرگز رسد در گوشِ ماہ	خاصہ ماہے کو بود خاصِ الٰہ
کب سنے آوازِ سگ کی گوشِ ماہ	چاند بھی کیسا جو ہو خاصِ آلہ
مے خورد شہ بر لبِ جُو تا سحر	در سماع از بانگِ چنزاں بیخبر
شہ لبِ جُو مستِ مے ہے تا سحر	اور صدا سے مینڈکوں کی بے خبر
ہم شدے تو زیں کودک بانگِ چند	ہمتِ شیخ آں سخا را کرد بند
ملتے بچے کو اگرچہ دام چند	شیخ کی ہمت نے کر دی راہ بند
تا کسے ندہد بکودک ہیچ چیز	قوتِ پیراں ازاں بیش است نیز
تا کہ لڑکے کو کوئی کچھ بھی نہ دے	پیر میں قوت بہت ہے دیکھ لے
شد نمازِ دیگر آمد حنا دمے	یک طبق بر سر زِ پیشِ حاتمے
عصر کے وقت آیا خادم دُور سے	گھر سے حاتم کے طبق سر پر رکھے
صاحبِ مالے و حالے پیشِ پیر	ہدیہ بفرستاد کز وے بُد خبیر
پیر کو اُس نے جو تھا خود کانِ زر	ہدیہ بھیجا۔ اس کو تھی گویا خبر
چار صد دینار بر گوشہ طبق	نیم دینارِ دگر اندر ورق
تھے طبق میں چار سَو دینار بھی	نصف دینار اک ورق میں اے اخی!
خادم آمد شیخ را اکرام کرد	واں طبق بنہاد پیشِ شیخ فرد
خادم آیا شیخ کو ہدیہ دیا	سامنے اُس کے طبق لا کر رکھا
چوں طبق پوشش از طبق برداشت او	خلق دیدند آں کرامت را ازو
جب طبق پوش اُس نے کر ڈالا جُدا	سب نے دیکھی وہ کرامت برملا
آہ و افغاں از ہمہ برداشت دود	کاے سرِ شیخانِ و شاہاں ایں چہ بود
آہ کر کے سب نے پوچھا برملا	سرگروہِ شیخ و سلطاں! یہ تھا کیا؟
ایں چہ سِرّ ست ایں چہ سلطانی ست باز	اے خداوندِ خداوندانِ راز
یہ ہے کیا بھید اور سلطانی ہے کیا؟	صاحبانِ راز کے اے پیشوا!

Marfat.com

ماندانستیم مارا عفو کن
ہم نہ سمجھے تھے ہمیں کر دے معاف

ماکہ کورانہ عصاہا می زنیم
مارتے ہیں ہم جو کورا نہ عصا

ما چو کرّاں ناشنیدہ یک خطاب
ہم تھے بہرے، سُن نہ سکتے تھے خطاب

کاز موسیٰ[۱] پند نگرفتیم کو
ہم نے موسیٰ سے نہ حاصل بندگی

باچناں چشمے کہ بالامی شتافت
ایسی آنکھوں سے جو تھیں بالا نشاں

کردہ باچشمت تعصّب موسیا
تیری آنکھوں سے تعصّب کیوں کیا

شیخ فرمود آں ہمہ گفتار و قال
شیخ بولا۔ میں وہ سب گفتار و قال

سرّ آں ایں بود کز حق خواستم
بھید یہ تھا۔ میں نے جب مانگی دعا

گفت ایں دینار اگرچہ اندکست
بولا گو دینار کم ہے شمار

تا نگرید کودکِ حلوا فروش
روئے گا جب تک نہ وہ حلوا فروش

بس پراگندہ کہ رفت از ما سخن
تھے پراگندہ سخن از راہِ لاف

لاجرم قندیلہا را بشکنیم
توڑیں گے قندیلوں کو بھی برملا

ہرزہ گویاں از قیاسِ خود جواب
دیتے تھے اپنے قیاسوں سے جواب

گشت از انکارِ خضر او زرد رو
خضرؑ کے انکار سے تھی برہمی

نورِ چشمش آسماں را می شگافت
نورِ چشم آسماں کا پھاڑتا تھا آسماں

از حماقت چشمِ موسیٰ آسیا
تھا یہ نقصِ چشمِ موسیٰؑ آسیا

من بجل کردم شما را آں جدال
عفو کرتا ہوں جو کی تم نے جدال

لاجرم بنمود راہِ راستم
حق نے سیدھی راہ دی مجھ کو دکھا

لیک موقوفِ غریوِ کودک است
لڑکے کے رونے پہ ہے سارا مدار

بحر بخشایش نمی آید بجوش
بحرِ رحمت میں نہیں آئے گا جوش

[۱] اپنی ذات سے مراد ہے ۔

Marfat.com

اے برادر طفل طفلِ چشم تست
کامِ خود موقوف زاری دان نخست

جان بھائی! طفل، طفلِ چشم کو
کامیابی رونے سے ہوتی ہے۔ رو

کامِ تو موقوفِ زاریِ دل است
بے تضرّع کامیابی مشکل است

دل کے رونے سے بنیں گے تیرے کام
کام بے زاری نہ پائیں اختتام

گر ہمی خواہی کہ مشکل حل شود
خارِ محرومی بہ گل مبدل شود

چاہتا ہے گر ہو مشکل حل تری
خارِ محرومی بنے گل واقعی ۲۲

گر ہمی خواہی کہ آں خلعت رسد
پس بگریاں طفلِ دیدہ بر جہد

چاہتا ہے نعمتِ خلعت اگر
طفلِ دیدہ کو رُلا دے جسم پر

ایک شخص کا زاہد کو ڈرانا

زاہدے را گفت یارے در عمل
کم گری تا چشم را ناید خلل

یوں دیا اک دوست نے زاہد کو دم
گر یہ کم کر تا نہ بینائی ہو کم

گفت زاہد از دو بیروں نیست حال
چشم بیند یا نہ بیند آں جمال

بولا زاہد صرف دو ہوتے ہیں حال
آنکھ دیکھے یا نہ دیکھے وہ جمال

گر بہ بیند نورِ حق خود چہ غمست
در وصالِ حق دو دیدہ چہ کمست

نورِ حق دیکھیں تو پھر کیا رنج و غم
وصلِ حق کے سامنے آنکھیں ہیں کم

ور نخواہد دید حق را کو برو
اینچنیں چشمِ شقی گو کور شو

اور اگر حق کو نہ دیکھیں برملا
کور ہونا ایسی آنکھوں کا بھلا

غم مخور از دیدگاں عیسیٰ تراست
چپ مرو تا بخشدت دو چشمِ راست

تیرا عیسیٰؑ ہے۔ نہ کر غم آنکھ کا
آنکھیں بخشے گا تجھے۔ بڑھا نہ جا

عیسیٰ روحِ تو با تو حاضرست
نصرت از وے خواہ کو خوش ناصرست

حاضرِ خدمت ہے عیسیٰؑ روح کا
لے مدد اُس سے جو ہے ناصر بڑا

Marfat.com

لبک پیکارِ تن پُر استخواں
بر دلِ عیسیٰؑ منہ تو ہر زماں

ہاں مگر جنگِ تنِ پُر استخواں
رکھ نہ تو عیسیٰؑ کے دل پر ہر زماں

ہمچو آں ابلہ کہ اندر داستاں
ذکرِ او کردیم بہرِ راستاں

مثل اُس احمق کے جس کی داستاں
کر چکے ہیں ہم ابھی اوپر بیاں

زندگی تن مجو از عیسیت
کامِ فرعونی مخواہ از مُوسیت

زندگی جسم عیسیٰؑ سے نہ مانگ
مقصدِ فرعون ؛ موسیٰؑ سے نہ مانگ

بر دلِ خود کم زاندیشہ معاش
عیش کم ناید تو بر درگاہ باش

دے نہ تو روزی کی دل کو زحمتیں
کم نہیں کچھ عیش ، رہ دربار میں

ایں بدن خرگاہ آمد روح را
یا مثالِ کشتیے مر نوحؑ را

روح کا خیمہ ہے یہ تیرا بدن
جیسے کشتی نوحؑ کی تھی ، جانِ من!

ترک چوں باشد بیابد خرگہے
خاصہ چوں باشد عزیز درگہے

خیمہ سرداروں کو دیتا ہے پناہ
خاص کر جب ہوں عزیز بارگاہ

ہڈیوں کا حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے زندہ ہونا

چونکہ عیسیٰؑ دید کاں ابلہ رفیق
جز کہ استیزہ نمی داند طریق

دیکھا جب عیسیٰؑ نے وہ ناداں رفیق
جانتا ہے صرف لڑنے کا طریق

می نگیرد پند را از ابلہی
بخل می پندارد او از گمرہی

بے وقوفی سے نہیں کچھ مانتا
گمرہی سے بخل سے ہے وہ جانتا

خواند عیسیٰؑ نامِ حق بر استخواں
از برائے التماسِ آں جواں

ہڈیوں پر پڑھ دیا نامِ خدا
اس جواں نے جیسی کی تھی التجا

حکمِ یزداں ز پئے آں خام مرد
صورتِ آں استخواں را زندہ کرد

حکمِ خالق نے بھی پاسِ اُس کا کیا
ہڈیوں کو یعنی زندہ کر دیا

Marfat.com

از میاں برجست یک شیر سیاہ	پنجہ برزد کرد نقشش را تباہ
درمیاں سے شیر ایک اُچھلا سیاہ	پنجہ مارا۔ کر دیا اُس کو تباہ
کلّہ اش برکند و مغزش ریخت زود	ہمچو جوزے کاندرو مغزے نبود
کلہ پھاڑا، اور توڑا مغز کو	جس طرح بے مغز اک اخروٹ ہو
گر ورا مغزے بدے زاشکستنش	خود نبودے نقص الّا بر تنش
مغز اگر ہوتا تو اُس کا ٹوٹنا	جسم ہی کو نقص پہنچاتا ذرا
گفت عیسیٰؑ چوں شتابش کوفتی	گفت زار، وکہ تو زو آشوفتی
پوچھا جب عیسیٰؑ نے کیوں جاں اُسکی لی	شیر بولا، تجھ پر لیشاں آپ ہی
گفت عیسیٰؑ چوں بخوردی خون مرد	گفت در قسمت نبودم رزق خورد
پوچھا عیسیٰؑ نے نہ کھایا خون کیوں	بولا قسمت میں کہاں تھا رزق یوں
اے بسا کس ہمچو آں شیر ژیاں	صید خود ناخوردہ رفتہ از جہاں
سیکڑوں اس شیر کی مانند یار	چل دئے دنیا سے بے کھائے شکار
قسمتش کاہے نہ وحرصش چو کوہ	تا موجّہ کرد تحصیل وجوہ
حرص کہ تھی، کاہ قسمت میں نہ تھا	بے سبب تھا ڈھونڈنا اسباب کا
جمع کردہ مال و رفتہ سوئے گور	دشمناں در ماتم او کردہ سور
جمع کر کے مال مدفن میں گئے	دشمن اُن کے سوگ میں سب خوش ہوئے
اے میسّر کردہ بر مادر جہاں	سخرہ و بیکار از ما وا رہاں
تو نے سب کچھ ہم پہ آساں کر دیا	اب چھڑا بیگانہ سے بھی اے خدا!
طعمہ ہمبودہ بماواں بودہ شست	آنچناں بنما بما آں را کہ ہست
دانہ ہم سمجھے تھے اور وہ شست تھی	جیسی[1] جو شے ہو دکھا دے ویسی ہی

[1] اللّٰھمّ ارنا الاشیاء کما ھی۔ اے اللہ ہمیں چیزوں کو ویسا ہی دکھا جیسی کہ وہ ہیں۔

Marfat.com

گفت آں شیرائے مسیحا آں شکار	بود خالص از برائے اعتبار
شیر بولا اے مسیحا یہ شکار	خالصاً تھا از برائے اعتبار[۵۱]
اگر مرا روزی بُدے اندر جہاں	خود چکار ستے مرا با مُردگاں
رزق دنیا میں اگر ہوتا مرا	کیوں مجھے مُردوں سے ہوتا واسطا
ایں سزائے آنکہ یابد آب صاف	ہمچو خر در جُو بمیرد از گزاف
تھی سزا اس کی کہ پائے آبِ صاف	خر مرے ندی میں جیسے با گزاف[۵۲]
گر بداند قیمتِ آں جوئے خر	او بجائے پا نہد در جوئے سر
قدر ندی کی اگر وہ جانتا	پاؤں کیا سر اُس میں رکھتا جا بجا
او بیابد آں چناں سیمبرے	میر آبے زندگانی پرورے
جب وہ پائے ویسے پیغمبرؑ کو جو	زندگی پروردہ ہو، میر آب ہو
چوں نمیرد پیش او گز امرِ کُن	اے امیرِ آب مارا زندہ کن
امرِ کُن سے کیوں نہ پھر مرکے جیے	اے امیرِ آب زندہ کر مجھے
ہیں سگِ نفسِ ترا زندہ مخواہ	کو عدوِّ جانِ تست از درگاہ
نفس کے کتّے کو تو زندہ نہ کر	یہ ہے تیرا دشمنِ جاں سر بسر
خاک بر سر استخوانے را کہ آں	مانعِ ایں سگ بود از صیدِ جاں
خاک ایسی ہڈیوں پر جو ڈریں	منع صیدِ جاں سے کتّے کو کریں
سگ نۂ بر استخواں چوں عاشقی	دیوچہ وار از چہ بر خوں عاشقی
سگ نہیں پھر ہڈیوں پر کیوں گرا	جو تنک بن کر خون پر کیوں ہے فدا
آں چہ چشم ہست آنکہ بینائیش نیست	زاں تنہا جز کہ رسوائیش نیست
آنکھ وہ کیا جس میں بینائی نہیں	امتحاں میں غیرِ رسوائی نہیں
سہو باشد ظنّہا را گاہ گاہ	ایں چہ ظنّ ہست اینکہ کور آمد زراہ
سہو بھی ہوتا ہے ظن میں گاہ گاہ	ظن یہ کیسا ہے کہ تو ہے کورِ راہ

[۵۱] عبرت • [۵۲] گھمنڈ سے - گدھے پن سے ٭

Marfat.com

کردۂ بر دیگراں نوحہ گری	مدّتے بنشیں و بر خود می گری
دوسروں پر تو رہا ہے نوحہ گر	مدتوں رو اپنے اوپر بیٹھ کر
زابرِ گریاں شاخ سبز و تر شود	زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود
شاخ تر کرتا ہے رونا ابر کا	شمع روتی ہے تو بڑھتی ہے ضیا
ہر کجا نوحہ کنند آں جا نشیں	زانکہ تو اولیٰ تری اندر حنیں
بیٹھ اُس جا جس جگہ زاری کریں	کیونکہ اولیٰ تر ہے تو فریاد میں
زانکہ ایشاں در فراقِ فانی اند	غافل از نعلِ بقائے کانی اند
کیونکہ وہ روتے ہیں فانی کے لئے	بے خبر نعلِ بقا کی کان سے
زانکہ بر دل نقشِ تقلید است بند	رو بآبِ چشم بندش را بر کند
بند ہے تقلید کا دل پر کمال	بند اُس کا آنسوؤں سے ریت ڈال
زانکہ تقلید آفتِ ہر نیکوییست	کہ بود تقلید گر کوہِ قوی ست
یہ ہے تقلید آفت ہر نیکوئی	کوہ اگر تقلید ہو۔ ہے کاہ ہی
گر ضریرے ملتزم ست و تیز خشم	گشت پارہ اش داں کہ او را نیست چشم
جو ہو نابینا، قوی، اور اہلِ کیں	گوشت کا ٹکڑا ہے جب آنکھیں نہیں
گر سخن گوید ز مُو باریک تر	آں سرش را زاں سخن نبود خبر
بات اُس کی بال سے باریک تر	اور اس کے بھید سے ہے بے خبر
مستیے دارد ز گفتِ خود ولیک	از بروئے تا نمے را ہیست نیک
مست اپنی گفتگو سے ہے یونہی	مے سے لیکن دُور ہے وہ اے اخی!
ہمچو جُویست او نہ آبے می خورد	آب از و بر آب خواراں بگذرد
مثل ندّی کے نہیں وہ کامیاب	پینے والوں کو دیا کرتا ہے آب
آب در جُوزاں نمی گیرد قرار	زانکہ آں جو نیست تشنہ و آبخوار
پانی ندی میں ٹھہرتا ہے کہیں؟	کیونکہ ندّی پانی کی تشنہ نہیں

Marfat.com

ہمچو نائے نالہ و زاری کند	لیک بیکاری خریداری کند
مثلِ نے گو نالہ و زاری کرے	اس کی بے کاری خریداری کرے
نوحہ گر باشد مقلّد در حدیث	جز طمع نبود مرادِ آں خبیث
نوحہ گر کرتا ہے تقلیدِ کلام	طمع ہے صرف اُس کا اِک مقصود خام
نوحہ گر گوید حدیثِ سوزناک	لیک کو سوزِ دل و دامانِ چاک
نوحہ گر کرتا ہے باتیں سوزناک	پر کہاں سوزِ دل و دامانِ چاک
از مقلّد تا محقق فرقہا ست	کایں چو داؤد است و آں دیگر صدا ست
یہ مقلد اور محقق میں جو ہے	یہ جو ہے داؤدؑ تو وہ ہے صدا
منبع گفتار ایں سوزے بود	واں مقلّد کہنہ آموزے بود
اس کی باتوں کی حقیقت سوز ہے	اور مقلّد کہنگی آموز ہے
ہیں مشوغرّہ بداں گفتِ حزیں	بار بر گاو است و بر گردوں حنیں
اُس کی تو پُر سوز باتوں پر نہ جا	بوجھ کھینچے بیل - وہ محوِ بکا
ہم مقلّد نیست محروم از ثواب	نوحہ گر را مزد باشد در حساب
ہاں مقلد کو بھی ملتا ہے ثواب	نوحہ کی اجرت ملے روزِ حساب
کافر و مومن خدا گویند لیک	درمیانِ ہر دو فرقے ہست نیک
کافر و مومن کہیں دونوں خدا	فرق ہے دونوں میں لیکن برملا
آں گدا گوید خدا از بہرِ ناں	متقی گوید خدا از عینِ جاں
نام حق کا ہے گدا گر بہرِ ناں	متقی کہتا ہے ہو کر عینِ جاں
اللہ اللہ می زنی از بہرِ ناں	بے طمع پیش آ و اللہ را بخواں
بہرِ ناں ہے اللہ اللہ بار بار	ہو کے تو بے طمع پھر اُس کو پکار
گر بدانستے گدا از گفتِ خویش	پیشِ چشمِ او نہ کم ماندے نہ بیش
گر گدا اس بول سے ہو باخبر	بیش و کم پر پھر نہ ہو اس کی نظر

Marfat.com

سالہا گوید خدا آں نانخواہ
ہمچو خر مصحف کشد از بہرِ کاہ

تا تُوں نامِ خدا ے نان خواہ
جیسے خر قرآں اُٹھائے بہرِ کاہ ؎

اگر بداند رمزے گفت لبش
ذرّہ ذرّہ گشتہ بودے قالبش

گر سمجھتا دل میں ہونٹوں کا کلام
ٹکڑے ٹکڑے ہوتا پھر قالب تمام

نامِ دیوے کہ برد در ساحری
تو بنامِ حق بشیرے می بری

نام شیطاں گر بیں کرتا ہے کام
واہ سبحے کوڑی کے تو ے حق کا نام!

ایک دہقان کا دھوکے سے شیر کو گائے سمجھنا

روستائے گاو در آخر بست
شیر گاوش خورد و بر جائش نشست

گائے اک دہقاں نے باندھی تھی جہاں
کھا گیا شیر اس کو اور بیٹھا وہاں

روستائے شد در آخر سوئے گاو
گاو را می جست شب آں کنجکاو

پہنچا دہقاں تھان پر اور گائے کو
ڈھونڈتا تاریکی میں شب کی دوستو

دست می مالید بر اعضائے شیر
پشت و پہلو گاہ بالا گاہ زیر

شیر کے اعضا پہ اس نے پھیرے ہاتھ
نیچے اوپر، پشت و پہلو ساتھ ساتھ

گفت شیرا روشنی افزوں بدے
زہرہ اش بدریدے و دل خوں شدے

شیر بولا گر اُجالا ہو سو!
سینہ پھٹ جائے، ہو دل خوں برملا

اینچنیں گستاخ زاں می خاردم
کو دریں شب گاو می پنداردم

کرتا ہے مالش جو یہ ناداں مری
گائے مجھ کو جانتا ہے واقعی

حق ہمی گوید کہ اے مغرور کور
نے ز نامم پارہ پارہ گشت طور

حق یہ کہتا ہے کہ اے مغرور کور
کیا نہ میرے نام سے لرزاں تھا طور؟

؎ گھاس - چارہ ۔

Marfat.com

کہ لَوْ اَنْزَلْنَا کِتَابًا بِالْجَبَلِ	لَرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا
کوہ پر قرآں جو دیتا ہیں اُتار	ٹکڑے ہوتا اور فنا بے اختیار
از من ار کوہِ اُحد واقف بُدے	پارہ گشتے دودش پُرخوں شدے
یا تا گر کوہِ اُحد میرا نشاں	ٹکڑے ہوتا اُس کا دل اور خوں چکاں
از پدر وز مادر ایں بشنیدۂ	لاجرم غافل دریں پیچیدۂ
تو نے ہے ماں باپ سے ایسا سُنا	اس لئے تو اس میں ہے اُلجھا ہوا
گر تو بے تقلید از و واقف شوی	بے نشاں بے جا چوں ہاتف شوی
گر تو بے تقلید واقف اُس سے ہو	بے نشاں ہو مثلِ ہاتف سوچ تو
بشنو ایں قصّہ پئے تہدید را	تا بدانی آفتِ تقلید را
اور اک قصّہ ہے تہدید سُن	اور تا جانے آفتِ تقلید سُن

صوفیوں کا ایک مسافر صوفی کے چوپائے کو بیچ ڈالنا

صوفیے در خانقاہ از رہ رسید	مرکبِ خود بر در آخر کشید
صوفی آیا خانقہ میں دُور سے	تھان پر اپنی سواری باندھ کے
آبکش دادو علف از دست خویش	نے چو آں صوفی کہ ما گفتیم پیش
چارہ پانی ہاتھ سے اپنے دیا	پہلے صُوفی کی طرح ناداں نہ تھا
احتیاطش کرد از سہو و خباط	چوں قضا آید چہ سود از احتیاط
سہو سے غفلت سے کر لی احتیاط	جب قضا آئے تو کیسی احتیاط

۵۱ قولہ تعالیٰ عزّ وجل :۔ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۔ اگر ہم اِس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اُس پہاڑ کو تُو خوفِ خدا سے خوف زدہ اور پھٹا ہوا دیکھتا ۔

Marfat.com

صوفیاں درویش بودند و فقیر
صوفی وہ درویش تھے سب اور فقیر

کاد[1] فقر ان یکن کفراً کبیر
فقر ہوتا ہے کبھی کفر کبیر

اے تونگر تو کہ سیری ہیں مخند
سیر ہے منعم! تو یوں خندہ نہ کر

بر کژی آں فقیر دردمند
اُس فقیر دردمند و زار پر

از سر تقصیر آں صوفی رمہ
صوفیوں نے کی بڑی اک یہ خطا

خر فروشی در گرفتند آں ہمہ
سب نے مل کر بیچ ڈالا وہ گدھا

گر ضرورت ہست مرداری مباح
ہے ضرورت میں روا مردار بھی

بس فسادے کز ضرورت شد صلاح
نیک اس حالت میں ہیں باتیں بُری

ہم دراں دم آں خرک بفروختند
اُس گدھے کو بیچ کر وہ اُس گھڑی

لوت آوردند و شمع افروختند
کھانا لائے اور روشن شمع کی

ولولہ افتاد اندر خانقہ
کامشباں لوت و سماع است وولہ

خانقہ میں شور سا برپا ہوا
آج کھانا اور گانا ہے بڑا

چند ازیں صبر و ازیں آرزوزہ چند
چند ازیں زنبیل و ایں دریوزہ چند

صبر کیسا، فکر کیسا سیر روزی کی
کس کی زنبیل اور دریوزہ گری

ما ہم از خلقیم جاں داریم ما
دولت امشب میہماں داریم ما

ہم بھی ہیں مخلوق اور رکھتے ہیں جان
آج ہے دولت ہماری میہمان

بخم باطل را ازاں می کاشتند
بخم باطل اس لئے تھے بو رہے

کانکہ آں جاں نیست جاں پنداشتند
نیستی کو جان تھے سمجھے ہوئے

واں مسافر نیز از راہ دراز
وہ مسافر دور کا آیا ہوا

خستہ بود و دید آں اقبال و ناز
خستہ تھا۔ دیکھا یہاں ساماں نیا

[1] حدیث نبوی صلعم: کاد الفقر ان یکون کفراً - یعنی قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے۔

Marfat.com

صوفیانش یک بیک بنواختند
نردِ خدمتہاش خوش می باختند

صوفیوں نے یہ نوازش اُس پہ کی
اُس کی خدمت اپنے ذمے سب نے لی

آں یکے پایش ہمی مالید و دست
واں یکے پرسیدش از جائے شست

دست و پا ملتا تھا کوئی شوق سے
کوئی کہتا تھا، یہاں آ بیٹھیے

واں یکے افشاند گرد از رختِ او
واں یکے بوسید دستش را و رو

ایک نے اسباب رکھا جھاڑ کر
ایک نے بوسہ دیا رخسار پر

گفت چوں مید ید میلاں شاں بلوے
گر طرب امشب نخواہم کرد کے

بولا وہ مائل ہر اک کو دیکھ کے
آج ساری رات خوشیوں میں کٹے

لوت خوردند و سماع آغاز کرد
خانقہ تا سقف شد پُر دود و گرد

کھانا کھا کر باندھا گانے کا سماں
خانقہ کی چھت پہ تھی خاک اور دھواں [1]

دودِ مطبخ گردِ آں پا کوفتن
ز اشتیاق و وجدِ جاں آشوفتن

کودنے کی گرد، کھانے کا دھواں
اشتیاق و وجد سے تھا بیکراں

گاہ دست افشاں قدم می کوفتند
گہ بسجدہ صف رامی روفتند

ہاتھ پھیلا کر کبھی وہ کودنے
سجدوں میں گہ فرش پر وہ لوٹنے

دیر باید صوفی از از روزگار
زاں سبب صوفی بود لبسیار خوار

حرص کو پاتا ہے صوفی دیر سے
پیٹ بھر کر کھاتا ہے وہ اس لئے

جز مگر آں صوفیٔ کز نورِ حق
سیر خورد او فارغست از ننگ و دق

صرف اُس صوفیٔ صافی کے سوا
ننگ اور طعنوں سے جو فارغ ہوا

از ہزاراں اند کے زیں صوفیند
باقیاں در دولتِ او می زیند

ایسے صوفی ہیں ہزاروں میں بھی چند
باقی اُن کی وجہ سے ہیں بہرہ مند

[1] یعنی اُن کے رقص سے خانقہ کی چھت تک خاک اُڑی اور کھانا پکنے کا دھواں چھت پر پہنچا۔

Marfat.com

چوں سماع آمد زاوّل تا کراں	مطربے آغاز دید یک ضربِ گراں
حال آیا سب کو جس دم بے گماں	پھر لگائی ڈوم نے ضربِ گراں
خر برفت و خر برفت آغاز کرد	زیں حرارت جملہ را انباز کرد
خر گیا - وہ خر گیا - وہ خر گیا	کیف سب کو اس حرارت[1] سے ہوا
زیں حرارت پائے کوباں تا سحر	کف زناں خر رفت و خر رفت اے پسر
تا سحر نغمہ یہی ہوتا رہا	کہتے تھے سب خر گیا - وہ خر گیا
از رہِ تقلید آں صوفی ہمیں	خر برفت آغاز کرد اندر چنیں
از رہِ تقلید اُس صوفی نے بھی	"خر گیا" کی راگنی سی چھیڑ دی
چوں گذشت آں نوش و جوش و آں سماع	روز گشت و جملہ گفتند الوداع
جب مٹا وہ جوش و نوش اور وہ سماع	دن چڑھا - کہنے لگے سب الوداع
خانقہ خالی شد و صوفی بماند	گرد از رختِ مسافر می فشاند
خانقہ میں صرف صوفی رہ گیا	اپنے اسبابِ سفر کو جھاڑتا
رخت از حجرہ بروں آورد او	تا بخر بر بندد آں ہمراہ جو
لایا وہ سامان باہر حجرے سے	تا گدھے پر رکھ کے اُن سے جا ملے
تا رسد در ہمرہاں او می شتافت	رفت در آخورِ خود را نیافت
ساتھیوں کی سمت وہ دوڑا گیا	تھان پر پہنچا تو غائب تھا گدھا
گفت آں خادم بآبش بردہ است	زانکہ خر دوش آب کمتر خوردہ است
سوچا نوکر لے گیا شاید نہ ہو	اُس نے کم پانی پیا تھا رات کو
خادم آمد گفت صوفی خر کجاست	گفت خادم ریش بیں جنگے بجاست
خادم آیا - پوچھا کس جا ہے گدھا	بولا - ڈاڑھی دیکھ، اور لڑنے لگا

[1] حرارت اُس ترانے کو کہتے ہیں جسے چند آدمی مل کر اور ہم آواز ہو کر گاتے ہیں۔

Marfat.com

گفت خر را من بتو بسپردہ ام	من ترا بر خر مُوکّل کردہ ام
بولا وہ خر مجھ کو سونپا تھا یہاں	تو موکّل خر کا تھا اے نوجواں
بحث با توجیہ کن حجّت میار	وانچہ من بسپرد مت واپس سپار
بحث کر توجیہ سے حجّت نہ کر	میں نے جو تجھ کو دیا تھا۔ لا اِدھر
از تو خواہم آنچہ آوردم بتو	بازدِہ آنچہ کہ بسپردم بتو
جو دیا تھا تجھ سے۔ وہ ہوں مانگتا	کر دے واپس جو تجھے میں نے دیا
گفت پیغمبر کہ دستت آنچہ برد	بایدش در عاقبت واپس سپرد
قول پیغمبر ہے، جو کچھ کوئی لے	واپس آخر میں وہ کرنا چاہیئے
ورنہ از سرکشی راضی بایں	نک من و تو خانۂ قاضیّ دیں
سرکشی سے تو اگر راضی نہیں	میں ہوں تو ہے اور ہے قاضیّ دیں
گفت من مغلوب بودم صوفیاں	حملہ آوردند و بودم بیہم جاں
بولا میں مغلوب تھا، صوفی تمام	حملہ کر کے لے گئے، اے نیک نام
تو جگر بندی میانِ گرِ بگاں	اندر اندازی و جوئی زاں نشاں
تلیوں میں تو کلیجہ ڈال کر	ڈھونڈتا ہے پھر اُسے اے بے خبر
درمیانِ صد گرسنہ گردۂ	پیش صد سگ گربۂ پژمردۂ
ایک روٹی اور سو بھوکوں کے پاس	ایک مریل بلّی سو کتّوں کے پاس
گفت گیرم کز تو ظلما بستدند	قاصدِ جانِ من مسکیں شدند
بولا صوفی، ظلم سے گو لے گئے	میری مسکیں جاں کے طالب ہوئے
تو نیائی و نگوئی مر مرا	کہ خرت را می برند اے بینوا
تو نے کیوں آکر نہ یہ مجھ سے کہا	لے گئے وہ لے گئے تیرا گدھا

لہ حدیث نبوی صلعم: الامانۃ مؤدا ۃ۔ یعنی امانت واپس کر دینی چاہیئے۔

Marfat.com

تا خراز ہر کہ بر دمن واخرم	ورنہ تو زیبے کنند ایشاں زرم
مول لے لیتا میں اُن سے پھر گدھا	دام دیتے ورنہ سب جو مانگتا
صد تدارک بود چوں حاضر بدند	این زماں ہر یک باقلیمے شدند
سو تدارک تھے جو وہ سب تھے یہاں	اب کہاں ہے کوئی اور کوئی کہاں
من کراگیرم کراقاضی برم	ایں قضا خود از تو آمد بر سرم
اب کسے میں لے چلوں قاضی کے پاس	تو یہ لایا موت سر پر بے حواس
چوں نیائی و نگوئی اے غریب	پیش آمد ایں چنیں ظلم مہیب
تو نہ آیا اور نہ کچھ مجھ سے کہا	اس لئے پیش آگئی ایسی بلا
گفت واللہ آمدم من بارہا	تا ترا واقف کنم زیں کارہا
بولا واللہ میں تو آیا بارہا	تاکہ تجھ سے کر دوں سارا ماجرا
تو ہمی گفتی کہ خر رفت اے پسر	از ہمہ گویندگاں با ذوق تر
کہہ رہا تھا تو مگر - وہ خر گیا	ذوق تیرا سب سے کچھ بڑھ چڑھ کے تھا
باز می گشتم کہ او خود واقف است	زیں قضا راضی ست مرد عارفست
میں یہ سمجھا اس سے خود واقف ہے تو	ہر طرح راضی ہے اور عارف ہے تو
گفت آں را جملہ می گفتند خوش	مر مرا ہم ذوق آمد گفتنش
بولا صوفی سب یہی تھے کہہ رہے	میں بھی یہ کہتا تھا - اُن کو دیکھ کے
مر مرا تقلیدِ شاں برباد داد	کہ دو صد لعنت بریں تقلید باد
کر دیا تقلید نے برباد آہ	لعنتیں تقلید پر، فریاد آہ
خاصہ تقلیدِ چنیں بے حاصلاں	کآبرو را ریختند از بہرِ ناں
خاص کر تقلیدِ دُون و کینہ جُو،	روٹی پر بیچی جنہوں نے آبرو
عکسِ ذوقِ آں جماعت می زدے	ویں دلم زاں عکس ذوقیں می شدے
عکس تھا یہ صوفیوں کے ذوق کا	میرے دل میں ذوق پیدا ہو گیا

Marfat.com

٦٣

عکس چنداں باید از یاران خوش	کہ شوی از بحر بعکس آب کش
عکس یاروں کا بس اتنا چاہیئے	پانی پی لے قلزم بے عکس سے
عکس کاوّل زد تو آں تقلید داں	چوں پیاپے شد شود تحقیق آں
عکس جو پہلے پڑے۔ تقلید جان	جب تواتر ہو تو پھر تحقیق مان
تا نشد تحقیق از یاراں مبر	از صدف مگسل نگشتہ قطرہ دُر
چھوڑ انہیں پہلے نہ تو تحقیق سے	دُر نہ ہو قطرہ تو سیپی سے نہ لے
صاف خواہی چشم عقل و سمع را	بردراں تو پردہائے طمع را
صاف چاہے چشم عقل و سمع کو	تو اٹھا دے پردہ ہائے طمع کو
زانکہ آں تقلید صوفی از طمع	عقل او بربست از نورِ لمع
طمع نے صوفی کو اس تقلید سے	عقل کو روکا ہے نورِ دید سے
زانکہ صوفی را طمع بردش زراہ	ماند در خسران و کارش شد تباہ
کیونکہ صوفی طمع سے گمراہ ہے	سخت نقصاں میں وہ غیر آگاہ ہے
طمع لوت و طمع آں ذوق و سماع	مانع آمد عقل او را از اطلاع
کھانے کا لالچ تھا اور ذوقِ سماع	عقل نے اُس کو نہ دی یوں اطّلاع
گر طمع در آئنہ برخاستے	در نفاق آں آئنہ چوں باستے
طمع گر آئینے میں کرتی ظہور	دور آئینے سے ہو جاتا یہ نور
گر ترازو را طمع بودے بمال	راست کے گفتے ترازو وصفِ حال
گر ترازو طمع کرتی مال کی	کس طرح توصیف کرتی حال کی
ہر نبیؑ می گفت با قوم از صفا	من نخواہم مُزد پیغام از شما
ہر نبیؑ یہ قوم سے کہتا رہا	مانگتا ہوں کب صلہ پیغام کا
من دلیلم حق شما را مشتری	داد حق دلّالیم ہر دو سری
میں دلیل اور حق تمہارا مشتری	اُس نے دلالی دو عالم کی ہے دی

Marfat.com

هست مُزدِ کار مر دلّال را
مزد باید داد تا گوید سزا

بنا مزدوری ہے دلّالوں کا کام
تا کریں وہ صاف اور ستھرا کلام

چیست مزدِ کارِ من دیدارِ یار
گرچہ خود بو بکرؓ بخشد چل ہزار

میری مزدوری فقط دیدارِ یار
گرچہ دے بو بکرؓ سی دہ ہزار

چل ہزار او نباشد مُزدِ من
کے بود شبہ شبہ دُرِّ عدن

چل ہزار اُن کے نہیں میرا صلہ
بوٹ اور دُرِّ عدن کا ساتھ کیا

یک حکایت گویمت بشنو بہوش
تا بدانی کہ طمع شد بندِ گوش

استاں سُن ہوش سے اے بیک بے
تا کہ سمجھے طمع بند گوش ہے

ہر کرا باشد طمع الکن شود
با طمع کے چشمِ دل روشن شود

طمع جس کو ہو۔ وہی گونگا بنے
طمع سے کب چشمِ دل روشن رہے

پیشِ چشمِ او خیالِ جاہ و زر
ہمچناں باشد کہ مُو اندر بصر

اس کے آگے جاہ و دولت کا خیال
اس طرح ہے۔ آنکھ میں جیسے ہو بال

جز نگر مستے کہ از حق پُر بود
گرچہ بدہی گنجہا او حُر بود

ہاں مگر وہ مست جو حق سے ہو پُر
گرچہ تو بخشے خزانے وہ ہے حُر

ہر کہ از دیدار برخوردار شد
ایں جہاں در چشمِ او مُردار شد

دید جاناں سے جو برخوردار ہے
یہ جہاں اُس کے لئے مُردار ہے

لیک آں صوفی ز مستی دُور بود
لاجرم از حرص او بے نور بود

تھا وہ صوفی لیکن اس مستی سے دُور
حرص کے باعث نہ تھا کچھ اُس میں نُور

مفلس قیدی کا قصّہ

صد حکایت بشنود مدہوشِ حرص
در نیابد نکتۂ در گوشِ حرص

داستانیں سو سُنے مدہوشِ حرص
ایک نکتہ بھی نہ سمجھے گوشِ حرص

Marfat.com

بود شخصے مفلسے بے خانماں
ماندہ در زندانِ بندِ بے اماں

ایک مفلس شخص تھا بے خانماں
مبتلائے قید و بندِ بے اماں

لقمۂ زندانیاں خوردے گزاف
بر دلِ خلق از طمع چوں کوہِ قاف

کھانا کھاتا قید یوں سے چھین کے
سب کے دل پر تھا وہ بھاری طمع سے

زہرہ نے کس کہ لقمہ ناں خورد
زآنکہ آں لقمہ رُبا چابک برد

کس کی طاقت تھی جو کھا لیتا غذا
وہ اُچکّا ے کے لقمہ بھاگتا

ہر کہ دُور از دعوتِ رحماں بود
او گدا چشمست اگر سلطاں بود

دعوتِ رحماں سے جو ہے دُور تر
بادشہ بھی ہو تو ہے دریوزہ گر

مر مروّت را نہادہ زیرِ پا
گشتہ زنداں دوزخے زاں ناں رُبا

اُس نے رکھ دی تھی مروّت زیرِ پا
دوزخ اُس سے قید خانہ تھا بنا

گر گریزی بر امیدِ راحتے
زآں طرف ہم پیشت آید آفتے

بھاگے گر امید میں آرام کی
اُس طرف بھی پیش آفت آئے گی

ہیچ گنجے بے دد و بے دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

کون گوشہ بے درد و بے دام ہے
خلوتِ حق میں فقط آرام ہے

گنجِ زندانِ جہاں ناگزیر
نیست بے بیمز دو بے دق الحصیر

یہ جہاں یہ گنجِ زنداں باقیں
بے مشقت اور بے زحمت نہیں

واللہ ار سوراخ موشے در روی
مبتلائے گربہ چنگالے شوی

بل میں چوہے کے بھی تو جائے اگر
بلی کے چنگل میں آئے بے خبر!

آدمی را فربہی است از خیال
گر خیالاتش بود صاحب جمال

ہے تخیل آدمی کی فربہی
چاہیئے لیکن حسیں تخییل بھی

ور خیالاتش نماید ناخوشے
می گدازد ہمچو موم از آتشے

ہوں خیالات اور اگر اُس کے بُرے
موم کی مانند آتش سے گھلے

Marfat.com

درمیانِ مار و کژدم گر ترا	با خیالاتِ خوشاں دارد خدا
سانپوں اور بچھو کے درمیان اگر تجھے امن دے	اچھے خیال والوں کو اللہ
مار و کژدم مر ترا مونس شود	کاں خیالت کیمیائے مس بود
سانپ بچھو ہوں ترے مونس کمال	کیمیائے مس ہو تیرا ہر خیال
صبر شیریں از خیالِ خوش شدست	کاں فرح وآں تازگی پیش آمدست
صبر شیریں ہے خیالِ خوب سے	تازگی اور فرح دیتا ہے تجھے
آں فرح آید ز ایماں در ضمیر	ضعفِ ایماں ناامیدی و زحیر
فرح ایماں سے ہے حاصل نیک ہے	ضعف ایماں یاس ہے اور رنج ہے
صبر از ایماں بیاید سر کله	حیث لا صبر فلا ایمان له
صبر ہے ایمان سے تاج صبر ہے	صبر ہی جس میں نہیں ایماں نہیں
گفت پیغمبر خدائش ایماں نداد	ہر کرا نبود صبوری در نہاد
مصطفیٰ فرما گئے ہیں وہ مومن نہیں	جس کی فطرت میں نہیں صبر نہیں
آں یکے در چشمِ تو باشد چو مار	ہم وے اندر چشمِ آں دیگر نگار
جو ہے تیری آنکھ میں اک چیز مار	دوسرا کی آنکھ میں وہ ہے نگار
زانکہ در چشمت خیالِ کفر اوست	داں خیالِ مومنی در چشمِ دوست
ہے خیال کفر آنکھوں میں تری	دوست کی آنکھوں میں نورِ مومنی
کاندریں یک شخص ہر دو فعل ہست	گہ ماہی باشد او و گہ شست
اس میں ہیں دو حالتیں اک شخص کی	ہے کبھی مچھلی کبھی ہے شست بھی
نیم او مومن بود نیمش کنبر	نیم او حرص آوری نیمش صبر
نصف وہ مومن ہے اور ہے نصف کبر	نصف اس کا حرص ہے اور نصف صبر

لہ حدیث نبوی صلعم: من لا صبر له لا ایمان له - یعنی جس میں صبر نہیں اس میں ایمان نہیں ۔

Marfat.com

گفت یزدانت فمنکم مؤمن	باز منکم کافر گبر کہن
قولِ باری ہے "فمنکم مؤمن"	پھر ہے "منکم کافر" دیکھ اور سُن
ہمچو گاوے نیمہ جلدش سیاہ	نیمۂ دیگر سپید دہمچو ماہ
جس طرح اک گائے آدھی ہو سیاہ	دوسرا آدھا ہو روشن مثلِ ماہ
ہر کہ ایں نیمہ بہ بیند رد کند	ہر کہ آں نیمہ بہ بیند کد کند
نصف حصّہ یہ جو دیکھے رد کرے	نصف حصّہ وہ جو دیکھے کد کرے
از جمالِ یوسفِ اخواں بس نفور	لیک اندر دیدۂ یعقوبؑ نور
شکلِ یوسفؑ سے تھے گو بھائی نفور	دیدۂ یعقوبؑ کا لیکن تھے نور
از خیالِ بدنظر شاں زشت دید	چشمِ فرع و چشمِ اصلی ناپدید
بدنگاہوں کو نظر آئے بُرے	فرعی اصلی دونوں کم بیں دیدے تھے
چشمِ ظاہر سایۂ آں چشم داں	ہر چہ آں بیند بگردد ایں بداں
چشمِ ظاہر سایہ ہے اُس آنکھ کا	وہ جو کچھ دیکھے یہ رُخ لے گی پھرا
سایۂ اصل است فرع اما کجا	سایہ با خورشید پا دارد بجا
فرع سایہ اصل کا ہے۔ کب بھلا	سایہ و خورشید تھہریں ایک جا
تو مکانی اصل تو در لا مکاں	ایں دکاں بربند و بکشا آں دکاں
تو مکاں ہے۔ اصل تیری لامکاں	کھول اُس کو بند کر دے یہ دُکاں
شش جہت مگریز زیرا در جہات	شش دراست و شش درہ ماراست مات
شش جہت میں تُو نہ جا۔ یہ شش جہات	شش درہ ہیں۔ جو کہ ہے سامانِ مات

۵۱ قولہ تعالیٰ عزوجل ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ۔ یعنی وہ ایسا خدا ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ پس بعض تم میں سے کافر ہیں اور بعض مومن +

۵۲ تختۂ نرد کی ایک بازی ہے۔ جس سے مات ہو جاتی ہے +

Marfat.com

ایں سخن را نیست حد زندانیاں | مضطر انداز دست آں خر قلتباں

یہ سخن بے حد ہے قیدی بار بار | اُس گدھے کے ہاتھ سے ہیں بے قرار

وکیلِ قاضی سے قیدیوں کی شکایت

با وکیل قاضیے ادراک مند | اہل زنداں در شکایت آمدند

تھا جو قاضی کا وکیل اُس سے اخی | قیدیوں نے جا کے یہ فریاد کی

کہ سلامِ ما بقاضی برگنوں | باز گو آزارِ ما زیں مردِ دوں

پہلے قاضی کو ہمارا دے سلام | پھر سنانا ہے بہ تکلیف اے ہمام

کاندریں زنداں بماند او مستمر | یا دہ تازد طبل خوارست و مضر

گر رہا دائم وہ شخص نابکار | بیہدہ، نقصاں رساں اور طبل[1] خوار

مردِ زندانی نیابد لقمۂ | در بصد حیلت کشاید طعمۂ

ایک لقمہ بھی نہ قیدی پائیں گے | گو ہر اک حیلے سے کھانا لائیں گے

در زماں پیش آید آں دوزخ گلو | حجتش اینکہ خدا گفتہ کُلُوا[2]

فوراً آجائے گا وہ دوزخ گلو | لائے گا حجت۔ کہا حق نے "کلوا"

چوں مگس حاضر شود در ہر طعام | از وقاحت بے صلاح و بے سلام

مثل مکھی کے، جب آتا ہے طعام | وہ ہے حاضر بے صلاح و بے سلام

پیش او ہیچست لوث شصت کس[3] | کر کند خود را اگر گویش بس

ساٹھ کے کھانے سے بھی تسکیں نہ ہو | "بس" کہو تو بہرا کرے کان کو

---

[1] پیٹو۔

[2] قولہ تعالیٰ عزّ و جل: کُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ:- جو کچھ تمہیں خدا نے دیا ہے۔ خوب کھاؤ۔

[3] یعنی ساٹھ آدمیوں کا کھانا کھانے سے۔

Marfat.com

زین چنیں قحطِ سہ سالہ داد داد	ظلِّ مولانا ابد پایندہ باد
اس قدر قحطِ سہ سالہ ۔ داد! داد	ظلِّ قاضی تا ابد پائندہ باد
گور زندان تا رود ایں گاد میش	یا وظیفہ کن زر و قفے بقمہ ایش
کیجئے اخراج جلد اس بھینس کا	وقف سے یا دیجئے اس کو غذا
اے رتو خوش ہم ذکور و ہم اناث	داد کن المستغاث المستغاث
آپ سے ہر مرد عورت شاد ہے	داد دیں، فریاد ہے فریاد ہے
سوئے قاضی شد وکیلِ با نمک	گفت با قاضی شکایت یک بیک
پہنچا قاضی تک وکیل باوفا	یہ شکایت اور یہ قصہ کہا
خواند اورا قاضی از زنداں بہ پیش	پس تفحص کرد از اعیانِ خویش
قاضی نے اس کو بلایا سامنے	پھر کیا دریافت اہلِ کار سے
گشت ثابت پیش قاضی آں ہمہ	کہ نمودند از شکایت آں رمہ
پیش قاضی ہو گئی ثابت یہاں	جو شکایت کرتے تھے زندانیاں
گفت قاضی خیز زیں زنداں برو	سوئے خانہ مردہ ریگِ خویش شو
بولا قاضی، قید خانے سے نکل	اپنے گھر کی راہ لے ۔ ہو دُور چل!
گفت خان و مانِ من احسانِ تست	ہمچو کافر جنتم زندانِ تست
بولا وہ ہے خانماں احساں ترا	میں ہوں کافر، خُلد ہے زنداں ترا
گر ز زندانم برانی تو بہ رَد	خود بمیرم من ز درویشی و کد
تو جو زنداں سے نکالے گا مجھے	نقر و فاقہ مار ڈالے گا مجھے
ہمچو ابلیسے کہ می گفت اے سلام	رَبِّ اَنظِرنِی اِلٰی یَومِ القِیَام[1]
جیسے وہ ابلیس کرتا تھا کلام	مہلت اے رب! دے تا یومِ قیام

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل: رَبِّ فَاَنظِرنِی اِلٰی یَومِ یُبعَثُونَ ۝ (سورۂ حجر) (شیطان نے کہا) اے رب! مجھے قیامت کے دن تک مہلت دے دے +

Marfat.com

کاندریں زندان دُنیا من خوشم	تاکہ دشمن زادگاں را می کُشم
میں تو اس زندان دنیا میں ہوں شاد	اپنے دشمن زادوں سے رکھ کر عناد
ہر کہ او را قوّتِ ایمانے بود	وز برائے زادِ رہ نانے بود
قوت دیں ہو جن سے پاس۔ ایمان ہو	اور زادِ راہ تھوڑی نان ہو
می ستانم گہ بمکر و گہ بہ ریو	تا برآرند از پشیمانی غریو
لوٹتا ہوں مکر و حیلہ سے انہیں	تا پشیماں ہو کے وہ شیون کریں
گہ بدرویشی کنم تہدید شاں	گہ بزلف و خال بندم دیدِ شاں
فقر و فاقہ سے کبھی ڈراؤں ڈھال	اور کبھی کردوں اسیر زلف و خال
قوّتِ ایمانی دریں زنداں کمست	وآنچہ ہست از قصدِ ایں سگ در خمست
قوّتِ ایمانی ہے اس زنداں میں کم	جو ہے۔ خوفِ سگ سے خم میں ہے بہم
از نماز و صوم و حد بیچارگی	قوّتِ ذوق آید بردِ یکبارگی
جو نماز و روزہ سے اور عجز سے	ذوق پیدا ہو، تو فوراً لے اڑے
استعیذ اللہ من شیطانہ	قد ھلکنا آہ من طغیانہ
اس سے شیطاں سے خدا کی ہے پناہ	جس کے غلبے نے کیا ہم کو تباہ
یک سگ است و در ہزاراں می رود	ہر کہ در وے رفت او آں می شود
ایک کتا ہے ہزاروں میں رواں	اُس سے جو مل جائے پائے اُس کی شان
ہر کہ سردت کرد می داں کہ در وست	دیو پنہاں گشتہ اندر زیر پوست
اُس میں ہے وہ۔ سر جو کر دے تجھے	دیو پوشیدہ ہے۔ نیچے پوست کے
چوں نیاید صورت آید در خیال	تا کشاند آں خیالت در وبال
گر نہ ہو ظاہر، تو بن جائے خیال	تاکہ تیرے سر پہ لے آئے وبال
از خیالاتِ تو می آید بلا	چوں خیالت فاسد آمد ہا بجا
آتی ہے تیرے خیالوں سے بلا	ہوتے ہیں فاسد خیالات اے فتا

Marfat.com

گہ خیالِ فرجہ دگاہے دُکاں	گہ خیالِ علم وگاہے خان و ماں
گہ خیالِ سیر و گہ فکرِ دُکاں	گہ خیالِ علم و ذکرِ ہر انسان
گہ خیالِ مکسب و سوداگری	گہ خیالِ تاجری و داوری
گہ خیالِ کسب یا سوداگری	گہ خیالِ تاجری و انبری
گہ خیالِ نقرہ و فرزند و زن	گہ خیالِ بوالفضول و بوالحزن
گہ خیالِ درہم و اولاد و زن ۲۲	گہ خیالِ لغو و فکرِ بوالحزن
گہ خیالِ کالہ وگاہے قماش	گہ خیالِ مفرش وگاہے فراش
گھر کے ساماں کا کبھی تو ہے خیال	فرش و بستر کا کبھی دل تو ملال
گہ خیالِ آسیاد باغ و راغ	گہ خیالِ میخ و ماغ و لیخ و لاغ
آسیا کی فکر ہے گہ فکرِ باغ	گہ خیالِ ابر و گرد و باد و لاغ
گہ خیالِ آشتی و جنگہا	گہ خیالِ نام ہا و ننگہا
ہے کبھی کچھ فکر صلح و جنگ کی	اور کبھی کچھ دُھن ہے نام و ننگ کی
ہیں بروں کن از سرایں تخییلہا	ہیں بروں از دل چنیں تبدیلہا
ان خیالوں کو تو سر سے دے نکال	اس تلوّن سے نہ دے دل کو ملال
ہاں بگو لاحولہا اندر زماں	از زباں تنہا نہ بل از عینِ جاں
ہاں پڑھو "لاحول" اس دم دھیان سے	کہا زباں سے بلکہ دل اور جان سے

مفلس قیدی کا باقی قصّہ

گفت قاضی مفلسی را وا نما	گفت اینک اہلِ زندانت گوا
بولا قاضی مفلسی پر لا گواہ ۲۲	بولا وہ ہا سر قیدی ہے میرا گواہ

۱؎ رنج پیدا کرنے والا ۔

۲؎ بازی اور شوخی ۔

Marfat.com

گفت ایشاں متہم باشند چوں
بولا قاضی متہم وہ ہوں گے کیوں

می گریزند از تو می گریند خوں
بھاگتے ہیں تجھ سے اور روتے ہیں خوں

در تو می خواہند تا ہم وا رہند
چاہتے ہیں تجھ سے اب بچھا چھوٹے

زیں غرض باطل گواہی می دہند
اس لئے جھوٹی گواہی پر تلے

جملہ اہل محکمہ گفتند ما
بولے اہل عملہ ہم سب ہیں گواہ

ہم براد بار و برافلاسش گوا
یہ ہے مفلس حال ہے اس کا تباہ

ہر کرا پرسید قاضی حال او
جس سے پوچھا اس کا پھر قاضی نے حال

گفت مولا دست ازیں مفلس بشو
بولا۔ اس کو چھوڑ دیں اے خوش خصال

گفت قاضی کش بگردانید فاش
بولا قاضی شہر میں دو گشت اسے

گرد شہر او مفلس است و بس قلاش
اور کہو مفلس ہے یہ قلاش ہے

کوبکو او را منادی ہا کنید
کو بہ کو اس کی منادی ہو ابھی

طبل افلاسش بہر جا بر زنید
خوب تشہیر اس کے ہو افلاس کی

ہیچ کس نسیہ نیفروشد بدو
قرض نہ دیدے ہیچ کس اور اتسو

تا نہ کوئی لین دین اس سے کرے
قرض اس کو ایک حبہ بھی نہ دے

ہر کہ دعوی آردش اینجا بفن
ہیچ زندانش نخواہم کرد من

گر کسی نے اس پہ دعوی بھی کیا
جیل میں اس کو نہ بھیجا جائے گا

اینش من افلاس او ثابت شدست
نقد و کالا نیستش چیزے بدست

ثابت اس کی مفلسی مجھ پر ہوئی
نقد اور اسباب سے یہ ہے تہی

آدمی در حبس دنیا زاں بود
تا بود کا فلاس او ثابت شود

قید ہے دنیا میں یہ انسان بھی
تاکہ بس ثابت ہو اس کی مفلسی

مفلسی دیو را یزداں ما
ہم منادی کرد در قرآں ما

مفلسی شیطان کی اللہ نے
کی ہے ظاہر خوب ہی قرآن سے

Marfat.com

کودغاو مفلس است و بد سخن	ہیچ با او شرکت و سودا مکن
وہ ہے مفلس، پرُ دغا اور بے حیا	اُس سے شرکت اور سودا ہے بُرا
ور کنی اورا بہانہ آوری	مفلس است و صرفہ ازدے کے بری
اور کرے سودا تو وہ ہے حیلہ گر	فائدہ اُس سے نہ ہو گا عمر بھر
حاضر آوردند چوں فتنہ فروخت	اشتر کُردے کہ ہیزم می فروخت
فتنہ جب بڑھنے لگا۔ عمّال آئے	اونٹ لکڑی بیچنے والے کا لائے
کُردِ بیچارہ بسے فریاد کرد	ہم موکّل را بدانگے شاد کرد
لکڑی والے نے بہت فریاد کی	اور کچھ خدّام کو رشوت بھی دی
اشترش بردند از ہنگامِ چاشت	تا شب و افغان او سودے نداشت
اونٹ اُس کا لے کے آئے صبح سے	شام تک رکھا، کہ کچھ پروا کسے
بر شتر بنشست آں قحطِ گراں	صاحبِ اشتر پئے اشتر دواں
اونٹ پر بیٹھا تھا وہ قحطِ گراں	اونٹ والا پیچھے پیچھے بھاگتا
سو بسو و کو بکو می تاختند	تا ہمہ شہرش عیاں بشناختند
سُو بسو اور کو بکو پھرتے رہے	اُس کو پہچانے جو اہلِ شہر تھے
پیشِ ہر حمّام و ہر بازارگہ	کردہ مردُم جملہ در شکلش نگہ
آگے ہر بانارِ ہر حمّام کے	لوگوں نے اچھی طرح دیکھا اُسے
وہ منادی گر بلند آوازیاں	ترک کُرد و رومیان و تازیاں
وہ منادی تھے بلند آواز سب	ترکی و کُردی و رومی اور عرب
جملگاں آوازہا برداشتہ	کایں ہمہ تخمِ جفاہا کاشتہ
سب یہ صنعت تھے، تھی صدا سب کی یہی	بویا ہے اس شخص نے تم بدی

لہ پیڈو۔ مفلس قیدی سے مراد ہے۔

Marfat.com

بینوائے بداد اے بے وفا	ناں ربائے زگدائے بے حیا
بے نوا ہے، بداد ہے - بے وفا	یہ اُچکا ہے - گدا اور بے حیا
مفلس ست و او ندارد ہیچ چیز	قرض تا ندہد کسے اورا پشیز
یہ ہے مفلس پاس اس کے کچھ نہیں	قرض پیسہ بھی نہ دے کوئی کہیں
ظاہر و باطن ندارد حبۂ	مفلسے قلبے و غائے دبۂ
ظاہر و باطن یہ ہے قلاش سا	سب سے ہے مکھوٹا سخت مفلس، پرد غا
ہاں مہاں با او حریفی کم کنید	چونکہ کاز ارد گرہ محکم زنید
دوستی اس سے بہت ہی کم رکھو	جیب کترا ہے، گرہ مضبوط دو
در بحکم آرید ایں پژمردہ را	من نخواہم کرد زنداں مردہ را
جرم میں کوئی اسے گر لائے گا	تو یہ زنداں میں نہ بھیجا جائے گا
خوش دمے ہست او و کلویش بس فراخ	با شعارِ نو دثارِ شاخ شاخ
خوش نفس ہے اور کشادہ ہے گلا	کوٹ ہے بالکل نیا - کرتا پھٹا
اگر پوشد بہرِ مکر آں جامہ را	عاریہ ست او فریبد عامہ را
مکر کرنے کو پہنتا ہے لباس	عارضی دینے کو دھوکا بے قیاس
حرف حکمت بر زبانِ ناحکیم	حلہائے عاریت داں اے سلیم
باتیں حکمت کی لب نا اہل پر	عارضی کپڑے سمجھ جیسا ہیں
اگرچہ دزدی جامۂ پوشیدہ است	دستِ تو چوں گیرد آں ببریدہ است
جامۂ دزدی ہے گو پہنے ہوئے	پر ہے کٹا دستگیری کیا کرے
چوں شبانگہ از شتر آمد بزیر	گرد گفتش منزلم دور ست دیر
وقتِ شب جب اونٹ سے اترے وہاں	گرد بولا - دور ہے میرا مکاں
بر نشستی اشترم را از پگاہ	جو رہا کردم کم از اخراجِ کاہ
صبح سے بیٹھا ہے میرے اونٹ پر	جو نہیں تو گھاس ہی دے بے خبر

Marfat.com

گفت تا اکنوں چہ می کردیم پس
ہوش تو کو نیست اندر خانہ کس

بولا فقیری۔ دیکھ اب تک کیا کیا
ہوش ہی تیرے نہیں شاید بجا

طبل افلاسم بچرخ سابعہ
رفت و تو نشنیدۂ این واقعہ

چرخِ ہفتم تک ہے شورِ افلاس کا
تو نہیں سمجھا ابھی یہ ماجرا

گوش تو پُر بودہ است از طمع خام
پس طمع کر می کند کور اے غلام

کان ہیں بھرے طمع خام سے
طمع کر اور کور کرتی ہے تجھے

تا کلوخ و سنگ نشنید این بیان
مفلس است و مفلس است این قلتبان

اینٹ پتھر سن چکے سب یہ بیان
ہے ہے مفلس ہے ہے مفلس بیگمان

تا بشب گفتند در صاحب شتر
بر زد گواز طمع پُر بود پُر

اونٹ والا رات بھر سنتا رہا
کیا وہ سنتا، طمع سے لبریز تھا

ہست بر سمع و بصر ہم خدا
در حجب بس صورتست و بس صدا

آنکھوں اور کانوں پہ ہے مہرِ خدا
صورتیں پردوں میں ہیں جلوہ نما

آنچہ او خواہد رساند این بچشم
از جمال و از کمال و از کرشم

چاہے آنکھوں کو دکھائے ذوالجلال
ہر کرشمہ اور ہر حسن و جمال

و آنچہ او خواہد رساند او بگوش
از سماع و از بشارت و ز خروش

اور جسے چاہے کرے مقبول گوش
نغمہ ہو یا ہو بشارت یا خروش

گرچہ ہستی تو کنوں غافل ازاں
وقتِ حاجت حق کند او را عیاں

گو کہ اُس سے تو ابھی غافل ہے ہاں
وقتِ حاجت حق کرے گا سب عیاں

گفت پیغمبر کہ یزدان مجید
از پئے ہر درد درماں آفرید

یہ ہے فرمانِ جنابِ مصطفیٰ
حق نے پیدا کی ہے ہر دکھ کی دوا

گرچہ درماں جوئی و گوئی بجاں
کاے خدا درمانِ کارِ من رساں

گو کرے درماں طلب مانگے دعا
کر عطا درمانِ پدرا اے حنداں

Marfat.com

لیک زاں درماں نہ بینی رنگ و بو
بہرِ دردِ خویش بے فرمانِ او

لیکن اُس درماں میں کیا ہو گا اثر
حکم جب تک دے نہ خالق سر بسر

کُون پُر چارہ است ہیچ چارہ نے
تا کہ نکشاید خدایت روزنے

چارہ ہے لیکن نہیں تیرے لیئے
حق ہی جب تک خود نہ رستہ کھول دے

چشم را اے چارہ جُو در لامکاں
ہیں نہ چون چشمِ کشتہ سوئے جاں

اپنی نظریں رکھ تو سوئے لامکاں
جیسے چشمِ کشتہ دیکھے سمتِ جاں

ایں جہاں از بے جہت پیدا شدست
کز بے جائی جہاں را جا شدست

بے جہت ہے یہ جہاں پیدا ہوا
ہے جہاں کی عین بے جائی میں جا

باز گردد از ہست سوئے نیستی
گر تو از جاں طالبِ مولیستی

ہست سے سوئے عدم پھر لوٹ آ
طالبِ مولا اگر ہے اے فتا

جائے دخلست ایں عدم از بے مرم
جائے خرجست ایں وجودِ بیش و کم

رم نہ کر۔ ہے دخل کی جا یہ عدم
خرچ کی جا ہے وجودِ بیش و کم

کارگاہِ صنعِ حق چوں نیستی ست
جز معطل در جہانِ ہست کیست

کارگاہِ صنعِ حق ہے نیستی
سب ہیں بے کار اس جہاں میں واقعی

مناجات

نکالند اثر سودی

اے خدائے پاک بے انباز و یار
دست گیر و جرم ما را درگذار

اے خدا! اے پاک شرکِ غیر سے
دستگیری کر خطا بخش دے

یاد دہ ما را سخنہائے رقیق
کہ ترا رحم آورد آں اے رفیق

وہ سکھا باتیں جو ہوں رقت بھری
جن سے تجھ کو رحم آجائے ابھی

ہم دعا از تو اجابت ہم زتو
ایمنی از تو ہیبت ہم زتو

ہے دعا تجھ سے اجابت تجھ سے ہے
بجھ سے بے خوفی ہے ہیبت تجھ سے ہے

Marfat.com

گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن	مصلحی تو اے تو سلطانِ سخن
کر تو اصلاحِ خطا اے ذو المنن!	تو ہی مصلح - تو ہی سلطانِ سخن
کیمیا داری کہ تبدیلش کنی	گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی
وہ ہے تیری کیمیا رب جلیل!	خون کی ندی کو کر دے رود نیل
ایں چنیں بینا گریہا کارِ تست	ایں چنیں اکسیرہا زا سرارِ تست
یہ ہیں بینا کاریاں تیرا ہی کام ۲۲	راز ہیں تیرا یہ اکسیریں تمام
آب راو خاک را برہم زدی	زاب و گل نقشِ تنِ آدم زدی
پانی اور مٹی مِلا کر - کی بجا	آب و گل سے نقشِ آدم کی بنا
نسبتش دادی بجفت و خال و عم	با ہزار اندیشۂ شادی و غم
پھر اُسے نسبت چچا ماموں سے دی	شادی و غم کے دئے اندیشے بھی
باز بعضے را رہائی دادۂ	زیں غم و شادی جدائی دادۂ
بعض کو تو نے رِہا ان سے کیا	شادی و غم سے رکھا بالکل جُدا
بر دُر از خویش و پیوند و سرشت	کردۂ در چشمِ او ہر خوب زشت
کر دیا اپنوں یگانوں سے جُدا	اچھا بھی اُس کو نظر آیا بُرا
ہر چہ محسوس است اورَد می کند	وآنچہ ناپیداست مسند می کند
پس وہ محسوسات کو کرتا ہے رَد	اور ناپیدا کی دیتا ہے سند
عشقِ او پیدا و معشوقش نہاں	یار بیروں فتنۂ او در جہاں
عشق ظاہر حسن پوشیدہ ہُوا	یار غائب، فتنہ دنیا میں بپا
ہیں ہا کن عشقہائے صورتی	عشق بر صورت نہ بر روئے ستی
عشقِ صورت چھوڑ دے اے مہرباں!	عشق صورت اور عورت میں کہاں
آنچہ معشوقست صورت نیست آں	خواہ عشقِ ایں جہاں خواہ آں جہاں
ڈھونڈ صورت میں نہ تو معشوق کو	عشق دنیا کا ہو یا عقبیٰ کا ہو

Marfat.com

آنچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ	چوں رُوِد شد جاں چرایش ہشتۂ
چونکہ صورت سے محبت تھی تجھے	جان جب نکلی، تو کیوں چھوڑا اُسے
صورتش بر جاست ایں سیری رہ پیست	عاشقا دانی کہ معشوقِ تو کیست
شکل قائم بر نہیں ہے تو فنا	کون ہے معشوق تا ڈھونڈے شیفتا
آنچہ محسوس است اگر معشوقہ است	عاشقیتے ہر کہ او را حسّ نیست
اور اگر محسوس ہے دلبر ترا	کیوں نہیں ہر اہلِ حس اُس پر فدا
چوں وفا آں عشق افزوں می کند	کے وفا صورت دگرگوں می کند
جب محبت کو بڑھاتی ہے وفا	کیوں بھر آنکھیں پھیر لیتی ہے بھلا
پرتوِ خورشید بر دیوار تافت	تابشِ عاریتے دیوار یافت
سایہ سورج کا پڑا دیوار پر	عارضی دیوار نے پایا اثر
بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم	واطلب اصلے کہ تا بد او مقیم
مٹی کے ڈھیلے کو کیا دیتا ہے دل	کر طلب اُس کی جو ہے مستقل
ایکہ تو ہم عاشقی بر اصلِ خویش	خویش از صورت پرستاں دیدہ بیش
اے کہ تو ہم اصل پر عاشق ہوا	جانتا ہے خود کو اوروں سے سوا
پرتوِ عقل است آں بر حسِّ تو	عاریت می داں ذہب بر مسِّ تو
عقل کا پرتو ہے یہ حسِ ادنیٰ تری	تانبے پر سونا چڑھایا ہے عارضی
چوں زر اندود است خوبی در بشر	ورنہ چوں شد شاہد تو پیرہ خر
جب بشر میں حسن تھا معشوق تھا	بوڑھا ہونے پر نہ کیوں شاہد رہا
چوں فرشتہ بود ہمچوں دیو شد	کاں ملاحت اندرو عاریتیٔ بد
فتنۂ فرشتہ ادیبِ صورت ہو گیا	وہ ملاحت عارضی تھی بر ملا
اندک اندک می ستاند زاں جمال	اندک اندک خشک می گردد نہال
تھوڑا تھوڑا اس سے لیتا ہے جمال	رفتہ رفتہ خشک ہوتا ہے نہال

Marfat.com

رد نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ بخواں	دل طلب کن دل منہ بر استخواں
پڑھ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ[1] ذرا	دل طلب کر، استخواں سے دل ہٹا
کاں جمالِ دل جمالِ باقی ست	دو لبش از آبِ حیواں ساقی ست
حسنِ باقی ہے جمالِ پاک ذات	اس کے لب ہیں ساقیِ آبِ حیات
خود ہم او آب و ہم او ساقی و مست	ہر سہ یک شد چوں طلسمِ تو شکست
خود ہی پانی خود ہی ساقی خود ہی مست	ایک ہیں تینوں جو تجھ کو ہو شکست
آں یکے را تو ندانی از قیاس	بندگی کن ژاژ کم خا ناشناس
فہم میں وہ ایک کیا آئے تری	بندگی کر چھوڑ دے بے ہودگی
معنیِ تو صورتست و عاریت	بر مناسب شادی و بر قافیت
صورتِ فانی بھی معنی ہے تجھے	منحصر عیش و تعلق ہم ترے
معنیِ آں باشد کہ بستاند ترا	بے نیاز از نقش گرداند ترا
وہ ہے معنی جو مٹا دے اے خودی	بے نیاز نقش کر دے ذاتی
معنیِ آں نبود کہ کور و کر کند	مر ترا بر نقش عاشق تر کند
وہ نہیں معنی جو کور و کر کرے	اور عاشق نقشِ فانی پر کرے
کور را قسمت خیالِ غم فزاست	بہرۂ چشمِ ایں خیالاتِ فناست
حصہ اندھے کا خیالِ غم فزا	اور سر تا سر خیالاتِ فنا
حرفِ قرآں را ضریراں معتقند	خر نہ بینند و بپالاں بر زنند

جیسے اندھا حافظِ قرآں تو ہو
اخر نہ دیکھے اور سجے پالان کو

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جل: نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ یعنی جس کسی کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں، اُسے اس کی خلقت میں کبڑا کر دیتے ہیں۔ کیا وہ اِس بات کو نہیں سمجھتے۔

Marfat.com

چوں تو بینائی بے خر رو کہ حسبت	چند پالاں دوزی اے پالاں پرست
گر ہے بینا ڈھونڈ خر کو جو گیا	اس طرح پالاں سیئے گا تا کجا
خر چو ہست آید یقیں پالاں ترا	کم نگردد ناں چو باشد جاں ترا
ہے گر ھا تو بالیقیں پالاں ملے	جان ہے تو کیا ہے فکر ناں تجھے
خر چو باشد مر نیاید اے عمو	خود بہ پشتش رو نہد پالان او
پھر کمی کیا ہے اگر حاصل ہے خر	آئے گا پالاں خود اس کی پشت پر
پشتِ خر دکّان و مال و مکسبست	جانِ تو سرمایۂ صد قالبست
پشتِ خر ڈکّانِ کسب و مال ہے	جان ہے سرمایۂ دل پے بہ پے
خر برہنہ بر نشیں اے بوالفضول	خر برہنہ نہ کہ راکب شد رسولؐ
تو برہنہ خر پہ بیٹھ اے بوالفضول	خر برہنہ پر ہوئے راکب رسولؐ
النّبی قد رکب معروفیا	والنبیّ قیل سافر ماشیا
ہاں برہنہ خر پہ بیٹھے تھے نبیؐ	اور پیادہ پا چلے تھے واقعی
بلکہ آں شہ بس پیادہ رفتہ است	بارِ این و آں بسے بذرفتہ است
بلکہ وہ سلطانؐ پیادہ پا چلے	بوجھ اوروں کا اٹھایا آپ نے
شد خرِ نفسِ تو بر میخش بہ بند	چند بگریزد ز کار و بار چند
نفسِ خر کو باندھ اپنے میخ سے	کام سے تا چند یہ بھاگا پھرے
بارِ صبر و شکر اورا بُردنی ست	خواہ در صد سال خواہی سی دہ ست
بارِ صبر و شکر اٹھانے ہی پڑیں	تو برس میں بیس میں یا تیس میں
ہیچ دانی وزرِ غیرے برنداشت	ہیچ کس نبرد تا چیزے نکاشت
کب اٹھائے دوسرا بار ایک کا	جو نہ بوئے گا وہ پھر کاٹے گا کیا
طمعِ خام ست آں مخور خام اے پسر	خام خوردن علّت آرد در بشر
اے پسر اس کو نہ کھا ہے طمعِ خام	خام کا کھانا مرض کا ہے پیام

Marfat.com

کاں فلانے یافت گنج ناگہاں
تو کہے۔ اُس کو ملا گنج نہاں

من ہم آں خواہم چرا جویم دکاں
مجھ کو بھی مل جائے کیوں کھولوں دکاں

کار نجستست آں و آں ہم نادرست
سب یہ ہے تقدیر سے۔ نادر مگر

کسب باید کرد تا تن قادرست
جسم میں قوت ہے جب تک، کام کر

کسب کردن گنج را مانع کے است
کسب کب مانع ہے گنج و مال کو

پاکش از کار آں خود در پیست
خود ہے در پے، کام سے غافل نہ ہو

تا نگردی تو گرفتار "اگر"
تا نہ ہو جائے گرفتار "اگر"

کہ اگر این کردمے یا آں دگر
تو "اگر یہ ہو، اگر وہ ہو" نہ کر

کز "اگر" گفتن رسول ما دفاق
اس "اگر" کہنے سے شاہِ انبیاءؐ

منع کرد و گفت ہست این از نفاق
منع کرتے تھے کہ ہے کارِ ریا

کاں منافق در "اگر" گفتن بمرد
جو منافق تھا "اگر" کہ کر مرا

وز "اگر" گفتن بجز حسرت نبرد
کیا "اگر" کہنے سے یا مدعا

اے بسا کس مرد در بوک و مگر
اس اگر میں اور مگر میں جو مرا

از جمالِ عافیت ناخوردہ بر
پھل نہ اُس کو عافیت کا کچھ ملا

ور نمی یابی تو نقصانِ اگر
این سخن بشنو کہ دریابی مگر

گر نہیں معلوم نقصانِ اگر
سُن یہ قصہ، تجھ کو ہو شاید خبر

حقیقتِ سخن کی مثال

یک غریبے خانہ می جست از شتاب
دوستے بر دش سوئے خانہ خراب

اک مسافر گھر کہیں کتا ڈھونڈتا
دوست اُس کو اک کھنڈر میں لے گیا

لہ حدیث نبوی صلعم:- ایاک ولو فان لو من الشیطان۔ یعنی "اگر" سے پرہیز کر کہ "اگر" شیطان کا کام ہے۔

Marfat.com

گفت او این را اگر سقفے بدے
پہلوئے من مرترا مسکن شدے

اور کہا ہوتی اگر اس گھر میں چھت
میرے ہی پہلو میں ہو جاتی کھپت

ہم عیال تو بیا سودے اگر
در میانہ داشتے تجرہ دگر

بال بچے چین سے رہتے "اگر"
کوٹھڑی اک اور بھی ہوتی ادھر

در رسید ایں روز ہے ترا
ہم بیا سودے اگر بودیت جا

میہماں آتا جو کوئی تیرے گھر
ملتی راحت، ہوتی گنجائش اگر

کاشکے معمور بودے ایں سرا
خانۂ تو بودے ایں معمورہا

کاشکے آباد ہوتا یہ مکاں
تو ہمارا اور تیرا گھر ہوتا یہاں

گفت آرے پہلوئے یاراں خوشست
لیک اے جاں در اگر نتواں نشست

بولا ہاں پہلوئے یاراں خوب تر
ہے "اگر" میں بیٹھنا مشکل مگر

ایں ہمہ عالم طلبگار خوشند
وز خوشش تزویر اندر آتشند

ساری دنیا ہے طلبگار خوشی
آتش افروزاک خوشی ہے مکر کی

طالب زر گشتہ جملہ پیر و خام
لیک قلب از زر نداند چشم عام

طالب زر ہیں یہ سارے پیر و خام
کھوٹ سے واقف نہیں پر چشم عام

پرتوے بر قلب خالص ہیں
بے محک زر را مکن از ظن گزیں

دل کے پرتو سے ہے کھوٹا کھرا
بے کسوٹی سونا لینا ہے برا

گر محک داری گزیں کن زہر رہ رو
نزد دانا خویشتن را کن گرو

ہو اگر خالص تو لے اے نیک اساس
رہبری ہو ورنہ کسی دانا کے پاس

ایں محک پیر میان جان خویش
ورنداری رو مرد تنہا بہ پیش

ہے کسوٹی کی ضرورت جان میں
گر نہیں، تنہا نہ چل میدان میں

بانگ غولان ہست بانگ آشنا
آشنائے کو کشد سوئے فنا

ہے صدائے غول بانگ آشنا
آشنا وہ ہے جو پیغام فنا

Marfat.com

بانگ می دارد کہ ہاں اے کاروان	سوئے من آئید نک نام و نشاں
یوں پکارے وہ کہ ہاں اے کاروان	اس طرف آؤ یہ ہے نام و نشاں
نام ہر یک می برد غول اے فلاں	تا کند آں خواجہ را از آ فلاں
نام لیتا ہے چھلاوہ - اے فلاں	تا کرے گمراہ رہرو کو وہاں
چوں رسد آنجا بینند گرگ و شیر	عمر ضائع راہ دُور و روز دیر
جب وہاں پہنچے تو دیکھے گرگ و شیر	عمر ضائع، دُور رستہ، وقت دیر
چہ بود آں بانگِ غول آخر بگو	مال خواہم جاہ خواہم و آبرو
کیا ہے بانگِ غول، کچھ سمجھا بھی تو	مال چاہوں، جاہ چاہوں۔ آبرو
از درونِ خویش ایں آواز ہا	منع کن تا کشف گردد راز ہا
یہ صدائیں اپنے دل سے دے نکال	تا کھلے تجھ پر جو پوشیدہ ہے حال
ذکرِ حق کن پاک غولاں را بسوز	چشم چوں نرگس ازیں کرگس بدوز
ذکرِ حق کر کے چھلاووں کو جلا	مثلِ نرگس آنکھ کر کرگس سے ہٹا
صبح صادق را ز کاذب باز داں	رنگ سے رنگے باز داں از رنگِ کاس
جان صبح صادق و کاذب کا رانے	جام سے کر رنگ مے کا امتیاز
تا بود کز دیدگانِ ہفت رنگ	دیدۂ پیدا کند صبر و درنگ
نہر شد پیدا ہفت رنگ ان آنکھوں سے	دیدۂ حق بیں کوئی پیدا کرے
رنگہا بینی بجز ایں رنگہا	گوہراں بینی بجائے سنگہا
رنگ ہا ان رنگوں کے دیکھے ماسوا	اور بجائے سنگ موتی بے بہا
گوہراں چہ بلکہ دریائے شوی	آفتاب پُر خ پیمائے شوی
موتی کیسا بلکہ دریا ہو سکے	آفتاب پُر خ پیما ہو سکے
کار کن در کارگہ باشد نہاں	تو برو در کارگہ بینش عیاں
کام کر جا کارخانے میں نہاں	کارخانے میں تو دیکھ اس کو عیاں

لہ گدھ +

Marfat.com

کارچوں بر کارکن پردہ تنید
کاری گر پر پردہ تانا کام سے

خارج آں کار نتوانیش دید
کس طرح دیکھے گا خارج کام سے

کارگہ چوں جائے باش غافلست
کارگہ غافل کے رہنے کی ہے جا

آنکہ بیروں جستہ از وے غافلست
اُس سے وہ غافل ہے جو باہر گیا

پس درآ در کارگہ یعنی عدم
کارگہ میں آ جو کویا ہے عدم

تا ببینی صنع و صانع را بہم
تاکہ دیکھے صنع و صانع کو بہم

کارگہ چوں جائے روشن دیدگیست
کارگہ ہے جائے روشن دیدگی

پس بروں کارگہ پوشیدگیست
اس سے جو باہر ہے وہ پوشیدگی

رُو بہستی داشت فرعون عنود
مائل ہستی تھا فرعون لعیں

لاجرم از کارگاہش کور بود
کارگہ سے تھا وہ اندھا بالیقیں

لاجرم می خواست تبدیل قدر
وہ قدر میں چاہتا تھا انقلاب

تا قضا را باز گرداند ز در
تاکہ گرڈالے قضا کا سدِّ باب

خود قضا بر سبلت آں حیلہ مند
دیکھ کر اُس حیلہ جو کی یہ طلب

زیر لب می کرد ہر دم ریشخند
مسکراتی تھی قضا خود زیر لب

صد ہزاراں طفل کُشت و بیگناہ
لاکھوں بچے مار ڈالے بے گناہ

تا بگردد حکم و تقدیر الٰہ
تاکہ پھر جائے کبھی حکم الٰہ

تاکہ موسیٰ نبی ناید بروں
تاکہ موسیٰ ہوں نہ پیدا اس لیے

کرد بر گردن ہزاراں ظلم و خوں
ظلم و خوں اس نے ہزاروں کر دئے

ایں ہمہ خوں کرد و موسیٰ زادہ شد
آئے موسیٰ باوجود اس ظلم کے

وز برائے قہر او آمادہ شد
اور سزا دینے کو آمادہ ہوئے

گر بدیدے کارگاہ لایزال
کارگاہ حق اگر وہ دیکھتا

دست و پایش خشک گشتے ز اختیال
خشک ہوتے حیلہ گر کے دست و پا

Marfat.com

اندرون خانہ اش موسیٰ معاف
اس کے گھر میں امن موسیٰؑ کو ملا

در بروں می کشت طفلاں از گزاف
کٹتا تھا باہر کے بچوں کا گلا

ہمچو صاحب نفس کو تن پرورد
مثل اُس تن پرور اہل نفس کے

بر دگر کس ظن حقدے می برد
جو گمان کینہ اوروں پر کرے

کاین عدو و آں حسود و دشمن است
یہ ہے دشمن، وہ عدو ہے وہ حسود

خود حسود و دشمن او آں تن است
اُس کا دشمن آپ ہے اس کا وجود

او چو موسیٰؑ و تنش فرعون او
وہ ہے موسیٰؑ جسم ہے فرعون سا

او بہ بیروں می دود کہ کو عدو
اور وہ باہر ہے اُس کو ڈھونڈتا

نفس اندر خانۂ تن نازنیں
نفس کا خانہ ہے جسم نازنیں

بر دگر کس دست می خاید بکیں
دوسروں پر کیوں ہے غصہ بھر کیں

ماں کا قاتل

آں یکے از خشم مادر را بکشت
ماں کو مارا غصے میں اک شخص نے

ہم بزخم خنجر و ہم زخم مشت
بے طرح گھونسوں سے اور تلوار سے

آں یکے گفتش کہ از بد گوہری
ایک نے اُس سے کہا۔ اے بدگہر

یاد نادردی تو حق مادری
ماں کے حق سے تو ہے شاید بے خبر

ہی تو مادر را چرا کشتی بگو
تو نے ماں کو مار ڈالا بے حیا

او چہ کرد آخر بتو اے زشت خو
ماں نے آخر کیا بگاڑا تھا ترا

ہیچ کس کشتست مادر اے عنود
اپنی ماں کو یوں ہے کوئی مارتا

می نگوئی کو چہ کرد آخر چہ بود
بات کیا ہے۔ آخر اس نے کیا کیا

گفت کارے کرد کاں عار مراست
بولا اُس کا فعل تھا اک شرمناک

کشتمش کاں خاک ستار مراست
مار ڈالا تا چھپائے اُس کو خاک

Marfat.com

متّہم شد با یکے زاں کشتمش	غرقِ خوں در خاکِ گور آغشتمش
متہم تھی اک سے، اس کا خوں کیا	گور کی آغوش میں دفنا دیا
گفت آں کس را بکش اے محتشم	گفت پس ہر روزہ خلقے را کشم
مستر شد بولا کہ مار اس شخص کو	بولا کیوں کر قتل روز اک شخص ہو
کشتم اورا رستم از جونہائے خلق	نائے او برّم بہست از نائے خلق
اس کو مارا خونِ خلقت سے بچا	تھا یہ بہتر اس کی گردن کاٹنا
نفس آں مادرِ بدخاصیت	کز فسادِ او ست در ہر ناحیت
نفس ہے اک مادرِ بد خاصیت	جس سے جھگڑا ہے میان شش جہت
پس بکش اورا کہ ہر آں دنی	ہر دمے قصدِ عزیزے می کنی
مار اس کو جس کینے کے لئے	خوں تو کرتا ہے ہر لحظہ نئے
از دے این دنیائے خوش برست تنگ	از پئے او با حق و با خلق جنگ
اس سے دنیا تیرے اوپر تنگ ہے	حق سے اور خلقت سے تیری جنگ ہے
نفس کشتی باز رستی زا عتذار	کس ترا دشمن نماند در دیار
نفس کو مارے تو چھوٹے عذر سے	تا نہ دنیا میں کوئی دشمن رہے
گر شکال آرد کسے بر گفتِ ما	از برائے انبیاء و اولیا
نوک میری بات پر گر شک کریں	انبیاؑ و اولیاؑ کے باب میں
کانبیاء را نے کہ نفس کشتہ بود	پس چرا شاں دشمناں بود و حسود
یعنی نفس انبیاؑ تو کشتہ تھا	اُن کی دشمن کیوں تھی مخلوقِ خدا
گوش نہ اے تو طلب گارِ ثواب	بشنو این اشکال و شبہت را جواب
سن مری بات اے طلب گارِ ثواب	میں تجھے دیتا ہوں اس شک کا جواب
دشمن خود بودہ اند آں منکراں	زخم بر خود می زدند ایشاں چناں
دشمن اپنے تھے وہ منکر سربسر	زخم خود کھاتے تھے اپنے جسم پر

Marfat.com

دشمن آں باشد کہ قصد جاں کند	دشمن آں نبود کہ خود جاں می کند
ہے وہی دشمن جو قصدِ جاں کرے	وہ نہیں دشمن جو اپنی جاں دے
نیست خفاشک عدوئے آفتاب	او عدوئے خویش آمد در حجاب
کب ہے چمگادڑ عدوئے آفتاب	اپنی ہی دشمن ہے از روئے حجاب
تابشِ خورشید او را می کشد	رنج او خورشید ہرگز کے کشد
مارتی ہے تابشِ خورشید اُسے	اُس سے کیا تکلیف سورج کے لیے
دشمن آں باشد کز و آید عذاب	مانع آمد نسل ہا از آفتاب
وہ ہے دشمن جس سے پہنچے کچھ عذاب	نسل سے جو دور رکھے آفتاب
مانعِ خویشند جملہ کافراں	از شعاعِ جوہرِ پیمبراں
اپنے مانع ہیں یہ کافر دیکھ لے	آپ ہی پیغمبروں کے نور سے
کے حجاب چشم آں فرزند خلق	چشمِ خود را کور و کژ کردند خلق
کاملوں کی آنکھ کا کب ہیں حجاب	خود ہی اندھے ہو گئے ناکامیاب
چوں غلامِ ہندوئے کو کیں کشد	از ستیزہ خواجہ خود را می کشد
جس طرح کوئی غلامِ کینہ ور	لڑ کے آقا سے مرے خود بے خبر
سرنگوں می افتد از بامِ سرا	تا زیانے کردہ باشد خواجہ را
کوٹھے کی چھت سے گرائے آپ کو	تاکہ اس سے خواجہ کو نقصان ہو
گر شود بیمار دشمن با طبیب	ور کند کودک عداوت با ادیب
ہو اگر بیمار بیزارِ طبیب	یا ہو اک بچہ دل آزارِ ادیب
در حقیقت رہزنِ جانِ خود اند	راہِ عقل و جانِ خود را خود زدند
اصل میں رہزن ہیں اپنی جان کے	اپنی عقل و جاں کی رہ روکے ہوئے
گاز رے گر خشم گیرد ز آفتاب	ماہیے گر خشم می گیرد ز آب
دھوبی گر غصہ کرے خورشید پر	مچھلی پانی سے اگر ہو کینہ ور

Marfat.com

تونکو بنگر کرا دارد زیاں
عاقبت کہ بود سیاہ اختر ازاں

دیکھتا رہ کس کو پہنچے زیاں
کون ہوتا ہے سیہ اختر وہاں

گر تزاحق آفریدہ زشت رُو
تو مشو ہم زشت رُو ہم زشت خو

حق نے گر پیدا کیا ہے زشت رُو
تو نہ بن جا زشت رُو اور زشت خُو

ور بود نقشت مرو در سنگلاخ
ور دو شاخستت مشو تو چار شاخ

طے نہ کر جُوتے سے بخضر بلی زمیں
چار ٹکڑے یہ نہ ہو جائے کہیں

تو حسودی کز فلاں من کمترم
می فزاید کمتری در اخترم

ہے حسد تجھ کو کہ میں ہُوں اُس سے کم
کمتری ہے میرے طالع میں بہم

خود حسد نقصان و عیب دیگرست
بلکہ از جملہ گمیہا بدتر است

بہ حسد خود دوسرا اک عیب ہے
ساری کمیوں سے بُرا لاریب ہے

آں بلیس از ننگ و عارِ کمتری
خویشتن افگند در صد ابتری

تھا جو شیطاں کو خیالِ کمتری
اُس نے پائی اس طرح سو ابتری

از حسد می خواست تا بالا بود
خود چہ بالا بلکہ خوں پالا بود

وہ حسد سے چاہتا تھا برتری
برتری اس کی مصیبت ہو گئی

آں ابوجہل از محمدؐ ننگ داشت
وز حسد خود را ببالا می فراشت

مصطفیٰؐ سے ننگ تھی بوجہل کو
اور سرکش تھا حسد سے دوستو

بوالحکم نامش بُد و بوجہل شد
اے بسا اہل از حسد نااہل شد

بوالحکم سے ہو گیا بوجہل وہ
اہل تھے جو ہو گئے نااہل وہ

من ندیدم در جہان جستجو
ہیچ اہلیت بہ از خوئے نکو

میں نے دنیا میں نہیں دیکھی سُنی
کوئی اہلیت نکوئی سے بھلی

انبیاؑ را واسطہ زاں کرد حق
تا پدید آید حسدہا در خلق

انبیاؑ کو واسطہ حق نے کیا
تاکہ اظہارِ حسد ہو برملا

Marfat.com

درگذار از فضل در چستی و فن	کار خدمت دارد و خُلقِ حسن
چھوڑ دے پختہ حسنی فضل و ہنر	خدمت و اخلاق سے کچھ کام کر
زانکہ کس را از خدا عاری نبود	حاسدِ حق ہیچ دیّاری نبود
کیونکہ حق سے کب کسی کو عار تھی	حاسدِ حق کب ہے دنیا میں کوئی
آں کسے کش مثلِ خود پنداشتی	زاں سبب با او حسد برداشتی
تھا جو اپنا سا کسی کو جانتا	اُس سے کرتا تھا حسد تو بر ملا
چوں مقرّر شد بزرگیِ رسولؐ	پس حسد ناید کسے را از قبول
جب مقرر ہے بزرگی رسولؐ	ہو نہ حاسد کوئی۔ سب کرلیں قبول
پس بہر دورے ولیّے قائم است	تا قیامت آزمایش دائم است
ہر زمانے میں ہے قائم اک ولی	تا قیامت امتحاں ہے دائمی
ہر کرا خوئے نکو باشد بدست	ہر کسے کو شیشۂ دل باشد شکست
اچھی عادت جس کی ہتھی وہ ہتھا رہا	وہ شکستہ ہے جو شیشہ دل ہوا
پس امامِ حیّ قائم آں ولی ست	خواہ از نسلِ عمرؓ خواہ از علیؓ ست
وہ ولی ہے حیّ و قائم دیکھ لے	ہو عمرؓ کی یا علیؓ کی نسل سے
مہدیٔ ہادی ویست آے راہ جُو	ہم نہاں و ہم نشستہ پیش رُو
ہے وہی ہادی بھی مہدی بھی وہی	ہے وہی ظاہر بھی مخفی بھی وہی
او چو نور است و خرد جبریلؑ او	آں ولیّے کم از و قندیلِ او
وہ ہے نور اس کی خرد جبریلؑ ہے	جو ولی ہے اُس سے کم، قندیل ہے
وانکہ زیں قندیل کم مشکوٰۃِ ماست	نور را در مرتبت ترتیبہاست
کم ہے جو قندیل سے مشکوٰۃ ہے	نور کے درجے ہیں گویا بے بہے
زانکہ ہفصد پردہ دارد نورِ حق	پردہائے نور داں چندیں طبق
سات سو پردے ہیں نورِ ذات کے	نور ہے پردوں میں ان طبقات کے

لہ چراغ دان ۔

Marfat.com

از پئے ہر پردہ قومے را مقام	صف صفند ایں پردہا شاں تا امام
پردوں سے پئے ہے قوموں کا مقام	صف بصف ہیں سارے پردے تا امام
اہل صفِ آخریں از ضعفِ خویش	چشم شاں طاقت ندارد نور بیش
ضعف کا ہے آخری صف میں وفور	اُن کی آنکھوں میں نہیں کچھ تابِ نور
وال صفِ پیش از ضعیفیٔ بصر	تاب نارد روشنائی بیشتر
اگلی صف میں ہے بصارت کی کمی	تاب کس میں بھی نہیں کچھ نور کی
روشنے کو حیاتِ اوّل است	رنج جان و فتنۂ ایں احول است
روشنی جو ہے حیاتِ اوّلیں	جانِ احول کے لئے رنج آفریں
احولیہا اندک اندک کم شود	چوں ز ہنصد بگذرد او یم شود
بھینگا پن ہوتا ہے رفتہ رفتہ کم	سات سو پردوں سے گذرے تو ہو یم[1]
آتشے کا صلاح آہن یا زر است	کے صلاحِ آبی و سیب تر است
آگ سے ہوں ٹھیک آہن اور زر	کب ہوا صلاحِ بہتی و سیب تر
سیب و آبی خامیے دارد خفیف	نے چو آہن تابشے خواہد لطیف
سیب و آبی میں ہے اک خامی خفیف	مثلِ آہن جا میں کب تابش لطیف
لیک آہن را لطیف اشغلہاست	کو جذوب تابشِ آں از دہاست
کیا لطیف آہن کے ہیں یہ مشغلے	از دہے[2] کی تابشوں کو کھینچ لے
ہست آں آہن فقیرِ سخت کش	زیرِ تیغ و آتش است و سرخ و خوش
مثلِ آہن ہے فقیرِ مبتلا	آگ اور گھن میں ہے خوش اور سرخ سا
حاجبِ آتش بود بے واسطہ	در دلِ آتش رود بے رابطہ
آگ کا پردہ بنے بے واسطہ	جائے دل میں آگ کے بے رابطہ

[1] سمندر +
[2] آگ سے مراد ہے ۱۰

Marfat.com

بے حجابے آب و فرزندانِ آب
پختگی زآنش نیابندہ خطاب

پانی اور پانی سے جو چیزیں اُگیں
آگ سے کب پختگی حاصل کریں

واسطہ دیگے بود یا تابۂ
ہمچو پارا در روشش یا تابۂ

واسطہ ہوگا توے یا دیگ سے
پائے تابہ پاؤں میں پیتے رہے

یا مکانے درمیاں تا آں ہوا
می شود سوزاں و می آرد نما

یا مکاں ہو درمیاں۔ اُس کی ہوا
گرم ہو کر دے اُسے نشو و نما

پس فقیر آں ہست کو بے واسطہ ست
شعلہ ہا را باوجودش رابطہ ست

ہے فقیر اب وہ جو ہو بے واسطہ
جس سے تن سے شعلوں کو ہو رابطہ

پس فقیر آں ہست کو خود را دہد
آب حیوانے کہ ماند تا ابد

ہے فقیر اب وہ جو خود کو دے بلا
آب حیواں، تاکہ حاصل ہو بقا

پس دلِ عالم دے ست آں را کہ تن
می رسد از واسطہ ایں دل بفن

ہے دلِ عالم میں اُس کا راستہ
جس طرح دل کو ہے تن سے واسطہ

دل نباشد تن چہ داند گفتگو
دل بجوید تن چہ داند جستجو

دل نہ ہو تو تن کرے کیا گفتگو
دل نہ ہو تو تن کرے کیا جستجو ۲۲

پس نظرگاہِ شعاع آں آہن ست
پس نظرگاہِ خدا دل نے تن ست

ہے نظر گاہِ شعاع آہن بنا
تن نہیں دل ہے نظر گاہِ خدا

بازایں دلہائے جزوی چوں تن ست
با دلِ صاحبدلے کو معدن ست

اور دل اس کے سوا۔ ہیں مثلِ تن
اہلِ دل کا دل ہے معدن بے سخن

بس مثال و شرح خواہد ایں کلام
لیک ترسم تا نلغزد فہم عام

چاہتا ہے شرح پوری یہ کلام
ڈر یہ ہے سمجھے گا کیونکر فہم عام

تا نگردد نیکوئی ما بدی
اینکہ گفتم ہم نبُد جز بے خودی

اور کہیں نیکی نہ ہو جائے بدی
کہ دیا یہ بھی براہِ بے خودی

Marfat.com

پائے کژ را کفش کژ بہتر بود
پائے کج میں ٹیڑھی جوتی خوب تر

مرگدارا دستگہ بردر بود
اور گدا کی خوب ہے پھر نا در بدر

بادشاہ کی طرف سے دو غلاموں کا امتحان

پادشاہے دو غلام ارزاں خرید
بادشہ نے دو لئے سستے غلام

با یکے زاں دو سخن گفت و شنید
ایک سے دو باتیں کیں اے خوش کلام

یافتش زیرک دل و شیریں جواب
دونوں باتوں کا ملا شیریں جواب

از لب شکر چہ زاید شکر آب
شکر تیں ہو نٹوں سے ٹپکا شکر آب

آدمی مخفی ست در زیر زباں[1]
آدمی اپنی زباں میں ہے چھپا

این زباں پردہ ست بر درگاہِ جاں
یہ زباں پردہ ہے بزم روح کا

چونکہ بادے پردہ را درہم کشید
جب کہ پردہ درمیاں سے اٹھ گیا

ستر صحن خانہ شد بر ما پدید
تھا ہمارے سامنے آنگن کھلا

کاندر آں خانہ گہر یا گندم ست
یعنی گھر میں گیہوں ہیں یا ہیں گہر

رنج زر یا جملہ مار و کژدم ست
سانپ بچھو ہیں کہ گنج مال و زر

یاد داں گنجست و مارے بر کراں
یا ہے اس میں گنج اور اس پر ہے مار

زانکہ نبود گنج زر بے پاسباں
بے نگہباں گنج کب ہوتا ہے یار

بے تامل او سخن گفتے چناں
کز پس پانصد تامل دیگراں

بے تامل ایسی باتیں کرتا تھا
جو تامل سے نہ کرتا دوسرا

گفتی اندر باطنش دریا ستے
جملہ دریا گوہر گویا ستے

اس کے اندر ایک دریا تھا نہاں
سارا دریا گنج گوہر بے گماں

[1] حضرت امیر المومنین رضؓ سے منقول ہے "المرء محتوی تحت لسانہ" یعنی آدمی اپنی زبان میں پوشیدہ ہے۔

Marfat.com

نورِ ہر گوہر کزو تاباں شدے	حق و باطل را ازو فرقاں شدے
نُور تھا جو موتیوں سے ضَو فشاں	اس سے فرق حق و باطل تھا عیاں
نورِ فرقاں فرق کردے بہر ما	ذرّہ ذرّہ حق و باطل را جُدا
نُورِ فرقاں فرق کر دیتا ذرا	اور کرتا حق و باطل کو جُدا
نورِ گوہر نورِ چشمِ ما شدے	ہم سوال و ہم جواب از ما بُدے
نُورِ گوہر آنکھ میں تھا کامیاب	تھا ہمیں سے ہر سوال اور ہر جواب
چشم کژ کردی و دیدی قرصِ ماہ	چوں سوال است ایں نظر در اشتباہ
چشمِ کج سے چاند دو آئے نظر	شبہ ہے مثلِ سوال اے خوش سیر!
راست کرد آں چشم را در ماہتاب	تا بگے بینی تو مر را نک جواب
دیکھ سیدھی آنکھ کر کے ماہتاب	ہے چاند اک آئے نظر۔ یہ ہے جواب
فکرتت را گر مبیں نیکو نگر	ہست ہم نور و شعاعِ آں گہر
فکر کو ٹیڑھا نہ کر اور غور کر	نور بھی ہے اور ہے تاب گہر
ہر جوابے کاں ز گوش آید بدل	چشم گفت از من شنو آں را بہل
جو جواب آتا ہے دل میں کان سے	آنکھ بولی مجھ سے سُن اور چھوڑ اُسے
گوش دلّال است و چشم اہلِ وصال	چشم صاحب حال و گوش اصحابِ قال
کان ہے دلّال آنکھ اہلِ وصال	آنکھ صاحب حال کان اصحابِ قال
در شنود گوش تبدیلِ صفات	در عیاں دیدہا تبدیلِ ذات
ہے شنودِ گوش تبدیلِ صفات	اور عیاں آنکھوں میں ہے تبدیلِ ذات
دانش از علت یقیں شد از سخن	پختگی جُو در یقیں منزل مکن
علمِ ذات اس طرح ہو جائے اگر	اور کر پختہ۔ یقیں سے بھی گذر
تا نسوزی نیست آں عین الیقیں	ایں یقیں خواہی در آتش در نشیں
تا نہ ہو سوزاں، نہیں عین الیقیں	گر یقیں چاہے تو ہو آتش نشیں

Marfat.com

گوش چون ناقد بود دیدہ شود | ورنہ قلب در گوش پیچیدہ شود
کان جب ناقد ہو۔ بن جائے نظر | قال ورنہ کان میں ہو منتشر
ایں سخن پایاں ندارد باز گرد | تا کہ شہ با آں غلامش چہ کرد
یہ سخن بے پایاں ہے اب سن ذرا | شاہ نے کیا اُن غلاموں سے کیا

بادشاہ کا دونوں غلاموں میں سے ایک کو علیحدہ کر کے اُس سے دریافت کرنا اور اُس کا بتانا

ایں غلامک را چو دید اہل ذکا | آں دگر را کرد اشارت کہ بیا
پہلے کو شہ نے جو دیکھا پُر ذکا | دوسرے کو یوں کیا ایما کہ آ
کاف رحمت گفتمش تصغیر نیست | چہ چو گوید طفلکم تحقیر نیست
کاف[2] رحمت ہے۔ یہ ہے تصغیر کیا | جیسے کہے بچہ تو ہو تحقیر کیا
چوں بیامد آں دوم در پیش شاہ | بود او گندہ دہاں دنداں سیاہ
شاہ کے آگے جو آیا دوسرا | دانت کالے تھے۔ دہن گندہ سا تھا
گرچہ شہ ناخوش شد از گفتار او | جستجوئے کرد ہم از کار او
شاہ گو ناخوش ہوا گفتار سے | حال کچھ دریافت اُس سے بھی کیے
گفت ہا ایں شکل و ایں گندہ دہاں | دُور بنشیں لیک زاں سُو تر مراں
بولا یہ گندہ دہانی اور یہ حال | دُور بیٹھ۔ آگے نہ جا اے نحس فال

---

[1] پرکھنے والا۔ پہچاننے والا +

[2] یعنی غلامک میں جو کاف ہے، وہ کافِ تصغیر نہیں، بلکہ جس طرح دادا اپنے پوتے کو پکارتا ہے۔ اُسی طرح محبت کی وجہ سے غلامک کہا گیا ہے +

Marfat.com

تا علاج ایں دہان تو کنیم	تو مریض و ما طبیب پُر فنیم
تا علاج اس کا کریں اے بد نصیب	تو ہے بیمار اور ہم تیرے طبیب
کہ تو زاہل نامہ و رقعہ بدی	نے جلیس و یار ہم بنشستہ بدی
نامہ و پیغام کے لائق ہے تو	ہم نشینی میں کہاں فائق ہے تو
بہر کیکے نو گلمے سوختن	نیست لائق از تو دیدہ دوختن
پھونکنا کمبل کو پشو کے لئے	نا مناسب تجھ سے دیدے پھیرنے
با ہمہ بنشیں دو سہ دستاں بگو	تا بہ بینم صورت عقلت نکو
بیٹھ کر دو تین قصے دے سنا	تاکہ تیری عقل کا ہو کچھ پتا
آں ذکی را پس فرستاد او بکار	سوئے حمامے کہ رو خود را بخار
اس ذکی کو اُس نے بھیجا کام سے	جانب حمام، زینت کے لئے
او یں دگر را گفت تو چہ زیرکی	صد غلامے در حقیقت نے یکی
دوسرے سے پھر کہا تو بیک سے	سو غلاموں کے برابر ایک ہے
باز قابل تر بدی زاں یار خود	نزد ما آ کہ تو بہ زاں یار بد
تو بہت قابل ہے اپنے دوست سے	بیٹھ میرے پاس، اے اُس سے بھلے
آں نہ کہ خواجہ تاش تو نمود	از تو مارا سرد می کرد آں حسود
تو نہیں ویسا جو کچھ اُس نے کہا	سرد اس نے تجھ سے میرا دل کیا
گفت او در دو گرہ است و کژ نشیں	چیز و نامرد و چنان است و چنیں
اُس نے تجھ کو بورا اور کج رو کہا	ہیجڑا - نامرد، ہمارے ہاں ور کیا
گفت پیوستہ بدست او راست گو	راست تر من کس ندیدستم ازو
بولا، وہ دائم ہے سچا بالیقیں	ایسا سچا میں نے دیکھا ہی نہیں
راستی و نیک خوئی و حیا	علم و دینداری احسان و سخا
نیک خوئی اور سچائی اور حیا	علم، دینداری، اور احسان و سخا

Marfat.com

راستگوئی در نہادش خلقتے ست
ہر چہ گوید من نگویم تہمتے ست

فطرۃً اُس میں ہیں یہ اوصاف سب
جو مجھے اس نے کہا۔ تہمت ہے کب

کژ نگویم آں نکو اندیش را
متہم دارم وجودِ خویش را

خیر اب میں اُس کو کیوں الزام دوں
متہم اپنی ہی ہستی کو کروں

باشد او در من ببیند عیبہا
من نہ بینم در وجودِ خود شہا

مجھ میں شاید عیب اُسے آئیں نظر
مجھ سے جو پوشیدہ ہیں اے دادگر!

ہر کسے گر عیب خود دیدے ز پیش
کے بدے فارغ دے از اصلاح خویش

اپنے عیبوں کو جو کوئی جانتا
کیوں نہ پھر اصلاح کرتا برملا

غافل اند ایں خلق از خود بیخبر
لاجرم گویند عیب ہمدگر

بے خبر ہیں لوگ، غافل بے گماں
دوسرے کے عیب کرتے ہیں بیاں

من نہ بینم روئے خود را اے شمن
من ببینم روئے تو تو روئے من

اپنی صورت خود نظر آتی ہے کیا؟
تو مرا ہے، میں تماشائی ترا

آں کسے کہ او ببیند روئے خویش
نورِ او از نورِ خلقان است بیش

جس کا چہرہ خود ہو اُس کا آئنا
نور اُس کا نورِ خلقت سے سوا

نورِ ہستی نبود آں نورے کہ او
نورِ خود محسوس بیند پیش رو

نورِ ہستی وہ نہیں ہوتا ہے نور
نور کا جو دیکھ لے اپنے ظہور

گر بمیرد نورِ او باقی بود
زآنکہ دیدش دیدِ خلاقی بود

نور ہو باقی۔ اگر وہ ہو فنا
کیونکہ اُس کی دید ہے دیدِ خدا

گفت تو ہم عیب او گو مو بمو
آنچناں کہ گفت او از عیبِ تو

شاہ بولا۔ تو بھی اُس کے عیب کہ
جس طرح اُس نے کہا، لاریب کہ

تا بدانم کہ تو غمخوارِ منی
کہ خدائے ملکت و کارِ منی

تا میں جانوں تو مرا غم خوار ہے
تا میں جانوں قابلِ دربار ہے

Marfat.com

گفت اے شہ من بگویم عیبہاش	گرچہ ہست او مرمرا خوش خواجہ تاش
بولا اس کے عیب دیتا ہوں بتا	گرچہ خواجہ تاش ہے وہ بھی مرا
عیب او مہر و وفا و مردمی	عیب او صدق و صفا و ہمدمی
عیب ہے مہر و وفا اور مردمی	عیب ہے صدق و صفا اور ہمدمی
کمترین عیبش جوانمردی و داد	آن جواں مردی کہ جاں سا ہم بداد
عیب ادنیٰ ہے جواں مردی و داد	وہ جواں مردی کہ دیدے جان شاد
صد ہزاراں جاں خدا کردہ پدید	چہ جواں مردی بود کاں را ندید
لاکھوں جانیں حق نے کردیں آشکار	کیا جواں مردی ہو اگر دیکھے نہ یار
در بدیدے کے بجاں بخلش بدے	بہر یک جاں کے چنیں غمگیں شدے
دیکھتا تو بخل کیوں ہوتا اُسے	ہوتا کیوں غمگین اک جاں کے لئے
بر لب جو بخل آب آں را بود	کور جوئے آب نابینا بود
ہو لب جو پر اُسے بخل اس قدر	جوئے آب آتی نہ ہو جس کو نظر
گفت پیغمبرؐ کہ ہر کس از یقیں	داند او پاداش خود در یوم دیں
ہے نبیؐ کا قول سب کو ہے یقیں	ربنی پاداش عمل کا یوم دیں
کر یکے را دہ عوض می آیدش	ہر زماں جودے دگر گوں زایدش
ایک کے بدلے ملیں گے دس ثواب	ہو گا ہر لحظہ کرم اک بے حساب
جود جملہ از عوضہا دیدن است	پس عوض دیدن ضدِ ترسیدن است
جود ہے لیکن عوض کی دید ہے	اور عوض کی دید ہے ضد خوف کی
بخل نادیدن بود اعواض را	شاد دارد دیدِ دُر خوّاض را
بخل ہے منہ پھیرنا اعواض سے	غوطہ زن ہے شاد موتی دیکھ کے

لہ ایک ہی آقا کے دو غلام ہوں تو وہ خواجہ تاش کہلاتے ہیں +

سہ جمع عوض - بدلے +

Marfat.com

پس بعالم ہیچ کس نبود بخیل
زآنکہ کس چیزے نیارد بے بدیل

پس بخیل اس دہر میں کوئی نہیں
بے عوض ملتی ہے کوئی شے کہیں؟

پس سخا از چشم آید نے ز دست
دید دارد کار جز بینا ترست

ہے سخا آنکھوں سے ہاتھوں سے نہیں
دید ہی افضل ہے اور بینا ترین

عیب دیگر آنکہ خود بیں ہمیت او
ہست او در ہستی خود عیب جو

عیب یہ بھی ہے کہ وہ خود بیں نہیں
اپنی ہی ہستی کا ہے وہ نکتہ چیں

عیب گو و عیب جوئے خود بداست
با ہمہ نیکو و با خود بد بداست

عیب گو اپنا ہی ہے وہ بادفا
نیک سب کے ساتھ یہ ساتھ اپنے بُرا

گفت شہ جلدی مکن در مدح یار
مدح خود در ضمن مدح او میار

شاہ بولا - دوست کا ہے مدح گر
اپنی تعریف اُس کے پردے میں نہ کر

زآنکہ من در امتحاں آرم ورا
شرمساری آیدت در ماجرا

کیونکہ میں لوں گا جب اس کا امتحاں
شرمساری مجھ کو ہو گی بے گماں

غلام کا اپنی سچّائی پر قسم کھانا

گفت نے واللہ باللہ العظیم
مالکِ لِلمُلکِ رحمٰنُ رحیم

بولا ہے سوگند اللہِ عظیم
جو ہے مالک اور رحمٰن و رحیم

آں خدائے کہ فرستاد انبیاء
نے بحاجت بل بفضل کبریا

وہ خدا بھیجے ہیں جس نے انبیاء
تھی نہ کچھ حاجت، فقط یہ فضل تھا

آں خداوندے کہ از خاک ذلیل
آفرید او شہسواران جلیل

وہ خدا جس نے ذلیل اس خاک سے
شہسوار اتنے بڑے پیدا کیے

پاک شاں کرد از مزاج خاکیاں
بگذرانید از تگِ افلاکیاں

خاکیوں سے پاک اُن کو کر دیا
پھر فرشتوں سے دیا اُن کو بڑھا

Marfat.com

برگرفت از نار و نور صاف ساخت	وانکہ او بر جملۂ انوار تاخت
نور بخشا اور چھڑایا نار سے	پھر بڑھا ڈالا تمام انوار سے
آں سنا برقی کہ بر ارواح تافت	تا کہ آدم معرفت زاں نور یافت
تھا سنا برقی کا روحوں میں ظہور	تا ملا آدمؑ کو وہ عرفان نور
آں کز آدم رست و دست شیث چید	پس خلیفہ اش کردہ آدم چوں بدید
قلب آدمؑ سے وہ پہنچا شیثؑ پر	کر دیا آدمؑ نے نائب دیکھ کر
نوحؑ ازاں گوہر چو برخوردار شد	در ہوائے بحر جاں دُربار شد
نوحؑ اُس گوہر سے برخوردار تھے	بحر جاں کی موج میں دُربار تھے
جان ابراہیمؑ ازاں انوار رفت	بے خذر در شعلہائے نار رفت
نور پہنچا جان ابراہیمؑ پر	آگ کے شعلوں میں ٹھہرے بے خطر
چونکہ اسمٰعیلؑ در جویش فتاد	پیش دشنہ آبدارش سر نہاد
جب تھے اسمٰعیلؑ اُس سے کامگار	سر جھکایا پیش تیغ آب دار
جان داؤدؑ از شعاعش گرم شد	آہن اندر دست بافش نرم شد
جان داؤدؑ اس کی کرنوں سے تھی گرم	لوہا اُن کے ہاتھ میں ہوتا تھا نرم
چوں سلیماں شد وصالش را رضیع	دیو گشتش بندہ فرماں مطیع
جب سلیماںؑ اُس سے نور افشاں ہوئے	دیو اُن کے تابع فرماں ہوئے
در قضا یعقوبؑ چوں بنہاد سر	چشم روشن کرد از بوئے پسر
جب قضا یعقوبؑ نے منظور کی	آنکھ روشن بوئے یوسفؑ سے ہوئی
یوسف مہر و چو دید آں آفتاب	شد چناں بیدار در تعبیر خواب
یوسفؑ مہر نے دیکھا آفتاب	جاگ اُٹھا دیکھ کر تعبیر خواب

۱؎ قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ: یَکَادُ سَنَا بَرْقِہٖ یَذْھَبُ بِالْاَبْصَارِ۔ نزدیک ہے کہ اُس کی بجلی کی چمک آنکھوں کا نور زائل کر دے۔

Marfat.com

چوں عصا از دستِ موسیٰ آب خورد
ملکتِ فرعون را یک لقمہ کرد

جب عصا نے پانی موسیٰ سے پیا
ملک کو فرعون کے لقمہ کیا

جانِ جرجیس از فرش چوں را زیافت
ہفت نوبت جاں فشاند و باز یافت

بعید یا اس سے جب جرجیسؑ نے
جان دے دی سات بار اور جی اٹھے

چونکہ زکریا ز عشقش دم زدے
کرد در جوفِ درخت جاں فدے

دم جو زکریا نے مارا عشق کا
جان اندر پیڑ کے کر دی فدا

چونکہ یونسؑ جرعۂ زاں جام یافت
در درونِ ماہی او آرام یافت

جام سے یونسؑ ہوئے جب میگسار
پیٹ میں مچھلی کے تھا اُن کو قرار

چونکہ یحییٰؑ مست گشت از شوقِ او
سر بطشت زر نہاد از ذوقِ او

مست یحییٰؑ تھے جو اُس کے شوق سے
اپنا سر تھالی میں رکھا ذوق سے

چوں شعیبؑ آگاہ شد زیں ارتقا
چشم را در باخت از بہرِ لقا

جب شعیبؑ اس بات سے واقف ہوئے
دید کی خاطر وہ اندھے ہو گئے

شکر کرد ایوبؑ صابر ہفت سال
در بلا چوں دید آثارِ وصال

اور رہے ایوبؑ صابر سات سال
دیکھے جب آفت میں آثارِ وصال

خضرؑ و الیاسؑ از میش چوں دم زدند
آبِ حیواں یافتند و کم زدند

جب بہ بینے کی خضرؑ اور الیاسؑ نے
آبِ حیواں پا کے بھی چھوڑا اسے

زردبانش عیسیٰؑ مریم چو یافت
بر فراز گنبدِ چارم شتافت

بانیٔ عیسیٰؑ نے جب اُس کی زردبار
مل گیا رہنے کو جو تھا آسماں

چوں محمدؐ یافت آں ملکِ نعیم
قرصِ مہ را کرد در دم اد دو نیم

جب محمدؐ کو ملا ملکِ نعیم
چاند کو دم بھر میں کر ڈالا دو نیم

چوں ابوبکرؓ آیتِ توفیق شد
با چناں شہ صاحب و صدیق شد

جب ابوبکرؓ آیتِ توفیق تھے
تھے مصاحب شہ کے اور صدیق تھے

Marfat.com

چوں عمرؓ شیدائے آں معشوق شد	حق و باطل را چو دل فارق شد
جب عمرؓ کو مل گیا معشوق وہ	حق و باطل کے ہوئے فاروقؓ وہ
چونکہ عثمانؓ آں عیاں را عین گشت	نور فائض بود ذوالنورین گشت
چونکہ عثمانؓ اُس عیاں کے عین تھے	نور سے معمور ذوالنورین تھے
چوں رویش مرتضیٰؓ شد درفشاں	گشت او شیر خدا در مرج جاں
مرتضیٰؓ اُس سے ہوئے جب درفشاں	ہو گئے شیر خدا اے دو جہاں
روشن از نورش چو سبطینؓ آمدند	عرش را در زین و قرطین آمدند
روشن اس کے نور سے حسنینؓ تھے	گوشوارے عرش اعظم کے بنے
آں یکے از زہر جاں کردہ نثار	وال سر افگندہ بر اہش مست وار
ایک نے جاں زہر سے کر دی نثار	دوسرے نے سر کٹایا مست وار
چوں جنیدؒ از جند او دید آں مدد	خود مقاماتش فزوں شد از عدد
تھے جنیدؒ اُس کی مدد سے شاد کام	ہو گئے حد سے سوا اُن کے مقام
بایزیدؒ اندر مزیدش راہ دید	نام قطب العارفیں از حق شنید
بایزیدؒ اُس سے ہوئے جب راہ بیں	ہو گئے دنیا میں قطب العارفیں ۲۲
شاہِ منصورؒ آنکہ نصرت یار شد	تخت را بگذاشت سوئے دار شد
شاہ منصورؒ اس سے نصرت یاب تھے	تخت چھوڑا۔ دار کی جانب گئے
چونکہ کرخی کرخ او را شد جرس	شد خلیفہ عشق و ربانی نفس
تھے جو کرخیؒ کرخ کا اُس کے جرس	تھے خلیفہ عشق کے، عالی نفس
پور ادہم مرکب آں سو راند شاد	گشت او سلطان سلطانان داد
پورؒ ادہم جب چلے اُس سمت شاد	ہو گئے سلطانِ سلطانان داد

۵۱ فرق کرنے والا ۔ ۵۲ بغداد میں ایک مقام ہے ۔
۵۳ یعنی ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔

Marfat.com

وان شفیق از شق آن راہِ شگرف	گشت او خورشید رائے وتیز طرف
راہ میں اُس کی شفیق رضؓ بلخ سے	چشم باطن پائی اور سورج بنے
شد فضیل از رہزنی رہ پیر راہ	چوں بلحظہ لطف شد ملحوظِ شاہ
رہزنی سے ہو گئے رہبر فضیلؒ	جب ہوا لطفِ خدا اُن کا گھنا
بشرِ حافی را مبشر شد ادب	سر نہاد اندر بیابانِ طلب
بشرِ حافی کو مبشر تھا ادب	ہو گئے صرف بیابانِ طلب
چونکہ ذوالنون از غمش دیوانہ شد	مصرِ جاں را ہمچو شکر خانہ شد
اُس کا غم طاری ہوا ذوالنونؒ پر	مصرِ جاں کو کر لیا شکر کا گھر
چوں سری بے سر شد اندر راہِ او	بر سریر سروراں شد جاہِ او
جب سریؒ بے سر ہوئے اس راہ میں	ہو گئے سرور سریر و جاہ میں
صد ہزاراں پادشاہانِ مہاں	سرفرازانند زاں سوئے جہاں
ہیں ہزاروں بادشاہانِ جہاں	سرفراز اُس سمت سے اے مہرباں
نامِ شاں از رشکِ حق پنہاں بماند	ہر گدائے نامِ شاں بر نخواند
نام اُن کا رشکِ حق سے چھپ گیا	ہر گدا نے نام اُن کا کب لیا
رحمتُ رضوانِ حق در ہر زماں	باد بر جان و روانِ پاکِ شاں
رحمتِ حق اور رضوانِ خدا	اُن کی جانِ پاک پر ہو دائما
حق آں نور و حق نورانیاں	کاندراں بحرانند ہمچوں ماہیاں
نور و اہلِ نور کی سوگند ہاں	ہیں اس دریا میں گویا مچھلیاں
بحرِ جانُ و جانِ بحرا گویمش	نیست لائق نامِ نومی جویمش
بحرِ جان و جانِ بحر اس کو کہوں	یہ نہیں موزوں، نیا اک نام لوں

ا حضرت سری سقطیؒ ۔

Marfat.com

حق ایں آنے کہ ایں و آں از دست	مغزہا نسبت بدو باشند پوست
حق ایں و آں، ہیں ایں و آں وہی	مغز کو نسبت ہے ان سے پوست کی
کہ صفاتِ خواجہ تاش و یارِ من	ہست صد چنداں کہ ایں گفتارِ من
ہاں صفات، اور وصف میرے دوست کا	سو گنا ہے میرے کہنے سے سوا
آنچہ می دانم ز وصفِ آں ندیم	باورت ناید چہ گویم اے کریم
وصف اُس کا میں ہوں جو کچھ جانتا	باور آ سکتا نہیں اے باسخا
شاہ گفت اکنوں از آنِ ایں خود بگو	چند گوئی آنِ ایں و آنِ او
شاہ بولا اب تو اپنا حال کہ	اُس کے حال و قال سے خاموش رہ
تو چہ داری و چہ حاصل کردۂ	از تگِ دریا چہ دُر آوردۂ
تو نے کیا پایا ہے کیا حاصل کیا	تہ سے دریا کی گہر لایا ہے کیا
روزِ مرگ ایں حسنِ تو باطل شود	نورِ جاں داری کہ یارِ دل شود
مرتے دم جب حسن ہو باطل ترا	نورِ جاں ہے؟ تا ہو روشن دل ترا
در لحد کیں چشم را خاک آگند	ہست آنچہ گور را روشن کند
آنکھ میں جب خاک تربت کی بھرے	وہ بھی ہے جو قبر کو روشن کرے
آں زماں کیں دست و پایت بر درد	پر و بالت ہست تا جاں بر پرد
دست و پا تیرے جو بے قابو رہیں	بال و پر بھی ہیں کہ جاں کو لے اُڑیں
نورِ دل از جاں بود اے یارِ غار	مستعار آں را مدال اے مستعار
نورِ دل ہے جان سے اے یارِ غار	تو نہ اس کو جان ہرگز مستعار
آں زماں کیں جانِ حیوانی نماند	جانِ باقی بایدت بر جا نشاند
جس گھڑی یہ جانِ حیوانی نہ ہو	جانِ باقی چاہیئے تنظیم کو

لہ اِس کی اور اُس کی قسم ۔

Marfat.com

شرطِ مَنْ جَا بِالْحَسَنْ نے کردنست	بل حسن را سوئے حضرت بردنست
شرط مَنْ جَا بِالْحَسَنْ[1] ہے بالیقیں	لانا نیکی سوئے ربّ العالمیں
جوہرے داری زانساں یا خری	ایں عرضہا کہ فنا شد چوں بری
جوہر[2] النساں ہے تجھ میں یا ہے خر	ساتھ دیں فانی عرض کیا بے خبر
ایں عرضہائے نماز و روزہ را	چونکہ لا یبقی زمانین انتفا
ہیں عرض روزہ نماز اور ہیں فنا	کب دو صورت میں عرض باقی رہا
نقل نتواں کرد مر اعراض را	لیک از جوہر برند امراض را
نقل کیونکر کیجیے اعراض کو	کھوئیے جوہر سے ان امراض کو
تا مبدّل گشت جوہر زیں عرض	چوں ز پرہیز یکہ زائل شد مرض
ہاں بدل جائے گا جوہر سے عرض	جیسے ہو پرہیز سے زائل مرض
گشتہ پرہیز عرض جوہر بجہد	شد دہان تلخ از پرہیز شہد
اور پرہیز عرض جوہر بنا	تلخ منہ پرہیز سے میٹھا ہوا
از زراعت خاکہا شد سنبلہ	دارو سے موکردہ مورا سلسلہ
ہو گئی کھیتی سے مٹی سنبلہ	بالوں نے پایا دوا سے سلسلہ
آں نکاح زن عرض بد شد فنا	جوہر فرزند حاصل شد زما
تھا نکاح زن عرض - فانی ہوا	جوہر فرزند حاصل ہو گیا

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا - جو ایک نیکی لائیگا، وہ اُس کے برابر دس نیکیاں پائیگا ۱۰

[2] جوہر ہر چیز کی اصل ہے - جو بذاتہٖ قائم ہوتی ہے اور عرض بذاتہٖ قائم نہیں ہوتا - جیسے کپڑا اور رنگ - کہ کپڑا جوہر ہے اور رنگ عرض - اور اعراض دو صورتوں میں باقی نہیں رہتے - ایک عرض جاتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ آجاتا ہے +

Marfat.com

جفت کردن اسپ و اشتر را عرض	جوہر کرّہ بزائیدن عرض
اونٹ یا گھوڑے کی جفتی ہے عرض	بچہ کا جننا ہے جوہر اور عرض
ہست آں استاں شناندن ہم عرض	گشت جوہر میوہ اش اینک غرض
یہ ہے باغوں کا لگانا بھی عرض	جوہر اُس کے میوے میں ہے غرض
ہم عرض داں کیمیا بردن بکار	جوہرے زاں کیمیا گر شد بیار
کیمیا کا سیکھنا تو ہے عرض	اس سے جوہر کا بنانا ہے غرض
صیقلے کردن عرض باشد شہا	زیں عرض جوہر ہمی زاید صفا
کرنا صیقل ہے عرض اے نامدار	ہوتا ہے جوہر عرض سے آشکار
پس بگو کہ من عملہا کردہ ام	دخل آں اعراض را بنمارم
یہ نہ کہ میں نے عمل ایسا کیا	حاصل اُن اعراض کا مجھ کو دِکھا
ایں صفت کردن عرض باشد خمش	سایۂ بزاز پئے قرباں مکش
یہ صفت کرنا عرض ہے چُپ رہو	بھیڑ کے سائے کو قرباں کیوں کرو
گفت شاہا بے قنوطِ عقل نیست	گر تو فرمائی عرض را نقل نیست
بولا اے شہ! یہ ہے کب بے یاسِ عقل	تو جو فرمائے۔ عرض کو کب ہے نقل
پادشاہا جز کہ یاسِ بندہ نیست	ہر عرض کاں رفت باز آیندہ نیست
یاس کی ہے بات مجھ کو الغرض	یہ۔ کہ جا کر لوٹتا کب ہے عرض
گر نبودے مر عرض را نقل و حشر	فعل بودے باطل و اقوال قشر
گر نہ ہوتی نقل اِن اعراض کی	ہوتے باطل فعل بھی اور قول بھی
ایں عرضہا نقل شد دون دگر	حشرِ ہر فانی بود کون دگر
ہر عرض کی نقل ہے رنگ دِگر	حشر ہر فانی ہے اور اک حال پر
نقلِ ہر چیزے بود ہم لائقش	لائق گلّہ بود ہم سائقش
نقل ہر شے کے مطابق ہے یہاں	ہوتا ہے گلّہ کے لائق گلّہ باں

Marfat.com

وقت محشر ہر عرض را صورتیست
ہر عرض کی حشر میں صورت ہے ایک
صورت ہر یک عرض را نوبتیست
اور ہر صورت کی پھر نوبت ہے ایک

بنگر اندر خود نہ تو بودی عرض
خود۔ کر خود۔ کیا نہیں تھا تو عرض
جنبش جفتی و جفتی با غرض
حرکت جفتی سے جفتی تھی غرض

بنگر اندر خانہ و کاشانہا
دیکھ یہ گھر اور کاشانے مکاں
در مہندس بود چوں افسانہا
تھے یہ افسانے مہندس میں نہاں

کاں فلاں خانہ کہ ما دیدیم خوش
جس مکاں کو ہم نے دیکھا خوب تر
بود موزوں صفہ و سقف و درش
اور تھے موزوں جس کے صحن و سقف و در

از مہندس آں عرض اندیشہا
تھا ترشح فکر ہندس میں نزول
آلت آورد و ستوں از بیشہا
لا بادہ صحرا سے آلات اور ستون

چیست اصل و مایۂ ہر پیشۂ
کچھ بھی معلوم اصل پیشہ ہے
جز خیال و جز عرض اندیشۂ
بس تخیل اور عرض اندیشہ ہے

جملہ اجزائے جہاں را بے غرض
جملہ اجزائے جہاں کو بے غرض
در نگر حاصل نشد جز از عرض
دیکھ لے۔ سب میں ملے گا اک عرض

اوّل فکر آخر آمد در عمل
فکر اول ہی عمل ہے آخری
نسبت عالم چناں داں در ازل
ہے ازل سے نسبت عالم یہی

میوہا در فکر دل اوّل بود
میوے پہلے فکر میں ہوتے ہیں بار
در عمل ظاہر بآخر می شود
ہوتے ہیں آخر عمل میں آشکار

چوں عمل کردی شجر بنشاندی
جب شجر بویا۔ عمل تو نے کیا
اندر آخر حرف اوّل خواندی
یعنی پہلا حرف آخر میں پڑھا

گرچہ شاخ و برگ و بیخش اوّلست
پہلے جڑ اور شاخ پتے ہیں مگر
آں ہمہ از بہر میوہ مرسلست
سب ہیں میوے کے لئے پیغامبر

Marfat.com

پس سرے کہ مغز ایں افلاک بود	اندر آخر خواجۂ لولاک بود
بھید وہ جو مغز تھا افلاک کا	آخر آخر خواجۂ لولاک تھا
نقل اعراضست ایں بحث و مقال	نقل اعراضست ایں شیر و شغال
عقل ہے اعراض کی بحث و مقال	نقل ہیں اعراض کی شیر و شغال
جملہ عالم خود عرض بودند تا	اندریں معنی بیامد ھَلْ اَتٰی [۲]
سارا عالم یہ عرض فی الجملہ تھا	اس لئے نازل ہوئی تھی ھَلْ اَتٰی
ایں عرضہا از چہ زائید از صور	و ایں صور ہم از چہ زائید از فکر
صورتوں سے یہ عرض تھے آشکار	فکر سے یہ صورتیں تھیں جلوہ بار
ایں جہاں یک فکرتست از عقل کل	عقل چوں شاہ است و فکرتہا رسل
عقل کل کی فکر ہے سارا جہان	عقل کو شہ، اپنی فکروں کو بیان
عالم اوّل جہان امتحاں	عالم ثانی جزائے ایں و آں
پہلا عالم ہے جہان امتحاں	دوسرا سب کی جزا اے مہرباں
چاکرت شاہا خیانت می کند	آں عرض زنجیر و زنداں میشود
جب خیانت کرتا ہے اے شہ! غلام	قید اور زنجیر سے پڑتا ہے کام
بندہ ات چوں خدمت شائستہ کرد	آں عرض بے خلعتے شد در نبرد
خدمت شائستہ جب بندے کریں	ہو عرض خلعت مصاف و جنگ میں
ایں عرض با جوہر آں بیضہ ست و طیر	ایں ازاں و آں ازیں زاید بسیر
ہیں عرض اور جوہر انڈا اور پرند	اس سے وہ ہو اُس سے یہ لے ہوشمند

[۱] مراد از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

[۲] قولہ تعالیٰ: ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا۔ یعنی تحقیق انسان پر ایک ایسا وقت آیا تھا کہ وہ کوئی مذکور شے نہ تھا۔ یعنی اُس کا کوئی ذکر اور نام ہی نہ تھا ۔

Marfat.com

گفت شاہنشہ چنیں گیر المراد
بادشہ بولا کہ تو یہ عرض کر

ایں عرضہائے تو یک جوہر نزاد
تیرے بے جوہر عرض ہیں سربسر

گفت مخفی داشتست آں را خرد
بولا اس کو رکھتی ہے مخفی خرد

تا بود غیب ایں جہان نیک و بد
غیب ہوتا یہ جہان نیک و بد

زانکہ گر پیدا شدے اشکارِ فکر
کیونکہ ظاہر ہوتے گر اسرارِ فکر

کافر و مومن نگفتے جز کہ ذکر
کافر و مومن کا ہوتا ایک ذکر

پس عیاں بودے نہ غیب اے شاہِ دیں
ہوتا ظاہر اور نہ پنہاں شاہِ دیں!

نقشِ دین و کفر بودے بر جبیں
نقشِ دین و کفر چمکاتی جبیں ۲۲

کے درین عالم بُت و بُتگر بدے
ہوتے بُتگر اور بُت عالم میں کیوں

چوں کسے از ہرۂ تسخر بدے
اور پھر کرتا تمسخر کون یوں

پس قیامت بودے ایں دنیائے ما
پس قیامت ہوتی یہ دنیا تمام

در قیامت کہ کند جرم و خطا
کیا قیامت میں گناہوں کا تھا کام

گفت شہ پوشید حق پاداش بد
بولا شہ کی حق نے پوشیدہ سزا

لیک از عامہ نہ از خاصانِ خود
عام لوگوں سے نہ خاصوں سے ذرا

گر بدامے اُفتم من یک امیر
میں اگر قیدی بنالوں اک امیر

از امیراں خفیہ دارم نز وزیر
کب امیروں کو خبر ہو جز وزیر

حق بمن نمود بس پاداشِ کار
حق نے مجھ پر کھول دی پاداشِ کار

در صورہائے عملہا صد ہزار
صورت اعمال میں چندیں ہزار

تو نشانے دہ کہ من دانم تمام
تو نشانی دے کہ مجھ پر ہو عیاں

ماہ را بر من نمی پوشد غمام
ابر میں کب چاند ہوتا ہے نہاں

گفت پس از گفتِ من مقصود چیست
بولا ان باتوں کا ہے مقصود کیا

چوں تو می دانی کہ آنچہ بود چیست
جب تو جانے کیا ہے وہ جو کچھ کہ تھا

Marfat.com

گفت شہ حکمت در اظہارِ جہاں
آنکہ دانستہ بروں آید عیاں

بولا شہ یہ حکمتِ خلقِ جہاں
جو تھا اس کے علم میں وہ ہو عیاں

آنچہ می دانست تا پیدا نکرد
بر جہاں ننہاد رنج طلق و درد

علم میں جو تھا نہ جب پیدا کیا
کچھ نہ رنج و درد دنیا کو دیا

یک زماں بیکار نتوانی نشست
تا بدی یا نیکی از تو بر نجست

بیٹھ سکتا کب ہے بے کار اک گھڑی
کوئی نیکی تجھ سے ہو گی یا بدی

ایں تقاضائے کار از بہر آں
شد موکل تا شود سنت عیاں

یہ تقاضے کام کے ہیں اس لیے
تا کہ تیرا بھید کچھ تجھ پر کھلے

ورنہ کے گیرد کلاوہ تن قرار
چوں ضمیرت می کشد اورا بکار

ورنہ کب تیرے بدن کو ہو قرار
جب ضمیر اُس کو کرے پابند کار

پس کلاہ تن کجا ساکن شود
چوں سر رشتہ ضمیرش می کشد

تن کی گتھڑی کب رہے آرام گیر
کھینچتا رہتا ہے جب ڈورا ضمیر

تا سہ تو شد نشانِ آں کشش
بر تو بیکاری بود چوں جاں کنش

رنج تیرا اُس کشش کا ہے نشاں
جاں کنی ہے تیری بے کاری یہاں

ایں جہان و آں جہاں زاید ابد
ہر سبب مادر اثر از وے لد

ہیں سبب زایہ جہاں اور وہ جہاں
اور ہم اُن کے اثر سے ہیں عیاں

چوں اثر زائید آں ہم شد سبب
تا بزائید او اثرہائے عجب

جب اثر ہونا بھی ٹھہرا اک سبب
اُس سے پیدا ہیں اثرہائے عجب

ایں سببہا نسل بر نسلست لیک
دیدۂ باید منور نیک نیک

یہ سبب ہیں نسل بعد نسل اخی!
چاہیے آنکھوں میں لیکن روشنی

شاہ با او در سخن اینجا رسید
تا بدید از وے نشانے یا ندید

شاہ نے باتیں یہاں تک اُس سے کیں
کیا خبر پایا پتہ کچھ یا نہیں ۲۲

لے بچہ جنے کے بعد نکلے پر لپٹا ہوا پتلے جھلی کا کپڑا +

Marfat.com

گر بدید آں شاہ جویا دُور نیست	لیک مارا ذکرِ آں دستور نیست
دیکھا ہو پھر شاہ نے - کیا دور ہے	ذکر کرنا کب یہاں دستور ہے

بادشاہ اور دُوسرا غلام

چوں ز گرمابہ بیامد آں غلام	سوئے خویشش خواند آں شاہِ ہمام
آگیا حمام سے جب وہ غلام	شاہ نے اس کو بُلا یا لا کلام
گفت صد آلت نعیمٌ دائمٌ	بس لطیفی و ظریف و خوبرو
بولا دائم نعمت صحت تری	تو ہے نازک ماخوب ہے صورت تیری
پس سوئے کارے فرستاد آں دگر	تا ازیں دیگر شود او باخبر
دوسرے کو اُس نے بھیجا کام سے	تاکہ اس کا حال بھی پہچان لے
پیش بنشاندش بصد لطف و کرم	بعد ازاں گفت اے چو ماہ اندر ظلم
پاس بٹھلایا بصد لطف و کرم	پھر کہا اے چاند اے حسنِ اتم
ماہر جعد مو مشکبو	نیک نیک نیک خو
اے حسیں! اے عنبر بیں مُو - ماہرو!	تو بلا شک ہے نہایت نیک خُو
اے دریغا گر نبودے در تو آں	کہ ہمی گوید برائے تو فلاں
پاک ہوتا کاش تو اس بات سے	کہہ رہا ہے جو فلاں تیرے لئے
شاد گشتے ہر کہ رویت دیدیے	دیدنت ملک جہاں ارزیدیے
شاد ہے وہ جس نے دیکھا ہے تجھے	کم ہے قیمت میں جہاں اس کے لئے
گفت رمزے را بگو اے پادشاہ	کز برائے من بگفت آں دیں تباہ
بولا - کچھ فرمائیے مجھ سے بھی شاہ	میری نسبت کہتا تھا کیا روسیاہ
گفت اوّل وصفِ دورویت کرد	کاشکارا تو دوا (۱) خفیہ درد
بولا - پہلے وصفِ دو رنگی کیا	درد تو باطن میں ہے ظاہر دوا

Marfat.com

خبث یارش را چو از شہ گوش کرد | در زماں دریائے خشمش جوش کرد
جب سنا شہ سے وہ کہنا تھا بُرا | دفعتاً پھر اس کو غصّہ آگیا
کف برآورد آں غلام و سرخ گشت | تا کہ موج ہجوِ او از حد گذشت
منہ سے نکلے جھاگ چہرہ سُرخ تھا | ہجو کے دریا میں طوفاں آگیا
کو زاوّل دم کہ با من یار بود | ہمچو سگ در قحط سرگیں خوار بود
بولا وہ مدت سے میرا یار تھا | قحط میں کتّا تھا، سرگیں خوار تھا
چوں دہانم کرد، ہجوش چوں جرس | دست بر لب دشہنشاہش کہ بس
ہجو کی اُس نے جونہی شکل جرس | ہاتھ منہ پر رکھ دیا شہ نے کہ بس
گفت دانستم ترا از وے بداں | از تو جاں گندست و زیارت دہاں
میں نے پہچانا تجھے اے بد زباں | تیری جاں گندی ہے اور اس کا دہاں
پس نشیں اے گندہ جاں از دور تو | تا امیر او باشد و مامور تو
بس تو گندی جان والے دور ہو | دول امیری اُس کو تو مامور ہو
بہر ایں گفتند اکابر در جہاں | راحۃ الانسان فی حفظ اللّسان
اس لئے کہتے ہیں دانائے جہاں | راحت انساں ہے بس حفظِ زباں
در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا | ہمچو سبزہ گولخن دان اے کیا
ہے نبی کا قول تسبیح ریا | وہ ہے سبزہ جو ہو گلخن سے پیدا
پس بداں کہ صورت خوب نکو | با خصال بد نباشد نزد تو
پس سمجھ لے ہو جو کوئی خوب رُو | بد خصالی سے نہ چمکے اک تسو
ور بود صورت حقیر و ناپذیر | چوں بود خلقش نکو در پیش میر
پر ہو خلق اچھا تو رکھ قدر واں پیر

---

۱۱ محکوم +
۱۲ ڈیڑھ رتی یعنی ذرا بھی +

Marfat.com

چند بازی عشق با نقشِ سبو	بگذر از نقشِ سبو و آب جو
کب تک اس نقشِ سبو سے عاشقی	نقش کو چھوڑ اور پانی ڈھونڈ اجی
چند باشی عاشقِ صورت بگو	طالبِ معنی شود معنی بجو
عاشقِ صورت رہے گا تا کجا	طالبِ معنی ہو، معنی ڈھونڈ لا
صورتِ ظاہر فنا گردد بداں	عالمِ معنی بماند جاوداں
صورتِ ظاہر ہے فانی بے گماں	عالمِ معنی رہے گا جاوداں
صورتش دیدی ز معنی غافلی	از صدف دُر را گزیں گر عاقلی
معنی سے غافل ہے صورت دیکھ کر	موتی لے سیپی سے عاقل ہے اگر
ایں صدفہا ئے قوالب در جہاں	گرچہ جملہ زندہ اند از بہرِ جاں
یہ جہاں میں قالبوں کی سیپیاں	گرچہ ساری جی رہی ہیں بہرِ جاں
لیک اندر ہر صدف نبود گہر	چشم بکشا در دلِ ہر یک نگر
ہے ہر اک سیپی میں لیکن کب گہر	آنکھ اٹھا ہر اک کے دل پر کر نظر
کان چہ دارد این چہ دارد می گزیں	زانکہ کم یاب است آں دُرِّ ثمیں
دیکھ اس میں کیا ہے اور اس میں ہے کیا	کیونکہ ہے کمیاب دُرِّ بے بہا
گر بصورت بنگری کوہے بشکل	در بزرگی ہست صد چنداں ز لعل
ظاہرا دیکھے اگر تو کوہ کو	لعل سے کتنا بڑا معلوم ہو
ہم بصورت دست و پا و جسمِ تو	ہست صد چنداں کہ نقشِ چشمِ تو
یہ بدن یہ ہاتھ یہ پاؤں ترے	سو گنا ہیں تیری آنکھوں سے بڑے
لیک پوشیدہ نباشد بر تو ایں	کز ہمہ اعضا دو چشمت آمد گزیں
تجھ پہ پوشیدہ نہیں ہے یہ مگر	آنکھیں ہیں اعضا سے بہتر کس قدر
از یک اندیشہ کہ آید در دروں	صد جہاں گردد بیک دم سرنگوں
ایک اندیشہ جو دل میں ہو عیاں	بالیقیں برباد کر دے سو جہاں

Marfat.com

جسمِ سلطاں گر بصورت یک بود — صد ہزاراں لشکرش در تگ بود

جسمِ سلطاں گرچہ ظاہر میں ہے ایک — اُس کے پیچھے لاکھوں فوجیں ہیں دلیک

باز شکل و صورتِ شاہِ صفی — ہست محکوم یکے فکرِ خفی

پھر وہی شکل اور صورت شاہ کی — رہتی ہے محکوم فکرِ مختفی [۱]

خلق بے پایاں زیک اندیشہ بیں — گشتہ چوں سیلے روانہ بر زمیں

اس قدر مخلوق اک اندیشے سے — صورتِ طوفاں زمیں پر دیکھ لے

ہست آں اندیشہ پیشِ خلق خرد — لیک چوں سیلے جہاں را خورد و برد

وہ ہے اندیشہ اگرچہ مختصر — لے گیا جوں سیل دنیا کو مگر

خلقِ عالم چوں رمہ است و حق شباں — می دواند جملہ را روز و شباں

گلہ ہے مخلوق چرواہا خدا — رات دن وہ سب کو ہے دوڑا رہا

پس چو می بینی کہ از اندیشۂ — قائم ہست اندر جہاں ہر پیشۂ

دیکھتا ہے تو کہ اک اندیشے سے — ہر طرف قائم ہیں پیشے خلق کے

خانہا و قصرہا و شہرہا — کوہہا و دشتہا و نہرہا

جتنے گھر ہیں جتنے قصر اور جتنے شہر — جس قدر ہیں کوہ ہا صحرا، اور نہر

ہم زمین و بحر و ہم مہر و فلک — زندہ از وے ہمچو از دریا سمک

یہ زمیں، دریا، یہ سورج، یہ فلک — اُس سے زندہ، جیسے دریا سے سمک [۲]

پس چرا از ابلہی پیشِ تو کور — تن سلیماں است و اندیشہ چو مور

کیوں یہ تیرے سامنے پھر مثلِ کور — تن سلیماں اور اندیشہ ہے مور

می نماید پیشِ چشمت کہ بزرگ — ہست اندیشہ چو موش و تن سترگ

کوہ ہے نظر و نمیں کیوں پُر فن بڑا — فکر مثلِ موش ہے اور تن بڑا

---

[۱] پوشیدہ - باطنی +

[۲] مچھلی +

Marfat.com

عالم اندر چشمِ تو ہول و عظیم
ہے جہاں پُر ہول نظروں میں تری

زابر و برق و رعد داری لرز و بیم
ابر و برق و رعد سے ہے خوف بھی

در جہانِ فکر تی اے کم ز خر
فکر کی دنیا میں تو ہے خر سے کم

ایمن و غافل چو سنگے بیخبر
صورتِ سنگ ایمن و غافل ہم

زانکہ نقشی وز خرد بے بہرۂ
کیونکہ تو ہے نقش خالی عقل سے

آدمی خو نیستی خر کرۂ
کرۂ خر تجھ کو کہنا چاہیئے

جہلِ محضی وز خرد بیگانۂ
جہلِ کامل عقل سے بیگانہ ہے

تو ندانی ز خدا دیوانۂ
تو نہیں اللہ کی - دیوانہ ہے

سایۂ را تو شخصی می بینی ز جہل
سائے کو تو جانتا ہے آدمی

شخص از ان شد نزدِ تو بازی و سہل
آدمی تیرے لئے ہے دل لگی ۲۲

نکز غیبت یک نمودار آشست
کز لطافت چوں ہوائے دلکشست

دیکھ آتش غیب سے ہے آشکار
ہے لطافت سے ہوائے خوش گوار

تا تجسمے در نمی تابد کثیف
آگہی نبود بصر را زاں لطیف

جائے گندہ تن نہیں جب آئے نظر
آنکھ کو ورنہ نہیں اس کی خبر

باز افزون است ہنگامِ اثر
ہاں زیادہ ہے وہ ہنگامِ اثر

از ہزاراں تیشہ و تیغ و تبر
پکڑوں تیغ و تبر سے تیز تر

باش تا روزے کہ آں فکر و خیال
برکشاید بے حجابے پرّ و بال

صبر کن تجھ دن کہ وہ فکر و خیال
کھول دیں بے پردہ ہو کر پرّ و بال

کوہہا بینی شدہ چوں پشم نرم
نیست گشتہ ایں زمینِ سرد و گرم

کوہ کو دیکھے گا مثلِ پشم نرم
نیست ہو گی یہ زمینِ سرد و گرم

۱ ؎ بے خوف ۔
۲ ؎ گائے کا بچہ ۔

Marfat.com

نے سما بینی ز اختر نے وجود	جز خدائے واحدِ حیّ ودود
آسماں ہو گا نہ اختر اور وجود	ہاں مگر واحد خدا حیّ ودود
یک فسانہ راست آید یا دروغ	تا دہد مر را ستیہا را فروغ
اک فسانہ راست ہے جو یا دروغ	اور سُن تا را ستی کو ہو فروغ

ملازموں کا غلام خاص سے حسد کرنا

پادشاہے بندۂ را از کرم	برگزیدہ بود از جملہ حشم
بادشہ نے ایک بندہ لطف سے	کر لیا تھا منتخب اپنے لئے
جاگہی او وظیفہ چل امیر	وہ کہ یک قدرش ندیدے صد وزیر
رزق تھا چالیس امیروں کا اُسے	سو وزیر اس لطف سے محروم تھے
از کمال طالع و اقبال و بخت	او ایازے بود و شہ محمودِ وقت
صاحب اقبال و بخت وجود تھا	وہ ایاز اور بادشہ محمود تھا
روح او با روحِ شہ را اصل حویش	پیش ازیں تن بود ہم خویش
روح اس کی روح شہ سے وصل میں	اس سے پہلے بھی تھی پیوند اصل میں
کار آں دارد کہ پیش از تن بدست	بگذر از اینہا کہ نو حادث شد است
کام وہ ہے پیشتر جو تن سے تھا	چھوڑ دے اس کو کہ یہ حادث ہے کیا
چشمِ عارف است گوئی احول است	چشمِ او بر کشتہائے اوّل ست
چشمِ عارف [illegible]	کشتِ اوّل پر نظر اس کی سدا
آنچہ گندم کاشتندش آنچہ جو	چشمِ او آنجاست وز و شب گرد و
گیہوں یا بوئے ہیں یا بوئے ہیں جو	آنکھ اس کی ہے وہاں ہر دم لہو
آنچہ آبستست شب جز آں نزاد	حیلہا و مکرہا [illegible] است باد
حاملہ تھی رات اُس نے کیا جنا	حیلے اور مکاریاں ظلم و ریا

لہ یعنی اس کی ادا و تنقید دونوں کو دیکھتی ہے +

Marfat.com

کے شود دل خوش بحیلہائے کش
اس کا دل ان حیلوں سے کیا شاد ہو

آنکہ بیند حیلۂ حق بر سرش
حیلۂ حق دیکھے اپنے سر پہ جو

او درون دام دانے می نہد
دام رکھتا ہے وہ بیچے دام کے

جان تو نے ان جہد نے زین جہد
جان تری اس سے نہ اس سے بچ سکے

گر بروید در بریزد صد گیاہ
گھاس گو سو مرتبہ گر کر اگے

عاقبت بر روید آں کشتہ الٰہ
حق کی کھیتی آخرش اس پر اگے

کشت نو روید بکشت نخست
پہلی کھیتی سے نئی کھیتی اگا

این دوم فانی ست و آں اول درست
دوسرا فانی ہے، پہلا ہے بجا

تخم اول کامل و گزیدہ است
تخم اول کامل و گزیدہ ہے

تخم ثانی فاسد و بوسیدہ است
تخم ثانی ناقص اور بوسیدہ ہے

افگن ایں تدبیر بر خود را پیش دوست
کر سپرد دوست تدبیر اے سفی

گرچہ تدبیرت ہمہ تدبیر اوست
گو اسی کی ہے تری تدبیر کی

کار آں دارد کہ حق افراشت ست
آخر آں دیر کہ اول کاشت ست

کردہ جس کو خدا پورا کرے
بوئے جو اول وہی آخر اگے

ہر چہ کاری از برائے او بکار
نر جو بوئے، بو اسی کے واسطے

چوں اسیر دوستی اے دوستدار
تو اسیر دوست ہے بے پا سے

گرد نفس و زد کار او مپیچ
ہر پہ آں سنے کار حق ہیچ ست ہیچ

جو نہیں کار خدا وہ ہے برا
پیش از آنکہ روز دیں پیدا شود
نزد مالک روز دیں رسوا شود

حشر سے پہلے نہ جانے تو جانے
دز روز دیں رسوا ہو حق کے سامنے

سلہ پسندیدہ۔ منتخب ۔

Marfat.com

رخت دزدیدہ بتدبیر و فنش	ماند روزِ داوری بر گردنش
جو چرایا اُس نے سامان مکر سے	حشر کے دن اُس کی گردن پر رہے
صد ہزاراں عقل باہم بر جہند	تا بغیرِ دامِ او دامے نہند
سیکڑوں عقلیں اگر کوشش کریں	تا بغیر اُس جال کے پھندا رکھیں
دامِ خود را سخت تر یابند بس	کے نماید قوتے با بادِ خس
دام کو اپنے وہ دیکھیں سخت تر	کب ہوا پر پائے اک تنکا ظفر
ور نداری باور از من رو ببیں	در بنی وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن
اور اگر آتا نہیں تجھ کو یقیں	پڑھ ذرا وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن[1]
در تو گوئی فائدہ ہستی چہ بود	در سوالت فائدہ ہست اے عنود
گر کہے کیا فائدہ ہستی میں تھا	فائدہ اس پوچھنے میں کیا بھلا
گر ندارد ایں سوالت فائدہ	چہ شنوم ایں را عبث بے عائدہ
گر نہیں کچھ پوچھنے میں فائدا!	پھر میں اس کو کیوں سنوں، یہ تو بتا
در سوالت فائدہ دارد یقیں	پس جہاں بیفائدہ نبود ببیں
ہے سوالوں میں جو تیرے فائدہ	کس طرح ہے پھر جہاں بے فائدہ
گر سوالت را بسے فائدہ ہست	پس جہاں بیفائدہ آخر چرا ست
جب سوالوں میں ترے ہیں فائدے	پھر جہاں بے فائدہ ہے کس لئے
در جہاں از یک جہت بیفائدہ است	از جہتہائے دگر پُر عائدہ است
گر جہاں اک طرح ہے بے فائدہ	اس میں ہے دیگر جہت سے فائدہ

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل: مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ
یہ لوگ حیلہ کرتے ہیں اور خدا ان کا حیلہ انہیں پر لوٹا دیتا ہے اور خدا سب سے بڑا حیلہ کرنے والا ہے۔

Marfat.com

فائدہ تو گر مرا فائدہ نیست
مرترا چوں فائدہ ست ازو بالیست

فائدہ تیرا ہے گو میرا نہیں
فائدہ تجھ کو ہے۔ قائم رہ یہیں

فائدہ تو گر مرا بنود مفید
چوں تراشد فائدہ گیر اے مرید

فائدہ تیرا نہیں مجھ کو مفید
فائدہ خود ہی اُٹھا تو اے مُرید

در ستم زاں فائدہ خر ابن خر
مرترا چوں فائدہ ست ازیں مبر

میں اگر اُس فائدے سے ہوں بِرا
فائدہ تجھ کو ہے، تو کیوں ہو جُدا

حسن یوسفؑ عالمے را فائدہ
گرچہ بر اخواں عبث بد زائدہ

حُسنِ یوسفؑ سے تھا سب کو فائدا
بھائیوں پر تھا اثر اُس کا بُرا

لحن داؤدیؑ چناں محبوب بود
لیک بر محروم بانگِ چوب بود

سن داؤدیؑ اگرچہ خوب تھا
بدنصیبوں کو صدائے چوب تھا

آب نیل از آب حیواں بدفزوں
لیک بر قبطی سنگر بود خوں

آبِ حیواں سے تھا بہتر آبِ نیل
قبطیوں پر خون تھا وہ بے دلیل

ہست بر مومن شہیدی زندگی
بر منافق مُردن ہست و زندگی

مومنوں کو ہے شہادت زندگی
اور منافق پر ہے ہیبت موت کی

چیست در عالم بگو یک نعمتے
کہ نہ محروم ند ازو اُمتے

ایسی کیا دنیا میں نعمت ہے عجیب
کوئی امت ہو نہ جس سے بدنصیب

گاو خر را فائدہ چہ در شکر
ہست ہر جاں را یکے قوتے دگر

گاو خر کو فائدہ شکّر سے کیا
ہے غذا ہر جان کی گویا جُدا

لیک گر آں قوت بر وے عارضی ست
پس نصیحت کردن او را رائضی ست

ہو اگر خوراک اُس کی عارضی
تو نصیحت کرنا ہے چابک گری

چوں کسے گوید ز مرض کل داؤدست
گرچہ پندارد کہ آں خود قوتِ اوست

جیسے ہو بیمار کو مٹی پسند
اور غذا اُس کو وہ سمجھے درد مند

Marfat.com

قوّتِ اصلی را فزامش کردہ است	روئے در قوّتِ مرض آوردہ است
قوّتِ اصلی سے نہیں اُس کو غرض	اُس کا رُخ ہے جانبِ قوّتِ مرض
نوش را بگذاشتہ سُم خوردہ است	قوّتِ علّت ہمچو چوبش کردہ است
چھوڑ کر وہ نوش کو کھاتا ہے سُم	چوب بیماری سے ہے وہ بیش و کم
قوّتِ اصلی بشر نورِ خداست	قوّتِ حیوانی مراد را ناسزاست
قوّتِ اصلی بشر، نورِ خدا	قوّتِ حیوانی ہے اُس کو ناسزا
ایک از علّت دریں افتاد دل	کہ خورد او روز و شب از آب و گل
یہ اسے علّت سے ہے مرغوب دل	رات دن اُس کی غذا ہے آب و گل
روئے زرد و پائے سست و دل سبک	کو غذائے وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ
زرد منہ، اور سُست پا، دل کا سبک	ہے کہاں قوّتِ سَمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ[1]
آں غذائے خاصگانِ دولتست	خوردنِ آں بے گلو و آلتست
خاصگانِ شاہ کی وہ ہے غذا	جس کے کھانے کو نہیں لازم گلا
شد غذائے آفتاب از نورِ عرش	مر حسود و دیو را از دود و فرش
ہے غذا خورشید کی تو نورِ عرش	حاسد[2] اِن دیو کی ہے دود و فرش
در شہیداں یُرْزَقُوْنَ فرمود حق	آں غذا را نے دہاں و نے طبق
یُرْزَقُوْنَ[3] بہرِ شہیداں حکمِ حق	کچھ نہ تھا در کار اُنہیں منہ یا طبق

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل: وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ۔ قسم اُس آسمان کی جو صاحبِ طریقہ و راستہ ہے۔ ساتویں آسمان سے مراد ہے ۔

[2] شیطان کے حاسدوں یعنی ہاروت و ماروت کی غذا ان کا دھواں ہے ۔

[3] قولہ تعالیٰ عزوجل: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے اُنہیں مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور خدا انہیں رزق دیتا ہے ۔

Marfat.com

دل زہر رائے غذائے می خورد	دل زہر علمے صفائے می برد
دل کو بخشی اک غذا ہر رائے نے	صاف دل ہوتا ہے ہر اک علم سے
صورت ہر آدمی چوں کاسہ ایست	چشم از معنیٔ او حسّاسہ ایست
صورت انساں مثال کاسہ ہے	آنکھ اُس کی باطنی حسّاسہ[1] ہے
از لقائے ہر کسے چیزے خوری	وز قرانِ ہر قریں چیزے بری
کچھ نہ کچھ ہر دید سے ہے فائدا	ہر قریں کا قرب ہے راحت فزا
چوں ستارہ با ستارہ شد قریں	لائق ہر دو اثر زائد یقیں
جب ستارہ ہو ستارے کے قریں	دونوں کے لائق اثر ہو ہا یقیں
از قرانِ مرد و زن زاید پسر	وز قرانِ سنگ و آہن ہم شرر
قرب مرد و زن سے پیدا ہو پسر	سنگ و آہن جب ملیں، نکلیں شرر
وز قرانِ خاک با بارانہا	میوہا و سبزہا ریحانہا
خاک سے ہو جبکہ بارش کا قراں	پھول اور میوے اُگیں اور سبزیاں
وز قرانِ سبزہا با آدمی	دل خوشی و بے غمی و خرّمی
سبزے کے ملنے سے پائے آدمی	خوش دلی اور بے غمی اور خرّمی
وز قرانِ خرّمی با جانِ ما	می بزاید خوبی و احسانہا
جان سے ملتی ہے جب آکر خوشی	پاتے ہیں خوبی و احساں زندگی
قابلِ خوردن بود اجسامِ ما	چوں بزاید از تفرّج کامِ ما
ہوتے ہیں کھانے کے قابل خود بدن	کام ہوتا ہے خوشی سے بے سخن
سرخروئی از دستہ ان خوں بود	خوں ز خورشیدِ خوشی گلگوں بود
سرخروئی خوں کے ملنے سے ہوئی	خون کو گل گوں کرے مہر خوشی

[1] حساسہ میں ہ تانیث کی ہے یعنی احساس کرنے والی +

Marfat.com

بہترین رنگہا سُرخی بود — واں ز خورشید است و ازوے می رسد

رنگوں میں ہے سب سے اچھا سُرخ رنگ — مہر سے ہے وہ پہنچتا بے درنگ

ہر زمینے کو قرین شد با زحل — شورہ گشت و کشت را نبود محل

جو زحل کے پاس ہوتی ہے زمیں — ہو کے بنجر، کشت کے قابل نہیں

قوّت اندر فعل آید زاتفاق — چوں قرانِ دیو با اہلِ نفاق

فعل میں آتی ہے قوت ناگہاں — دیو کا جیسے منافق سے قراں

ایں معانی ہست از چرخِ نہم — بے ہمہ طاق و طرم طاق و طرم

آتے ہیں چرخِ نہم سے یہ گہر — اور نہیں کچھ ظاہری یہ کرّ و فر

خلق را طاق و طرم عاریتے ست — امر را طاق و طرم ماہیتے ست

خلق کا یہ کرّ و فر ہے عارضی — ماہیت یہ کرّ و فر ہے امر[1] کی

از پئے طاق و طرم خواری کشند — بر امیدِ عزّ در خواری خوشند

کرّ و فر کے واسطے ہوتے ہیں خوار — خوش ہیں اس سے وقر کے اُمیدوار

بر امیدِ عزّ دو روزہ خدوک — گردنِ خود کردہ انداز غم چو دوک

چند روزہ وقر کی اُمید پر — مثل تکلے کے جھکا لیتے ہیں سر

چوں نمی آیند ایں جا کہ منم — کاندریں عزّ آفتاب روشنم

کیوں نہیں آتے یہاں۔ میں کامیاب — وقر کا ہوں ایک روشن آفتاب

مشرقِ خورشید بُرجِ قیرگوں — آفتابِ ما ز مشرقہا بروں

مہر کا مشرق ہے بُرجِ نیلگوں — مشرقوں سے ہے مرا سورج بروں

مشرقِ او نسبت ذرّات او — نہ برآمد نہ فرو شد ذات او

شرق کو نسبت ہے اُس کے ذرّوں سے — کب طلوع و غرب ہے اُس کے لئے

[1] امرِ حق۔ یعنی حکمِ خدا۔

Marfat.com

ماکہ واپس ماندہ ذرّاتِ دُیم
ہم کہ اُس کے ذرّے ہیں، لوٹے ہوئے

در دو عالم آفتاب بے نیم
مہر ہیں کونین میں بے سائے کے

باز گردِ شمس می گردم عجب
شمس کے ہم گرد پھرتے ہیں عجب

ہم زِ فرِّ شمس باشد ایں سبب
شمس کے ہے دبدبے کا یہ سبب

شمس باشد بر سببہا مطلع
شمس آگاہِ سبب ہے بے گماں

ہم از و جبل سببہا منقطع
منقطع بھی ہیں سبب کی رسّیاں

صد ہزاراں بار ببریدم امید
قطع اُمیدیں ہوئیں سو مرتبا

از کہ از شمس ایں زمن باور کنید
شمس سے۔ باور تو اس کو کر ذرا

تو مرا باور مکن کز آفتاب
کر نہ باور۔ ہے مجھے خورشید سے

صبر دارم من دیا ماہی ز آب
صبر۔ یا مچھلی کو پانی سے سوا

در شوم نومید نومیدیِ من
گر ہوں نا اُمید، نومیدی مری

عین صنع آفتاب ست اے حسن
صنعتِ خورشید ہے اے مدّعی

عین صنع از نفسِ صانع چوں برد
صنع کیا ہو نفسِ صانع سے جُدا

عین ہست از غیرِ ہستی چوں چرد
ہست کو یعنی عدم سے کام کیا

جملہ ہستیہا ازیں روضہ چرند
چرتی ہیں اس باغ میں سب ہستیاں

کہ براق و تازیاں یا خود خرند
ہوں براقِ و اسپ یا خر بے گماں

لیک اسپِ کور کو را نہ چرد
می نہ بیند روضہ را زاں ست رد

کور گھوڑا اندھے پن سے جب چرا
رد ہُوا، وہ باغ کے لائق نہ تھا

وانکہ گرد شہا ازیں دریا ندید
ہر دم آرد رو بجرابِ جدید

گردشیں دیکھے نہ جو اس بحر کی
دیکھے ہر لحظہ وہ محرابیں نئی

او ز بحرِ عذب آبِ شور خورد
تا کہ آبِ شور او را کور کرد

کھارے پانی بحرِ شیریں سے پیا
اُس کو آبِ شور نے اندھا کیا

Marfat.com

بحر می گوید بدست راست خور	زآب من اے کورتا یابی بصر
بحر کہتا ہے کہ سیدھے ہاتھ سے	پانی پی اندھے، کھلیں دیدے ترے
ہست دست راست اینجا ظن راست	کو بداند نیک و بد را کز کجاست
ہاتھ سیدھا ظنِّ صادق اے فتا	نیک و بد کی اصل وہ ہے جانتا
نیزہ گردانیست این نیزہ کہ تو	راست می گردی گہ و گاہے دوتو
نیزہ گرداں ایک ہے اس نیزے کا	جس سے تو سیدھا کبھی دُہرا ہُوا
ما ز عشق شمس دیں بے ناخنیم	ورنہ ما آں کور را بینا کنیم
عشقِ شمس دیں سے بے ناخن ہیں ہم	ورنہ اندھے کو کریں بینا بہم
ہاں ضیاء الحق حسام الدین تو زود	داروش کن کوریِ چشمِ حسود
اے ضیاء الحق حسام الدینؓ تو دے	وہ دوا چشم حسد جو کھول دے
تو تیائے کبریائی تیز فعل	داروئے ظلمت کش استیز فعل
تو خدائی سُرمہ ہے اور پُر اثر	داروئے ظلمت، دوائے تیز تر
آنکہ گر بر چشمِ اعمیٰ بر زند	ظلمت صد سالہ از و بر کند
وہ کہ جو اندھوں کی آنکھوں میں پڑے	تُو بَرس کی تیرگی زائل کرے
جملہ کوراں را دوا کن اے قمر	اے نہالِ میوہ دار افشاں ثمر
سارے اندھوں کی دوا کر اے قمر	اے نہالِ بار و راہاں دے ثمر
جملہ کوراں را دوا کن جز حسود	کز حسودی بر تو می آرد جحود
دے دوا سب کو، مگر حاسد ہے بد	وہ ترا منکر ہے از روئے حسد
مر حسودت را اگرچہ آں منم	جاں مدہ تا ہمچنیں جاں می کنم
اپنے دشمن کو، وہ میں ہی کیوں نہ ہوں	جان مت دے تا میں اس کی جان لوں
آنکہ او باشد حسودِ آفتاب	کور می گردد ز بودِ آفتاب
جو بھی ہوتا ہے حسودِ آفتاب	کور کر دیتی ہے بُودِ آفتاب

Marfat.com

اینست دردے را کو رست آہ	اینست افتادہ ابد در قعرِ چاہ
رکھتا ہے یہ کور درد بے دوا	اور اک گہرے کنوئیں میں ہے پڑا
نفی خورشید ازل پابست او	کے برآید ایں مرادِ اد بگو
نفی خورشید ازل زنجیر پا	کس طرح پورا ہو اس کا مدعا
باز آں باشد کہ آید نزدِ شاہ	باز کورست آنکہ او گم کرد راہ
باز وہ ہے جو کہ آئے نزدِ شاہ	باز اندھا ہے جو ہے گم کردہ راہ

اُلّوؤں کے ویرانے میں باز کا پھنسنا

باز در ویرانہ بر چغداں فتاد	راہ را گم کرد و در ویراں فتاد
باز ویرانے میں چندوں کے پھنسا	راستہ بھولا، ادھر کو آگیا
او ہمہ نور ہست از نورِ رضا	لیک کورش کرد سرہنگِ قضا
ہے رضا کے نور سے مطلق وہ نور	موت نے لیکن بنایا اس کو کور
خاک در چشمش زد و از راہ برد	در میان چند و ویرانش سپرد
خاک جھونکی آنکھ میں اور لے گئی	اُلّوؤں میں۔ اور دی ویرانگی
سر بسر چغدانش بر سر می زنند	پر و بالِ نازنینش می کنند
اُلّو اس کے سر پہ مارتے	نوچتے کھتے بال و پر نازک جو تھے
ولولہ افتاد در چغداں کہ ہا	باز آمد تا بگیرد جائے ما
اُلّوؤں میں شور سا حل ہونے لگا	گھر ہمارا باز لینے آگیا
چوں سگاں کوئے پر خشم و مہیب	اندر افتادند در دلقِ غریب
جس طرح گلیوں میں کتے بے خبر	گدڑی والے شخص پر ہوں حملہ ور
باز گوید من چہ در خوردم بچند	صد چنیں ویراں ہا کردم بچند
باز بولا ان کے میں لائق ہوں کیا	میں نے ان کو ایسا سو جنگل دیا

Marfat.com

من نخواہم بود ایں جا می روم	سوئے شاہنشاہ راجع می شوم
میں تو جاتا ہوں، یہاں ہو کیا نباہ	پھر وہیں جاؤں گا سوئے بادشاہ
خویشتن مکشید اے چوپان کہ من	سوئے مقیم می روم سوئے وطن
اُلّوؤ! بے کار ہے یہ باغبان	ہوں مسافر، جاؤں گا سوئے وطن
ایں خراب آباد در چشم شماست	در نہ مارا ساحت شہ باز جاست
تم کو ہے مرغوب ویرانہ یہی	میرا مسکن ہے کلائی شاہ کی
چند گفتہ باز حیلت می کند	تا ز خان و مان شمارا برکند
بولا اک اُلّو یہ دیتا ہے فریب	تا کرے بے خانماں یہ ناشکیب
خانہائے ما بگیرد او بسحر	برکند مارا بسالوسی ز در
تاکہ لے لے گھر ہمارا مکر سے	آشیاں سے ہم کو آوارہ کرے
می نمایدسیری ایں حیلت پرست	واللہ از جملہ حریصاں بدتر ست
سیر چشمی کو دکھاتا ہے ہمیں	سب سے بدتر ہے یہ حرص و آز میں
او خورد از حرصِ طُبرا[۱] همچو دبس	دنبہ میسارید از یاراں نجرس
کھائے جوں دو شاب[۱] مٹی حرص سے	ریچھ کو چکتی نہ دیتا جان کے
لاف از شہ می زند و زدست شاہ	تا برد او ما سلیماں را ز راہ
بس یونہی کرتا ہے ذکرِ شاہ وہ	تا سلیماں کو کرے گمراہ وہ
خود چہ جنس شاہ باشد مُرغکے	مشنوش گر عقل داری اندکے
اک پرندہ کب ہے جنسِ بادشا	مت سنو اس کی جو دانش ہے ذرا
جنسِ شاہ ست او و یا جنسِ وزیر	ہیچ باشد لائق بوزینہ سیر
وہ ہو جنسِ شاہ یا جنسِ وزیر	لائق بوزینہ کب ہوتا ہے رسیر[۲]

[۱] انگور کا رس +

[۲] لہسن +

Marfat.com

آنچہ می گوید زمکر و فعل و فن	ہست سلطاں باحشم جویائے من
یہ جو کچھ کہتا ہے مکر و حیلہ سے	ہے تلاشی بادشہ اس کے لیئے
اینت مالیخولیائے ناپذیر	اینت لافِ خام و دامِ گول گیر
یہ ہے ناقص ایک مالیخولیا	جھوٹ ہے، حیلہ ہے، فن ہے اور دغا
ہر کہ ایں باور کند زو ابلہ است	مرغِ لاغر چہ در خورِ دشہ است
وہ ہے احمق جو اسے باور کرے	مرغ لاغر کب ہے لائق شاہ کے
کمتریں چنگل زند بر مغز او	مر ورا یاری گری از شاہ کو
ادنیٰ اک الّو جو مارے مغز پر	کب مدد کو آئے شاہ داد گر
گفت باز اریک بر من بشکند	بیخ چغدستاں شہنشہ برکند
بولا باز اک پر اگر ٹوٹے مرا	بیخ چغدستاں[2] اکھاڑے بادشا
چغد چہ بود خود اگر بازے مرا	دل برنجاند کند با من جفا
الّو الّو اگر خود باز بھی	ظلم کرنا چاہیے بھولے سے کبھی
شہ کند تودہ بہر شیب و فراز	صد ہزاراں خرمن از سرہائے باز
ڈھیر کر دے ہر جگہ وہ داد گر	مثلِ خرمن سیکڑوں بازوں کے سر
پاسبانِ من عنایاتِ وے ست	ہر کجا کہ من روم شہ در پے ست
پاسباں میرے ہیں لطفِ شہ کے ہاتھ	میں جہاں جاتا ہوں وہ ہے میرے ساتھ
در دلِ سلطاں خیالِ من مقیم	بے خیالِ من دلِ سلطاں سقیم
ہے دلِ سلطاں میں میرا ہی خیال	بھولنے سے میرے ہوتا ہے ملال
چوں بپرّاند مرا شہ در روش	می پرم بر اوجِ دل چوں پرتوش
جب اڑاتا ہے وہ شاہِ دادگر	سایہساں اڑتا ہوں دل کے اوج پر

[1] ڈھونڈنے والا ۔

[2] الّوؤں کے رہنے کی جگہ ۔

Marfat.com

ہمچو ماہ و آفتابے می پرم	پردہائے آسماں ہا می درم
میں ہوں اُڑتا مثل ماہ و آفتاب	پھاڑتا ہوں چرخ کے پردے شتاب
روشنیٔ عقلہا از فکرتم	انفطار آسماں از فطرتم
عقل روشن پیری ذہنیّت سے ہے	چرخ کا پھٹنا مری فطرت سے ہے
بازم و حیراں شود در من ہما	چغد کہ بود تا بداند سرّ ما
باز ہوں، حیران ہے مجھ سے ہما	چغد پھر جانے گا میرا بھید کیا
شہ برائے من ز زنداں یاد کرد	صد ہزاراں بستہ را آزاد کرد
میری خاطر شاہ نے زندان سے	لاکھ اسیر آزاد اک دم کر دئے
یک دمم با چغدہا دمساز کرد	از دمِ من چغدہا را باز کرد
مجھ کو چغدوں کا بنا کر ہمنشیں	باز اُن کو کر دیا ہے بالیقیں
اے خنک چغدے کہ در پروازِ من	فہم کرد از نیک بختی رازِ من
ہے مبارک چغد جو پرواز سے	ہو گیا آگاہ میرے راز سے
در من آ تا باز اں شوید	گرچہ چغدانید شہبازاں شوید
مجھ کو ملنا باز بننے کا ہے راز	چغد ہو لیکن بنو گے شاہ باز
آنکہ باشد با چناں شاہے حبیب	ہر کجا افتد چرا باشد غریب
ہو گا ایسا بادشہ جس کا حبیب	وہ جہاں جائے گا۔ کیوں ہو گا غریب
ہر کہ باشد شاہ دردش را دوا	گر چو نے نالد نباشد بینوا
درد کی جس کے ہو خود سلطاں دوا	مثلِ نے رو کر بھی کب ہے بے نوا
مالک الملکم نیم من طبل خوار	طبل بازم می زند شہ از کنار
ملک والا ہوں۔ نہیں بسیار خوار	شاہ طبل[1] باز پیٹے بار بار

[1] ایک قسم کا چھوٹا ڈھول ہوتا ہے جب باز نظروں سے غائب ہو جاتا ہے تو اُسے بجاتے ہیں تاکہ وہ اس کی آواز سُن کر واپس چلا آئے ۔

Marfat.com

طبل باز من صدائے ارجعی
حق گواہِ من بزعمِ مدّعی

طبل ہے میرا صدائے "ارجعی"
میرا شاہد ہے خدا اے مدّعی

من نیم جنس شہنشہ دُور ازو
لیک دارم در تجلّی نور ازو

جنس شاہی سے نہیں ہوں شہ سے دُور
پر تجلّی میں ہے میری اس کا نُور

نیست جنسیّت بروئے شکل و ذات
آب جنسِ خاک آمد در نبات

جنسیت ہے ذات اور صورت سے پاک
پودوں میں پانی ہے جیسے جنسِ خاک

باد جنسِ آتش آمد در قوام
طبع را جنسِ مدست آخر مدام

جنسِ آتش ہے ہوا وقتِ قوام
ہے طبیعت جنس کی خوگر مدام

جنسِ ما چوں نیست جنسِ شاہِ ما
مائے ما شد بہرِ مائے او فنا

جنس میری اور شہ کی ہے جُدا
پر خودی اُس کی خودی میں ہے فنا

چوں فنا شد مائے ما او ماند فرد
پیشِ پائے اسپ او گردم چو گرد

جب مٹی اپنی خودی بس وہ رہا
اس کے توسن کی ہوئے ہم خاکِ پا

خاک شد جان دنشانہائے او
ہست بر خاکش نشانِ پائے او

خاک ہو کر جان نے چھوڑے نشاں
خاک رہیں اُس کے پاؤں کے نشاں

خاکِ پایش شو زبہرِ ایں نشاں
تا شوی تاجِ سرِ گردن کشاں

خاک پا ہو اِس نشاں کے واسطے
تاج سر ہو سر بلندوں کے لئے

تا نہ فریبد شمارا شکلِ من
نقل و مے نوشید بیش از نقلِ من

تا نہ دھوکا دے تمہیں صورت مری
نقل دے کھاجاؤ قبلِ نقل ہی

اے بسا کس را کہ صورت راہ زد
قصدِ صورت کرد و بر اللہ زد

اکثروں کو پہنچا نقصاں شکل سے
دھوکے میں اللہ کے لاگو ہوئے

لہ قولہ تعالیٰ :- یَا اَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ اے نفسِ مطمئن! اپنے رب کی طرف ہنسی خوشی لوٹ جا ۔

Marfat.com

آخر ایں جاں با بدن پیوستہ است	زیں ہمی جاں با بدن پابستہ ست
جسم سے کیا جان پیوستہ نہیں	زیں جاں کی تن سے پابستہ نہیں؟
تاب نورِ چشم با پیہ است جفت	نورِ دل در قطرۂ خونے نہفت
نور آنکھوں کا ہے چربی سے ملا	نورِ دل ہے قطرۂ خوں میں چھپا
شادی اندر گردہ و غم در جگر	عقل چوں شمعے درون مغزِ سر
شادی گردے میں، جگر چکر میں ہے	عقل مثلِ شمع مغزِ سر میں ہے
رائحہ در انف و منطق در لساں	لہو در نفس و شجاعت در جناں
ہے زباں پر نطق، خوشبو ناک میں	نفس میں ہے لہو، دل میں ہمتیں
ایں تعلقہا نہ بے کیف است و چوں	تعقلہا در دانش چونی زبوں
یہ تعلق تو نہیں بے کیف و چوں	عقل ہے ادراک میں اس کے زبوں
جانِ کل را جانِ جز آسیب کرد	عقل از دُرّے ستد در جیب کرد
جانِ کلی جانِ جزوی سے ملی	عقل نے موتی لیا اک واقعی
ہمچو مریمؑ جاں ازاں آسیب جیب	حاملہ شد از مسیحؑ دلفریب
مثلِ مریمؑ جان موتی سے اخی!	حاملہ عیسیٰؑ سے گویا ہو گئی
آں مسیحے نے کہ بر خشک و تر است	آں مسیحے کز مساحت برتر است
جو مسیحؑ خشک و تر ہے۔ وہ نہیں	وہ مساحت سے ہے برتر بالیقیں
پس زجانِ جان چہ حامل گشت جاں	از چنیں جانے شود حامل جہاں
جانِ جاں سے جیسے حامل ہے یہ جاں	ایسی جاں سے ہوتا ہے حامل جہاں
پس جہاں زاید جہانے دیگرے	ایں حشر او را نماید محشرے
پس جہاں اک دوسرا پیدا کرے	اور وہ محشر کرے برپا نئے
تا قیامت گر بگویم شرحِ ایں	من ز شرحِ ایں قیامت قاصرم
تا قیامت گر یونہی گفتا رہوں	قاصر اس کی شرح سے گویا رہوں

Marfat.com

ایں سخنہا خود بمعنی یارب ست
حرفہا دارم دمِ شیریں لبے ست

بہ بیاں معنی میں تو "یارب" سمجھ
حرف دارم حکوتِ شیریں لب سمجھ

چوں کند تقصیر پس چوں تن زند
چونکہ لبیکش زیارب می رسد

کیوں رہے چُپ۔ کیسے کوتاہی کرے
جب دہ "لبیک"[1] اپنے "یارب" پر سنے

ہست لبیکے کہ نتوانی شنید
یک سرِ تا پائے بتوانی چشید

سُن نہیں سکتا کوئی اُس کی صدا
دل ہی چکھ سکتا ہے کچھ اس کا مزا

یک مثل آوردمت تا پے بری
وز چنیں لبیک پنہاں برخوری

اک مثل لکھتا ہوں گر اُس کو سنے
ہو ثمر ور راز سے لبیک کے

نہر میں ایک پیاسے کا ڈھیلے پھینکنا

برلبِ جُو بود دیوارے بلند
تھی لبِ جُو ایک دیوارِ بلند

تشنۂ مستسقیے زار و نزار
ایک پیاسا پیاس سے زار و نزار

مانعش از آب آں دیوار بود
مانع آب اُس کو وہ دیوار تھی

شد حجابِ آب آں دیوارِ او
اک حجاب آب وہ دیوار تھی

ناگہاں انداخت او خشتے در آب
اینٹ اک پانی میں پھینکی بے حجاب

[1] میں تیری خدمت میں حاضر ہوں ۔

Marfat.com

چوں خطاب یار شیریں و لذیذ	مست کرد آن بانگ آبش چوں نبیذ
لطف تھا اُس میں خطاب یار کا	مست پانی کی صدا سے ہو گیا
از سماعِ بانگِ آب آں ممتحن	گشت خشت انداز و زانجا خشت کن
سُن کے پانی کی صدا وہ خستہ جاں	پھینکتا تھا اینٹ پانی میں وہاں
آب می زد بانگ یعنی مے ترا	فائدہ چہ زیں زدن خشتے مرا
پانی کہتا تھا کہ افسوس اے گدا	مجھ کو اینٹیں مارنے سے فائدا؟
تشنہ گفت آبا مرا دو فائدہ ست	من ازیں صنعت ندارم ہیچ دست
بولا پیاسا ہیں مجھے دو فائدے	دخل قدرت میں نہیں کچھ بھی مجھے
فائدہ اوّل سماعِ بانگِ آب	کو بود مر تشنگاں را چوں جواب
فائدہ پہلا ہے سننا بانگِ آب	جو کہ پیاسوں کے لئے ہے اک جواب
بانگِ او چوں بانگِ اسرافیل شد	مُردہ را زیں زندگی تحویل شد
بانگ اُس کی بانگِ اسرافیل تھی	مر گئی مُردے کو گویا زندگی
یا چو بانگِ رعدِ ایامِ بہار	باغ می یابد ازو چندیں نگار
یا صدائے رعدِ ایامِ بہار	باغ جس سے پاتا ہے نقش و نگار
یا چو بر درویش ہنگامِ زکات	یا چو بر محبوس پیغامِ نجات
یا وہ ہے درویش کو مثلِ زکوٰۃ	یا وہ ہے قیدی کو پیغامِ نجات
[1] چوں دمِ رحماں بود کاں از یمن	می رسد سوئے محمدؐ بے دہن
بادِ رحماں ہے خوشبوئے یمن	آتی ہے سوئے محمدؐ بے دہن
یا چو بوئے احمدؐ مرسل بود	کاں بعاصی در شفاعت می رسد
یا اُسے تو بوئے احمدؐ جان لے	عاصیوں کو جو شفاعت میں ملے

[1] جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے محبت کی خوشبو آ رہی ہے۔

Marfat.com

یا چو بوئے یوسفِ خوبے لطیف	می زند بر جانِ یعقوبِ نحیف
یا وہ مثل بوئے یوسف ہے لطیف	شاد ہے یعقوب کی جانِ نحیف
یا نسیم روضۂ دار السلام	سوئے عاصی می رسد بے انتقام
یا نسیم روضۂ دار السلام	سوئے عاصی آتی ہے بے انتقام
یا سوئے من سیہ از کیمیا	می رسد پیغام کاے ابلہ بیا
یا پہنچتا ہے پیام کیمیا	کاے تانبے کو کہ میری سمت آ
یا ز لیلی بشنود مجنوں کلام	یا فرستد ویس رامیں را پیام
قیس یا سنتا ہے لیلی کا کلام	ویس[1] یا دیتی ہے رامیں کو پیام
فائدہ دیگر کہ ہر خشتے کزیں	بر کنم آیم سوئے مار معین
فائدہ دیگر ہے اینٹیں توڑنا	پانی کے نزدیک ہوں میں آرہا
کز کمی خشت دیوار بلند	پست تر گردد بہر دفعہ کہ کند
اینٹیں کم ہوتی ہیں جو دیوار سے	پست تر وہ کرتی جاتی ہیں اُسے
پستی دیوار قربے می شود	فصل او درمان وصلے می بود
ہو اگر پستی تو قرب آسان ہے	اس کا مٹنا وصل کا سامان ہے
سجدہ آمد کندن خشت لزب	موجب قربے کہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ
کھودنا اینٹوں کا سجدہ ہے محب!	قرب کا موجب کہ وَاسْجُدْ[2] وَاقْتَرِبْ
تا کہ ایں دیوارِ عالی گردن است	مانع ایں سر فرود آوردن است
جب تک اونچی ہے یہ دیوارِ بلند	جھک نہیں سکتا سر نخوت پسند
سجدہ نتواں کرد بر آب حیات	تا نیابی زیں تن خاکی نجات
کس طرح ہو سجدہ گہ آب حیات	ہو نہ جب تک جسم خاکی سے نجات

[1] ویس ایک مطلوب اور رامیں ایک طالب کا نام ہے ۔

[2] سجدہ کر اور قریب آجا ۔

Marfat.com

بر سر دیوار ہر کو تشنہ تر	زود تر بر می کند خشت و مدر
گر کوئی دیوار پر ہو تشنہ لب	وہ رُکے گا پھینکنے سے اینٹ کب
ہر کہ عاشق تر بود بر بانگ آب	او کلوخ زفت بر کند از حجاب
جو ہو آشفتہ صدائے آب پر	چھُپ کے ڈھیلے کیوں نہ پھینکے بخطر
اوز بانگِ آب گردے تا عنق	نشنود بیگانہ جز بانگ بلق
وہ مے آواز سے پُر تا عُنق	اور بیگانہ سنے بانگ بُلق[1]
اے خنک آں را کہ او ایام پیش	مغتنم دارد گزارد وام خویش
وہ بہت اچھا ہے، جو عمر بقا	مغتنم سمجھے۔ کرے قرضہ ادا
اندر آں ایام کش قدرت بود	صحّت و زور و دل و قوّت بود
اُن دنوں میں جب اُسے قدرت بھی ہو	زور اور صحّت بھی ہو قوّت بھی ہو
وال جوانی ہمچو باغ سبز و تر	می رساند بے دریغے بار و بر
وہ جوانی مثلِ باغ سبز و تر	بے تکلّف دے رہی ہے بار و بر
چشمہائے قوّت و شہوت رواں	سبز می گردد زمین تن بداں
قوّت و شہوت کے چشمے ہیں رواں	ہیں زمین تن پہ اُن سے سبزیاں
خانۂ معمور و سقفش بس بلند	معتدل ارکان و بے تخلیط و بند
گھر ہے آباد اور اُس کی چھت بلند	معتدل ارکان ہیں بے قید و بند
نورِ چشم و قوّت ابداں بجا	قصر محکم خانہ روشن پُر صفا
نورِ چشم اور قوّت جسمی بجا	قصر ہے مضبوط روشن پُر صفا
ہیں غنیمت داں جوانی اے پسر	سر فرود آور بکن خشت و مدر
اس جوانی کو غنیمت جان لے	نیچے آ، اینٹیں گرا دیوار سے

[1] وہ آواز جو اینٹ یا ڈھیلا پھینکنے کے وقت نکلتی ہے۔

Marfat.com

پیش ازاں کاید ترا پیری در رسد
گردنت بندد بحبلِ مِّن مَّسَد

پیشتر اس کے کہ آئے ضعف بد
اور باندھے تجھ کو حبلٌ مِّن مَّسَد

خاک شورہ گردد و ریزان و سست
ہرگز از شورہ نباتِ خوش نرست

خاک ہو بے کار اور شست و خراب
کاشت اُس مٹی میں کیا ہو کامیاب

آب زور و آب شہوت منقطع
اوز خویش و دیگراں نا منتفع

زور و شہوت قطع ہوں جب اس طرح
دوسروں سے نفع پہنچے کس طرح

ابرواں چوں پاردُم زیر آمدہ
چشم رانم آمدہ تاری شدہ

مثل دُمچی کے لٹک جائیں بھویں
ڈھلکے سے آنکھیں نہ روشن رہ سکیں

از تشنج رو چو پشتِ سوسمار
رفتہ نطق و طعم و دندانہا ز کار

جھریاں ہوں مثل پشتِ سوسمار
نطق، کھانا، دانت چھوڑیں اپنے کار

پشت دو تا گشتہ دل سُست و تپاں
تن ضعیف و دست و پا چوں ریسماں

بیٹھ جھک جائے ہو دل سست و تپاں
جسم لاغر، دست و پا ہوں ریسماں

بر سرِ رہ زادِ کم مرکوب سُست
غم قوی دل تنگ تن نادُرست

مَہ ہو زادِ راہ، اور مرکب ہو سُست
غم قوی، دل ناتواں۔ تن نادرست

خانہ ویراں کارِ بے ساماں شدہ
دل پُر افغاں ہمچو نے انباں شدہ

خانہ ویراں، کام بے ساماں رہے
مثل نے دل مائل افغاں رہے

عمر ضایع سعی باطل راہ دُور
نفس کاہل دل سیہ جاں ناصبور

عمر ضائع، سعی باطل، راہ دُور
نفس کاہل، دل سیہ، جاں ناصبور

موے بر سر ہمچو برف از بیمِ مرگ
جملہ اعضا لرزاں ہمچو برگ

بال سر پر برف خوفِ مرگ سے
جسم کے اعضا ہوں لرزاں برگ سے

سلہ درخت کے ریشے سے بنائی ہوئی رسّی +

Marfat.com

روز بیگہ لاشہ لنگ و رہ دراز
کارگہ ویراں عمل رفتہ زساز

خر ہو لنگڑا، دن ہو کم منزل دراز
کارگہ ویراں، عمل محروم ساز

بیخہائے خوئے بد محکم شدہ
قوتِ برکندنِ آں کم شدہ

خوئے ناقص نے پکڑ لی ہوں جڑیں
ہوں نہ اُن کے کھودنے کی قوتیں

حکایت

ہمچو آں شخصِ درشت خوش سخن
درمیانِ رہ نشاند او خار بن

جیسے اس نے، گفتگو میں تھا جو سخت
راہ میں بو یا تھا کانٹوں کا درخت

رہ گذر یانش ملامت گر شدند
پس بگفتندش بکن او را نکند

کرتے تھے اُس کو ملامت راہ گیر
وہ نہ رستے سے ہٹاتا تھا شریر

ہر دمے آں خار بن افزوں شدے
پائے خلق از زخمِ او پُرخوں شدے

بڑھتے جاتے تھے وہ کانٹے راہ میں
زخم پڑتے تھے پائے خلق اللہ میں

جاہائے خلق بدریدے زخار
پائے درویشاں بخستے زار زار

کانٹوں سے پھٹتے تھے کپڑے خلق کے
پاؤں درویشوں کے زخمی ہوتے تھے

چونکہ حاکم را خبر شد زیں حدیث
یافت آگاہی ز فعلِ آں خبیث

جبکہ حاکم کو خبر اس کی ہوئی
پائی اس کے فعل سے جب آگہی

چوں بجد حاکم بدو گفت ایں بکن
گفت آرے برکنم روزیش من

یوں کہا حاکم نے اس کو پھینک دے
بولا-ہاں اک دن اکھاڑوں گا اسے

مُدتے فردا و فردا وعدہ داد
شد درخت خارِ او محکم نہاد

کل جب آئی-کل کا پھر وعدہ کیا
جڑ ہوئی کانٹوں کی کچھ محکم سوا

گفت روزے حاکمش اے وعدہ کژ
پیش آور کارِ ما واپس منگر

ایک دن حاکم نے اس سے پھر کہا
دیر مت کر-کام میں عجلت دکھا

Marfat.com

گفت الایّام یا عم بیننا
بولا تھوڑے دن ہیں اس کے درمیاں

گفت عجّل لا تماھل دیننا
بولا فوراً کر ادائے قرض ہاں

تو کہ می گوئی کہ فردا ایں بداں
روز کہ دیتا ہے کل۔ تو غور کر

کہ ہر روز یکہ می آید زماں
وقت جائے گا بہت کل تک گذر

آں درخت بد جواں ترمی شود
ہو رہا ہے وہ درختِ بد جواں

ویں کندہ پیر و مضطر می شود
کھودنے والا ضعیف و ناتواں

خار بن در قوت و برخاستن
نخل خار اک قوت و چستی میں ہے

خار کن در سستی و در کاستن
خار کن کمزوری و سستی میں ہے

خار بن ہر روز و ہر دم سبز و تر
کانٹے ہیں ہر روز ہر دم سبز و تر

خار کن ہر روز زار و خشک تر
خار کن ہر دن ہے زار اور خشک تر

او جواں ترمی شود تو پیر تر
وہ جواں تر۔ تو ہے بوڑھا ہو رہا

زود باش و روزگارِ خود مبر
کھو نہ اپنا وقت جلدی کر ذرا

خار بن داں ہر یکے خوئے بدت
اپنی بدخوئی کو کانٹے جان لے

بارہا در پائے خار آخر زدت
بارہا پاؤں میں تیرے ہیں چبھے

بارہا از فعلِ بد نادم شدی
بارہا بدیوں سے تو نادم ہوا

بارہا در سر راہِ ندامت آمدی
فعلِ بد نے تجھ کو شرمندہ کیا

گر ز خستہ گشتن دیگر کساں
دوسروں کے خستہ ہونے سے تو ہاں

کہ ز خلقِ زشت تو ہست آں نشاں
ہے جو غافل۔ گو وہ ہے تیرا نشاں

غافلی بارے ز زخمِ خود نہ
زخم سے تو اپنے تو غافل نہیں

تو عذابِ خویش و ہم بیگانہ
ہے عذابِ خویش و غیراں بالیقیں

یا تبر بردار و مردانہ بزن
یا تبر سے وار کر مردانہ وار

تو علیؓ وار ایں درِ خیبر بکن
توڑ در خیبر کا یارا جوں علیؓ ہاں

Marfat.com

ورنہ چوں صدّیق و فاروقے نہیں	ہیں طریق دیگراں ہرگز گزیں
ورنہ جوں صدیقؓ جوں فاروقؓ یار!	دوسروں کا کر طریقہ اختیار
یا بہ گلبن وصل کن ایں خار را	وصل کن با نار نورِ یار را
وصل کر گلبن سے یا اس خار کو	اور ملا دے نور سے اس نار کو
تا کہ نورِ او کشد نارِ ترا	وصلِ او گلبن کند خارِ ترا
آگ تیری نور سے اُس کے بجھے	تیرا کانٹا گل ہو اس کے وصل سے
تو مثالِ دوزخی او مومن است	کشتنِ آتش بمومن ممکن است
وہ ہے مومن اور تو ہے دوزخی	سہل ہے مومن کو یہ آتش کشی
مصطفیٰؐ فرمود از گفتِ رحیم	کہ بمومن لا بہ گردد زیں مقیم
مصطفیٰؐ کہتے ہیں جب دوزخ ڈرے	اور خوشامد خوف مومن سے کرے
گویدش بگذر زمن اے شاہ زود	ہیں کہ نورت سوزِ نارم را ربود
اور کہے فوراً گذر جاؤ ذرا	سوز کا دشمن ہے یہ نور آب کا
پس ہلاکِ نار نورِ مومن است	زانکہ بے ضد دفع ضد لا یمکن است
نور مومن کا فنائے نار ہے	دفعِ ضد بے ضد بہت دشوار ہے
نارِ ضدِّ نور باشد روزِ عدل	کاں ز قہر انگیختہ شد ویں ز فضل
نار ضدِّ نور ہو گی حشر میں	قہر اُس میں فضل اس میں دیکھ لیں
گر ہمی خواہی تو دفعِ شرِّ نار	آبِ رحمت در دلِ آتش گمار
دفع کرنا چاہے شرِّ نار اگر	آبِ رحمت سے بجھا نارِ سقر
چشمۂ آں آبِ رحمت مومن است	آبِ حیواں رُوحِ پاکِ محسن است
چشمہ ہر مومن ہے آبِ رحم کا	رُوحِ محسن آبِ حیواں ہے فتا
بس گریزاں است نفس تو ازو	زانکہ تو از آتشی او ز آبِ جو
تیرا نفس اس سے گریزاں اس لئے	کیونکہ تو ہے آگ سے۔ وہ آب سے

Marfat.com

زاب آتش زاں گریزاں می شود
کاتشش از آب یراں می شود

بھاگتی ہے پانی سے آگ اس لئے
اُس کی گرمی ہوتی ہے کم آب سے

حسّ تو و فکرِ تو از آتش است
حسّ شیخ و فکرِ او نورِ خوش است

تیری حس اور فکر دونوں آگ سے
حس و فکر شیخ پہ تو نور کے

آب نورِ او چو بر آتش جہد
ہلچک از آتش برآید خوش جہد

آگ پر یورش ہو آب نور کی
آگ میں سردی سے آئے کپکپی

چوں کند ہلچک تو گویش مرگ درد
تا شود ایں دوزخِ نفس تو سرد

کپکپائے جب، اجل کا جان درد
تاکہ دوزخ نفس کا ہو جائے سرد

تا نسوزد او گلستانِ ترا
پست نکند عدل و احسانِ ترا

تا جلائے وہ نہ تیرے باغ کو
عدل و احساں بھی نہ اُس سے پست ہو

یک شرار از وے ہزاراں گلستاں
از یکے نے نام ماند نے نشاں

اک بجھے شعلہ جلیں سو گلستاں
ایک کا پھر کب رہے نام و نشاں

بعد ازاں چیزے کہ کارے بر دہد
لالہ و نسرین و سیسنبر دہد

بعد ازاں جو چیز بوئے۔ پھل ملے
لالہ و نسرین و سیسنبر کھلے

باز پہنامی روم از راہِ راست
باز گرد اے خواجہ راہِ ما کجاست

دُور پھر رستے سے ہُوں میں ہو گیا
لوٹ خواجہ! راستہ مجھ کو بتا

اندر آں تقریر بودیم اے خسور
کہ خرت لنگ است و منزل دور دور

تھا انہیں باتوں میں ہم اے پُر غرور
خر ہے لنگڑا اور منزل دور دور

بارِ تو باشد گراں در راہ چاہ
کج مرو زور است اندر شاہراہ

بوجھ بھاری اور رستے میں ہے چاہ
چل نہ ٹیڑھا۔ پُر ہے دھوکے سے یہ راہ

سالِ شصت آمد کہ در شستت کشد
راہِ دریا گیر تا یابی رشد

شست سے کرسا کشواں سال آگیا
راہ لے دریا کی۔ نیکی پائے گا

سلہ پودینہ ۔

Marfat.com

آنکہ عاقل بود در دریا رسید	شد خلاص از دام و از آتش رہید
تھا جو عاقل پہنچا دریا پر فنا	ہو گیا وہ دام و آتش سے رہا
چونکہ بیگہ گشت و آں فرصت گذشت	مُردہ گرد در و سوئے دریا دوشت
ہو گیا نا وقت، اب فرصت کہاں	مُردہ بن ہو جانب دریا رواں
ورنہ در تابہ شوی بریاں بسے	ایں چنیں ہرگز کند بر خود کسے
ورنہ تو اک دن کڑھائی میں جلے	ایسا کرتا ہے کوئی اپنے لئے
حال آں سہ ماہی و آں جوئبار	گفتہ شد ایں جا برائے اعتبار
تین اک ندی میں تھیں جو مچھلیاں	حال اُن کا ہو چکا ہے کچھ بیاں
فَانْتَبِہْ ثُمَّ اعْتَبِرْ ثُمَّ انْتَصِبْ	وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ ثُمَّ اجْہَدْ تُصِبْ
جاگ، عبرت اُس سے لے اور صبر کر	مانگ امدادِ خدا، تا ہو مفر ۲۲
سال بیگہ گشت و وقتِ کشت نہ	جز سیہ روئی و فعلِ زشت نہ
سال گذرا اب کہاں ہے وقتِ کشت	بس سیہ روئی ہے یا ہے فعلِ زشت
کرم در بیخ درخت تن فتاد	بایدش برکند و بر آتش نہاد
بیخ تخمِ تن میں کیڑے لگ گئے	آگ پر اب اس کو رکھنا چاہیئے
ہین و ہیں اے راہرو بیگاہ شد	آفتاب عمر سوئے چاہ شد
اے مسافر، وقت سب گذرا تباہ	آفتاب عمر ہے مائل بچاہ
ایں دو روزک را کہ رونق ہست زود	پیرا فشانی بکن از راہِ جود
اور قابو میں یہ دو دن ہیں ترے	کوششیں کر لے کچھ اپنے جود سے
ایں قدر تخمیکہ ماندستت بکار	تا در آخر بینی اورا برگ و بار
بیج جو تھوڑے سے ہیں بو دے انہیں	تا یہ کچھ پھل دے اُٹھیں انجام میں

لہ حال یہ ہے کہ ابھی اُن تین مچھلیوں اور ندی کا حال مولاناؒ نے بیان نہیں کیا۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ چوتھے دفتر میں موجود ہے ۔

Marfat.com

تا نمرد است ایں چراغ باگہر	ہیں فتیلہ اش ساز روغن زود تر
ہے ابھی روشن چراغ باگہر	تیل بتی ڈال اس میں جلد تر
ہیں مگو فردا کہ فردا ہا گذشت	تا بکلی نگذرد ایام کشت
کل نہ کر - کل تو بہت سے ہو چکے	اب گزر جائیں نہ یہ دن کاشت کے

تاخیر میں بڑی آفتیں ہیں

پندِ من بشنو کہ نن بندِ قوی ست	کہنہ بیروں کن گرت میل نو ست
سن نصیحت، بسم ہے قیدِ قوی	ہے نیا درکار، کہنہ پھینک بھی
لب ببند و کفّ پُرِ زر برگشا	بخل تن بگذار و پیش آور سخا
بند کر لب، دستِ پُر زر کھول دے	کر سخا دست بخل تن کو چھوڑ کے
ترکِ لذّتہا و شہوتہا سخاست	ہر کہ در شہوت فرو شد برنخاست
ترکِ لذت ترکِ شہوت ہے سخا	جو گرا شہوت میں پھر وہ کب اٹھا
ایں سخا شاخیست از سروِ بہشت	وائے او کز کف چنیں شاخے بہشت
یہ سخا ہے شاخِ سروِ خلد، ائے	اس پہ حسرت جس نے چھوڑا ہے اسے
عروۃ الوثقیٰ ست ایں ترکِ ہوا	بر کشد ایں شاخ جاں را بر سما
رشتۂ محکم ہے یہ ترکِ ہوا	شاخِ حیواں کو اس سے ہے اوج سما
تا برد شاخِ سخا اے خوب کیش	مر ترا بالا کشاں تا اصلِ خویش
تا کہ لے جائے تجھے شاخِ سخا	کھینچ کر تا اصل اے مردِ خدا
یوسفِ حسنی تو ایں عالم چو چاہ	ویں رسن صبر است از امرِ الٰہ
تو ہے یوسف اور یہ عالم ہے چاہ	یہ رسن ہے صبر، از امرِ آلہ
یا سخا آمد رسن در زن تو دست	از رسن غافل مشو بگہ شد درست
آئی اے یوسف! رسن لے ہاتھ مار	ہو نہ غافل، وقت ہے نا وقت یار

Marfat.com

حمد للہ کایں رسن آویختند	فضل و رحمت را بہم آمیختند
شکر کز خالق نے لٹکا دی رسن	فضل و رحمت ہیں اکٹھے جان من!
در رسن زن دست بیروں روز چاہ	تا ببینی بارگاہِ پادشاہ
ہاں پکڑ رسّی، کنوئیں سے باہر آ	تاکہ دیکھے بارگاہِ بادشا
تا ببینی عالمِ جانِ جدید	عالمے بس آشکار و ناپدید
عالمِ جانِ جدید آئے نظر	جو نہایاں بھی ہے اور ہے مستتر
ایں جہانِ نیست چوں ہستاں شدہ	واں جہانِ ہست بس پنہاں شدہ
یہ جہانِ نیست ہے ہستی نما	وہ جہاں پنہاں ہے جو ہے ہست کا
خاکِ بر باد است و بازی می کند	کج نمائی پردہ سازی می کند
خاکِ برباد اپنی بازی میں ہے ہاں	کج نمائی پردہ سازی میں ہے ہاں
خاک ہمچوں آلتے در دستِ باد	بادرا داں عالی و عالی نژاد
خاک اک آلہ ہے دستِ باد میں	باد کے رتبے ہیں عالی دیکھ لیں
چشمِ خاکی را بخاک افتد نظر	باد بیں چشمے بود نوعِ دگر
خاک پر پڑتی ہیں آنکھیں خاک کی	باد بیں ہوتی ہیں آنکھیں دوسری
اینکہ سبز است بیکار است و پوست	وآنکہ پنہان است مغز و اصل اوست
یہ جو ہے بیکار ہے بیکار و پوست	اور پوشیدہ ہے مغز و اصل دوست!
اسپ را نداند اسپ را کوہست یار	ہم سوارے داند احوالِ سوار
گھوڑے کو کرتا ہے گھوڑا تیز یار	جانتا اسوار ہے حالِ سوار
چشمِ حس اسپ است و نورِ حق سوار	بے سوار ایں اسپ خود ناید بکار
چشمِ حس گھوڑا ہے نورِ حق سوار	بے سوار آئے گا کیا گھوڑا بکار
پس ادب کن اسپ را از خوئے بد	ورنہ پیشِ شاہ باشد اسپ رد
تو بُری عادت سے گھوڑے کو بچا	ورنہ رد کر دے گا اس کو بادشا

Marfat.com

چشمِ اسپ از چشمِ شہ رہبر بود	چشمِ او بے چشمِ شہ مضطر بود
چشمِ شہ ہے اُسپ کو بس خضرِ راہ	اُس کی آنکھیں زار ہیں بے چشمِ شاہ
چشمِ اسپاں جز گیاہ و جز چرا	ہر کجا خوانی نیاید بے چرا
چشمِ اسپاں سوئے گہ۔ سوئے چرا[1]	تو جہاں چاہے، نہ آئیں بے چرا
نورِ حق بر نورِ حس راکب شود	وآنگہے جاں سوئے حق راغب شود
نورِ حس بر ہو جو راکب نورِ حق	بعد ازآں یہ جان ہو مسرورِ حق ۲۲
اسپ بے راکب چہ داند رسم و راہ	شاہ باید تا بداند شاہ راہ
اسپ بے راکب نہ جانے رسم و راہ	شاہ کو معلوم ہے ہر شاہ راہ
سوئے حسے رَو کہ نورش راکب است	حس آں نور نیکو صاحب است
ڈھونڈ وہ حس نور ہو جس کا سوار	ہے مصاحب حس کا وہ نور اور یار
نورِ حس را نورِ حق تزئیں بود	معنیِ نورٌ علیٰ نور ایں بود
نورِ حق ہے نورِ حس کی آن بان	معنیِ نورٌ علیٰ نور اس کو بھان
نورِ حسّی می کشد سوئے ثریٰ	نورِ حقش می برد سوئے علا
نورِ حس تحت الثریٰ کو کھینچتا	نورِ حق عرشِ علیٰ کو کھینچتا
زانکہ محسوساتِ دوں نزِ عالمے ست	نورِ حق دریا و حس چوں شبنمے ست
یہ ہے محسوساتِ ادنیٰ کی مثال	نورِ حق دریا ہے حسِ شبنم جمال
لیک پیدا نیست ایں راکب برو	جز بآثار و بگفتارِ نکو
روبرو ظاہر نہیں لیکن سوار	ہیں عیاں صرف اس کے آثار و شعار
نورِ حسّی کو غلیظ است و گراں	ہست پنہاں در سوادِ دیدگاں
نور حس کا جو ہے گدلا اور گراں	وہ ہے آنکھوں کی سیاہی میں نہاں

[1] چراگاہ +

Marfat.com

چونکہ نورِ حس نمی بینی ز چشم
چوں ببینی نورِ آں ہم ہی ز چشم

نورِ حس ہی جب نہیں آتا نظر
نورِ حق پھر کس طرح ہو جلوہ گر

نورِ حسن با این عملیظی مختفی ست
چوں خفی نبود ضیائے کاں صفی ست

نورِ حس گو لا ہے۔ پھر بھی ہے نہاں
صاف ہو کر نورِ حق کیا ہو عیاں

این جہاں چوں حسن دست باد غیب
عاجزی پیشہ گرفت از دادِ غیب

ہے جہاں جوں حس بدستِ باد غیب
عاجزی پیشہ بناز داد غیب

گر بحرش می برد گاہیش بر
گاہ خشکش می کند گاہیش تر

بحر میں لے جاتا ہے۔ بر میں کبھی
خشک میں رکھتا ہے اور تر میں کبھی

دست پنہاں و قلم بیں خط گزار
اسپ در جولاں و ناپیدا سوار

ہاتھ ہے پنہاں۔ قلم ہے خط گزار
دوڑ میں گھوڑا ہے۔ پنہاں ہے سوار

گر بلندش می کند گاہیش پست
گر درستش می کند گاہے شکست

پست کرتا ہے اُسے۔ گاہے بلند
گہ بنائے گاہ توڑے بند بند

گر مینیش می برد گاہے بیسار
گر گلستانش کند گاہیش خار

دائیں بائیں اُس کو لے جاتا ہے وہ
پھول اور کانٹا بنا لاتا ہے وہ

تیر پراں بیں و ناپیدا کماں
جانہا پیدا و پنہاں جانِ جاں

اڑ رہا ہے تیر پنہاں ہے کماں
جانیں ظاہر اور نہاں ہے جانِ جاں

تیر را مشکن کہ این تیرِ شہیست
نیست پرتابے ز شستِ آگہیست

تیر کو مت توڑ، ہے تیرِ شہی
تیر ہے یہ شست سے آگاہ کی

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ گفت حق
کارِ حق بر کارہا دارد سبق

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ[1] پڑھ ذرا
کارِ حق سب پر ہے سبقت لے گیا

[1] قولہ تعالیٰ :- مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ جب تو تیر پھینکتا ہے تو تو تیر نہیں پھینکتا، بلکہ خدا تیر پھینکتا ہے ۔

Marfat.com

چشم خود بشکن تو مشکن تیر را	چشم خشمت خون نماید شیر را
تیر کو مت توڑ، پھوڑ آنکھیں ذرا	خون دکھائے شیر کو چشم جفا
بوسہ دہ بر تیر و پیش شاہ بر	تیر خوں آلودہ از خون تو تر
بوسہ دے اور تیر پیش شاہ لا	خون سے تر کر کے پیکاں تیر کا
آنچہ پیدا عاجز و پست و زبوں	وانچہ ناپیدا چناں "نندو حروں
جو ہے پیدا، عاجز، اور پست و زبوں	اور جو ناپیدا ہے سرکش اور دُوں
ما شکاریم این چنیں دامے کراست	گوئے چوگانیم چوگانے کجاست
صید ہیں ہم، دام ایسا ہے کہاں	گیند ہیں ہم ہے وہ چوگاں کیوں نہاں
می دمد می دوزد این خیاط کو	می دمد می سوزد این نفاط کو
پھاڑتا سیتا ہے یہ خیاط کون	ہے جلاتا پھونکتا نفاط کون
ساعتے کافر کند صدّیق را	ساعتے زاہد کند زندیق را
اک گھڑی کافر کرے صدّیق کو	اک گھڑی زاہد کرے زندیق کو
زآنکہ مخلص در خطر باشد مدام	تا ز خود خالص نگردد او تمام
رہتا ہے خطرے میں بس مخلص مدام	ہو نہ وہ جس وقت تک خالص تمام
زآنکہ در راہ است و رہزن بیحد است	آں رہد کو در امان یزدان است
کیونکہ رہ میں ہیں بہت دزدانِ راہ	وہ بچا۔ لی جس نے خالق کی پناہ
آئنہ خالص نگشت او مخلص است	مرغ را نگرفتہ است و مقنص است
آئنہ خالص نہیں، مخلص ہے وہ	مرغ کو پکڑا نہیں، مقنص ہے وہ
چونکہ مخلص گشت مخلص باز رست	در مقام امن رفت و بر دو دست
جبکہ مخلص ہو گیا، مخلص ہوا	پہنچا جائے امن میں غالب بنا

۵۱ درزی +
۵۲ آتش باز +
۵۳ گرفتار +

Marfat.com

ہیچ آئینہ دگر آہن نشد	ہیچ نانے گندمِ خرمن نشد
کب کوئی آئینہ پھر لوہا بنا	کب کوئی روٹی بھی کیہوں بنا
ہیچ انگورے دگر غورہ نشد	ہیچ میوہ پختہ یا کورہ نشد
کب ہوا انگور پختہ خام اخی!	میوہ پک کر پھر نہ ہو کچا کبھی
پختہ گردد از نصیر دور شو	رو چو برہانِ محقق نور شو
پختہ بن، تبدیلیوں سے دور ہو	مثلِ برہانِ محقق[1] نور ہو
چون ز خودرستی ہمہ برہاں شدی	چونکہ گفتی بندہ ام سلطان شدی
ہو رہا خود سے تو بن جائے دلیل	بندہ کہنے سے ہو سلطان اے جلیل
ور عیاں خواہی صلاح الدّین نبود	دیدہا را کرد بینا و گشود
گر عیاں چاہے، صلاح الدین سے مل	روشن آنکھوں کو کرے، کھل جائے دل
فقر را از چشم و از سیمائے او	دیدہ ہر چشمے کہ دارد نورِ ہُو
چشم و پیشانی سے اُس کی فقر کو	دیکھ اُن آنکھوں نے ہو حق بھیں جو
تیغ فعّال است بے آلت چو حق	بامریداں دادہ بے کفتے سبق[2]
تیغ بے آلہ ہے فاعل مثلِ حق	بے پڑھائے دے مریدوں کو سبق
دل بدست او چو موم نرم رام	مُہر او کہ تنگ سازد گاہ تام[3]
دل ہے اس کے ہاتھ میں جوں موم رام	مُہر اُس کی تنگ کر دے گاہ تام
مہر مومش حاکی انگشتری ست	باز آں نقش نگیں حاکی کیست
مُہر ہے بس مصلح انگشتری	نقش کس کا ذکر کرتا ہے کبھی

[1] تحقیق کی ہوئی دلیل۔ یا حضرت سیّد برہان الدّین محقق سے مراد ہے +

[2] حضرت صلاح الدین زرکوبؒ سے مراد ہے جو حضرت برہان الدّین رح کے مریدوں اور مشائخ میں سے تھے +

[3] یہاں کشادہ سے مراد ہے +

Marfat.com

حاکی اندیشۂ آں زرگر است
سلسلہ ہر حلقہ اندر دیگر است

مصبح اندیشہ تو زرگر ہے وہ
سلسلہ در سلسلہ اکثر ہے وہ

ایں صدا در کوہِ دلہا بانگِ کیست
گر پرست از بانگ ایں کوہ تہی ست

کوہِ دل میں یہ صدا ہے گو نجتی
پُر ہے گا ہے بانگ سے گا ہے تہی

ہر کجا ہست آں حکیم اوستاد
بانگ او زیں کوہِ دل خالی مباد

جس جگہ ہے وہ حکیم خوش کلام
کوہ پُر ہو بانگ سے اس کی مدام

ہست کہ کاواں مثنا می کند
ہست کہ کاواز صد تا می کند

بعض کوہوں کی صدا ڈہری ہوئی
بعض کی بانگ و صدا ہے سنو گنی

می رہاند کوہ ازاں آواز و قال
صد ہزاراں چشمۂ آب زلال

کرتی ہے ہر کوہ کی آواز و قال
لاکھوں پیدا چشمۂ آب زلال

چوں زکہ آں لطف بیروں میشود
آبہائے چشمہا خوں می شود

کوہ سے جب لطف ہوتا ہے بروں
چشموں کا پانی بھی ہوں جاتا ہے خوں

زاں شہنشاہِ ہمایوں نعل بود
کہ سراسر طور سینا لعل بود

جونکہ شاہنشہ ہمایوں فال تھا
سارا کوہ طور سینا لال تھا

جاں پذیرفت و خرد اجزائے کوہ
ما کم از سنگیم آخر اے گروہ

زندہ و دانا ہوئے اجزائے کوہ
ہم ہیں پتھر سے بھی کمتر اے گروہ

نے زجاں یک چشمہ جوشاں میشود
نے بدن از سبز پوشاں میشود

جان سے آتا نہیں چشموں کو جوش
اور نہ ہوتا ہے بدن ہی سبزپوش

نے صدائے بانگ مشتاقی درد
نے صفائے جرعۂ ساقی درد

ہے نہ آوازوں کی مشتاقی وہاں
اور نہ نور جرعۂ ساقی وہاں

کو حمیت تا زتیشہ وز کلند
ایں چنیں کہ را بکلی برکنند

کس میں غیرت ہے۔ کدال اور تیشے سے
کوہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے

Marfat.com

بوکہ برا جزائے او تا بدہے	بوکہ در وے تاب خور یابد رہے
شاید اُس کے ٹکڑوں پر روشن ہو ماہ	شاید اُس میں پائے سورج اپنی راہ
چوں قیامت کوہہارا بر کند	پس قیامت ایں کرم کے می کند
جب قیامت اُن کو جڑ سے پھینک دے	دیکھئے کس دن کرم ایسا کرے
ایں قیامت زاں قیامت کے کم ست	آں قیامت زخم و ایں چوں مرہم ست
یہ قیامت کب ہے اُس محشر سے کم	زخم ہے وہ۔ یہ ہے مرہم ذوالکرم
ہر کہ دید اں مرہم از زخم ایمن است	ہر بدے کایں حسن دید او محسن است
زخم کا کیا غم جو یہ مرہم ملا	جس نے دیکھا حسن محسن بن گیا
اے خنک زشتے کہ خوئش شد حریف	وائے گل روئیکہ جفتش شد خریف
واہ وہ بدرو۔ ہے جس کی خو حریف[1]	آہ وہ گل رو جو ہے جفت خریف
نان مردہ چوں حریفِ جاں شود	زندہ گردد نان و عین آں شود
نان مردہ جب حریفِ جاں ہوئی	زندہ ہو کر عین جاں وہ بن گئی
ہیزم تیرہ حریف نار شد	تیرگی رفت و ہمہ انوار شد
جب حریفِ نار اک لکڑی ہوئی	تیرگی کھو کر سراپا نور تھی
در نمکسار ار خسِ مردہ قتاد	آں خری و مُردگی یکسو نہاد
خر گر انان نمک میں جب کبھی	سب خری اور مُردگی جاتی رہی
صبغۃ اللہ ہست رنگِ جم ہو	پیسہا یک رنگ گردد اندرو
ہے خدا کا رنگ رنگِ جم ہو	ایک رنگ ابلق ہیں جس میں مو بمو
چوں دراں جم افتد و گوید منم	از طرب گوید منم جم لا تلم
وہ گرے جم میں۔ اُسے تو جم کہے	بولے میں جم ہوں۔ مجھے طعنے نہ دے

[1] ادروں کے لئے سازگار ۔

Marfat.com

آں منم خم خود انا الحق گفتیست	رنگ آتش دارد الا آہنیست
تُم ہے کیا قائل انا الحق کا ہے وہ	رنگ ہے آتش کا۔ گو لوہا ہے وہ
رنگ آہن محو رنگ آتش است	ز آتشے میلا فد و خامش و ش است
رنگِ آہن آگ میں مدہوش ہے	لافِ آتش ہے، مگر خاموش ہے
چوں بسرخی گشت ہمچوں زرِ کاں	پس انا النار است لافش بے زباں
سُرخ جب سونے کی صورت ہو گیا	بے زبانی سے انا النار کہا
شد ز رنگ و طبع آتش محتشم	گوید او من آتشم من آتشم
آگ رنگ و طبع سے وہ ہو گیا	آگ ہوں میں آگ ہوں کہنے لگا
آتشم من گر ترا شک است و ظن	آزمون کن دست را بر من بزن
آگ ہوں، لیکن جو ہو شک اور گماں	آزما، رکھ ہاتھ مجھ پر جسد ہاں
آتشم من بر تو گر شد مشتبہ	روئے خود بر روئے من یک دم بنہ
آگ ہوں گر شک ہے اس میں کچھ تجھے	اپنا چہرہ مجھ پہ رکھ کر دیکھ لے
آدمی چوں نور گیرد از خدا	ہست مسجودِ ملائک ز اجتبا
آدمی جب خود خدا سے نور لے	وہ ہے مسجودِ ملائک دفر سے
نیز مسجود کسے کو چوں ملک	رستہ باشد جانش از طغیان و شک
اُس کا بھی مسجود ہا جو بے شبہ و شک	شک سے ہو جائے رہا مثلِ ملک
آتش چہ آہن چہ لب ببند	ریشِ تشبیہ و مشبّہ را بخند
آگ کیسی۔ کیسا لوہا بے خبر	خندہ تشبیہ و مشبّہ پر تو کر
پائے در دریا منہ کم گو از اں	بر لبِ دریا خمش کن لب گزاں
جانہ سوئے بحر، کم کر یہ بیاں	ساحلِ دریا پہ رہ خاموش ہاں

لہ یعنی میں آگ ہوں +

Marfat.com

گرچہ صد چوں من ندارد تابِ بحر	لیک می شکیبم از غرقابِ بحر
سیکڑوں مجھ سے نہ لائیں تابِ بحر	صبر کیا۔ جب تک نہ ہوں غرقابِ بحر
جان و عقل من فدائے بحر باد	جملہ ہائے عقل و جاں ایں بحر داد
عقل و جاں میری فدا ہے بحر پر	عقل و جاں کا خونبہا دے گا مگر
تا کہ پایم می رود رائم در رو	چوں نماند پا چو بطّانم درو
پاؤں میں جب تک ہے دم آبی ہوں میں	زور جب گھٹ جائے۔ مرغابی ہوں میں
بے ادب حاضر ز غائب خوشتر است	حلقہ گر چہ کژ بود نے بر درست
بے ادب حاضر ہے غائب سے بھلا	گنڈی گو ٹیڑھی ہے۔ در پر ہے سدا
اے تن آلودہ بگردِ حوض گرد	پاک کے گردد برونِ حوض مرد
گندے! کیا حاصل طوافِ حوض سے	پاک کب ہو مرد باہر حوض کے
پاک کو از حوض مہجورا فتاد	او ز طہرِ خویش ہم دُور اوفتاد
حوض سے جو دُور ہے۔ کب پاک ہے	دُور پاکی سے وہ بے ادراک ہے
پاکیِ ایں حوض بے پایاں بود	پاکیِ اجسام کم سنجاں بود
حوض کی پاکی ہے پاکی کامیاب	جسم کی پاکی کا ہے کچھ کم حساب
زانکہ دل حوضیست لیکن در کمیں	سوئے دریا راہ پنہاں دارد ایں
کیونکہ دل اک حوض ہے بالکل چھپا	اس سے دریا تک ہے پنہاں راستا
پاکیِ محدودِ تو خواہد مدد	ورنہ اندر خرج کم گردد عدد
تیری پاکی چاہے امداد اے فتا!	ورنہ تو پاکی میں کم ہو جائے گا

پانی کا ناپاکوں کو پاکی کے لئے بُلانا

آب گفت آلودہ را در من شتاب	گفت آلودہ کہ دارم شرم از آب
پانی اک ناپاک سے بولا کہ آ	بولا آلودہ، ہے پانی سے حیا

Marfat.com

گفت آب این شرم بے من کے رود	بے من ایں آلودہ زائل کے شود
پانی بولا کھو دوں گا میں شرم بھی	بے مرے کب دُور ہو آلودگی
زآب ہر آلودہ گر پنہاں شود	اَلْحَیَاءُ یَمْنَعُ الْاِیْمَاں بود
پانی سے ناپاک اگر پنہاں رہے	یہ حیا دُور اس کو ایماں سے رکھے
دل ز پایہ حوض تن غمناک شد	تن زآب حوض دلہا پاک شد
دل جو حوض جسم سے غمناک ہے	جسم آب حوض دل سے پاک ہے
گرد پایہ حوض دل گرد اے پسر	ہاں زپایہ حوض تن می کن حذر
حوض دل کے گرد پھر تو اے پسر	حوض تن کی گاد سے پرہیز کر
بحر تن بر بحر دل برہم زناں	درمیاں شاں پردۂ لا یَبْغِیَاں
بحر دل پر تو ہے بحر تن رواں	بیچ میں حائل ہے اک پردہ گراں
گر تو باشی راست در باشی توکژ	بیشتر میغز بدو واپس مغژ
خواہ کجھ میں ہو کجی یا راستی	آگے بڑھ، لیکن نہ پیچھے ہٹ کبھی
پیش شاہاں گر خطر باشد بجاں	لیک نشکیبند عالی ہمتاں
پیش شہ جانے میں گو ہے خوف جاں	اہل ہمت صبر کرتے ہیں کہاں
شاہ چوں شیریں ترا از شکر بود	جانِ شیرینے رود خوشتر بود
شاہ جو شیریں شکر سے ہے سوا	جانِ شیریں کے تو بہتر اس سے کیا
اے ملامت گو سلامت مر ترا	وے سلامت جو رہا کن تو مرا
اے ملامت گو، سلامت تو رہے	اے سلامت جُو، مجھے تو چھوڑ دے
جان من کورہ ست و با آتش خوش است	کورہ را ایں بس کہ خانہ آتش است
میری جاں بھٹی ہے، خوش ہے آگ سے	آگ گھر کافی ہے بھٹی کے لئے

لہ یعنی ایک پردہ ہے جس کے باعث وہ اپنی اپنی حد سے تجاوز نہیں کر سکتے ۔

Marfat.com

ہمچو کورہ عشق را سوزید نیست	ہر کہ اوزیں کور باشد کودنے ست
عشق بھٹی کی طرح ہے سوز میں	اس سے جو اندھا ہو کودن جاں لیں
برگ بے برگی ترا چوں برگ شد	جان باقی یافتی و مرگ شد
برگ بے برگی جو تیرا برگ ہو	جان باقی پائے، رخصت مرگ ہو
چوں ترا غم شادی افزودن گرفت	روضۂ جانت گل و سوسن گرفت
تھیں جو خوشیاں میں غم تیرے لئے	باغ میں جاں کے گل و سوسن اگے
آنچہ خوف دیگراں آں امن تست	بط قوی در بحر و مرغ خانہ سست
امن تیرا، خوف اوروں کا، دُرست	بط قوی دریا میں، مرغ خانہ سست
باز دیوانہ شدم من اے طبیب!	باز سودائی شدم من اے حبیب!
ہو گیا دیوانہ پھر میں اے طبیب!	ہو گیا سودائی پھر میں اے حبیب!
حلقہائے سلسلہ تو ذو فنوں	ہر یکے حلقہ دہد دیگر جنوں
حلقۂ زنجیر ہیں ہیں دو کمال	حلقے حلقے میں جنوں کا ہے وبال
دادِ ہر حلقہ فنونے دیگر ست	پس مرا ہر دم جنونے دیگر ست
حلقے حلقے میں فسوں ہے دوسرا	مجھ کو ہر لحظہ جنوں ہے دوسرا
پس جنوں ہا شد فنوں ایں شد مثل	خاصۂ زنجیر ایں میر اجل
"ہے جنوں خود ہی فنوں" یہ ہے مثل	خاص کر جب پھانس لے میر اجل
آنچناں دیوانگی بگسست بند	کہ ہمہ دیوانگاں پندم دہند

یوں جنوں نے توڑ ڈالی قید و بند
دیتے ہیں دیوانے بھی اب مجھ کو پند

سلہ یعنی اگر بے سروسامانی تیرا سامان ہو جائے۔

Marfat.com

دوستوں کی طرف سے ذوالنونؒ مصری کی عیادت

این چنیں ذوالنونؒ مصری را فتاد	کاندرو شور و جنون نو بزاد
ایسی ہی ذوالنونؒ مصری پر پڑی	شوران کا اور وحشت بڑھ گئی
شور چنداں شد کہ تا فوق فلک	می رسد از وے جگرہا را نمک
شور اس درجہ بڑھا تھا، تا فلک	واسطے جگروں کے گویا تھا نمک[1]
ہیں منہ تو شورِ خود اے شورہ خاک	پہلوئے شورِ خداوندانِ پاک
شور اپنا رکھ نہ تو اے شورہ خاک	اُن کے پہلو میں جو ہیں خاصانِ پاک
خلق را تاب جنونِ او نبود	آتشِ او ریشہا شاں می ربود
خلق کو تاب اُس کی وحشت کی نہ تھی	اُن کی ڈاڑھی آگ سے اُس کی جلی
چونکہ در ریشِ عوام آتش فتاد	بند کردندش بزنداں المراد
آگ جب لوگوں کی ڈاڑھی میں لگی	دی اسے تکلیف آخر قید کی ۲۲
نیست امکانِ کشیدن ایں لجام	گرچہ زیں رہ تنگ می آیند عام
کس کے امکاں میں ہے روکے یہ لگام	گرچہ اس سے تنگ آئیں خاص و عام
دیدِ ایں شاہاں ز عامہ خوفِ جاں	کایں گروہ کورند و شاہاں بے نشاں
دیکھا شاہوں نے جو خوفِ جانِ عام	بے نشاں وہ - یہ گروہ اندھا تمام
حکم چوں بر دستِ رنداں اوفتاد	لاجرم ذوالنونؒ بزنداں اوفتاد
حکم دینے والے اکثر رند تھے	اس لئے ذوالنونؒ زنداں میں گئے
یک سوارہ می رود شاہِ عظیم	در کفِ طفلاں چنیں دُرِّ یتیم
دیکھ تنہا ہوتا ہے شاہِ عظیم	ہاتھ میں بچوں کے جوں دُرِّ یتیم

[1] بے چینی سے مراد ہے ۔

Marfat.com

دُرچہ دریا بُد نہاں در قطرۂ	آفتابے مخفی اندر ذرّۂ
دُر تو کیا دریا ہے قطرے میں نہاں	اور ذرّے میں ہے مہر ضَو فشاں
آفتابے خویش را ذرّہ نمود	واندک اندک روئے خود را بر کشود
پہلے ذرّہ اپنے سُورج کو کیا	تھوڑا تھوڑا چہرہ پھر کھلتا رہا
جملۂ ذرّات در وے محو شد	عالم از وے مست گشت و صحو شد
جتنے ذرّے تھے سب اُس میں محو تھے	مست بھی ہشیار سارے ہو گئے
چوں قلم در دستِ غدارے بود	لاجرم منصُور بر دارے بود
جب قلم ہو ہاتھ میں غدّار کے	کیوں نہ ہوں منصُور او بر دار کے
چوں سفیہاں را بود کار و کیا	لازم آمد یقتلون الانبیا
جب کمینوں کا ہو زور اے باوفا	لازم آئے انبیا کا مارنا
انبیا را گفتہ قومِ راہ گم	از سفہ اِنّا تطیّرنا بکم
کہتے تھے، تھی جن کی عقل و راہ گم	نبیوں سے اِنّا تطیّرنا بکم
جہل ترسا بیں اماں انگیختہ	زاں خداوندیکہ گشت آویختہ
جہل ترسا دیکھ۔ لیتے ہیں اماں	اُن سے لٹکاتے ہیں جن کو بیگماں
چوں بقولِ اوست مصلوب جہود	پس مرا در ایمن کے تاند نمود
جب یہود ان کو کریں مصلوب ہاں	ان سے پھر مل سکتی ہے کیونکر اماں
چوں دل آں شاہ زایشاں خوں بود	عصمت وَاَنْتَ فِیْهِمْ چوں بود
شاہ کا دل خون ہو جب قوم سے	عصمتِ وَاَنْتَ فِیْهِمْ کیا کرے

۵۱ قولہ تعالیٰ:- اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِکُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّکُمْ وَلَیَمَسَّنَّکُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ کفّار پیغمبروں سے کہتے ہیں، ہم نے تم سے شگون لیا، اگر تم باز نہ آؤ گے تو بیشک ہم تمہیں سنگسار کرینگے اور تم کو ہم سے سخت عذاب پہنچے گا ۔

۵۲ عیسائیوں کی بے وقوفی ۔ ۵۳ قولہ تعالیٰ: وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ

Marfat.com

زرِ خالص را و زرگر را خطر
زر کو اور زر گر کو ہے شک سے خطر

باشد از قلّاب خائن بیشتر
کھوٹا کرنے والے سے اے باخبر

یوسفاں از رشکِ زشتاں مخفی اند
یوسف بردں کے رشک سے یوسف نہاں

گرگِ عدو خوباں در آتش می زیند
خوب تر دشمن سے ہیں آتش بجاں

یوسفاں از مکرِ اخواں در چہند
مکر اخواں سے ہیں یوسف چاہ میں

گرگِ حسد یوسف بگرگاں می دہند
جو حسد سے بھیڑیوں کو دیں انہیں

از حسد بر یوسفِ مصری چہ رفت
یوسف مصری حسد میں مبتلا

این حسد اندر کمیں گرگے ست زفت
یہ حسد ہے گھات کا اک بھیڑیا

لاجرم زیں گرگ یعقوبِ حلیم
لاجرم یعقوب بھی اس گرگ سے

داشت بر یوسف ہمیشہ خوف و بیم
حال پر یوسف کے خائف رہتے تھے

گرگِ ظاہر گردِ یوسف خود نگشت
گرد یوسف تھا نہ ظاہر بھیڑیا

این حسد در فعل از گرگاں گذشت
یہ حسد تو گرگ سے بھی بڑھ گیا

زخم کرد ایں گرگ و زعذرِ بتر
لے گیا تھا گو حسد۔ لیکن کہا

آمدہ کانا ذَہَبْنَا نَسْتَبِقْ
بھیڑیا اُن کو اُٹھا کر لے گیا

صد ہزاراں گرگ را ایں مکر نیست
مکر ایسا لاکھوں گرگوں میں نہیں

عاقبت رسوا شود ایں مکر بایست
ہوتا ہے آخر یہ رسوا مکر لیں

(بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۵۲) یعنی اے محمدؐ! خدا نہیں چاہتا کہ اُس قوم کو عذاب دے جس میں تو موجود ہو * ۱۲ قرآن شریف کی آیت یہ ہے "وَجَاءُوْ اَبَاهُمْ عِشَاءً يَّبْكُوْنَ، قَالُوْا يَا اَبَانَا اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ" شام کے وقت اپنے باپ کے پاس روتے چلاتے آئے اور کہا اے باپ! ہم جنگل میں تیر چلانے اور شکار کے لئے چلے گئے تھے اور یوسفؑ کو اپنے اسباب کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ بھیڑیا اُس کو کھا گیا *

Marfat.com

زانکہ حشرِ حاسداں روزِ گزند	بیگماں برصورتِ گرگاں کنند
حاسدوں کا حشر روزِ حشر بھی	بھیڑیوں کی شکل میں ہوگا اخی
حشرِ پُر حرصِ حسد مُردار خوار	صورتِ خوکے بود روزِ شمار
حشر پُر حرص حسد مردار خوار	خوک کی مانند ہو روزِ شمار
زانیاں را گندہ اندام نہاں	خمرخواراں را بود گندہ دہاں
زانیوں کا گندہ اندام نہاں	اور مے نوشوں کا گندہ ہو دہاں
گندِ مخفی کاں بدلہا می رسید	گشت اندر حشر محسوس و پدید
بوئے مخفی جو پہنچتی دل میں تھی	حشر میں بالکل عیاں ہوجائے گی
بیشۂ آمد وجودِ آدمی	پُر خذر شو زیں وجودِ آدمی
ایک جنگل ہے وجودِ آدمی	آدمی تو ہے۔ تو ڈر اس سے اخی!
ظاہر و باطن اگر باشد یکے	نیست کس را در نجات او شکے
جس کا ظاہر اور باطن ایک ہو	اس کی بخشش میں ہو شک کس شخص کو
در وجودِ ما ہزاراں گرگ و خوک	ہیں ہمارے تن میں خوک اور بھیڑیے
حکم خود آں راست کو غالب تر است	حکم اس پر ہے جو غالب تر رہا
سیرتے کاں در وجودت غالب است	جو عمل غالب ہے ہستی پر تری
ساعتے گرگے درآید در بشر	دفعتاً ہے بھیڑیا انسان میں
می رود در سینہا از سینہا	سینوں سے جاتے ہیں سینوں کی طرف
چونکہ زر بیش از مس آمد آں زرست	مس بھی پھر زر ہے۔ اگر زر بڑھ گیا
ہم بر آں صورت حشرت واجب است	حشر اُسی صورت پہ ہوگا واقعی
ساعتے یوسف رخے ہمچوں قمر	دفعتاً یوسف ہے اس کی آن میں
از رہ پنہاں صلاح و کینہا	چھپ چھپا کر کینہ و مکر اور شر ف

Marfat.com

بلکہ خود از آدمی در گاو و خر	می رود دانائی و علم و ہنر
آدمی سے بلکہ گاو و خر میں بھی	ہیں ہنر اور علم کی راہیں کھلی
اسپ سگسک میشود در سوار و رام	خرس بازی می کند بر ہم سلام
اسپ بے رہ ہوتا ہے رہوار و رام	کھیلتا ہے ریچھ کرتا ہے سلام
رفت در سگ زآدمی حرص و ہوس	یا شبان شد یا شکاری یا حرس
آدمی کی حرص ہے کتے میں ہاں	یا شکاری بن گیا یا پاسباں
در سگ اصحاب خوئے زاں رفود	رفتہ تا جویائے رحماں گشتہ بود
پڑ گیا پر تو جو اہل کہف کا	ہو گیا کتا بھی جویائے خدا
ہر زماں در سینہ نوعے سر کند	گاہ دیو و گہ ملک گہ دام و دد
سینے میں اک نوع ہر لحظہ رہے	گہ فرشتہ گاہ دام و دد بنے
زاں عجب بیشہ کہ ہر شیر آگہ است	تا بدام سینہا پنہاں رہ است
شیر سب آگاہ ہیں جس دشت سے	دام تک سینوں کے ہیں رستے چھپے
در دئے سن از زرد مرجان جاں	اے کم از سگ از درون عارفاں
تو زرد و مرجان جاں کو لے چرا	پیش عارف سگ سے کم رتبہ ترا
چونکہ در دی بارے آں در لطیف	چونکہ حامل می شوی بار شریف
تو چراتا ہے اگر موتی لطیف	ہوتا ہے تو حامل بار شریف
چونکہ ذوالنوں سوئے زنداں رفت شاد	بند بر پا دست بر سر زافتاد
قید میں ذوالنوں گئے بشرت کے ساتھ	ہتھکڑیاں تھیں پاؤں میں۔ سر پر تھے ہاتھ
دوستاں از ہر طرف بنہادہ رو	ہر پرسش سوئے زنداں نزد او
دوست سب زنداں میں ان کے جمع تھے	پوچھتے تھے اُن سے سارے واقعے

Marfat.com

ذوالنونؒ کے متعلق مُریدوں کا خیال

دوستاں در قصّۂ ذوالنونؒ شدند	سوئے زنداں وراں رائے زدند
دوستوں نے قِصّۂ ذوالنونؒ سُنا	رائے اپنی پھر ہر اک دینے لگا
کایں مگر قاصد کند یا حکمتے ست	کو دریں دیں قبلۂ ما و آیتے ست
کام یہ قصداً ہے یا حکمت سے ہے	اُن کو نسبت قبلۂ ملّت سے ہے
دُور دُور از عقل چوں دریائے او	تا جنوں باشد سفر فرمائے او
اُن کا دریا ہے الگ ہر فہم سے	کب جنوں اُن پر اثر اپنا کرے
حاش للہ از کمالِ جاہِ او	کابر بیماری بپوشد ماہ او
ہے کمالِ جاہ سے ممکن کہاں	ان کا چاند ابرِ مرض میں ہو نہاں
اوز شرِّ عامہ اندر خانہ شد	اوز ننگ عاقلاں دیوانہ شد
شر سے لوگوں کے وہ زنداں میں گئے	عاقلوں کے ننگ سے مجنوں بنے
اوز عارِ عقل کند تن پرست	قاصداً رفت ست و دیوانہ شد است
تن پرستوں سے جو ۔ شہ ۔ ہ سے	ہو کے دیوانہ ہیں قصداً خود گئے
کہ بہ بندم اے فتیٰ وساز گاو	بر سرو پشتم بزن و ایں را مکاو
یعنی مجھ کو قید کر کوڑے بھی مار	راز یہ لیکن نہ کر تو آشکار
تا ز زخمِ لخت یابم من حیات	چوں قتیل از گاو موسیٰ اے ثقات
زندگی مجھ کو بھی وہ حاصل ہو۔ جو	گاو موسیٰ سے ملی مقتول کو
تا ز زخمِ لخت گاوے خوش شوم	ہمچو کشتہ گاوِ موسیٰ کُش شوم
زخمِ لخت گاو سے ہوں شادماں	مثلِ کشتہ گاو کا قاتل ہوں۔ ہاں
زندہ شد کشتہ ز زخمِ دُمِّ گاو	ہمچو مس از کیمیا شد زر ساو
کشتہ زندہ تازیانے سے ہوا	جیسے مِس کو زر بنا دے کیمیا

Marfat.com

کشتہ بر حبت و بگفت اسرار را
وانمود آں زمرۂ خونخوار را

کشتہ اُٹھا - بھید سب ظاہر کئے
قاتلوں کے نام اس نے لے دئے

گفت روشن کایں جماعت کشتہ اند
تخم ایں آشوب ایشاں کشتہ اند

یعنی مارا اس جماعت نے مجھے
بیج انہوں نے بوئے ہیں آشوب کے

چونکہ کشتہ گردد ایں جسمِ گراں
زندہ گردد ہستیِ اسرار داں

جبکہ مرجاتا ہے یہ جسمِ گراں
جاگتی ہے ہستیِ اسرار داں

جانِ او بیند بہشت و نار را
بازداند جملۂ اسرار را

دیکھتی ہے جاں بہشت و نار کو
اور سمجھتی ہے تمام اسرار کو

وانماید خونیانِ دیو را
وانماید دامِ خدعہ و ریو را

قاتلانِ دیو کو ظاہر کرے
کھول دے جوہر فریب و مکر کے

گاو کشتن ہست از شرط طریق
تا شود از زخمِ دُمش جاں مفیق[1]

مارنا ہے گائے کا شرطِ طریق
تا ہو اس کے زخمِ دُم سے جاں مفیق

گاوِ نفسِ خویش را زودتر بکش
تا شود روحِ خفی زندہ بہش

مار ڈال اس اپنی گاوِ نفس کو
تاکہ تیری رُوحِ پنہاں زندہ ہو

ایں سخن را مقطع و پایاں مجو
حالِ ذوالنونؒ و مریداں باز گو

اس سخن کا ہو بھلا انجام کیا
حال ذوالنونؒ اور مریدوں کا سُنا

ذوالنون مصریؒ اور اُن کے مرید

چوں رسیدند آں نفر نزدیکِ او
بانگ زد ہی کیایند اِتقوا[2]

پہنچے جب ذوالنونؒ کے وہ روبرو
بولا وہ للکارے کہو کون اِتقوا

[1] توفیق پانے والی +
[2] پرہیز کرد - دُور رہو +

Marfat.com

باادب گفتند ما از دوستاں	بہر پرسش آمدیم ایں جا بجاں
دوستوں نے یہ ادب سے عرض کی	آپ کی پرسش کو آئے ہیں سبھی
چونی اے دریائے عقل ذوفنوں	ایں چہ بہتان است بر عقلت جنوں
حال کیا ہے بحر عقل ذوفنوں!	کیوں لگایا ہے یہ الزام جنوں
دود گلخن کے رسد در آفتاب	چوں شود عنقا شکستہ از غراب
کب دھواں سورج کا پائے راستا	کوّے سے عنقا شکستہ پر ہو کیا
وا مگیر از ما بیاں کن ایں سخن	ما محبّانیم با ما ایں مکن
ہم سے سچ سچ کہ دے جو کچھ بات ہو	ہم سے پوشیدہ نہ رکھ اس حال کو
مر محباں را نشاید دُور کرد	یا بہ روپوش و دغل مہجور کرد
دوستوں کو دور کرنا چاہیے؟	کیا یونہی مہجور کرنا چاہئے؟
راز را اندر میاں نہ با محب	ایکہ بحر علم و عقلی اشجب
راز اپنے دوستوں پر کھول دے	بحر علم و عقل ہے تو، مان لے
راز را اندر میاں آور شہا	رو مکن در ابر پنہانی مہا
دوستوں سے راز کہ دے بے خطر	چاند کو اب ابر میں پنہاں نہ کر
ما محب صادق و دل خستہ ایم	در دو عالم دل بتو برستہ ایم
ہم تو ہیں سچے محب دل حزیں	ہم کو دنیا میں کوئی تجھ سا نہیں
راز را از دوستاں پنہاں مکن	در میاں نہ راز و قصد جاں مکن
دوستوں سے راز کو پنہاں نہ کر	راز کہ دے اور قصد جاں نہ کر
چونکہ ذوالفنوں ایں سخن زایشاں شنید	جز طریق امتحاں مخلص ندید
جب کہ یہ ذوالفنوں نے باتیں سنیں	کچھ نہ قبل امتحاں آیا یقیں ۲۲
فحش آغازید و دشنام از گزاف	گفت او دیوانگانہ زے وقاف
گالیاں دینے لگے اور فحش صاف	مثل دیوانوں کے بولے لام کاف

Marfat.com

برجہید و سنگ پرّاں کرد و چوب
اُچھلے پتھر اور لکڑی پھینک دی

جملگاں بگریختند از بیم کوب
خوف سے لوگوں میں بھاگڑ پڑ گئی

قہقہہ خندید و جنبانید سر
قہقہہ مارا ہلا کر اپنا سر

گفت با درویش ایں یاراں نگر
بولے اک درویش سے، کرنا نظر

دوستاں بیں کو نشانِ دوستاں
دوستاں را رنج باشد ہمچو جاں

دیکھنا ان کو یہی ہیں دوست ہاں
دوستوں کو رنج ہو گا مثلِ جاں

کے گراں گیرد ز رنج دوست دوست
رنج مغز و دوستی اورا چو پوست

دوست کو ہاں کب گراں ہو رنج دوست
رنج گودا دوستی ہے مثل پوست

نے نشانِ دوستی شد سرخوشی
در بلا و محنت و آفت کشی

سرخوشی کب ہے نشانِ دوستی
دوست ہو جب وقفِ رنج و بیکسی

دوست ہمچو زر بلا چوں آتش است
زرِّ خالص در دلِ آتش خوش ست

دوست زر ہے اور بلا اک آگ ہے
آگ ہی میں خوش ہے زر اے بیخبر!

حضرت لقمانؒ اور اُن کا آقا

نے کہ لقمانؒ را کہ بندہ پاک بود
روز و شب در بندگی چالاک بود

دیکھ لقمانؒ کو جو مردِ پاک تھا
بندگی میں رات دن چالاک تھا

خواجہ اش می داشتے در کار پیش
بہترش دیدے ز فرزندانِ خویش

خواجہ اپنے سامنے رکھتا اُسے
جانتا بیٹوں سے بھی اچھّا اُسے

زانکہ لقمانؒ گرچہ بندہ زادہ بود
بندہ بود و از ہوا آزادہ بود

کیونکہ لقمانؒ گو کہ بندہ زاد تھا
پر ہوا و حرص سے آزاد تھا

گفت شاہے شیخ را اندر سخن
چیزے از بخشش ز من درخواست کن

گفتگو میں شاہ بولا شیخ[1] سے
مجھ سے کوئی چیز بخشش مانگئے

[1] حضرتِ لقمانؒ سے مراد ہے +

Marfat.com

گفت اے شہ شرم ناید مرترا	کہ چنیں گوئی مرا زیں بر ترا
بولا اے سلطان نہیں مجھ شرم کیا؟	مجھ سے تو کہتا ہے کیا شرما ذرا
من دو بندہ دارم و ایشاں حقیر	واں دو بر تو حاکما نند و امیر
میرے دو بندے ہیں دونو ہیں حقیر	تجھ پہ حاکم ہیں مگر مثل امیر
گفت شہ آں دو چہ اند ایں زلّت ست	گفت آں یک خشم و دیگر شہوت ست
شاہ بولا کون ہیں وہ سچ بتا	بولا اک غصّہ ہے شہوت دوسرا
شاہ آں داں کو ز شاہی فارغ است	بر مہ و خورشید نورش بازغ است
شاہ وہ ہے جو ہو شاہی سے رہا	چاند سورج پر پڑے جس کی ضیا
مخزن انداز د کہ مخزن عار او ست	ہستی انداز د کہ ہستی را عدو ست
چھوڑے مال و زر جو اس کو عار ہے	چھوڑے ہستی کو جو دشمن خوار ہے
خواجۂ لقماںؑ بظاہر خواجہ وش	در حقیقت بندۂ لقمانؑ خواجہ اش
خواجۂ لقماںؑ بظاہر خواجہ تھا	در حقیقت بندہ تھا لقمانؑ کا
در جہانِ باز گونہ زیں بسے ست	در نظرشاں گوہرے کم از خسے ست
ہیں بہت ایسے جہاں میں ذی حشم	جنکی نظروں میں ہیں موتی خس سے کم
مر بیاباں را مفازہ نام شد	نام و ننگے عقل شاں را دام شد
ان بیابانوں کا آبادی ہے نام	نام و ننگِ عقل ہے ان سب کا دام
یک گروہ را خود معرّف جامہ است	در قبا گویند کو از عامہ است
بعض کو تو اعتراف جامہ ہے	یہ قبا ان کو لباس عامہ ہے
یک گروہ را ظاہر سالوس زہد	نور باید تا بود جاسوس زہد
بعض کا ہے زہد مکر آشکار	نور ہو تو زہد میں ہو کامگار
نور باید پاک از تقلید و عول	تا شناسد مرد را بے فعل و قول
نور ہو وارستہ[1] تقلید و عول	جانے وہ ہر مرد کو بے فعل و قول

[1] پیروی اور عیال داری سے آزاد ۔

Marfat.com

ور رود در قلبِ او از راہِ عقل	نقد او بیند نباشد بند نقل
قلب میں جائے گاوہ از راہِ عقل	اصل دیکھے اُسکی توڑے بندِ نقل
بندہ کاں خاص علّام الغیوب	در جہانِ جاں جواسیسِ القلوب
خاص ہیں جو بندگانِ بے نیاز	ہیں جہانِ جاں میں وہ جاسوسِ راز
در درونِ دل در آید چوں خیال	پیشِ شاں مکشوف باشد سرِّ حال
دل میں جب آئے کسی کے کچھ خیال	پہلے سے ہو جائے معلوم ان کو حال
در تنِ گنجشک چیست از برگ و ساز	کہ شود پوشیدہ آں بر عقلِ باز
چڑیوں کے پوٹے میں کیا ہے برگ و ساز	جس سے ناواقف بھلا ہو عقلِ باز
آنکہ واقف گشت بر اسرارِ ہو	سرِّ مخلوقات چہ بود پیشِ او
ہو گیا جو واقفِ اسرارِ ہو	راز عالم کیا ہے اُس کے روبرو
آنکہ بر افلاک رفتارش بود	بر زمیں رفتن چہ دشوارش بود
جو فلک پر مائلِ رفتار ہو	اُسکو کیا چلنا زمیں پر بار ہو
در کفِ داؤد کاہن گشت موم	موم چہ بود در کفِ او اے ظلوم
موم ہو لوہا کفِ داؤد میں	موم کا کیا حال ہو - خود سوچ لیں
بود لقمانؑ بندہ شکلِ خواجۂ	بندگی بر ظاہرش دیباجۂ
صورتِ خواجہ میں لقماں بندہ تھا	بندگی ظاہر کی تھی اک ابتدا
چوں رود خواجہ بجائے ناشناس	بر غلامِ خویش پوشاند لباس
شہرِ نامعلوم میں خواجہ جو جائے	اپنے کپڑے اپنے خادم کو پہنائے
او بپوشد جامہائے آں غلام	مر غلامِ خویش را سازد امام
اور پہن لے آپ ملبوسِ غلام	اپنے بندے کو کرے اپنا امام
در پئیش چوں بندگاں در رہ شود	تا نیابد زد کسے آگہ شود
پیچھے پیچھے ساتھ رستے میں چلے	تا نہ کوئی شخص اسے پہچان لے

Marfat.com

گوید اے بندہ تو رو در صدر نشیں
من بگیرم کفش چوں بندہ کمیں

اور کہے جا بیٹھ خادم صدر میں
تیرے جوتے لے کے ہم بیٹھے رہیں

تو درشتی کن مرا دشنام دہ
مر مرا تو ہیچ توقیری منہ

مجھ پہ سختی کر مجھے دشنام دے
اور بزرگ اپنا نہ باور کر مجھے

ترکِ خدمت خدمتِ تو داشتم
تا بغربت تخمِ حیلت کاشتم

چھوڑی خدمت، تیری خدمت کیلئے
حیلتاً پردیس میں لایا تجھے؛

خواجگاں این بندگیہا کردہ اند
تا گماں آید کہ ایشاں بردہ اند

خواجہ لوگوں نے یہ کی ہے بندگی
تا غلام ان کو سمجھ لے ہر کوئی

چشم پُر بودند و سیر از خواجگی
کارہا را کردہ اند آمادگی

سیر چشم خواجگی تھے یہ تمام
اور کئے آمادگی سے اپنے کام

ویں غلامان ہوا بر عکسِ آں
خویشتن نمود خواجہ عقل و جاں

برخلاف اس کے غلامِ حرص کار
خود کو خواجہ کر رہے ہیں آشکار

آید از خواجہ رہِ افگندگی
ناید از بندہ بغیر از بندگی

خواجہ سے ہوتی ہے ظاہر عاجزی
بندہ سے ہوتی ہے پیدا بندگی

پس ازاں عالم بدیں عالم چناں
تعبیہا ہست بر عکس ایں بداں

اُس جہاں سے اس جہاں تک مہرباں
تعبیے ایسے ہیں - تو بر عکس جان

خواجۂ لقماں بر احوالِ نہاں
بود واقف دیدہ بود از وے نشاں

خواجۂ لقماں کو حالاتِ نہاں
ہو گئے معلوم، کچھ پایا نشاں

رازمی دانست خوش می راند خر
از برائے مصلحت آں را ہبر

جانتا تھا - کام لیتا تھا مگر
مصلحت کے طور پر وہ راہبر

۱۵ بہروپ ۱۰

Marfat.com

مرورا آزاد کردے از نخست	لیک خوشنودیٔ لقمان را بجست
وہ تو آزاد اس کو کرتا پہلے ہی	پر اسے اس کی رضا منظور تھی
زانکہ لقمانؑ امراد ایں بود تا	کس نداند سر آں شیر فتا
تھی رضا لقمان کی - اس کا خیال	ہو نہ ظاہر اہل دنیا پر کمال
چہ عجب گر سر زبد پنہاں کنی	ایں عجب کہ سر زخود پنہاں کنی
کیا عجب گر بھید بد خو سے چھپے	یہ عجب، پوشیدہ ہو راز اپنے سے
کار پنہاں کن تو از چشمان خود	تا بود کارت سلیم از چشم بد
اپنی آنکھوں سے بھی کر پوشیدہ کام	چشم بد سے تا ہو محفوظ اے ہمام
خویش را تسلیم کن بردار مزد	دال کہ از خوبی زخود چیزے بدزد
کر حوالے خود کو تو تسلیم کے	خوبی اپنے سے چرائی جان لے
می دہند افیون بمرد زخم مند	تا کہ پیکاں از تنش بیروں کنند
زخمی کو افیون دیں اے خوش خصال	تا کہ پیکاں اُسکے تن سے لیں نکال
وقت مرگ از رنج او رامی درند	او بداں مشغول شد جاں می برند
موت کے وقت اُسکو دیتے ہیں ملال	وہ ہوا مشغول، اور لی جاں نکال
چوں ہر فکرے کہ دل خواہی سپرد	از تو چیزے در نہاں خواہند برد
جو جب سمجھو کرینگے فکر میں	کچھ نہ کچھ تجھ سے چھپا کر چھین لیں
ہر چہ اندیشی و تحصیلے کنی	می در آید در دزداں سو کا یمنی
نوکرے حاصل جو ہو کر کا مگار	راہ ایمن ہی سے آئے چور یار
پس بداں مشغول شو کاں بہتر است	تا ز تو چیزے ز رکاں کہتر است
اُس میں ہو مشغول بہتر ہے یہی	تا کہ چھوٹی چیزیں لے جائے نری
بارِ بازرگاں چو در آب اوفتد	کشتیٔ عمرش بغرقاب اوفتد
مال سوداگر جو زیر آب ہو	عمر کی کشتی نہ کیوں غرقاب ہو

Marfat.com

ہر چہ نازل تر بدریا افگنند	دست اندر کالۂ بہتر زنند
پھینکتے دریا میں ہیں ساماں بُرا	اور رکھتے ہیں جو ہو بالکل کھرا
چونکہ چیزے فوت خواہد شد در آب	ترک کمتر گیر و بہتر را بیاب
جبکہ چیزیں تیری ہونگی غرق آب	لے لے بہتر - چھوڑ دے جو ہو خراب
نقد ایماں را بطاعت گوشدار	تا ز روئے حق نگردی شرمسار
نقد دیں کو بندگی سے تو بچا	تا نہ شرمندہ ہو تو پیش خدا
چونکہ نقدت را نگہداری کنی	حرص و غفلت را برد دیو دُنی
تو بچائے نقد کو جب اے اخی!	تہ کرے گا حرص کو شیطان بھی

لقمانؑ کے فضل و ہنر کا ظاہر ہونا

خواجۂ لقمان چو لقماں را شناخت	بندہ بود اورا و با او عشق باخت
خواجہ جب لقماں سے واقف ہوگیا	اُسکا بندہ ہوگیا اور شیفتا
ہر طعامے کاو رہندے بوے	کش سوئے لقماں فرستادے زپے
کھانا آتا تھا جو کچھ اس کے لئے	بھیجتا تھا سامنے لقمان کے
تا کہ لقماں دست سوئے آں برد	قاصداً تا خواجہ پس خوردش خورد
تا کہ لقماں پہلے کھائے وہ طعام	اُسکے جھوٹے سے ہو خواجہ شادکام
سور او خوردے شورا نگیختے	ہر طعامے کو نخوردے ریختے
جھوٹا پانی اس کا پیتا شوق سے	جو نہ کھاتا - پھینکدیتا تھا اُسے
ور نخوردے بیدل و بے اشتہا	ایں بود بیوستگی بے منتہا
اور جو کھاتا بھی با صد بے دلی	یہ محبت انتہائے عشق تھی
خربزہ آوردہ بودند ارمغاں	لیک غائب بود لقماں زاں میاں
خربزے بھیجے کسی نے تحفتاً	تھا نہ لقمان - یاد آئی دفعتاً

Marfat.com

گفت خواجہ با غلامے کائے فلاں
زود رو فرزندِ لقماں را بخواں

فوراً اس کے پاس بھیجا اک غلام
تا بلا لائے بہ تعجیل تمام

چونکہ لقماں آمد و پیشش نشست
خواجہ پس بگرفت سکبینے بدست

آیا لقماں اور بیٹھا سامنے
لی چھری خواجہ نے اسکو دیکھ کے

چوں بریداد و اورا یک بریں
ہمچو شکر خوردش و چوں انگبیں

کاٹ کر اک قاش پھر لقماں کو دی
شہد و شکر کی طرح کھا اس نے لی

از خوشی کہ خورد داد اورا دوم
تا رسید آں شمسہا تا ہفدہم

دیکھکر خوش اُسکو دی اک دوسری
ستّرہ پھانکیں اس طرح دیں اے اخی

ماند شمسے گفت ایں را من خورم
تا چہ شیریں خربزہ است ایں بنگرم

بچ رہی اک اور وہ کھالی آپ ہی
تاکہ چکھے خربزے کی چاشنی

او چناں خوش می خورد کز ذوق او
طبعہا شد مشتہی و لقمہ جو

کھاتا تھا لقمان ایسے ذوق سے
دوسروں کو جس سے آتے تھے مزے

چوں بخورد از تلخیش آتش فروخت
ہم زباں کرد آبلہ ہم حلق سوخت

خواجہ نے کھائی - تو اک شعلہ اٹھا
پڑ گیا چھالا زباں پر - منہ جلا

ساعتے بیخود شد از تلخیِ آں
بعد ازاں گفتش کہ اے جانِ جہاں

دم بخود وہ اسکی تلخی سے ہُوا
پھر کہا لقماں سے اے جانِ وفا

نوش چوں کردی تو چندیں زہر را
لطف چوں انگاشتی ایں قہر را

نوش کیونکر کر لیا اس زہر کو
لطف کیوں سمجھا کیا اس قہر کو

ایں چہ صبر است ایں صبوری از چہ رو ست
یا مگر پیشِ تو ایں جانت عدو ست

صبر یہ کیسا ہے اور کس نوع کا
یا تو اپنی جان کا دشمن بنا

چوں نیاوردی بہانہ و حجتے
کہ مرا عذرے ست بس کن ساعتے

کیوں بہانہ اور نہ حجت تو نے کی
عذر کر دیتا نہ کھاؤں گا ابھی

Marfat.com

گفت من از دست نعمت بخش تو
خوردہ ام چندانکہ از شرمم دو تو

بولا نعمت دینے والے ہاتھ سے
اتنا کھایا ہے کہ اب سر کیا اٹھے

شرمم آید کہ یکے تلخ از کفت
می نوشتم اے تو صاحب معرفت

شرم یہ آئی کہ اک شے تلخ تر
تیرے ہاتھوں سے نہ کھاؤں باخبر

چوں ہمہ اجزایم از انعام تو
رستہ اند و غرق دانہ و دام تو

میرے اجزا تیری بخشش سے بنے
غرق ہیں دام اور دانے میں ترے

گر زیک تلخی کنم فریاد و داد
خاک صدرہ بر سر اجزام باد

ایک تلخی سے کروں فریاد اگر
خاک سو رستوں کی میرے جسم پر

لذّت دست شکر بخش تو داشت
اندریں بطیخ تلخی کے گذاشت

دست شیریں سے ترے شیریں ہوا
تلخ ہو جاتا وہ کیونکر خربزا

از محبّت تلخہا شیریں شود
از محبّت مسّہا زرّیں شود

شیریں ہو جاتا ہے اس سے تلخ تر
یہ محبت مس کو کر دیتی ہے زر

از محبّت دُردہا صافی شود
وز محبّت دردہا شافی شود

صاف کرتی ہے محبت دُرد کو
دَرد بن جاتا ہے درماں دیکھ لو

از محبّت خارہا گُل می شود
وز محبّت سرکہا مُل می شود

خار ہو جاتے ہیں سب الفت سے گُل
اس کے ہاتھوں سرکہ ہو جاتا ہے مُل[1]

از محبّت دار تختی می شود
وز محبّت بار بختی می شود

اور محبت سے ہے بنتی تخت دار
اس سے ہو جاتی ہے قسمت سازگار

از محبّت سجن گلشن می شود
بے محبّت روضہ گلخن می شود

یہ محبت باغ زنداں کو کرے
یہ نہ ہو تو پھاڑ ہیں سب گُل کدے

[1] شراب۔

Marfat.com

از محبت نار نورے می شود	وز محبت دیو حورے می شود
نار ہوتی ہے محبت ہی سے نور	دیو بن جاتا ہے اس سے مثلِ حور
از محبت سنگ روغن می شود	بے محبت موم آہن می شود
تیل کر دیتی ہے الفت سنگ کو	بے محبت موم کیوں آہن نہ ہو
از محبت حزن شادی می شود	وز محبت غول ہادی می شود
ہاں محبت سے بنے ہر غم خوشی	غول[۵۱] کرتا ہے اسی سے رہبری
از محبت نیش نوشے می شود	وز محبت شیر موشے می شود
نیش الفت ہی سے ہو جاتا ہے نوش	شیر بنتا ہے محبت ہی سے موش
از محبت سقم صحت می شود	وز محبت قہر رحمت می شود
ہاں محبت سقم[۵۲] کو صحت کرے	ہاں محبت قہر کو رحمت کرے
از محبت مُردہ زندہ می شود	وز محبت شاہ بندہ می شود
مُردوں کو ملتی ہے اس سے زندگی	شاہ کو دیکھا ہے کرتے بندگی
ایں محبت ہم نتیجہ دانش است	کے گزافہ برچنیں تختے نشست
یہ محبت ہے نتیجہ عقل کا	لاف گو اس تخت پر کیا بیٹھتا
دانش ناقص کجا ایں عشق زاد	عشق زاید ناقص اما بر جماد
عقل ناقص عشق کب پیدا کرے	اور کرے بھی تو فقط مخلوق سے
بر جمادے رنگ مطلوبے چو دید	از صفیرے بانگ محبوبے شنید
اس پہ دیکھا رنگ جب محبوب کا	تو صدا سے نغمۂ جانان سنا
دانش ناقص نداند فرق را	لاجرم خورشید داند برق را
دانش ناقص نہ جانے فرق کو	لاجرم خورشید جانے برق کو

۵۱ چھلاوہ +

۵۲ بیماری +

Marfat.com

چونکہ ملعوں خواند ناقص را رسولؐ	ہست در تاویل نقصانِ عقول
یعنی ناقص کو کہتے تھے رسولؐ	اور ہے تاویل نقصانِ عقول
زانکہ ناقص تن بود مرجوم رجم	نیست ہر مرحوم لائق لعن و زخم
جسم ناقص کو ہیں کرتے سنگسار	قابلِ لعنت ہے ہر مردود۔ یار!
نقصِ عقل است آنکہ بدر نجور لیست	موجبِ لعنت سزائے دور لیست
عقل کا ہے نقص بیماری بُری	لعنت و دوری کے وہ لائق ہوئی
زانکہ تکمیلِ بدن ہا دور نیست	لیک تکمیلِ خرد مقدور نیست
سہل ہے تکمیلِ جسم اے خوش خصال!	عقل کی تکمیل لیکن ہے محال
کفرِ فرعونی و ہر کبرِ عنید	جملہ از نقصانِ عقل آمد پدید
کفریہ فرعون اور کفار کا	عقل کے نقصان سے ظاہر ہوا
بہرِ نقصاں بدن آمد فرج	در نبی کہ مَا عَلَی الْاَعْمٰی حَرَج
نقصِ تن کو ہے سہولت نیک پے!	مَا عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ[1] قرآں میں ہے
برقِ آفل ما بنددبس بے وفا	آفل از باقی نداند بے صفا
برق فانی بھی ہے اور ہے بے وفا	فانی و باقی نہ جانے بے صفا
برق خندد بر کہ می خسپد دگو	بر کسے کہ دل نہد بر نورِ او
بجلیاں ہنستی ہیں کس پر غور کر	اُس پہ جو مرتا ہے اُنکے نور پر
نور ہائے برق ببریدہ پیست	آں چو لا شرقی و لا غربی کیست
نورِ بجلی کا ہے فانی بے گماں	اُس میں لا شرقی و لا غربی کہاں

[1] قولہ تعالیٰ عزّ وجلّ۔ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّ لَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ یعنی اندھے، لنگڑے اور مریض پر جہاد نہ کرنے سے کوئی قصور اور حرج لازم نہیں تا۔

[2] وہ جو نہ پورب میں ہے، نہ پچھم میں۔

Marfat.com

برق را خود یَخطَفُ الاَبصَار داں	نورِ باقی را ہمہ ابصار داں
برق کو تو یَخطَفُ الاَبصَار مان	نورِ باقی کو سراسر آنکھ جان ؂
برکفِ دریا فرس را راندن	نامہ را در نورِ برقی خواندن
موج دریا میں جو گھوڑا چھوڑ دیں	روشنی میں برق کی نامہ پڑھیں
از حریصی ثبت نادیدن است	بر دل و بر عقلِ خود خندیدن است
حرص کی ناعاقبت اندیشیاں	عقل و دل پر ہیں تمسخر کیشیاں
عاقبت بیں است عقل از خاصیت	نفس باشد کو نہ بیند عاقبت
خاصیت میں عقل ہے انجام بیں	نفس میں لیکن یہ خاصیت نہیں
عقل کو مغلوبِ نفس او نفس شد	مشتری ماتِ زحل شد نحس شد
نفس ہے گر عقل ہو مغلوبِ نفس	مشتری زیرِ زحل ہو جائے نحس
ہم دریں نحسے بگرداں ایں نظر	در کسے کہ نحس کردت در نگر
ڈال تو اس نحس پر بھی اک نظر	نحس جو تجھ کو کرے اے بے خبر
آں نظر کہ بنگرد ایں جزر و مد	او ز نحسے سوئے سعدے نقب زد
جو نظر اس جزر و مد کو دیکھ لے	سعد کی جانب ہے جاتی نحس سے
زاں ہمی گرداندت حالے بحال	ضد بضد پیدا کناں در انتقال
دوسرے سے ہے بدلتا ایک حال	ضد سے ضد پیدا کرے یہ انتقال
تا کہ از عسرے نہ بینی خوفہا	کے زیرے بازیابی لطفہا
خوف اگر دیکھے نہ تو تکلیف کا ؂	لطف راحت تجھکو کیونکر آئے گا
تا کہ خوفت زاید از ذات الشمال	لذّتِ ذات الیمین بر جی الرّجال
تا کریں خائف تجھے ذات الشمال [۱]	اور دیں ذات الیمین [۳] لطفِ کمال

[۱] بینائی کو چھین لینے والی ۔ [۲] جن کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوگا۔ یعنی مقہور اور بُرے لوگ ۔ [۳] جن کے دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ہوگا یعنی مغفور اور نیک لوگ ۔

Marfat.com

تا دو پر باشی کہ مرغ یک پرہ
عاجز آمد از پریدن یک سرہ

تا دو پر ہو تو کہ طائر اِک پرا
اڑنے سے رہتا ہے عاجز اے فتا

یار ہا کن تا نیایم در کلام
یا بدہ دستور تا گویم تمام

یا تو مجھ کو چھوڑ دے تا چُپ رہوں
یا اجازت دے کہ جو چاہوں کہوں

ورنہ ایں خواہی نہ آں فرماں ترا ست
کس چہ داند مر ترا مقصد کجاست

گر نہ یہ چاہے نہ وہ - ہے اختیار
کون جانے کیا ترا مقصد ہے یار

جانِ ابراہیمؑ باید تا بنور
بیند اندر نار فردوس و قصور

جانِ ابراہیمؑ ہو تو نور سے ؛
نار میں بھی قصرِ جنت دیکھ لے ؛

پایہ پایہ بر رود بر ماہ و خور
تا نماند ہمچو حلقہ بند در

سیڑھی سیڑھی جائے مہر و ماہ پر
مثلِ حلقہ تا نہ پائے بند در

چوں خلیل از آسمانِ ہفتمیں
بگذرد کہ لَآ اُحِبُّ الْآفِلِیْن

گذرے ساتوں آسماں سے جوں خلیل
لَآ اُحِبُّ الْآفِلِیْن[1]، لائے دلیل

ایں جہانِ تن غلط انداز شد
جز مر آں را کو ز شہوت باز شد

سب کو گمرہ یہ جہانِ تن کرے
پر نہ اس کو شہوتوں سے جو بچے

غلامِ سلطان کے حاسدوں کا باقی قصّہ

قصۂ شاہ و امیران و حسد
قصہ شاہ کا و امیروں کا جو تھا

دُور ماند از جرّ حبرارِ کلام
کھینچا تانی سے بیاں کی رہ گیا

بر غلامِ خاص سلطانِ ابد
حاسد بندہ ہوئے جو بر بلا

باز باید گشت و کرد آں را تمام
ختم کرنا چاہئے اس کو ذرا ؛

[1] میں ڈوبنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

Marfat.com

باغبان ملک با اقبال و بخت
چوں درختے را نداند از درخت

باغبانِ ملک با اقبال و بخت
کیوں درختوں میں نہ پہچانے درخت

آں درختے را کہ تلخ ورد بود
واں درختے کہ یکش ہفصد بود

ایک ہو پیڑوں میں کڑوا اور سخت
سات سو کے ہو برابر اک درخت

کے برابر دارد اندر مرتبت
چوں ببیند شاں بچشمِ عاقبت

رتبے میں کب ہوں برابر وہ شجر
ان پہ ڈالے جب وہ آخر بیں نظر

کاں درختاں را نہایت چیست بر
گرچہ یکسانند ایں دم در نظر

پھل الگ ہیں، اور نتیجے بھی نئے
گو نظر آئیں بظاہر ایک سے

شیخ کو ینظرُ بنورِ اللہ شد
از نہایت وز نخست آگاہ شد

شیخ ہے نورِ خدا سے دیکھتا
جانتا ہے ابتدا اور انتہا؛

چشمِ آخر بیں سبب از بہرِ حق
چشمِ آخر بیں کشاد اندر سبق

چشمِ بد بیں بندگی بہرِ خدا
چشمِ آخر بیں کو اس نے وا کیا

آں حسودانِ درختاں بودہ اند
تلخ گوہر شور بختاں بودہ اند

ھے وہ حاسد فی الحقیقت بدبخت
اصل انکی تلخ تھی، تھے شور بخت

از حسد جوشاں و کف می ریختند
در نہانی مکر می انگیختند

دشمنی کے جوش سے تھے منہ میں جھاگ
مکر کی چھپکر جلاتے تھے وہ آگ؛

تا غلامِ خاص را گردن زنند
نیخ او را از زمانہ برکنند

مار ڈالیں تا غلامِ خاص کو
اُسکی جڑ بنیاد دنیا میں نہ ہو

چوں نبود فانی چو جانش شاہ بود
نیخ او در عصمتِ اللہ بود

کیوں ہو فانی، جان اسکی شاہ تھا
حافظ اسکی اصل کا اللہ تھا

شاہ از اسرارِ شاں واقف شدہ
ہمچو بوبکرؒ ربابی تن زدہ

بادشہ پر بھید ان کا کھل گیا
مثلِ بوبکرؒ ربابی اے فتا؛

+ یہ حضرت بوبکر ربابیؒ صاحب جذب مشائخ میں سے تھے جو سات سال تک خاموش رہے تھے +

Marfat.com

در تماشائے دلِ بد گوہراں	می زدے خنبک ہر اں کوزہ گراں
دیکھتا تھا وہ یہ حالاتِ نہاں	مگر پر ان کے بجاتا تالیاں
مکر می سازند قومِ حیلہ مند	تا کہ شہ را در قفائے افگنند
مکر کرتی تھی یہ قومِ حیلہ گر	تا کہ ہو بے ہوش شاہِ باخبر
پادشاہے بس عظیم و بیکراں	در قفائے کے بگنجد اے خراں
تھا عظیم الشان وہ سلطان تو	بے ہشی میں کب سماتا اے گدھو!
از برائے شاہ دامے دو ختند	آخر ایں تدبیر ازو آموختند
دام بہر شاہ وہ سیتے رہے	تھے اسی سے یہ مگر سیکھے ہوئے
نحس شاگردے کہ با استادِ خویش	ہمسری آغاز د و آید بہ پیش
نحس وہ شاگرد جو استاد سے	سیکھ کر پھر سامنا کرنے لگے
با کدام استاد استادِ جہاں	پیش او یکساں ہویدا و نہاں
کونسا استاد استادِ جہاں	جسکے آگے ایک ظاہر اور نہاں
چشمِ او بنظر بنور اللہ شدہ	پردہ ہائے جہل را خارق بُدہ
دیکھتا ہے جو خدا کے نور سے	پھاڑ ڈالے جس نے پردے جہل کے
از دلِ سوراخ چوں گہنہ گلیم	پردہ بندد بہ پیشِ آں حکیم
دل تو سوراخوں ست ہے کہنہ[1] گلیم	اس کا پردہ تانے وہ پیشِ حکیم
پردہ می خندد بروبا صد دہاں	ہر دہانے گشتہ اشگافے بر آں
پردہ سو منہ سے ہے اس پر خندہ زن	ہر شگاف اس کا بنا گویا دہن
گویدِ آں استاد مر شاگرد را	اے کم از سگ نیستت با من وفا
کہتا ہے استاد یوں شاگرد سے	تو ہے کتے سے بھی کم او بے رخے

[1] پرانا اور پھٹا ہوا کمبل +

Marfat.com

خود مرا استاد گیر آہن گسل	ہمچو خود شاگرد گیرد کور دل
میں نہیں استاد جا ڈھونڈ اور کو	کور دل کا کور دل شاگرد ہو
نہ ازمنت ریزی ست در جان رواں	بے مزت آبے نمی گیرد رواں
کیا نہیں یاور میں تیری جان کا	بے مرے تجھ میں نہ جاری آب تھا
پیش دل من کارگاہِ بخت تست	چہ اشکنی ایں کارگہ اے نادرست
تیری قسمت کی ہے یہ دل کارگاہ	اسکو کیوں کرتا ہے ناحق تو تباہ
گوئیش پنہاں زنم آتش زنہ	نے بقلب از قلب باشد روزنہ
تو کہے۔ ہے آگ الفت کی چھپی	کیا نہیں اک دل کو دل سے آگہی
آخر از روزن ببیند فکرِ تو	دل گواہی می دہد زیں ذکرِ تو
دیکھے اس روزن میں جلوہ فکر کا	دل ہی خود شاہد ہے تیرے ذکر کا
لیک در رویت نمالد از کرم	ہر چہ گوئی خند د گوید نعم
سامنے تیرے نہ گو وہ کچھ کہے	تیری باتوں پر کہے ہاں اور ہنسے
او ہمی خندد زذوق مالشت	او ہمی خندد بریں اسگالشت
چاپلوسی پر تری ہنستا نہیں	فکر پر تیری ہے خنداں بالیقیں
پس خدائے را خدائے شد جزا	کاسہ زن کوزہ بخور اینک سزا
مکر کی بس مکر ہوتی ہے سزا	مار کاسہ، مار پھر کوزے کی کھا
ور بدے با تو وراخندہ رضا	صد ہزاراں گل شگفتے مرترا
تجھ سے خوش ہو کر جو وہ کرتا ہنسی	پھول سو تیرے لئے کھلتے ابھی
چوں دل او در رضا آرد عمل	آفتابے داں کہ آید در حمل
دل میں اسکے جب خوشی کا ہو عمل	جان لے سورج ہے اور برج حمل
زو بخندد ہم بہار و ہم نہار	در ہم آمیزد شگوفہ سبزہ زار
دن ہو روشن اور ہو ساماں بہار	اور لہرائیں شگوفے۔ سبزہ زار

Marfat.com

چوں ندانی تو خزاں را از بہار
چوں بدانی رمزِ خندہ در تمار

جب بہاروں سے خزاں سمجھے نہ تو
پھلوں کے خندہ کی کیا گفتگو

صد ہزاراں بلبل و قمری نوا
افگند اندر جہانِ بے نوا

بلبلیں اور قمریاں ہیں خوش نوا
اس جہاں میں سیکڑوں بے انتہا

چونکہ برگِ روح خود زرد و سیاہ
می بینی چوں ندانی چشمِ شاہ

رُوح کا پتہ جو ہے زرد و سیاہ
دیکھے تو - تو کیوں نہ سمجھے چشمِ شاہ

آفتاب شاہ در برجِ عتاب
می کند رُوہا سیہ ہمچوں کتاب

آفتابِ شاہ اور برجِ عتاب
چہرے کیوں کالے نہ ہوں مثلِ کتاب

آں عطارد را ورق ہا جانِ ماست
آں سپیدی و اں سیہ میزانِ ماست

اس عطارد کا ورق ہے میری جان
ہے سپیدی اور سیاہی امتحان

باز منشورے نویسد سرخ و سبز
تا رہند ارواح از سودا و عجز

رکھتا ہے فرمان اکثر سرخ و سبز
تاکہ ہو روحوں سے باہر رنگِ عجز

سرخ و سبز افتاد نسخہ نو بہار
چوں خطِ قوسِ قزح در اعتبار

سرخ اور سبز ایک نسخہ نو بہار
خط دھنک کا تو اسے کرلے شمار

اندریں معنی شنو نو قصۂ
تا بیابی از معانی حصّۂ

سن اسی بارے میں اک قصہ نیا
تاکہ مقصد میں ملے حصہ ذرا

ہُدہُد، بلقیسؑ اور حضرتِ سلیمانؑ

رحمت صد تو بر آں بلقیسؑ باد
کہ خدایش عقلِ صد مرداں بداد

رحمتیں لاکھوں ہو اُس بلقیسؑ پر
عقل مردوں کی جسے دے دادگر

ہُدہُد نامہ بیاورد و نشاں
از سلیمانؑ چند حرفے با بیاں

لایا ہدہد ایک نامہ اور نشاں
تھا سلیمانؑ کی طرف سے اک بیاں

Marfat.com

خواند او آن نکتہائے با شمول	وز حقارت ننگرید اندر رسول
اس نے وہ نکتے پڑھے اور نامہ بھی	اور قاصد کی نہ کچھ تحقیر کی
چشم ہُد ہُد دید و جان عنقا ش دید	حس چو کفے دید دل دریا ش دید
آنکھ نے ہدہد - تو عنقا جان نے	دل نے دریا - جس نے کف دیکھا اسے
عقل با حس ز یں طلسمات درنگ	چوں محمدؐ با ابو جہلاں بجنگ
عقل و حس اس دہر میں جو ہے دورنگ	یوں ہے جوں بوجہل اور احمدؐ کی جنگ
کافراں دیدند احمدؐ را بشر	چوں ندیدند از وے انشق القمر
کافروں نے جانا احمدؐ کو بشر	اور نہ دیکھا ان سے انشق القمر
خاک زن بر دیدۂ حس بین خویش	دیدۂ حس دشمن عقل ہست و کیش
دیدۂ حس بیں پہ اپنے خاک ڈال	یہ ہے دشمن عقل کا اے خوش خصال
دیدۂ حس اندا عماش خواند	بت پرستش خواند و ضد ماش خواند
دیدۂ حس کو کور کہتا ہے خدا	بت پرست اور اپنی ضد اسکو کہا
زانکہ او کف دید و دریا را ندید	زانکہ حالے دید و فردا را ندید
اُس نے کف دیکھا مگر دریا نہیں	حال کو دیکھا، نہ فردا بالیقیں
خواجۂ فردا و حالے پیش او	او نمی بیند ز گنجے جز تسو
حال و فردا کاسۂ لبالب روبرو	وہ خزانے کو نہ دیکھے اک تسو[۵۲]
ذرّہ از آں آفتاب آرد پیام	آفتاب آں ذرّہ را گردد غلام
ذرّہ اس سورج کا لائے پیام	آفتاب اس ذرّے کا ہو اک غلام
قطرہ گر بحر و حدت شد سفیر	ہفت بحر آں قطرہ را باشد اسیر
قطرہ جو ہو بحر وحدت کا سفیر	اس کے پھر ساتوں سمندر ہوں اسیر

[۵۱] تحقیق چاند شق ہو گیا ۔

[۵۲] ایک نہایت کم وزن کا نام ہے ۔

Marfat.com

گر کفے خاکے شود چالاک او	پیش خاکش سر نہد افلاک او
اسکی مٹھی خاک اگر چالاک ہو	خاک پر اسکی سر افلاک ہو
خاکِ آدم چونکہ شد چالاکِ حق	پیش خاکش سر نہد املاکِ حق
خاک آدم چونکہ ہے چالاک حق	سجدے میں اُسکے ہیں سب املاکِ حق
السَّمَآءُ انْشَقَّتْ آخر از چہ بود	از یکے چشمے کہ ناگہ بر گشود
السَّمَآءُ انْشَقَّتْ[1] آخر کیا یہ تھا	ایک چشمہ تھا جو ناگہ کھل گیا
خاک از دُردی نشیند زیر آب	خاک بیں کز عرش بگذشت از شتاب
دُرد بن کر خاک مٹھی زیر آب	عرش سے یہ خاک گذری کامیاب
آں لطافت پس ازاں کز آب نیست	جز عطائے مبدعِ وہّاب نیست
وہ لطافت آب سے ہرگز نہیں	ہے عطائے خاص مولا بالیقیں
گر کند سفلی ہوا و نار را	ور ز گل او بگذراند خار را
گر کرے سفلی ہوا و نار کو	پھول سے آگے بڑھا دے خار کو
حاکم است و یَفْعَلُ اللّٰہ مَا یَشَآ	اوز عین درد انگبیں و دوا
وہ ہے حاکم اُسنے جو چاہا کیا	کر دی عین درد سے پیدا دوا
گر ہوا و نار را اسفل کند	تیرگی و دردی و تفلی[2] کند
گر ہوا و نار کو سفلی کرے	کالا، گدلا، اور اسے تفلی[2] کرے
ور زمین و آب را اعلیٰ کند	راہِ گردوں را بپا مطوی کند
گر زمین و آب کو اعلیٰ کرے	راہ گردوں طے کرا دے پاؤں سے

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل :- وَاِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ یعنی جس دن آسمان پھٹ جائیں اور حکم خدا سے آگاہ ہوکر مخلوق فرمانبرداری کرے۔ اور فرمانبرداری اُسے سزاوار بھی ہے ۔

[2] تیرگی ۔

Marfat.com

نیست کس را زہرہ تا گوید کہ چوں
بس جگرہا کاندریں رہ گشت خوں

کس کی طاقت ہے کرے چون وچرا
خون اس رہ میں جگر ہیں بر ملا

پس یقیں شد کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَا
خاکیے را گفت پر ہا برکشا

پس یقینی ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَا [1]
کھولدے پر اپنے خاکی سے کہا

آتشے را گفت رو ابلیس شو
زیر ہفتم خاک با تلبیس شو

کہ دہا آتش سے جا ابلیس بن
ہاں دکھا زیر زمیں تو مکر و فن

آدم خاکی بروتو برسہا
اے بلیس آتشی رو تا ثرای

آدم خاکی سُہیٰ [2] تک کر خرام
آتشی شیطاں ثریّٰ [3] میں کر قیام

چار طبع و علت ادنیٰ نیم
در تصرّف دائما من باقیم

چار طبع و علت اولیٰ نہیں
اور تصرف میں ہوں باقی بالیقیں

کارِ من بے علّت است و مستقیم
نیست تقدیرم بعلّت اے سقیم

کام بے علت ہیں میرے اے سقیم
کب مری قسمت میں علت ہی مقیم

عادتِ خود را بگردانم بوقت
ایں غبار از پیش بنشانم بوقت

اپنی عادت کو بدل لوں وقت پر
گرد کو اکثر بٹھادوں وقت پر

بحر را گویم کہ ہیں پُر نار شو
گویم آتش را کہ رو گلزار شو

بحر سے کہدوں کہ تو پُر نار ہو
آگ سے کہدوں کہ ہاں گلزار ہو

کوہ را گویم سبک شو ہمچو پشم
چرخ را گویم فرورد پیش چشم

کوہ سے کہ دوں سبک ہو مثل پشم
چرخ سے کہدوں فرو ہو پیش چشم

[1] قولہ تعالیٰ عزوجلّ: تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنی یا اللہ! تو جس کو چاہتا ہے عزیز کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ نیکیاں اور خوبیاں سب تیرے ہاتھ میں ہیں اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔
[2] ایک ستارے کا نام ہے۔ [3] خاک۔

Marfat.com

گویم اے خورشید مقروں شو بماہ	ہر دو را سازم چو دو ابر سیاہ
کہدوں سورج سے کہ ہو مہ کے قرین	کالے بادل دونوں بن جائیں دیں
چشمۂ خورشید را سازیم خشک	چشمۂ خوں را بفن سازیم مشک
میں سکھادوں چشمۂ خورشید کو	خون کا چشمہ جو چاہوں مشک ہو
آفتاب و مہ چو دو گاوِ سیاہ	یوغ بر گردن ببندد شاں الٰہ
ہوں یہ مہر و ماہ دو گائیں سیاہ	ان کی گردن پر جُوا رکھدے الٰہ

آیتِ قرآنی سے ایک فلسفی کا انکار

مقریے می خواند از رُوئے کتاب	مَاءُکُمْ غَوْرًا ز چشمہ بندم آب
ایک قاری پڑھ رہا تھا عقلمند	مَاءُکُمْ غَوْرًا[1] کروں چشمے کو بند
آب را در غورہا پنہاں کنم	چشمہا را خشک و خشکستاں کنم
میں زمیں میں پانی کو پنہاں کروں	چشموں کو خشک اور خشکستاں کروں
آب را در چشمہ کہ آرد دگر	جز مَن بے مثل با فضل و خطر
پانی پھر چشموں میں لائے کون یوں	ماسوا میرے کہ میں بے مثل ہوں
فلسفیٔ منطقیٔ مستہاں	می گذشت از سوئے مکتب آں زماں
فلسفی تھا اک حقیر و منطقی	گذرا مکتب کی طرف سے اُس گھڑی
چونکہ بشنید آیۂ او را بلند	گفت آریم آب را ما با کلند
جبکہ با آواز یہ فقرے سنے	بولا میں لے آؤں پانی کھود کے

[1] قولہ تعالیٰ عزّ جلّ: ——— اِنْ اَصْبَحَ مَاءُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَاءٍ مَّعِیْنٍ۔ اگر تمہارا پانی زمین پر پھیل جائے تو پھر کون ہے جو تمہارے لئے خوشگوار پانی مہیا کردے؟

Marfat.com

مابزخم بیل و تیشہ زنی تبر	آب آریم از پستی زبر
سے اور تبر سے کھود کر	پانی اوپر لاؤں پستی سے اوندھر
شب بخفت دید او یک شیر مرد	زد طپانچہ بر دو چشمش کور کرد
رات کو سویا تو اک مرد خدا	مار کر اک تھپڑ اندھا کر گیا
گفت ایں دو چشم چشم اے شقی	با تبر نورے بیار ارصادقی
دل ان آنکھوں کے چشموں میں شقی	نور واپس لا - جو سچا ہے ابھی
روز برجست و دو چشمش کو درید	نور فائض از دو چشمش ناپدید
(۱۰) نکل آیا تو دیکھا کو رہا	نور اسکی آنکھوں سے جاتا رہا
پنا لیدے و مستغفر شدے	نور رفتہ از کرم ظاہر شدے
کرتا استغفار اور روتا اگر	نور پھر آنکھوں میں ہوتا جلوہ گر
لیک استغفار ہم در دست نیست	ذوق توبہ نقل ہر سرمست نیست
لیکن استغفار قابو میں نہیں	ذوق توبہ سب کو ہوتا ہے کہیں
از شقی اعمال و شومی جحود	راہ توبہ بر دل وبستہ بود
زشتی اعمال اور انکار سے	بند توبہ کے گئے تھے راہ سے
از نیاز و اعتقاد آں خلیل	گشت ممکن امر صعب مستحیل
اعتقاد و عجز ابراہیم سے	کام جو مشکل تھے ممکن ہو گئے
ہمچنیں بر عکس آں انکار مرد	مس کند زر را و صلحے را نبرد
اسکے برعکس اسکا انکار و درنگ	زر کو مس اور صلح کو کرتا ہے جنگ
دل بسختی ہمچو روئے سنگ گشت	چوں تگافد توبہ آں را بہر کشت
دل جو سختی پا کے پتھر ہو گیا	توبہ اب اس میں کریگی کاشت کیا
چوں شعیبے کو کہ تا او از دعا	بہر کشتن خاک سازد کوہ را
ہے شعیب اب کون جو کرکے دعا	کوہ کو مٹی کرے اور دے اگا

Marfat.com

یا بدریوزہ مقوقس از رسولؐ	سنگلاخے مزرعے شد با وصول
یا مقوقس کو شفیع المذنبیںؐ	کھیت کر دیں ایک پتھریلی زمین
کہربائے مسخ آمد ایں دعا	خاک قابل را کند سنگ دحصیٰ
کہربائے مسخ ہے گویا دعا	اچھی مٹی کو بھی پتھر دے بنا
ہر دلے را سجدہ ہم دستور نیست	مزدِ رحمت قسمِ ہر مزدور نیست
سجدہ ہر دل کے لئے ممکن نہیں	مزدِ رحمت سب کو ملتی ہے کہیں؟
ہیں بہشتی آں کہ من جرم و گناہ	کہ کنم توبہ در آیم در پناہ
اس بھروسے پر نہ کر ہرگز گناہ	توبہ کرکے پھر یہیں لے لونگا پناہ
می بباید تاب و آبے توبہ را	شرط شد برق و سحابے توبہ را
چاہیئے ہے بہر توبہ آب و تاب	شرط توبہ کے لئے برق و سحاب
آتش و آبے بباید میوہ را	واجب آمد ابر و برق ایں شیوہ را
آگ پانی میوہ کی ہیں زندگی	ابر و برق اس شیوہ کو ہیں لازمی
تا نباشد برق دل و آب دو چشم	کے نشیند آتش تہدید و خشم
گر نہ آنسو اور برق دل اٹھے	آگ [illegible] اور غضب کی کیا بجھے
تا نباشد گریۂ ابراز مطر	تا نباشد خندۂ برق اے پسر
ابر جب تک مائل گریہ نہ ہو	برق جب تک راغب خندہ نہ ہو
کے بروید سبزۂ ذوق وصال	کے بجوشد چشمہا ز آب زلال
کب ہو پیدا سبزۂ ذوق وصال	چشموں سے کب ہو رواں آبِ لال

لہ مقوقس اسکندریہ اور مصر کے بادشاہوں میں سے ایک مشہور بادشاہ تھا۔ جسے جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت کی دعا سے اُس کے لئے پتھریلی زمین سرسبز ہو گئی تھی ۔

Marfat.com

کے گلستاں راز گوید با چمن
کے بنفشہ عہد بندد با سمن

راز داں کب ہو گلستاں کا چمن
عہد کب باندھے بنفشہ سے سمن

کے چنارے کف کشاید در دعا
کے درختے برفشاند میوہ را

ہاتھ کیوں بہر دعا کھولے چنار
پیڑ کب ہوں چار جانب میوہ بار

کے شکوفہ آستین پُر نثار
برفشاندن گیرد ایام بہار

آستیں کیونکر شکوفے کی کھلے
کب بہاروں میں وہ چھٹکے اور کھلے

کے فروزد لالہ را رخ ہمچو خوں
کے گل از کیسہ برآرد زر بروں

کب ہو روشن روئے لالہ مثل خوں
جیب سے باہر زر گل آئے کیوں

کے بیاید بلبل و گل بو کند
کے چو طالب فاختہ کو کو کند

آئے کب بلبل، تو کب مہکیں یہ پھول
فاختہ کو کو کرے کیوں پھر فضول

کے بگوید لکلک آں لک لک نجاں
لک چہ باشد ملک لک یا مستعاں

بولے لکلک شوق سے لک لک کہاں
یعنی تیرا ملک ہے سارا جہاں

کے نماید خاک اسرار ضمیر
کے شود چوں آسماں بستاں نیر

کھولے کب خاک اسرار ضمیر
باغ کب مثل فلک یوں ہو منیر

از کجا آوردہ اند ایں حلّہا
من کریم من رحیم کلّہا

لائے ہیں کس جا سے یہ حلے تمام
کون ہے راحم کریم نیک نام

آں لطافتہا نشان شاہدیست
کہ بہر ساعت دو صد جانش فدیست

وہ لطافت ہے نشانِ شاہدی
جس پہ سو جانیں فدا ہیں ہر گھڑی

۵۱ لک لک سے مولانا رحمۃ اللہ علیہ و نور اللہ مرقدہٗ یہ مفہوم پیدا کرتے ہیں کہ گویا لکلک جانور یوں کہتا ہے کہ "لَکَ الْمُلْکُ" یعنی اے خدا! یہ سارا جہان تیرا ہی ہے +

Marfat.com

آں شود شاد از نشاں کو دید شاہ
چوں ندید اورا نباشد انتباہ

ہو نشاں سے خوش جو دیکھے شاہ کو
جب نہ دیکھے آگہی کس طرح ہو

روح آں کس کو بہنگام الست
دید ربّ خویش و شد بیخویش و مست

روح اسکی ہے جو ہنگام الست
دیکھ کر رب کو ہوئی سرشار و مست

او شناسد بوئے مے کہ مے بخورد
چوں نخورد او مے چہ داند بوئے کرد

بوئے مے وہ جانے جو ہو یادہ خوار
بے پیئے کیا بوئے مے ہو آشکار

زانکہ حکمت ہمچو ناقہ ضالہ ست
ہمچو دلّالاں نشاں را دالہ ست

کیونکہ حکمت ناقہ ہے بھٹکا ہوا
مثل دلّالوں کے شہ کا رہنما

تو ببینی خواب در یک خوش لقا
کو دہد وعدہ و نشانے مر ترا

خواب میں آئے نظر اک مہ لقا
تجھ سے جو وعدہ کرے اور دے پتا

کہ مرادِ تو شود اینک نشاں
کہ بہ پیش آید ترا فردا فلاں

ہو ترا مقصود وہ تیرا نشاں
یعنی کل آئے گا ملنے کو فلاں

یک نشانے آنکہ او باشد سوار
یک نشانے کہ ترا گیرد کنار

اک نشانی یہ کہ وہ ہوگا سوار
اک نشانی یہ کہ ہوگا ہمکنار

یک نشانے کہ بخندد پیش تو
یک نشاں کہ دست بند پیش تو

اک نشانی یہ کہ وہ تجھ سے ہنسے
اک نشانی، ہاتھ جوڑے سامنے

یک نشانے آنکہ این خواب از ہوس
چوں شود فردا نگوئی پیش کس

اک نشانی یہ کہ یہ خواب ہوس
صبح کو ظاہر کسی پر ہو نہ بس

زاں نشاں با والدِ یحییٰ بگفت
کہ نیائی تا سہ روز اصلا بگفت

والد یحییٰ سے جیسے کہ دیا
تین دن تک کچھ نہ کہنا بر ملا

تا سہ شب خامش کن این نیک و بدت
این نشاں باشد کہ یحییٰ آیدت

تین راتوں تک نہ کہ اچھا برا
یہ نشاں ہوگا کہ یحییٰ آئے گا

Marfat.com

دم مزن سہ روز اندر گفتگو	کہ سکوت ست آیتِ منصورِ تو
تین دن تک تو نہ کر کچھ بھی بیاں	تیری خاموشی ہے نصرت کا نشاں
ہیں میاور این نشاں را تو بگفت	ایں سخن را دار اندر دل نہفت
تو نہ ظاہر کر کسی پر یہ نشاں	اپنے دل میں رکھ یہ ہیں تو نہاں
این نشانہا گویدش ہمچوں شکر	ایں چہ باشد صد نشانہائے دگر
مثل شکر ہوں گے یہ ظاہر نشاں	اور ایسے سیکڑوں نادر نشاں
این نشاں آں بود کان ملکِ جاہ	کہ ہمی جوئی بیابی از الٰہ
یہ نشان اسکا ہے تو ملک اور جاہ	پائے گا اللہ سے اے خوش نگاہ
آنکہ می گریی بشبہائے دراز	وآنکہ می سوزی سحرگہ در نیاز
رو کے کٹتی ہیں تیری راتیں دراز	ہر سحر کو ہے تجھے سوز نیاز
آنکہ بے آں در تو تاریک شد	ہمچو دو کے گردنت باریک شد
ایکہ ہے تیرے دنوں میں تیرگی	تیری گردن سوکھ کر نکلا ہوئی
وآنکہ دادی آنچہ داری در زکوٰۃ	چوں زکوٰۃ پاکبازاں بر جہات
کر دیا خیرات جو کچھ پاس تھا	جیسے دنیا پر ہو پاکوں کی سخا
رختہا دادی خواب رنگ رو	سر فدے کردی و گشتی ہمچو مو
کھویا سب اسباب، نیند، اور رنگِ رو	سر فدا کر کے ہوا تو مثلِ مو
چند در آتش نشستی ہمچو عود	چند پیش تیغ رفتی ہمچو خود
عود بن کر آگ میں جلتا رہا	خود بن کر تیغ کے آگے گیا

لہ قولہ تعالیٰ عزوجل: اِنَّ اٰیَتُکَ اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا۔
جب اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کا مژدہ دیا۔ تو فرمایا کہ اس کی پہچان یہ ہوگی کہ تم تین روز تک لوگوں سے رمز و اشارہ کے سوا گفتگو نہ کر سکو گے۔

Marfat.com

زاینچنیں بیچارگیہا صد ہزار	خوئے عشّاق است ناید در شمار
ایسی بے سامانیاں ایسے فشار	خصلت عشاق میں ہیں بے شمار
چونکہ اندر خواب دیدی حالہا	آنکہ بودی آرزو لیش سالہا
خواب میں وہ دیکھتا ہے حال تو	جسکی برسوں سے تجھے تھی آرزو
چونکہ شب آں خواب دیدی روز شد	از امیدِ آن دلت پیروز شد
شب کو دیکھا خواب تو دن ہو گیا	دل ہوا امید سے راحت فزا
چشم گرداں کردۂ بر چپ و راست	کاں نشان و آں علامتہا کجاست
دائیں بائیں غور سے ہے دیکھتا	وہ نشانی اور علامت جا بجا
بر مثالِ برگ می لرزی کہ وائے	گر رود در دزد نشاں پیدا شود
تجھکو پتے کی طرح ہیں لرزشیں	ہو نہ ایسا وہ نشاں جاتے رہیں
می دوی در کو و بازار و سرا	چوں کسے کو گم کند گوسالۂ
تو گلی کوچے میں یوں دوڑا پھرے	جیسے کوئی اپنا بچھڑا گم کرے
خواجہ خیر است ایں داد چیستت	گم شدہ ایں جا کہ داری کیستت
خیر تو ہے، یہ تگاپو کس لئے	کھو گیا کیا، ڈھونڈتا ہے تو کسے
گوئمیش خیر است لیک ایں خیر من	کس نشاید کہ بداند غیر من
تو کہے ہاں خیر ہے لیکن پتا	بے مرے ہے کون اُس کو جانتا
گر بگویم یک نشانم فوت شد	چوں نشاں شد فوت وقتِ موت شد
گر کہوں میں اک نشانی فوت ہے	فوت ہونا اسکا وقتِ موت ہے
بنگری در روئے ہر مردے سوار	گویدت منگر مرا دیوانہ وار
تکتا پھرتا ہے تو روئے ہر سوار	وہ کہے مت دیکھ ادھر دیوانہ وار
گوئمیش من صاحبے گم کردہ ام	رُو بجست و جوئے او آوردہ ام
تو کہے مالک مرا گم ہو گیا	اسلئے پھرتا ہوں اسکو ڈھونڈتا

Marfat.com

دولتت پاینده باد اے سوار	رحم کن بر عاشقاں معذور دار
روز افزوں تیری دولت اے سوار	عاشقوں پر رحم کر، سن عذر یار
چوں طلب کردی بجد آمد نظر	جد خطا نکند چنیں آمد خبر
گر کرے کوشش تو آجائے نظر	سعی کب بے سود ہو۔ یہ ہے خبر
ناگہاں آمد سوارے نیک بخت	پس گرفت اندر کنارت سخت سخت
ناگہاں اک نیک بخت آئے سوار	اور وہ تجھ سے ہولپٹ کر ہم کنار
تو شدی بیہوش و افتادی بطاق	ہیچ گفت اینت سالوس و نفاق
تو گرے بے ہوش ہو کر خاک پر	بے خبر بولے۔ یہ دھوکا ہے مگر
او چہ می بیند دروایں شور چیست	او نداند کآں نشانِ وصل کیست
کیا وہ دیکھے شور کیوں ہے ہو رہا	کیا وہ جانے ہے نشانِ وصل کیا
ایں نشاں در حقِ او باشد کہ دید	آں دگر را کے نشاں آید پدید
جس نے دیکھا ہو وہ پائے یہ نشاں	دوسرے پر ہو نشاں کیونکر عیاں
ہر زماں کز وے نشانے می رسید	شخص را جائے بجائے می رسید
ہر گھڑی ملتا ہے اُسکا کچھ پتا	جسم پر ہوتا ہے ظاہر جا بجا
ماہی بیچارہ را پیش آمد آب	ایں نشانہا تِلکَ اٰیاتُ الکِتَاب
جس طرح بے چاری مچھلی پائے آب	یہ نشانی تِلکَ اٰیاتُ الکِتَاب ۵۲
پس نشانہا کہ اندر انبیاست	خاص آں جاں را بود کو آشناست
یہ نشاں ہیں انبیاء میں بر ملا	ہیں انہیں جانوں کو جو ہیں آشنا

۵۱ یعنی حدیث شریف میں ہے کہ "من طلب شیئاً وجد وجد" جو کوئی کسی چیز کو ڈھونڈے اور اُس میں کوشش کرے۔ تو وہ اُسے ضرور پائیگا ٭

۵۲ یہ نشانیاں قرآن کی ہیں ٭

Marfat.com

ایں سخن ناقص بماند و بیقرار	دل ندارم بے دلم معذور دار
بات یہ ناقص رہی - تشنہ رہی	میں ہوں بیدل - رکھ مجھے معذور اے!
ذرّہا را کے تواند کس شمرد	خاصہ آں کو عشق ازوے عقل برد
کون گن سکتا ہے ذرّوں کو بتا	خاص کر جو عشق سے مجنوں ہوا
می شمارم برگہائے باغ را	می شمارم بانگ کبک و زاغ را
گن رہا ہوں برگ ہائے باغ کو	گن رہا ہوں بانگ کبک و زاغ کو
در شمار اندر نیاید لیک من	می شمارم بہر رشد اے ممتحن
گو نہیں آتے وہ گنتی میں - ولے	گن رہا ہوں میں ہدایت کے لئے
نحس کیواں یا کہ سعدِ مشتری	ناپداندر حصر اگرچہ بشمری
نحس کیواں یا ہو سعد مشتری	فی الحقیقت گن نہیں سکتا کوئی
لیک ہم بعضے ازیں ہر دو اثر	شرح باید کرد بہر نفع و ضر
پھر بھی ان دونوں کی کچھ تاثیر سے	شرح کر تو نفع و نقصاں کیلئے
تا شود معلوم آثارِ قضا	شمّہ مر اہل سعد و نحس را
تاکہ ہوں معلوم آثارِ قضا	کچھ تو پائیں حال سعد و نحس کا
طالع آں کس کہ باشد مشتری	شاد گردد از نشاط و سروری
جس کا طالع ہو ستارہ مشتری	پائے وہ بیشک نشاط و سروری
وآنکرا طالع زحل از بہر شرور	احتیاطش لازم آمد در امور
جس کا طالع ہو زحل اے متّقی	احتیاط اسکے لئے ہے لازمی
گر نگویم آں زحل ستارہ را	زآتشش سوزد مر آں بیچارہ را
گر نہ دوں حال زحل اسکو بتا	آگ اس بے چارہ کو دیگی جلا
بس کن اے بیہودہ تازاں آفتاب	آتشے ناید بیک بارہ بتاب
بس کر اے ناداں کہ اس خورشید سے	یک بیک آتش نہ بھڑکے اور جلے

Marfat.com

از کواکب در سپہر بیکراں
دردمے نے نور ماند نے نشاں

تاروں کا اس آسماں پر اے فتا
ایک دم بھر میں نہیں ملتا پتا

آنچہ بردارد بداں مشغول شو
ورزدگر گفتار ہا معزول شو

کچھ نتیجہ جس کا ہے وہ کام کر
دوسری باتوں سے قطعًا کر حذر

جنبش اختر نیاید جز عقیم
برندارد جز کہ آں لطف رحیم

جنبش اختر سے کچھ پیدا نہیں
کچھ نہیں جز لطفِ ربّ العالمیں

اُذکروا اللہ شاد ما دستور داد
اندر آتش دیدہا را نور داد

حکم شرعے اُذکروا اللہ[1] کا دیا
آگ میں بھی نور آنکھوں کو ملا

گفت اگرچہ پاکم از ذکر شما
نیست لائق مرمرا تصویرہا

کہتا ہے گو پاک ہوں میں ذکر سے
اور نہیں لائق کسی تصویر کے

لیک ہرگز مست تصویر خیال
در نیاید ذات مارا ہمچو مثال

پھر بھی جو ہیں مست تصویر و خیال
ذات کو کیا پائیں جو ہے بے مثال

ذکر جسمانہ خیال ناقص است
وصف شاہانہ از آنہا خالص است

ذکرِ جسمانی ہے اک ناقص خیال
وصفِ شاہانہ ہے خالص باکمال

شاہ را گوید کسے جولاہ نیست
این چہ مدح است ایں مگر آگاہ نیست

گر کہے کوئی جلاہا کب ہے شاہ
کیا ہوئی تعریف - ہے گم کردہ راہ

حضرتِ موسیٰ[۲۱] اور ایک چرواہا

دید موسیٰ یک شبانے را براہ
کو ہمی گفت اے خدا و اے الٰہ

دیکھا اک چرواہا موسیٰ نے کہیں
کہ رہا تھا وہ کہ ربّ العالمیں!

[1] اللہ کا ذکر کرو +

Marfat.com

اتو کجائی تا شوم من چاکرت	چارقت دوزم کنم شانہ سرت
تو کہاں ہے میں ترا نوکر بنوں	میں ترا جوتا سیوں ، کنگھا کروں
اے خدائے من فدایت جان من	جملہ فرزندان و خویشان و زنان من
اے خدا تجھ پر فدا ہو میری جاں	میرے بچے اور میرا خانماں
تو کجائی تا سرت شانہ کنم	چارقت را دوزم و بجبہ زنم
تو کہاں - سر میں ترے کنگھا کروں	میں تری جوتے سیوں ، بنا کروں
جامہ ات دوزم سپیشمایت کشم	شپر پیشت آورم اے محتشم
میں جوئیں دیکھوں - تری کپڑی سیوں	دودھ بھی لاکر ترے آگے رکھوں
ور ترا بیمار بے آید بہ پیش	من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
جبکہ تو بیمار ہو جائے ذرا	میں بنوں غمخوار اے مولا ترا
دستکت بوسم بمالم پایکت	وقت خواب آید برویم جایکت
پاؤں دابوں ہاتھ تیرے چوم لوں	وقت خواب آئے تو بستہ جھاڑ دوں
گر بنیم خانہ ات را من دوام	روغن و شیرت بیارم صبح و شام
دیکھ لوں تیرا جو میں گھر تو مدام	دودھ گھی میں لے کر آؤں صبح و شام
ہم پنیر و نانہائے روغنیں	خرما جز اتہا سے نازنیں
کچھ پنیر اور روٹیاں کچھ روغنیں	کچھ شراب اور کچھ دنبے کے نازنیں
سازم و آرم بپیشت صبح و شام	از من آوردن ، تو نوردن طعام
لیکے آؤں تیرے آگے صبح و شام	لاؤں میں ، کھائے تو میرا طعام
اے فدائے تو ہمہ بزہائے من	اے بابت حق تو بابائے من
تجھ پہ ہوں قربان میری بکریاں	میں ہوں تیرے بابا میں صدقہ ہاں
زیں نمط بیہودہ می گفت آں شباں	گفت موسیٰ ! کیستی تو اے فلاں
بیہدہ چرواہا تھا یوں بک رہا	بولے موسیٰ کس سے ہے یہ التجا ؟

Marfat.com

گفت با آں کس کہ مارا آفرید	ایں زمین و چرخ ازو آمد پدید
بولا وہ جس نے مجھے پیدا کیا	جس نے سب ظاہر کئے ارض و سما
گفت موسیٰ ہائے خیرہ سرشدی	خود مسلماں ناشدہ کافر شدی
بولے موسیٰؑ بے حیا ظاہر ہے تو	ہاں مسلماں تو نہیں کافر ہے تو
ایں چہ زشت است ایں چہ کفر است و فشار	پنبۂ اندر دہاں خود فشار
کفر کیا بکتا ہے۔ فقرے بے تکے	بیہودہ گو، اپنے منہ میں ڈاٹ دے
گند کفر تو جہاں را گندہ کرد	کفر تو دیبائے دیں را ژندہ کرد
گندگی سے تیری گندہ ہے جہاں	گدڑی تو نے کر دیا دیبا کو ہاں
چارق و پاتابہ لائق مر ترا ست	آفتابے را چنیں ہا کے را ست
جوتا اور موزہ ہے سب تیرے لئے	کب مناسب ہیں یہ سورج کیلئے
گر نبندی زیں سخن تو حلق را	آتشے آید بسوزد خلق را
گر کرے گا تو نہ بند اس حلق کو	آگ آکر پھونک دیگی خلق کو
آتشے گر نامدست ایں دود چیست	جاں سیہ گشتہ رواں مردود چیست
گر نہ ہوتی آگ کیوں ہوتا دہواں	ہو گئی تاریک اور مردود جاں
گر ہمی دانی کہ یزداں داورست	ژاژ گستاخی ترا چوں یاورست
جانتا ہے جبکہ یزداں ہے خدا	پھر ہے ان گستاخیوں کی وجہ کیا
دوستی بے خرد چوں دشمنی ست	حق تعالیٰ زیں چنیں خدمت غنی ست
دوستی بے عقل کی ہے دشمنی	ہے خدا تو ایسی خدمت سے غنی
جسم حاجت در صفات ذوالجلال	جسم کب رکھتا ہے۔ ربّ ذوالکرام
پا کہ می گوئی تو ایں با ہمّ و خال	پا یہ خالو اور چچا سے ہے کلام
چارق او پوشد کہ او محتاج پاست	جوتے وہ پہنے جو ہو محتاج پا
شیر او نوشد کہ در نشو و نماست	دودھ وہ پیتا ہے جو ہو بڑھ رہا

Marfat.com

وز برائے بندہ است این گفتگو	آنکہ حق گفت او من است او من خود او
یہ ہے بندے کے لئے اے نیک بے	قول حق - وہ میں - ہوں میں وہ اور ہے
آنکہ گفت اِنِّیْ مَرِضْتُ لَمْ تَعُدْ	من شدم رنجور او تنہا نشد
اس نے ہے - اِنِّیْ مَرِضْتُ کو کہا	میں بھی تھا بیمار وہ تنہا نہ تھا
آنکہ بی یَسْمَعُ وَبِی یُبْصِرُ شدہ است	در حق آں بندہ این ہم بہتر است
بندہ جو بِی یَسْمَعُ وَبِی یُبْصِرُ ہوا	اس کے حق میں بھی یہ کہنا ہے بڑا
بے ادب گفتن سخن با خاص حق	دل بمیراند سیہ دارد ورق
بے ادب ہو جانا با خاصان حق	دل کو مردہ اور سیہ کر دے ورق
گر تو مردے را بخوانی فاطمہ	گرچہ یک جنس اند مرد و زن ہمہ
فاطمہ کہ دے اگر تو مرد کو ؛	گرچہ ہیں ہم جنس زن اور مرد - تو
قصد خون تو کند تا ممکن است	گرچہ خوشخوئے حلیم و مومن است
یہ ہے ممکن مار ڈالے وہ تجھے ؛	تو حلیم و نیک گو سمجھے اُسے
فاطمہ مدح است در حق زناں	مرد را گوئی بود زخم سناں
فاطمہ تعریف عورت ہے یہاں	مرد سے کہ دے تو ہو زخم سناں

۱ حدیث شریف میں ہے کہ خدا قیامت کے دن دریافت کریگا - اے ابن آدم میں بیمار تھا، تو نے میری عیادت کیوں نہ کی ؟ ابن آدم کہیگا کہ الٰہی! تو دونوں جہان کا بادشاہ ہے بھلا تو کس طرح بیمار ہو سکتا ہے ؟ ندا آئیگی کیا تجھے خبر نہ تھی کہ ہمارا فلاں بندہ بیمار ہے اگر تو اُس کی عیادت کے لئے جاتا تو یقیناً ہمیں وہاں پاتا ؛

۲ حدیث شریف میں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے متعلق فرماتا ہے "وہ میرے ہی ساتھ سُنتے اور میرے ہی ساتھ دیکھتے ہیں" یعنی میں اُن کے کان اور آنکھیں بن جاتا ہوں +

۳ نامۂ اعمال +

Marfat.com

دست ما در حق ما آسمانش است	در حق پاکی حق آلایش است
دست و پا سے بیر ہمیں آسائشیں	حق کے حق میں ہیں یہ سب آلائشیں
والد و مولود را او خالق است	وہ ہے خالق والد و مولود کا
ہر چہ جسم آمد ولادت وصف اوست	ہر چہ مولود ایست از بہر سوجود
جسم ہے جسکا وہی مولود ہے	اور جو مولود ہے موجود ہے
نکند از کون فساد ہست و نیست	نہ ادث ہست نہ شے خواہد بہ یقیں
اس جہاں میں تازگی ہے اسے نیا	وہ ہے حادث[1] اسکا پھر محدث[2] بھی
گفت اے موسیٰ دہانم دوختی	وز پشیمانی تو جانم سوختی
بولا وہ موسیٰ سیا تو نے دہاں	ہاں پشیمانی سے اب جلتی ہے جاں
جامہ ابریدہ آہے کرد و تفت	سر نہاد اندر بیابانے و رفت
اس نے کپڑے پھاڑے گرم آہ کی	چل دیا جنگل کی جانب راہ لی

حضرتِ موسیٰؑ پر عتاب کی وحی

وحی آمد سوئے موسیٰؑ از خدا	بندۂ ما را چرا کردی جدا
سوئے موسیٰؑ آئی یہ وحیِ خدا	کر دیا کیوں ہم سے بندے کو جدا
تو برائے وصل کردن آمدی	نے برائے فصل کردن آمدی
وصل کرنے کے لئے آیا ہے تو	یا جدا کرنے اسے آیا ہے تو
تا توانی پا منہ اندر فراق	اَبْغَضُ الْاَشْیَاءِ عِنْدِیَ الطَّلَاق
گر ہو ممکن چھوڑ دے راہِ فراق	بدترین شے میں سمجھتا ہوں طلاق

[1] نئی پیدا شدہ چیز ۔ [2] نئی چیز پیدا کرنے والا ۔ [3] حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہے

Marfat.com

ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم	ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم
ہم نے سب کو دی ہے اک سیرت جدا	اصطلاحیں سب کی ہیں بدلی ہوئی
در حقِ او مدح و در حقِ تو ذم	در حقِ او شہد و در حقِ تو سم
اُس کے حق میں مدح تیرے حق میں ذم	اُس کے حق میں شہد، تیرے حق میں سم
در حقِ او نور و در حقِ تو نار	در حقِ او ورد و در حقِ تو خار
اُس کے حق میں نور، تیرے حق میں نار	اُس کے حق میں پھول، تیرے حق میں خار
در حقِ او نیک و در حقِ تو بد	در حقِ او خوب و در حقِ تو رد
اُس کے حق میں نیک، تیرے حق میں بد	اُس کے حق میں خوب، تیرے حق میں رد
ما بری از پاک و ناپاکی ہمہ	از گراں جانی و چالاکی ہمہ
ہاں بری ہیں پاک و ناپاکی سے ہم	اور گراں جانی و چالاکی سے ہم
من نکردم خلق تا سودے کنم	بلکہ تا بر بندگاں جودے کنم
میں نے بہرِ نفع کب پیدا کیا	بلکہ خود کرتا ہوں بندوں پر عطا
ہندیاں را اصطلاحِ ہند مدح	سندیاں را اصطلاحِ سند مدح
ہندیوں کو اصطلاح ہند مدح	سندھیوں کو اصطلاح سند مدح
من نگردم پاک از تسبیحِ شاں	پاک ہم ایشاں شوند دُر فشاں
پاک میں تسبیح سے ہوتا نہیں	پاک ہوتے ہیں وہ خود ہی بالیقیں
ما بروں را ننگریم و قال را	ما دروں را بنگریم و حال را
ہم نہ دیکھیں اُن کا ظاہر اور مقال	دیکھتے ہیں اُن کا باطن اور حال

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۹۲) مَا خلق اللہ شیئاً علیٰ وجہ الارض احبّ من العتاق و ما خلق شیئاً علیٰ وجہ الارض ابغض من الطلاق۔ یعنی اے معاذ! خدا نے دنیا میں کوئی چیز آزاد کرنے سے زیادہ محبوب نہیں بنائی اور کوئی چیز طلاق دینے سے زیادہ مبغوض (بُری یکرہ) پیدا نہیں کی +

Marfat.com

ناظرِ قلبیم اگر خاشع بود
گرچہ گفتِ لفظ ناخاضع بود

دیکھتے ہیں دل اگر ہے باخشوع
گو ہو قول اس کا سراپا بے خضوع

زانکہ دل جوہر بود گفتن عرض
پس طفیلی آمد عرض جوہر غرض

دل ہے جوہر اور باتیں ہیں عرض
پس طفیلی ہے عرض، جوہر غرض

چند ازیں الفاظ و اضمار و مجاز
سوز خواہم ساز با آں ز و ساز

کیا ہے یہ لفظ و ضمیر اور کیا مجاز
سوز چاہوں، سوز سے کر تو بھی ساز

آتشے از عشق در جاں برفروز
سر بسر فکر و عبادت را بسوز

اک شرر تو دل میں جلا دے عشق کی
اور بلا فکر و عبادت کو ابھی

موسیا آداب دانان دیگرند
سوختہ جانان و رواناں دیگرند

اے کلیم آداب داں ہیں اور ہی
سوختہ دل تفتہ جاں ہیں اور ہی

عاشقاں را ہر نفس سوزیدنی ست
بر دہِ ویراں خراجِ عشر نیست

عاشقوں کا ہر نفس سوزش ہے کام
قریۂ ویراں پہ ہو محصول کیا

گر خطا گوید وراخاطی مگو
گر شود پُر خوں شہید آں را مشو

گر خطا گو ہو تو خاطی مت کہو
غسل خوں سے پُر شہید اس کو نہ دو

خوں شہیداں را ز آب اولیٰ ترست
ایں خطا از صد صواب اولیٰ ترست

اُن کا خوں پانی سے بہتر واقعی
یہ خطا سو نیکیوں سے ہے بھلی

در دروں کعبہ رسمِ قبلہ نیست
رسمِ قبلہ کعبہ کے اندر نہیں

غوطہ زن را ہو نہ جوتا۔ ڈر نہیں

تو ز سرمستاں قلاؤزی مجو
رہنمائی ڈھونڈ مستوں سے نہ تو

جامہ چاکاں را چہ فرمائی رفو
جامہ چاکوں کی نہ کر فکرِ رفو

لہ خطا کرنے والا ۔۔

ملّت عشق از ہمہ دیناں جداست	عاشقاں را مذہب و ملّت خداست
عشق کی ملّت ہے دنیا سے جدا	عاشقوں کا صرف مذہب ہے خدا
لعل اگر مہر نبود باک نیست	عشق دریائے غم غمناک نیست
لعل کو سورج نہ ہو - تو باک کیا	عشق بحرِ غم میں ہو غمناک کیا

چرواہے سے عذر خواہی کیلئے حضرت موسیٰؑ پر وحی

بعد ازاں در سرِ موسیٰؑ حق نہفت	رازہائے کاں نمی آید بگفت
رکھ لئے پر حق نے موسیٰؑ سے نہاں	راز وہ - جو ہو نہیں سکتے بیاں
بر دلِ موسیٰؑ سخنہا ریختند	دیدن و گفتن بہم آمیختند
دل پہ موسیٰؑ کے سخن ظاہر کیا	دیکھنا اور بولنا باہم ملا
چند بخود گشت و چند آمد بخود	چند پرّید از ازل سوئے ابد
اک پہ چھائی بے خودی و با خودی	اور ازل سے تا ابد پرواز کی
بعد ازاں گر شرح گویم ابلہی ست	زانکہ شرحِ ایں ورائے آگہی ست
اب کروں گر شرح تو ہے ابلہی	شرح ہے اس کی برون آگہی
گر بگویم عقلہا را بر کند	ور نویسم بس قلمہا بشکند
گر کہوں ہو عقل رخصت پیش و کم	اور اگر لکھوں شکستہ ہو قلم
ور بگویم شرحہائے معتبر	تا قیامت باشد آں بس مختصر
اور جو لکھوں شرح اس کی معتبر	تا قیامت ہو بیانِ مختصر
لاجرم کوتاہ کردم من زباں	گر تو خواہی از درونِ خود بخواں
میں نے کی ناچار بند اپنی زباں	اپنے دل سے سُن جو چاہے یہ بیاں
چونکہ موسیٰؑ ایں عتاب از حق شنید	در بیاباں در پئے چوپاں دوید
جبکہ موسیٰؑ نے عتاب حق سُنا	دوڑے چرواہے کے پیچھے بادنا

Marfat.com

برنشانِ پائے آں سرگشتہ راند	گرد از پرّہ بیاباں برفشاند
اس کے قدموں کے نشانوں پر چلے	گرد دامانِ بیاباں جھاڑتے
گامِ پائے مردمِ شوریدہ خود	ہم زگامِ دیگراں پیدا بود
مردِ شوریدہ کے قدموں کا نشاں	دوسروں کے نقشِ پا سے ہویدا
یک قدم چوں رخ زبالا تا نشیب	یک قدم چوں پیل رفتہ برار یب
اک قدم رُخ کی طرح سیدھے گئے	اک قدم جوں پیل وہ ٹیڑھے گئے
گاہ چوں موجے برافرازاں علم	گاہ چوں ماہی روانہ بر شکم
گاہ دوں موج لہراتے گئے	پیٹ کے بل گاہ جوں ماہی چلے
گاہ برخاکے نوشتہ حالِ خود	ہمچو رمّالے کہ رملے برزند
حال اپنا گاہ مٹی پر لکھا	رمل پھینکے جیسے رمّال اے فتا
گاہ حیراں ایستادہ گہ دواں	گاہ غلطاں ہمچو گوئے از صولجاں
دوڑتے تھے اور کبھی حیراں کھڑے	گاہ لڑھکے گیند جیسے بنّے سے
عاقبت دریافت اورا و بدید	گفت مژدہ آنکہ دستوری رسید
مل گیا آخر انہیں وہ جستنی	بولے مژدہ ہو، اجازت آگئی
ہیچ آداب و ترتیبے مجو	ہر چہ می خواہد دلِ تنگت بگو
فارغ آداب و ترتیب اب تو رہ	جو کچھ آئے تیرے دل میں خوب کہہ
کفر تو دیں است و دینت نورِ جاں	ایمنی وز تو جہانے در اماں
کفر تیرا دین، دیں ہے نورِ جاں	تو ہے بے خوف اور دنیا کی اماں
اے معافِ یفعل اللہ ما یشا	بے محابا روز باں را برگشا
ہے معافی - جو خدا چاہے کرے	بے دھڑک اپنی زباں اب کھول دے

سلہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہیگا کریگا +

Marfat.com

گفت اے موسیٰؑ ازاں بگذشتہ ام
من کنوں در خونِ دل آغشتہ ام

بولا اے موسیٰؑ میں آگے بڑھ گیا
خونِ دل میں اب ہوں آلودہ ہوا

من ز سدرہ منتہیٰ بگذشتہ ام
صد ہزاراں سالہ زاں سُو گشتہ ام

تجھے چھوڑا میں نے سدرہ منتہیٰ
لاکھوں برسوں کی ہوں راہ آگے گیا

تازیانہ بر زدی اسپم بگشت
گنبدی کرد و ز گردوں گذشت

تیرے کوڑے سے مرا گھوڑا مرا
جست بھر کر چرخ سے آگے گیا

محرمِ ناسوت با لاہوت باد
آفرین بر دست و بر بازوت باد

ہو خبر ناسوت اور لاہوت سے
آفریں ہو دست و بازو پر ترے

حالِ من اکنوں بروں از گفتن است
آنچہ می گویم نہ احوالِ من است

حال میرا اب ہے کہنے سے بروں
حال یہ میرا نہیں، کہنا جو ہوں

نقش می بینی کہ در آئینہ ایست
نقش تست آں نقش بر آئینہ نیست

نقش آئینے میں آتا ہے نظر
نقش تیرا ہے، نہیں آئینے پر

دم کہ مردِ نائی اندر نائے کرد
در خورِ نائیست نے در خورِ مرد

مرد نے جو دم نفیری میں بھرے
نے کے لائق ہے، نہ لائق مرد کے

ہان و ہاں گر حمد گوئی ور سپاس
ہمچو نا فرجامِ آں چوپاں شناس

تو کرے گر حمد اور شکرِ خدا
مثلِ چرواہے کے یہ ہے ناسزا

حمد تو نسبت بداں گر بہتر است
لیک آں نسبت بحق ہم ابتر است

نسبتِ گو حمد یہ بہتر ہوئی
حق سے جب منسوب ہو، ابتر ہوئی

چند گوئی چوں غطا بر داشتند
کہ نبود ست آنچہ می پنداشتند

کیا کہے تو جبکہ پردہ اٹھ گیا
وہ نہیں وہ، جیسے پہچانا گیا

ایں قبولِ ذکر تو از رحمت است
چوں نمازِ مستحاضہ رخصت است

ہے قبولِ ذکر رحیم بے نیاز
حیض میں ہو جس طرح جائز نماز

Marfat.com

در نمازِ او بیالود دست خوں	ذکرِ تو آلودۂ تشبیہ و چوں
خون آگیں ہے نماز اس کی اگر	ذکر تیرا مخصر تشبیہ پر ۲۶۶
خوں پلیدست و بآبے می رود	ایں پلیدی جہل قائم تر بود
پانی سے جائے لہو کی گندگی	اور رہے قائم پلیدی جہل کی
کاں بغیرِ آب لطفِ کردگار	کم نگردد از دروں مردکار
وہ بغیر آب لطفِ کردگار	تیرے دل سے کم نہ ہوگی زینہار
در سجودت کاش روگردانیے	معنیِ سُبْحَانَ ربّی دانیے
جدے بس اے کاش پھر تا رُخ ترا	معنی سبحان ربی جانتا
کاں سجودم چوں وجودم ناسزا	مربدی را تو نکوئی دہ جزا
میرا تن اور سجدہ دونوں ناسزا	تو برائی کی بھلائی دے جزا
ایں زمیں از علمِ حق دارد اثر	تا بنجاست بردو گلہا داد بر
اس زمیں پر علمِ حق کا ہے اثر	بعدِ ناپاکی اُگیں گل ہائے تر
تا بپوشد او پلیدی ہائے ما	در عوض بر روید از وے غنچہا
تا پلیدی ہائے ما لے چھپا	اُس کے بدلے دیتا ہے غنچے اُگا
پس چو کافر دید کو در داد و جود	کمتر و بے مایہ تر از خاک بود
دیکھا داد وجود میں کافر نے جب	کم ہوں اور بے مایہ مٹی سے بھی اب
از وجودِ او گل و میوہ نرست	جز فساد جملہ پاکیہا بجست
کچھ نہ گل میوہ ہوا تن سے عیاں	فتنے اُٹھے پر نہ چمکیں نیکیاں
گفت واپس رفتہ ام من زیں ذہاب	حَسْرَتًا یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَاب[1]
بولا۔ میں افسوس پیچھے رہ گیا	کاشکے مٹی ہی ہوتا بر ملا ۲۶۶

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل: یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدَاہُ وَیَقُوْلُ الْکَافِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا۔ یعنی جس دن لوگ اپنے اعمال و افعال اپنے سامنے دیکھیں گے۔ کافر کہیگا۔

Marfat.com

کاش از خاکے سفر نگذیدمے	ہمچو خاکے دانۂ می چیدمے
میں سفر کرتا نہ ہرگز خاک سے	دانہ مثلِ خاک چُنتا کاش کے
چوں سفر کردم مرا رہ آزمود	زیں سفر کردن رہ آوردم چہ بود
راہ نے یوں امتحاں میرا کیا	دیکھے تا میرا ہے رہ آورد کیا[۱]
زاں ہمہ میلش سوئے خاکست کو	در سفر سودے نہ بیند پیش رو
اس لئے ہے میل اس کو خاک سے	کچھ نہیں دیکھے مسافر میں فائدے
روئے واپس کردنش آں حرص و آز	روئے در رہ کردنش صدق و نیاز
اُس کا یہ رُخ پھیرنا ہے حرص و آز	راستے کو دیکھنا صدق و نیاز
ہر کیا راکش بود میلِ علا	در مزیدست حیات و در نما
ہو جو اوپر کی طرف رُخ گھاس کا	زندگی ہے اس کی اور نشو و نما
چونکہ گرداند سر سوئے زمیں	در کمی و خشکی و نقص و عنیں
اور جھکایا سر اگر سوئے زمیں	ہے کمی، نقصان، اور خشکی و بیں
میلِ روحت چوں سوئے بالا بود	در تزاید مرجعت آنجا بود
مائل بالا جو تیری رُوح ہو	لوٹ جائے تو ترقی گاہ کو
ور نگوں سارئ سرت سوئے زمیں	آفلی حق لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ[۲]
اور اگر ہو سرنگوں سوئے زمیں	فانی ہے اور حق کا تو پیارا نہیں

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۹۸) کہ اے کاش میں خاک ہوتا +

[۱] وہ تحفہ جو سفر سے دوستوں کے لئے لاتے ہیں +

[۲] ہیں ڈوبنے والوں کو دوست نہیں رکھتا +

Marfat.com

غلبۂ ظالماں کے متعلق حضرت موسیٰؑ کا خدا سے سوال

گفت موسیٰؑ اے کریم کارساز
ایکہ یکدم ذکرِ تو عمرِ دراز

بولے موسیٰؑ اے کریم کارساز
ذکرِ یک لحظہ ترا۔ عمرِ دراز

نقش کژ مژ دیدم اندر آب و گل
چوں ملائک اعتراضے کرد دل

ٹیڑھا دیکھے میں نے نقش آب و گل
معترض مثلِ ملک ہے اُس پہ دل

گرچہ مقصود است نقشے ساختن
وندراں تخمِ فساد انداختن

بولا بنانا نقش اے ربّ العباد
اور اُس میں ڈالنا تخمِ فساد

آتشِ ظلم و فساد افروختن
مسجد و سجدہ کناں را سوختن

شعلہ بھڑکانا فساد و ظلم کا
مسجد اور سجدہ گزوں کو پھونکنا

مایۂ خونابہ و زردابہ را
جوش دادن از برائے لابہ را

نطفہ و علقہ کو اے مولا مرے
جوش میں لانا خوشامد کے لئے

من یقیں دانم کہ عینِ حکمت است
لیک مقصودم عیان و رویت است

بالیقیں حکمت ہے اس میں مستتر
دیکھنا ظاہر میں مقصد ہے مگر

آں یقیں می گویدم خاموش کُن
حرصِ رویت گویدم نے جوش کُن

مجھ سے کہتا ہے یقیں خاموش ہو
حرصِ رویت کہتی ہے پُر جوش ہو

مر ملائک را نمودی سرِّ خویش
کاں چنیں نوشے ہمی ارزد بہ نیش

راز یہ ظاہر فرشتوں پر کیا
نوش یہ کیوں نیش کے قابل ہُوا

عرضہ کردی نورِ آدمؑ را عیاں
بر ملائک گشت مشکلہا بیاں

نورِ آدمؑ کر دیا اُن پر عیاں
یوں فرشتوں کو ملیں آسانیاں

حشر تو گوید کہ سرِّ مرگ چیست
میوہا گویند سرِّ برگ چیست

حشر کہتا ہے کہ رازِ مرگ کیا
میوے کہتے ہیں کہ رازِ برگ کیا

Marfat.com

سرِّ خون و نطفہ حسنِ آدمی ست	سابق ہر بیشیے آخر کمی ست
راز ہے نطفے کا حسن آدمی	پہلے ہر بیشی سے آخر ہے کمی
لوح را اوّل بشوید بے وقوف	آنگہے بر وے نویسد او حروف
لوح کو دھوتا ہے پہلے بے وقوف	اور پھر لکھتا ہے کچھ اس پر حروف
خون کند دل را ز اشکِ مستہاں	بر نویسد بر وے اسرار آنگہاں
خون کر دے دل کو اشکِ خوار سے	بعد اس کے بھید کچھ اس پر کہے
وقتِ شستن لوح را باید شناخت	کہ مر آں را دفترے خواہند ساخت
دھوئے جس دم لوح کو پہچان لے	ایک دن دفتر بنائیں گے اُسے
چوں اساسِ خانۂ تو افگنند	اوّلیں بنیاد را بر می کنند
اک نئے گھر کی جو رکھتے ہیں بنا	پہلی بنیادوں کو دیتے ہیں گرا
گل برآرند اوّل از قعرِ زمیں	تا بآخر بر کشی ماہر معیں
پہلے مٹی کو نکالیں چاہ سے	صاف پانی تاکہ تو حاصل کرے
از حجامت کودکاں گریند زار	کہ نمی دانند ایشاں سرِّ کار
روتے ہیں بچے حجامت سے مگر	بھید سے اس کے ہیں بالکل بے خبر
مرد خود زر می دہد حجّام را	می نوازد نیشِ خوں آشام را
مرد خود دیتا ہے زر حجام کو	یوں نوازے نیشِ خوں آشام کو
می دود حمّال زیں بارِ گراں	می رباید مال را از دیگراں
بوجھ لے کر دوڑتا حمّال ہے	مال چھینے اوروں سے اے نیک پے!
جنگِ حمّالاں برائے بار بیں	اینچنین ست اجتہادِ کار بیں
جنگ حمالوں کی بہر بار دیکھ	اس طرح یہ اجتہادِ کار دیکھ
چوں گرانیہا اساسِ راحتست	تلخہا ہم پیشوائے نعمت ست
رنج اور محنت ہے راحت کی بنا	تلخیاں ہیں نعمتوں کی پیشوا

Marfat.com

حفت الجنۃ بمکروھاتنا	حفت النیران من شھواتنا
بستہ ہے فردوس مکروہات سے	واسطہ دوزخ کو ہے شہوات سے
تخم مایہ آتشت شاخ تراست	سوختہ آتش قرین کوثر است
تیری شاخ تر ہے تخم آتشیں ۱۲	سوختہ آتش ہیں کوثر کے قریں
ہر کہ در زنداں قرین محنتے ست	آں جزائے لقمہا و شہوتے ست
قید خانے میں جو محنت ہے سوا	وہ ہے لقموں اور شہوت کی سزا
ہر کہ در قصرے قرین دولتے ست	آں جزائے کارزار و محنتے ست
حال جس کو قصر میں ہے مل گیا	وہ ہے اس کی سعی و محنت کی جزا
ہر کرا دیدی بزر و سیم فرد	وآنکہ اندر کسب کردن صبر کرد
دیکھے یکتا سیم و زر میں تو جسے	صبر اس نے ہیں کمانے میں کئے
آنکہ بیروں از طبائع جانِ اوست	منصب خرقِ سببہا آنِ اوست
ہو طبائع سے فزوں تر جس کی جان	ترکِ اسباب اس کے قابو میں تو جان
بے سبب بیند چو شد دیدہ گذار	تو کہ در حسی سبب را گوش دار
بے سبب دیکھے جو پھوڑے نکتہ آنکھ کو	تجھ میں حس ہے ناظرِ اسباب ہو
بے سبب بیند نہ از آب و گیا	چشمہ چشمہ معجزاتِ انبیا
بے سبب دیکھے نہ آب اور گھاس سے	بے شمار ان انبیاؑ کے معجزے
ایں سبب ہمچوں مریض است و علیل	ایں سبب ہمچوں چراغ است و فتیل
ہے سبب بیمار کی صورت علیل	یہ ہے بتی اور چراغ اے بے دلیل
شب چراغت را فتیلے نو بتاب	پاک داں ز نہا چراغ آفتاب
بتی رکھ اپنے چراغوں میں نئی	ہے چراغ مہر کو اک برتری ۱۲

۱۲ ظاہر کو دیکھنے والی آنکھ +

Marfat.com

رو تو گِل سازِ بہرِ سقفِ جاں	سقفِ گردوں را ز گِل پاکِ داں
سقف جاں کے واسطے گِل بنا	آسماں کو واسطہ گِل سے کیا؟
ودکہ چوں دلدارِ ما غمسوز شد	خلوتِ شب در گذشت و روز شد
جب ہُوا دلدار اپنا غم گسار	رات گذری ہو گیا دن آشکار
جز بشب جلوہ نباشد ماہ را	جز بدردِ دل مجو دل خواہ را
رات کو ہوتا ہے جلوہ ماہ کا	دردِ دل میں ہے مکاں دل خواہ کا
ترکِ عیسیٰؑ کردہ خر پروردۂ	لاجرم چوں خر بردن بردۂ
ترکِ عیسیٰؑ کر کے پالا تو نے خر	تو بُرد بن پردہ خر ہے بے خبر
طابعِ عیسیٰؑ ست علم و معرفت	طابعِ خر نیست اے تو خر صفت
طابعِ عیسیٰؑ ہے علم و معرفت	طابعِ خر تو نہیں اے خر صفت
نالۂ خر شنوی رحم آیدت	پس ندانی خرخری فرمایدت
خر کے نالے سن کے رحم آئے تجھے	تو ہے نادان، گدھا پن خر کرے
رحم بر عیسیٰؑ کن و بر خر مکن	طبع را بر عقلِ خود سرور مکن
رحم کر عیسیٰؑ پہ اور خر پر نہ کر	دے طبیعت کو نہ قابو عقل پر
طبع را ہل تا بگرید زار زار	تو ازو بستان دو ارم جاں گزار
چھوڑ اس کو تا پہ روئے زار زار	اس سے لے ہو قرضِ جاں سے رستگار
سالہا خر بندہ بودی بس بود	زانکہ خر بندہ زخر واپس بود
بندۂ خر مدتوں ہے تو رہا	بندۂ خر کے بس پیچھے ہوا
زاخرُ ذھنَ مرادش نفس تست	کو بآخر باید و غفلت نخست
آخرُ ذھنَ[1] ہے مقصد نفس سے	غفل پہلے اور وہ آخر ہے

[1] جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورتوں کو پیچھے کرو۔ اس حیثیت سے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے پیچھے کیا ہے"۔

Marfat.com

ہم مزاجِ خر شدت ایں عقل پست
عقل تیری ہم مزاجِ خر ہوئی

فکرش اینکہ چوں علف آرد بدشت
فکر میں چارے کی بیکل ہو گئی

آں خرِ عیسیٰؑ مزاجِ دل گرفت
خرِ عیسیٰؑ نے مزاجِ دل لیا

در مقامِ عاقلاں منزل گرفت
عاقلوں کے گھر میں وہ جا کر رہا

زانکہ غالب عقل بود و خر ضعیف
کیونکہ غالب عقل تھی اور خر ضعیف

از سوارِ زفت گردد خر نحیف
ہاں سوارِ فربہ سے ہو خر نحیف

در ضعیفی عقلِ تو اے خر بہا
عقل کی کمزوریوں سے بن گیا

ایں خرِ پژمردہ گشت است اژدہا
یہ خرِ کمزور تیرا اژدہا ۴۴۴

گر ز عیسیٰؑ گشتہ رنجور دل
تو جو عیسیٰؑ سے کبیدہ دل ہوا

ہم از و صحت رسد او را اہل
اس کو مت چھوڑ۔ اس سے صحت پائے گا

اے مسیحؑ خوش نفس چونی ز رنج
کہ نبود اندر جہاں بے رنج گنج
اے مسیحؑ نیک کیا ہے تجھ کو رنج
کب ہے دنیا میں کوئی بے رنج گنج

چونی اے عیسیٰؑ ز دیدارِ یہود
چونی اے یوسفؑ ز اخوانِ حسود
کیا ہے اے عیسیٰؑ تجھے فکرِ یہود
کیا ہے یوسفؑ حالِ اخوانِ حسود

تو شب و روز از پئے ایں قومِ عمر
چوں شب و روزے بدو بخشائی عمر
روز و شب تو قومِ جاہل کے لئے
عمر بخشے مثل دن اور رات کے

چونی از صفرائیانِ بے ہنر
چہ ہنر زاید ز صفرا در دِ سر
بے ہنر صفرائیوں سے کیا ہے حال
درد سر صفرا کا ہوتا ہے مآل

۱؎ یعنی تو احمق و جاہل قوم کی عمر بڑھا رہا ہے جس طرح رات اور دن انسان کی عمر کو زیادہ کرتے ہیں اور یہ قوم میری حاسد اور دشمن ہے +

Marfat.com

تو ہماں کن کہ کند خورشید شرق	با نفاق و حیلہ و دزدی و زرق
تو بھی وہ کر جو کیا خورشید نے	ساتھ چوری اور نفاق و مکر کے
تو عسل ما سرکہ در دنیا و دیں	دفع ایں صفرا بود سرکنگبیں
شہد تو ہم سرکۂ دنیا و دیں	دُور صفرا کو کرے سرکنگبیں
سرکہ افزودیم ما قورم زحیر	تو عسل بفزا کرم را وا مگیر
سرکہ گو ہم نے بڑھایا بر ملا	تو کرم کر شہد ہی اس میں بڑھا
ایں سزید از ما چنیں آید زما	ریگ اندر چشم چہ افزاید عمیٰ
بس یونہی لائق تھے ہم اس کے لئے	ریت آنکھیں اور بھی اندھی کرے
آں سزد از تو ایا کحل عزیز	کہ بیابد از تو ہر ناچیز چیز
وہ ترے لائق ہے یا کحل عزیز	جس سے ہر ناچیز تجھ سے پائے چیز
ز آتش ایں ظالمانت دل کباب	از تو جملہ اہدِ قومی بد خطاب
ظالموں نے دل کیا تیرا کباب	اہدِ قومی[1] کا تجھی سے ہے خطاب
کانِ عودی در تو گر آتش زنند	ایں جہاں از عطر و ریحاں پُر کنند
عُود کی ہے کان، اگر تجھ کو جلائیں	عطر و ریحاں سے جہاں لبریز پائیں
تو نہ آں عودی کز آتش کم شود	تو نہ آں روحی کا سیر غم شود
تو نہیں وہ عُود کم ہو آگ سے	تو نہیں وہ رُوح کچھ غم ہو جسے
عود سوزد کانِ عود از سوز دُور	باد کے حملہ برد بر اصل نور
عود سوزاں - کان خالی سوز سے	نور پر کیونکر ہوا حملہ کرے
اے ز تو مرآسمانہا را صفا	اے جفائے تو نکوتر از وفا
آسمانوں کو تجھی سے ہے صفا	ہے وفا سے خوب تر تیری جفا

[1] یعنی جب جناب رسول کریمؐ اپنی قوم سے کوئی ظلم دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ الٰہی ان کو ہدایت دے ۔

Marfat.com

زآنکہ از عاقل جفائے گر رود
ازوفائے جاہلاں آں بہ بود

کیونکہ جب کرتا ہے اک عاقل جفا
جاہلوں کی ہے وفا سے وہ سوا

عاقل آرد معرفت را در میاں
جاہل آرد معرفت را بر زباں

معرفت کو رکھے عاقل تو نہاں
اور جاہل اس کو لائے بر زباں

گفت پیغمبر عداوت از خرد
بہتر از مہرے کہ از جاہل رسد

بولے پیغمبر عداوت عقل کی
جاہلوں کی مہربانی سے بھلی

دوستی با مردم دانا نکوست
دشمن دانا بہ از نادان دوست

دوستی دانا کی اچھی اے فتا!
خصم دانا یار نادان سے بھلا

ایک امیر کا ایک سونے والے کو رنجیدہ کرنا

عاقلے بر اسپ می آمد سوار
در دہانِ خفتہ می رفت مار

عاقل اک گھوڑے پہ آتا تھا سوار
منہ میں اک خفتہ کے جاتے دیکھا مار

آں سوار آں را بدید و می شتافت
تا ر ماند مار را فرصت نیافت

دوڑا اس کو دیکھ کر پھر وہ سوار
پر نہ مہلت تھی - بھگا دیتا جو مار

چونکہ از عقلش فراواں بہرہ مند
چند دبّوسے قوی بر خفتہ زد

چونکہ تھا عقل و خرد سے بہرہ مند
سونے والے کے لگائے گرز چند

خفتہ از خوابِ گراں چوں بر جہید
یک سوارِ ترک با دبوس دید

سونے والا ہو گیا جب ہوشیار
گرز ہاتھوں میں لئے دیکھا سوار

بے محابا ترک دبّوسے گراں
چونکہ افزوں کوفت او شد زو رواں

بے محابا گرز مارے ترک نے
سونے والا اٹھ کے بھاگا خوف سے

بر دو اورا از خمِ آں دبّوس سخت
زو گریزاں تا بزیرِ یک درخت

گرز کی چوٹیں جو سختی سے لگیں
دوڑتا اک پیڑ کے نیچا قریں

Marfat.com

سیب بوسیدہ بسے بُد ریختہ	گفت ازیں خورلے بدرد آویختہ
سیب بوسیدہ پڑے تھے بَرمَلا	بولا کھا یہ سیب اے درد آشنا
سیب چنداں مرورا درخورد داد	کزدہانش بازبیروں می فتاد
اس قدر اس کو کھلائے سیب ہاں	منہ سے اُس کے باہر آئے بیلمیں
بانگ می زد کائے امیر آخر چرا	قصدِ من کردی چہ کردم مرترا
بولا آخر کس لئے مردِ خدا	مارتا مجھ کو ہے، کیا میں نے کیا
گرترا از اصل ست با جانم ستیز	تیغ زن یکبارگی خونم بریز
ہے حقیقت میں جو خواہش جان کی	تیغ لے اور قتل کر یکبارگی
شوم ساعت کہ شدم برتو پدید	اے خنک آں را کہ روئے تو ندید
وہ گھڑی بد تھی کہ میں تجھ کو ملا	وہ ہے اچھا۔ دُور جو تجھ سے رہا
بے خیانت بے گنہ بے بیش وکم	ملحداں جائز ندارند ایں ستم
بے خیانت بے گنہ بے بیش وکم	اتنا ملحد بھی نہیں کرتے ستم
می چکد خوں از دہانم با سخن	اے خدا آخر مکافاتش نوکن
بات کرنے میں ٹپکتا ہے لہو	اس کا بدلہ اس سے لے اللہ تو
ہر زماں می گفت او نفرین نو	اوش می زد کاندریں صحرا بدو
لعنتیں جتنی وہ اُس پر بھیجت	مارتا اسوار اسے۔ دوڑا تا تھا
زخم دتبوس سوارِ ہیچو باد	می دوید و باز بر روئے فتاد
تاب کب اُس گرز کی لاتا تھا وہ	دَوڑتا تھا اور گر جاتا تھا وہ
زو برآمد خوردہا زشت و نکو	مار با آں خوردہ بیروں جست ازو
نکلا سب کھایا تھا جو اچھا بُرا	ساتھ ہی وہ سانپ باہر آگیا
چوں بدید از خود بروں آں مار را	سجدہ آورد آں نکوکردار را
جب نکلتے اُس نے دیکھا سانپ تو	سجدے کرتا تھا اُسے ممنون ہو

Marfat.com

سہم آں مارِ سیاہ زشت زفت
ڈر سے اُس مارِ سیاہ دُم کے

چوں مدید آں دردہا از وے برفت
درد جتنے بھی تھے، سب جاتے رہے

گفت تو خود جبرئیلِ رحمتی
بولا وہ جبریلؑ ہے۔ رحمت ہے تو

یا خدائی کہ ولی ہر نعمتی
یا خداوندِ ولی نعمت ہے تو

اے مبارک ساعتے کہ دیدیم
تو نے کس اچھی گھڑی دیکھا مجھے

مُردہ بودم جان نو بخشیدیم
مُردہ تھا میں کر دیا زندا مجھے

اے خنک آں را کہ بیند روئے تو
وہ مبارک جس نے دیکھا رخ تیرا

یا درافتد ناگہاں در کوئے تو
یا وہ جاکر تیرے کوچے میں پڑا

تو مرا جویاں مثالِ مادراں
مَیں گریزاں از تو مانندِ خراں

مثلِ مادر میرا جویا تھا مگر
بھاگتا تھا تجھ سے میں مانندِ خر

خر گریزد از خداوند از خری
خر اگر مالک سے بھاگے، ہے خری

صاحبش در پے زنیکو اختری
مالک اُس کے پیچھے پیچھے ہر گھڑی

از پئے سود و زیاں می جویدش
ڈھونڈتا ہے ہر گھڑی سود و زیاں

لیک تا گرگش ندرّد یاددش
جانور اس کو نہ پھاڑیں بیگماں

اے روانِ پاک بستودہ ترا
اے کہ رُوحِ پاک ہے عالی تری

چند گفتم ژاژ و بیہودہ ترا
میں بھلا کب تک کروں تیری بدی

اے خداوند و شہنشاہ و امیر
من بگفتم جہل من گفت آں بگیر

اے خداوندا مرے فرماں روا
جہل سے تھا میں نے جو کچھ بھی کہا

شمۂ زیں حال اگر دانستمے
گفتنِ بیہودہ کے تا نستمے

حال اگر تھوڑا بھی میں کچھ جانتا
بیہُدہ گوئی نہ کرتا بَر مَلا

بس ثنایت گفتمے اے خوشخصال
گر مرا یک رمزی گفتی ز حال

میں تری تعریف کرتا خوش خصال
گر بتا دیتا مجھے تو کچھ بھی حال

Marfat.com

لیک خامش کردہ می آشوفتی	خامشانہ بر سرم می کوفتی
میں پریشاں تیری خاموشی سے تھا	چپکے چپکے تو مجھے تھا مارتا
شد سرم کالیوہ عقل از سر بجست	خاصہ ایں سر را کہ مغزش کمتر ست
سر پھرا۔ گم عقل تھی اے نیک پے!	خاص یہ سر جس میں تھوڑا مغز ہے
عفو کن اے خوبروئے خوب کار	آنچہ گفتم از جنون اندر گذار
عفو کر اے خوب رو اے خوب کار	میری باتوں کو تو کر وحشت شمار
گفت اگر من گفتمے رمزے از آں	زہرۂ تو آب گشتے آں زماں
یوں وہ کچھ بھی میں کہ دیتا اگر	پانی ہو کر تیرا بہ جاتا جگر
گر ترا من گفتمے اوصافِ مار	ترس از جانت برآوردے دمار
سانپ کے اوصاف اگر کرتا بیاں	خوف سے دے بیٹھتا تو اپنی جاں
مصطفیٰ گوید اگر گویم بر است	شرح آں دشمن کہ در جانِ شماست
مصطفیٰ بولے جو میں کر دوں بیاں	شرح دشمن کی جو دل میں ہے نہاں
زہرہائے پُر دلاں برہم درد	نے رود رہ نے غم کارے خورد
اہل دل کے یک بیک پتے پھٹیں	کام ہو کوئی نہ رستہ چل سکیں
نے دلش را تاب ماند در نیاز	نے تنش را قوتِ صوم و نماز
اُس کے دل میں ہو نہ پھر تاب نیاز	یا بدن کو قوتِ صوم و نماز
ہمچو موشے پیش گربہ لا شود	ہمچو میشے پیش گرگ از جا رود
چوہا بن کر پیش گربہ ہو فنا	جیسے بکری دیکھ لے اک بھیڑیا
اندرونے حیلہ ماند نے روش	پس کنم ناگفتہ تاں من پر درش
بھول جائیں اپنے سب مکر و روش	بے کہے کرتا ہوں ان کی پرورش
ہمچو بوبکرِ ربابی تن زنم	دست چوں داؤد در آہن زنم
مثل بوبکرِ ربابی چپ رہوں	ہاتھ میں داؤد ساں لوہے کو لوں

Marfat.com

تا محال از دستِ من حالے شود
مرغ پر بر کندہ را بالے شود

تاکہ آساں ہو مرے ہاتھوں محال
مرغِ بے پر پائے اپنے پر و بال

چوں یَدُ اللّٰہ فَوقَ اَیدِیہِم بود
دستِ مارا دستِ خود فرمود احد

ہے ید اللہ فوق ایدیہم بجا
ہاتھ میرا کیوں نہ ہو دستِ خدا

پس مرا دستِ دراز آمد یقیں
برگذشتہ ز آسمانِ ہفتمیں

ہاتھ لمبا ہے مرا اے دردمند
آسمانِ ہفتمیں سے ہے بلند

دستِ من نمود بر گردوں ہنر
منفریا بر خواں کہ انشقّ القمر

آسماں پر ہاتھ دکھلائے ہنر
پڑھ تو اے مقری! کہ انشقّ القمر

ایں صفت ہم بہرِ ضعفِ عقلہاست
باضعیفاں شرحِ قدرت کے رواست

یہ صفت ہے بہرِ ضعفِ عقل ہاں
شرحِ قدرت کب ضعیفوں پر عیاں

خود بدانی چوں بر آری سر ز خواب
ختم شد واللّٰہ اعلم بالصّواب

جانے گا تو۔ ہو گا جب بیدار خواب
ختم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

گر ترا من گفتمے ایں یا حبرا
آں دم از تو جانِ تو گشتے جدا

تجھ سے گر دیتا جو میں یہ یا حبرا
جان سے اپنی تو ہو جاتا جدا

مر ترا نے قوّتِ خوردن بدے
نے رہ و پروائے فے کردن بدے

ہوتی کیونکر کھانے کی قوت تجھے
ہوتی نے کرنے کی کب ہمت تجھے

می شنیدم مخش و خر می راندم
رَبِّ یَسِّر زیرِ لب می خواندم

مخش سنتا تھا۔ ہنکاتا تھا گدھا
ربِّ یسّر زیرِ لب پڑھتا ہوا

۱؎ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

۲؎ (قرآن شریف کا) پڑھانے والا۔

۳؎ اے رب! آسان کر دے۔

Marfat.com

از سبب گفتن مراد ستور نیست	ترکِ تو کردن مرا مقدور نیست
(یا) سبب کہنا تجھے تھا ناروا	چھوڑ دینے کا بھی کب مقدور تھا
ہر زباں می گفتم از دردِ درول	اِھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
درد دل سے ہر گھڑی کہتا تھا یوں	اِھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ[۵۱]
سجدہا می کرد آں رستہ ز رنج	کاے سعادت وے مرا اقبال و گنج
کر رہا تھا سجدے وہ آزادِ رنج	اے سعادت میری! اے اقبال و گنج!
از خدایا بی جزاہائے شریف	قوّتِ شکرت ندارد ایں ضعیف
دے خدا تجھ کو جزا اس کی شریف	شکر کی قوت کہاں ہیں ہوں ضعیف
شکرِ حق گوید ترا اے پیشوا	آں لبے چانہ ندارم واں نوا
تیرے حق کا شکر ادا ہو پیشوا	وہ دہان و لب کہاں ہوں بے نوا
دشمنی عاقلاں زیں ساں بود	زہرِ ایشاں ابتہاجِ جاں بود
اس طرح ہے عاقلوں کی دشمنی	جان کی راحت ہے ان کا زہر بھی
دوستی ابلہاں رنج و ضلال[۵۲]	ایں حکایت بشنو از بہرِ مثال
دوستی ناداں کی ہے رنج و ضلال	یہ حکایت سُن تو از روئے مثال

ایک احمق اور ریچھ

اژدہائے خرس را در می کشید	شیرِ مردے رفت و فریادش رسید
اژدہا اک ریچھ کو تھا کھینچتا	شیر مرد اک اُس کا حامی ہو گیا
شیرمردانند در عالم مدد	آں زماں کافغانِ مظلوماں رسد
ہیں مدد دنیا کی کرتے شیر مرد	سنتے ہیں مظلوم کی جب آہ سرد

[۵۱] یا الٰہی! میری قوم کو ہدایت کر کہ یہ ناواقف ہے ۔

[۵۲] گمراہی ۔

Marfat.com

بانگِ مظلوماں زہر جا بشنوند	آں طرف چوں رحمتِ حق می دوند
سنتے ہیں مظلوم کی جس دم صدا	دوڑتے ہیں مثلِ رحمِ کبریا
آں ستونہائے خللہائے جہاں	آں طبیبانِ مرضہائے نہاں
وہ جہان پر خلل کے ہیں ستوں	وہ ہیں چارہ سازِ امراضِ دروں
محض مہر و داوری و رحمتند	ہمچو حق بے علّت و بے رشوتند
مہر یکسر، مطلقاً رحمت ہیں وہ	مثلِ حق بے علّت و رشوت ہیں وہ
این چہ یاری می کنی یکبارگیش	گوید از بہرِ غم و بیچارگیش
تو مدد کرتا ہے کیا یکبارگی	وہ کہے بہرِ غم و بے چارگی
مہربانی شد شکارِ شیرِ مرد	در جہاں دارد بجوید غیرِ درد
مہربانی ہے شکارِ شیرِ مرد	ڈھونڈتا پھرتا ہے وہ دنیا میں درد
ہر کجا دردے دوا آں جا رود	ہر کجا فقرے نوا آں جا رود
درد ہو جس جا، پہنچتی ہے دوا	ہو غریبی جس جگہ پہنچے نوا
ہر کجا پستی ست آب آں جا رود	ہر کجا مشکل جواب آں جا رود
ہو جہاں پستی، وہاں جاتا ہے آب	ہو جہاں مشکل، وہاں پہنچے جواب
آب کم جو تشنگی آور بدست	تا بجوشد آبت از بالا و پست
ڈھونڈ مت پانی، ہو ہمدردِ تشنگی	پست و بالا سے بہے آب اے اخی!
تا سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ آید خطاب	تشنہ باش اللہ اعلم بالصواب
تا سقاھم ربھم[1] پائے خطاب	تشنہ رہ، واللہ اعلم بالصواب
آبِ رحمت بایدت رو پست شو	وآنگہاں خورخمرِ رحمت مست شو
آبِ رحمت چاہیئے، جا پست ہو	خوب پی صہبائے رحمت، مست ہو
رحمت اندر رحمت آید تا بسر	بر یکے رحمت فرو مائے پسر
تاکہ رحمت پر ہو رحمت اے پسر	ایک رحمت پر توقف تو نہ کر

[1] قولہ تعالیٰ: وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا: اُن کا خدا اُن کو شرابِ طہور پلاتا ہے +

Marfat.com

چرخ را در زیر پا آر اے شجاع	بشنو از فوقِ فلک بانگِ سماع
چرخ کو لا زیر پا تو اے شجاع	اور بالائے فلک سے سُن سماع
پنبۂ وسواس بیروں کن ز گوش	تا بگوشت آید آں بانگِ خروش
دسوسوں کی روئی کانوں سے نکال	تا سنے بانگِ خروش اے خوش خصال
پاک کن دو چشم را از موئے عیب	تا ببینی باغ و سروستانِ غیب
پاک کر آنکھوں سے اپنی موئے عیب	تاکہ دیکھے باغ اور بُستانِ غیب
دفع کن از مغز و از بینی زُکام	تاکہ ریحُ اللہ در آید در مشام
دُور کر مغز اور بینی سے زُکام	تاکہ بوئے ذات سے مہکے مشام
ہیچ مگذار از تب صفرا اثر	تا بیابی از جہاں طعمِ شکر
چھوڑ صفرا کا نہ کچھ باقی اثر	تاکہ دنیا میں ملے تجھ کو شکر
دار دے مردی کن و عنیں مپو	تا بروں آیند صد گول خوبرو
کر دو امردی کی - مت نامرد بن	تاکہ پیدا تجھ سے ہوں سو گل بدن
کندۂ تن را ز پائے جاں بکن	تا کند جولاں بپائے ایں چمن
پائے جاں سے تن کی بیڑی دُور کر	تاکرے اس باغ کی جانب گذر
غُلِّ سنبل از دست و گردن دُور کن	بختِ نو دریاب از چرخِ کہن
دُور کر گردن سے پھندا سنبل کا	تاکہ پائے چرخ سے حصّہ نیا
ور نمی تانی بکعبہ لطف پر	عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر
سمتِ کعبہ اڑ نہیں سکتا اگر	چارہ گر سے عجز اپنا عرض کر
زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست	رحمتِ کُلّی قوی تر دایہ ایست
رونا چلانا قوی سرمایہ ہے	دایہ سے ہے
دایہ و مادر بہانہ جو بود	تاکہ کے آں طفل گریاں می شود
دایہ اور ماں ڈھونڈتی رہتی ہیں ڈھب	دیکھتی رہتی ہیں بچہ روئے کب

Marfat.com

طفلِ حاجات شما را آفرید	تا بنالید و شود شیرش مزید
حاجتوں کے طفل کو پیدا کیا	رونے سے تا ہو اضافہ شیر کا
گفت اُدعُوا اللہ بہ از ہی مباش	تا بجوشد شیرہائے مہرہاش
حکم ادعوا اللہ [1] بہتر ہی کم نہ کر	تاکہ شیرِ لطف آئے جوش پر
ہائے تو بہ باد تیر افشانِ ابر	در غمِ ماند یک ساعت تو صبر
تیر ابر اندر یہ ہوا کی ہا و ہو	سب ہمارے غم میں ہیں کر صبر تو
فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ [2] بشنیدۂ	اندریں پستی چہ برچیدۂ
فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ جب سُن لیا	پھر تو کیوں پستی میں ہے ڈوبا ہوا
ترسِ نومیدیست آں آوازِ غول	می کشد گوشِ تو تا قعرِ سفول
خوف و نومیدی ہیں تجھے غُول کے	کھینچتے ہیں جانبِ پستی تجھے
ہر ندائے کہ ترا بالا کشید	آں ندائے داں کہ از بالا رسید
سوئے بالا جو صدا کھینچے تجھے	عالمِ بالا سے اُس کو جان لے
ہر ندائے کہ ترا حرص آورد	بانگِ گرگے داں کہ او مردم درد
جس ندا سے حرص بڑھ جائے تری	ہے ندائے گرگِ مردم درد ہی
ایں بلندی نیست از روئے مکاں	ایں بلندیہاست سوئے عقل و جاں
یہ بلندی کب ہے از روئے مکاں	یہ بلندی ہے بسوئے عقل و جاں

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ: قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ وَادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہدو کہ جو کچھ مانگو خدا اور رحمٰن سے مانگو کہ اُس کی ذات کے لئے تمام اسمائے نیک ہیں +

[2] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ: وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۔ تمہارے رزق اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ آسمان اور لوح میں محفوظ ہے +

Marfat.com

ہر سبب بالاتر آمد از اثر	سنگ و آہن فائق آمد بر شرر
ہر سبب بالا اثر سے جان لے	لوہا اور پتھر شرر سے بڑھ گئے
آں فلانے فوق آں سرکش نشست	گرچہ در صورت بپہلو نشست
اونچا اُس سرکش سے بیٹھا وہ فلاں	ظاہرا پہلو میں بیٹھا گو خیال
فوقی آں جا بست از روئے شرف	جائے دور از صدر باشد مستخف
ہے شرف یا ب اس جگہ کا مرتبا	ہے سبک جو صدر سے ہے دُور جا
سنگ و آہن زیں جہت کہ سابقند	در عمل ہنگام فوقی لائقند
سنگ و آہن چونکہ سابق ہو گئے	فوقیت پانے کے لائق ہو گئے
واں شرر از روئے مقصودی خویش	زآہن و سنگ ست زیں رو بیش بیش
اور شرر، از روئے مقصد دیکھ لے	سنگ و آہن پر ہے فائق اس لئے
سنگ و آہن اوّل و پایاں شرر	لیک ایں ہر دو تنند و جاں شرر
سنگ و آہن اوّل اور آخر شرر	وہ ہیں دونوں تن، شرر ہے جاں مگر
کاں شرر کاندر زماں واپس تر ست	در صفت از سنگ و آہن برتر ست
پھر شرر جو آخری سمجھا گیا	سنگ و آہن سے صفت میں ہے بڑا
در زماں شاخ از ثمر سابق تر ست	در ہنر از شاخ او فائق تر است
شاخ دنیا میں ہے پہلے پھر ثمر	شاخ سے ہیں کچھ سوا اس کی ہنر
چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر	پس ثمر اوّل بود آخر شجر
اور شجر سے چونکہ مقصد ہے ثمر	اس لئے پہلے ثمر ہے پھر شجر
سوئے خرس اژدہا گردیم باز	زآنکہ طولے دارد اضمار و مجاز
پھر چلیں ہم سوئے خرس و اژدہا	قصہ لمبا ہے مجاز و راز کا
خرس چوں فریاد کرد از اژدہا	شیر مردے داد از چنگش رہا
اژدہے سے ریچھ نے فریاد کی	مرد نے آکر رہائی اس کو دی

Marfat.com

حیات دی بہم دادند پیشت	اژدہا را او بدیں قوت بکشت
حیلہ و مردانگی نے کی مدد	اژدہے کی قوتیں کیں اس نے رد
اژدہا را او بدیں حیلت ببست	تا کہ آں خرس از ہلاک تن برست
اژدہے کو اُس نے باندھا کر سے	تا کہ رہے اس طرح جانبر ہو سکے
اژدہا را ہست قوت حیلہ نیست	لیک فوق حیلۂ تو حیلتے ست
اژدہے میں زور تھا حیلہ نہ تھا	حیلے سے بالا ہے حیلہ دوسرا
ماکراں بسیار لیکن باز بیں	در بنی وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن
مکر کرنے والے کو تھوڑے نہیں	پھر بھی ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن[1]
حیلۂ خود را چو دیدی باز رو	کز کمی آمد سوئے آغاز رو
جب تو حیلہ اپنا دیکھے لوٹ جا	دیکھ آغاز اس کا کس جا سے ہوا
ہر چہ در پستی ست آمد از علا	چشم را سوئے بلندی نہ ہلا
ہے علا سے، ہے جو کچھ پستی میں بند	رکھ نظر اپنی جہاں تک ہو بلند
روشنی بخشد نظر اندر علا	گرچہ اوّل خیرگی آرد بلا
ہے بلندی روشنی بخش نظر	گو چکاچوند اوّل اوّل ہو پسر!
چشم را در روشنائی خوئے کن	کہ نہ خفّاشی نظر آں سوئے کن
آنکھ کو تو خوگر بینائی کر	ہے نہ چمگادڑ، رکھ اُس جانب نظر
عاقبت بینی نشانِ نورِ تست	شہوتِ حالی حقیقت کورِ تست
عاقبت بینی نشاں ہے نور کا	شہوت دخواہش سے کوری دیکھے گا
عاقبت بینے کہ صد بازی بدید	مثلِ آں نبود کہ یک بازی شنید
عاقبت بیں بازی سو جو دیکھے	کب ہے مثل اس کے جو اک بازی سنے

[1] خدا سب سے بڑا مکر کا جاننے والا ہے۔

Marfat.com

زاں یکے بازی چناں مغرور شد	کز تکبّر زاوستاداں دُور شد
ایک بازی سے غرور اتنا کیا	اپنے استادوں سے گویا بڑھ گیا
سامری وار آں ہنر در خود چو دید	او زموسیٰؑ از تکبّر سر کشید
سامری بھی ہو کے مغرورِ ہنر	سرکشی موسیٰؑ سے کرتا تھا مگر
او زموسیٰؑ آں ہنر آموختہ	وز معلّم چشم را بر دوختہ
اُس نے موسیٰؑ ہی سے سیکھے تھے ہنر	پھیر لی تھی اب معلّم سے نظر
لاجرم موسیٰؑ دگر بازی نمود	تا کہ او بازی او جانش ربود
کھیل موسیٰؑ نے دکھایا دوسرا	آخر اُس بازی سے وہ مُردہ ہُوا
اے لبا دانش کہ اندر سر دود	تا شود سرور بداں خود سر رود
سر میں ہوتی ہیں بہت سی دانشیں	سروری کے ظن میں وہ خود جان لیں
سر نخواہی کہ رود تو پائے باش	در پناہِ قطبِ صاحب رائے باش
سر کو گر چاہے سلامت پاؤں ہو	ڈھونڈ امنِ قطبِ صاحب رائے کو
گرچہ شاہی خویش فوقِ ہمبیں	گرچہ شہدی جز نباتِ او مچیں
ہو جو سلطاں، خود کو فوقیت نہ دے	شہد بھی ہو تو، تو شکرؔ اس سے لے
فکرِ تو نقش است و فکرِ اوست جاں	نقدِ تو قلب است و نقدِ اوست کاں
فکر تیرا نقش، فکر اُس کا ہے جان	تیرا کھوٹا نقد، اُس کا نقد کان
او توئی خود را بجو در روئے او	گوے کو کو فاختہ ساں سوئے او
خود کو اس میں ڈھونڈ۔ وہ تو ہے تو ہی	فاختہ ساں کہتا جا کُو کُو اخی !
ور نخواہی خدمتِ اہلِ صفا	ہمچو خرسی در دہانِ اژدہا
کر نہ چاہے خدمتِ اہلِ صفا	اژدہے کے منہ میں ہے تو ریچھ سا
بو کہ استادے رہاند مر ترا	وز خطر بیروں کشاند مر ترا
کر دے گا استاد ہی تجھ کو رہا	اور خطر سے کھینچ لے گا بر ملا

سلہ کھرا ؛

Marfat.com

زارئے نی کن چو زورت نیست ہیں
چونکہ کوری سر مکش از راہ بیں

زور اگر ممکن نہیں، زاری ہی کر
کور ہے تو رہنما پر رکھ نظر

تو کم از خرسی نمی نالی ز درد
خرس رست از درد چوں فریاد کرد

تجھ سے کم ہے۔ کہ تو روتا نہیں
کچھ رونے ہی سے چھوٹا بالیقیں

اے خدا آں سنگ دل را موم کن
نالہ اش را تو خوش و مرحوم کن

اے خدا اُس سنگ دل کو موم کر
رحم اُس کے نالۂ جاں کاہ پر

ایک اندھا فقیر

آں یکے کورے ہمی گفت الاماں
من دو کوری ام ازاہل زماں

ایک اندھا کہہ رہا تھا۔ الاماں
دُہرا اندھا ہوں میں اے اہل جہاں

پس دوبارہ رحمتم آرید ہاں
چوں دو کوری ام اے اہل زماں

لطف تجھ پر آپ دوبارہ کریں
میں ہوں دہرا اندھا اس کو مان لیں

از تعجب مردماں گفتند لیک
این دو کوری را بیاں کن نیک نیک

پھر تعجب سے یہ لوگوں نے کہا
دُہرا اندھا ہے تو، یہ کہتا ہے کیا؟

زانکہ یک کوریت می بینیم ما
آں دگر کوری کدام آں وانما

تیرا اندھا پن تو ہم ہیں دیکھتے
دوسری کوری دکھانا چاہیے

گفت زشت آوازم و ناخوش نوا
زشتی آواز نوری شد دوتا

بولا بد آواز ہوں میں۔ بے نوا
بد نوائی اندھا پن ہے دوسرا

بانگ زشتم مایۂ غم می شود
مہر خلق از بانگ من کم می شود

ہے بُری آواز میری وجہِ غم
مہر خلقت اس سے ہو جاتی ہے کم

زشت آوازم بہر جا کہ رود
مایۂ خشم و غم و کیں میشود

جاتی ہے جس جا بُری میری صدا
غصّہ و غم اس سے ہوتا ہے سوا

Marfat.com

بر دو کوری رحم را دو تا کنید	این چنین ناگنج را گنجا کنید
دُہرا اندھا ہوں، تو دُہرا رحم ہو	مجھ سے اک مفلس کو صاحب زر کرے
کردنیکو چوں بگفت این راز را	لطف آوازِ دلش آواز را
یہ بیاں جب کر رہا تھا وہ گدا	مل گئی آواز میں دل کی صدا
زشتیٔ آواز کم شد زیں گلہ	خلق شد با وے بر حمت یکدلہ
زشتیٔ آواز بھی کم ہو گئی	خلق اُس پر مہرباں ہونے لگی
وانکہ آوازِ دلش ہم بد بود	آں سہ کوری زشتی سرمد شود
اور اگر ہو بدنما آوازِ دل	تینوں کوری، ہو گی لعنت مستقل
لیک دہ تا باں کہ بے علت دہند	بوکہ دستے بر سرِ زشتش نہند
وہ سخی جو بے سبب بخشش کریں	اس کے سر پر ہاتھ شاید رکھ سکیں
چونکہ آوازش خوش و مرحوم شد	زد دل سنگیں دلاں چوں موم شد
خوشگوار اُس کی صدا تھی پاکباز	ہو گئے سنگیں دلوں کے دل گداز
نالۂ کافر چو زشت ست و نہیق	زاں نمی گردد اجابت را رفیق
نالۂ کافر ہے بد، جوں بانگِ خر	اس لئے ہوتا نہیں اُس کا اثر
اخشئوا بر زشت داز آمد ہست	کو ز خونِ خلق چوں سگ بود مست
اخشئوا ہے بد صدائی کے لئے	مست جوں سگ تھا وہ خونِ خلق سے
چونکہ نالہ خر رحمت کش بود	نالۂ تو نبود ایں ناخوش بود
ریچھ کا نالہ تو رحمت کش ہوا	تیرا نالہ گر نہ ہو، یہ ہے بُرا

لہ قولہ تعالیٰ عزّ وجل: اخسئوا فیہا ولا تکلمون۔ یعنی خداوند تعالیٰ دوزخیوں اور اُن کی ناز وزاری کے جواب میں فرمائے گا کہ "آگ میں چلے جاؤ اور منہ سے کچھ نہ کہو"۔

Marfat.com

دانکہ ایوسف تو گرگی کردۂ | یا ز خون بے گناہے خوردۂ
گرگی تو نے کی ہے یوسف سے اگر | خون ناحق ہے کیا تو نے اگر
توبہ کن وز خوردہ استغفار کن | ور جراحت کہنہ شد رو داغ کن
توبہ کر جو کچھ ہے کھایا۔ ڈال دے | داغ دے گر زخم کہنہ ہیں ترے
باز گرد از گرگی اے روباہ پیر | نصرت از حق می طلب نعم النصیر
باز آ گرگی سے اے روباہ پیر | لے مدد حق سے وہ بہتر ہے نصیر[1]

احمق اور ریچھ کا باقی قصہ

خرس ہم از اژدہا چوں وا رہید | وآں کرم زآں مرد مردانہ بدید
ریچھ جب اُس اژدھے سے چھوٹ گیا | اور دیکھا یہ کرم اُس مرد کا
چوں سگ اصحاب کہف آں خرس زار | شد ملازم از پئے آں بُردبار
جوں سگِ اصحاب کہف اب ریچھ بھی | اُس کا خادم ہو گیا اے متقی
آں مسلماں سر نہاد از خستگی | خرس حارس گشت از دلبستگی
خستگی سے وہ مسلماں سو گیا | ریچھ پھر اس کا نگہباں ہو گیا
آں یکے بگذشت و گفتش حال چیست | اے برادر مر ترا ایں خرس کیست
ایک نے آکر کہا، ہے بات کیا | بھائی تیرا ریچھ سے کیا واسطا
قصہ وا گفت و حدیث اژدہا | گفت برخرسے منہ دل ابلہا
اس نے قصہ اژدہے کا کہہ دیا | بولا ناحق ہے بھروسہ ریچھ کا
دوستی زابلہ بتر از دشمنی ست | او بہر حیلہ کہ دانی راندنی ست
دوستی نادان کی ہے دشمنی | جس طرح جانے، ہو ثابت لعنتی
گفت واللہ از حسودی گفت ایں | ورنہ خرسی چہ نگری ایں مہربیں
بولا واللہ ہے حسد سے یہ بیاں | ریچھ پن دیکھا، نہ دیکھا لطف ہاں

[1] مددگار ۔

Marfat.com

گفت مہر ابلہاں عشوہ دہ است
بولا ہے ناداں کی الفت عشوہ گر

ایں حسودی من از مہرش بہ است
دشمنی میری ہے اس سے خوب تر

ہی بیا با من بر ایں خرسک را
میرے ساتھ آ ہٹا دے اس ریچھ کو

خرسک آمیزیں مہل تو جنس را
چھوڑ دے اس کو۔ شریک جنس ہو

گفت رو و کارِ خود کن اے حسود
بولا جا جا دشمن! اپنا کام کر

گفت کارم ایں بدو زرقت نبود
بولا تھا یہ فرض میرا اے خبر

من کم از خرسے نباشم اے شریف
ریچھ سے تو میں نہیں کم اے شریف

ترک او کن تا مذلت باشم حریف
چھوڑ اس کو تا بنوں تیرا حریف

بر تو دل می لرزد م زاندیشۂ
میں اس اندیشے سے ہوں کانپا ہوا

با چنیں خرسے مرو در بیشۂ
ریچھ کے ساتھ اب تو جنگل میں نہ جا

ایں دلم ہرگز نلرزید از گزاف
دل میں یہ لرزش نہیں کچھ جھوٹ سے

نور حق است ایں نہ دعوئ و نہ لاف
نورِ حق ہے یہ، نہ دعوے لاف کے

مومنم نیظر بنور اللہ شدہ
دیکھتا ہوں میں خدا کے نور سے

ہاں و ہاں بگریز ازیں آتشکدہ
بھاگ آتش خانۂ مستور سے

ایں ہمہ گفت و بگوشش در نرفت
سب کہا لیکن نہ کچھ اُس نے سُنا

بد گمانی مرد را سد بست زفت
بد گمانی سدِ محکم ہے فتا!

دست او بگرفت و دست از وے کشید
پھر ملا کر ہاتھ ہو کر ایک سُو

گفت رفتم چوں نۂ یار رشید
بولا جاتا ہوں جو ہے بیزار تو

گفت رو با من تو غمخوارہ مباش
بولا جا، میرا نہ تو غم خوار ہو

بوالفضولا معرفت کمتر تراش
چھوڑ اپنے معرفت کے درس کو

باز گفتش من عدوّے تو نیم
پھر کہا اُس نے کہ میں دشمن نہیں

لطف با شد گر بیائی در پیم
ساتھ چل میرے۔ کرم کر، بالیقیں

Marfat.com

گفت خوابستم مرا بگذار ورد
گفت آخر یار را منقاد شو

بولا میں سوتا ہوں تو ہو راہ گیر
بولا ہو جا دوست کا فرماں پذیر

تا بخسپی در پناہِ مقبلے
در جوارِ دوستے صاحبدلے

امن میں تا سوئے خوش اقبال کے
دوست کی ہمسائگی میں شوق سے

در خیال افتاد مرد از جدّ او
خشمگیں شد زو بگردانید رو

اُس کی کوشش سے وہ بگڑا اور بھی
ہو کے غصّے، آنکھ اس سے پھیر لی

کیں مگر قصد من آمد خونی است
یا طمع دارے گدائے تونی است

سوچا شاید جان لے گا یہ مری
یا کوئی سفلہ گدا ہے لالچی

یا گرو بست است با یاراں بدیں
کہ بترساند مرا زیں ہمنشیں

یا کسی سے شرط ہے باندھے ہوئے
میرے ساتھی سے ڈرائے گا مجھے

یا حسد دارد ز مہرِ یارِ من
کاین چنیں جدی کند در کارِ من

یا حسد ہے اس کو مہر یار سے
سعی کرتا ہے جو منع کار سے

خود نیامد ہیچ از خبثِ سرش
یک گمانِ نیک اندر خاطرش

خبث اُس کے سر میں تھا شعلہ فشاں
دل میں نیک اُس کے نہ آیا اک گماں

ظن نیکش جملگی بر خرس بود
او مگر مر خرس را ہم جنس بود

اُس کا ظن نیک تھا بس ریچھ پر
ریچھ کا ہم جنس تھا شاید وہ خر

بدگمان و ابلہ و نا اہل بود
وز شقاوت او مطیع جہل بود

بدگماں تھا، ابلہ و نا اہل تھا
بدنصیبی سے مطیع جہل تھا

بدرگ و خود رائے و بدبخت ابد
گمرہ و مغرور و کور و خوار رد

تھا وہ بدبخت اور پھر بدکار تھا
گمرہ و مغرور کور اور خوار تھا

خرس را انگیزید بر صاحب کمال
روسیہ حاصل تبہ فاسد خیال

باہنر پر ریچھ کو ترجیح دی
روسیہ تھا۔ تھی خیالوں میں بدی

Marfat.com

عاقلے را از خری تہمت نہاد | خرس را دانست اہل مہر و داد
عقل والے کو خری سے بد کہا | ریچھ کو جانا کہ یہ ہے با وفا

حضرتِ موسیٰؑ اور ایک چرواہا جو بنے والا

گفت موسیٰ با یکے اہل خیال | کاے بداندیش از شقاوت در ضلال
بولے موسیٰؑ ایک بد اندیش سے | گر ہی ہے بد خیالوں میں ترے

صد گمانت بود در پیغمبرم | با چنیں برہان و ایں خلق کریم
سو گماں میری نبوّت پر تجھے | باوجود ایسی دلیل اور خلق کے

صد ہزاراں معجزہ دیدی زمن | صد خیالت می فزود و شک و ظن
مجھ سے لاکھوں معجزے دیکھے عیاں | اور بڑھائے سیکڑوں شک اور گماں

از خیال و وسوسہ تنگ آمدی | طعنہ بر پیغمبری ہم می زدی
تنگ آکر وسوسوں سے تو کبھی | طعن کرتا تھا نبوت پر مری

گرد از دریا برآوردم عیاں | تا رہید از شر فرعونیاں
میں نے دریا خشک بالکل کر دیا | کر دیا فرعون کے شر سے رہا

از آسماں چل سال کاسہ خواں رسید | وز دعایم چوئے از سنگے دوید
خوان آیا چرخ سے چالیس سال | ہر اک پتھر سے ندی میں نے بہا

چوب شد در دست من نر اژدہا | آب خوں شد بر عدوئے ناسزا
میرے ہاتھوں میں تھی لکڑی اژدہا | پانی دشمن کے لئے خوں ہو گیا

شد عصا مارو کفم شد آفتاب | آفتاب از عکس نورم شد شہاب
سانپ تھا میرا عصا ہاتھ آفتاب | عکس سے میرے تھا سورج بھی شہاب

ایں دو صد چندیں چنیں گرم و سرد | از تو اے سرّآں تو ہم کم نکرد
اس قدر گرم اور سرد آئے نظر | کر نہیں کیوں دہم تیرا فتنہ گر

Marfat.com

بانگ زد گوسالۂ از جادوئی	سجدہ کردی کہ خدائے من توئی
پھٹا اک جادو سے گویا بول اُٹھا	تو نے رب کہہ کر اسے سجدہ کیا
وآں توہمہات اسیلاب برد	زیرکی باروت را خواب برد
لے گیا اُن وہموں کو سیلاب ایک	چھا گیا دانش پہ تیری خواب ایک
چوں نہادی بدگماں در حق او	چوں نہادی سر چناں اے زشت خو
اُس کے حق میں کیوں نہ تھا تو بدگماں	زشتِ خو، کیوں رکھ دیا تھا سر وہاں
چوں خیالت نامد از تزویرِ او	وز فسادِ سحرِ احمق گیرِ او
کیوں نہ اس کے مکر کا آیا خیال	فتنۂ جادو سے وہ چلتا ہے چال
سامریے خود کہ باشد اے مہاں	کہ خدائے برتراشد در جہاں
سامری میں خود کہاں یہ زور تھا	دہر میں ہاں وہ تراشے اک خدا
در خدائی گاو چوں یکدل شدی	وز ہمہ اشکالہا عاطل شدی
بیل کو سمجھا خدا۔ یک دل ہوا	اور ہر مشکل سے تو غافل ہوا
گاومی شاید خدائی را بلاف	در رسولی ام تو چوں کردی خلاف
کیا مناسب ہے خدائی بیل کی	اور جھوٹی ہے مری پیغمبری؟
پیش گاوے سجدہ کردی از خری	گشت عقلت صیدِ سحرِ سامری
بیل کو سجدہ گدھے پن سے کیا	سامری کے سحر میں خود پھنس گیا
چشم دزدیدی زنورِ ذوالجلال	اینست جہلِ وافرو عینِ ضلال
آنکھ نورِ حق سے تو نے لی چرا	جاہلی سے اپنی گمرہ ہو گیا
شہ بران عقلِ گزندش کہ تراست	چوں تو کانِ جہل را کشتن سزاست
جو ہے تجھ میں، تف تری اُس عقل پر	تجھ سے جاہل کی ہلاکت خوب تر
گاوِ زرّیں بانگ زد آخر چہ گفت	کاحمقاں را ایں ہمہ رغبت شگفت
بیل سونے کا جو بولا۔ کیا کہا	ہو گئے احمق جو سب اس پر فدا

Marfat.com

زاں عجب تر دیدۂ از من بسے	لیک حق را کے پذیرد ہر خسے
تو نے میرے کام دیکھے ہیں عجیب	حق کو مانے، یہ نہیں سب کو نصیب
باطلاں را چہ رباید باطلی	عاطلاں را چہ خوش آید عاطلی
اہل باطل کو فقط باطل پسند	عاطلی کرتا ہے ہر عاطل پسند
زآنکہ ہر جنسے رباید جنس خود	گاو سوئے شیر نر کے رو نہد
جنس کی رغبت ہے اپنی جنس پر	بیل کب آتا ہے سوئے شیر نر
گرگ را یوسف کجا عشق آورد	جز مگر از مکر تا اورا خورد
گرگ کو کب عشق یوسف ہو سکے	پر سوائے مکر، تا کھائے اُسے
چوں ز گرگی وارہد محرم شود	چوں سگِ کہف از بنی آدم شود
چھوڑ دے گرگی تو محرم ہو ذرا	جیسے کتا کہف کا انساں بنا
چوں محمدؐ را ابو بکرؓ نکو	دید صدقش گفت ہذا صادق
صدق احمدؐ دیکھا جب بوبکرؓ نے	بالیقیں صادق ہیں یہ کہنے لگے
چوں ابو بکرؓ از محمدؐ بُرد بو	گفت ھذا لیس وجہ کاذب
آئی جب بوبکرؓ کو بوئے نبیؐ	بولے یہ صورت نہیں کاذب کبھی
چوں نبُد بوجہل از اصحاب درد	دید صد شق القمر باور نکرد
درد نا اہل ہے نزدیک بوجہل خسیس	اُس نے گو شق القمر باور کیا
دردمندے کش زبام افتاد طشت	زد نہاں کردیم حق پنہاں نگشت
دردمندوں سے جو تھے راز آشنا	تھا چھپایا ہم نے لیکن کھل گیا
آنکہ او جاہل بد از درویش بعید	چند بودیم و او آں را ندید
تھا جو جاہل دور ذوق درد سے	اُس پہ کھولے راز، اور پنہاں رہے
آئنہ دل صاف باید نادرو	واشناسی صورت زشت از نکو
صاف رکھ تو اپنے دل کا آئنہ	تا نظر آئے تجھے اچھا برا

لہ بیکار ۔

Marfat.com

ناصح کا احمق کو ترک کرنا

آں مسلماں ترک آں ابلہ گرفت	زیر لب لاحول گویاں رہ گرفت
آنِ اُس نے ترک ناداں کو کیا	زیرِ لب لاحول پڑھتا چل دیا
گفت چوں از جد و پند و از جدال	در دلِ او بیش می زاید خیال
بولا جب کوشش سے میری اور بھی	بدگمانی تیری بڑھتی ہے شقی
پس رہِ پند و نصیحت بستہ شد	امر اَعْرِضْ عَنْهُمْ پیوستہ شد
بند رستہ پند کا بس ہو گیا	حکم اعرض عنہم اب تو ہے روا
چوں دوا بیتی ذ زاید در دیس	قصّہ طالب بگو بر خواں عبس
جب دوا تیری بڑھائے درد پس	قصہ طالب سے تو کہ اور پڑھ عبس[۵۱]
چونکہ اعمیٰ طالب حق آمدست	بہرِ فقرِ او نشاید سینہ خست
طالب حق جب کہ نابینا ہؤا	دیکھ کر مفلس نہ اس کا دل دُکھا
تو حریصی بر رشادِ مہتراں	تا بیاموزند علم از سروراں
تیں فہیم رئیساں کی بچے	تا وہ سیکھیں علم ہر سردار سے
احمدؐ اے دیدی کہ قومے از ملوک	مستمع گشتند گشتی خوش کہ بوک
اے محمدؐ بادشاہوں کو مگر	تو یہ سمجھا، سننے والا دیکھ کر
ایں چنیں طالب پئے دیں گردند خوش	بر عرب اینہا سرند و بر حبش
دین کو دیں گے مدد ہو شادماں	ہیں عرب پر اور حبش پر حکمراں

۵۱ قولہ تعالیٰ فَاَنْتَ لَهٗ تَلَهّٰى (فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ - اے محمدؐ! ان سے اعراض (قطع نظر) کر اور ہماری نصرتوں کا منتظر رہ - کہ وہ بھی اپنے معبودوں سے مدد کے منتظر ہیں + ۵۲ عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى (وہ ترش رُو ہوئے اور منہ پھیر لیا کہ اُن کے پاس اندھا آیا) کی طرف اشارہ ہے +

Marfat.com

بگذر داین صیت از بصر و بُتوک	زانکہ النّاسُ علیٰ دینِ ملوک
جائے یہ آواز بصرہ اور بُتوک	ہے رعیّت تابعِ دینِ ملوک
زیں سبب از تو ضریرے مہتدے	رو بگرداند ز تنگ آمدے
اس لئے اندھا ہدایت یافتا	تنگ آکر تجھ سے آخر پھر گیا
کاندریں فرصت کم افتد ایں مناخ	تو زیارانی و وقت تو فراخ
بولا تو۔ فرصت نہیں اب واقعی	یار تو۔ تجھ کو فراخی وقت کی
مزدحم می کردیم در وقتِ تنگ	ایں نصیحت می کنم زخشم و جنگ
تو نے زحمت دی مجھے ہے وقت تنگ	یہ نصیحت ہے نہیں کچھ خشم و جنگ
احمدؐا نزدِ خدا ایں یک ضریر	بہتر از صد قیصر است و صد وزیر
ہے یہ اندھا اے نبیؐ پیشِ خدا	قیصروں سے اور وزیروں سے سوا
یا دالنّاسُ معادِن ہیں بیار	معدنی باشد فزوں از صد ہزار
یا دالناس معادن کر زرا	معدنی سونا ہے سب سے بے بہا
معدنِ لعل و عقیقِ مقتبس	بہتر ست از صد ہزاراں کانِ مس
ہے عقیق و لعل کی کان اے فتا	لاکھ کانِ مس سے بہتر بر ملا
احمدؐا ایں جاندار دمال سود	سینہ ما پُر ز عشق و درد و دود
مال ہے کیا مال اس جا اے نبیؐ	عشق کی ہو جس سینے میں لگی
اعمی روشندل آمد دردمند	پند اورا دہ کہ حق اوست پند
اندھا روشن دل ہے آ اے دردمند	پند اس کو دے کہ ہے حق دار پند

لہ حدیث شریف میں ہے کہ "اَلنَّاسُ معادن کمعدن الذھب والفضۃ" یعنی آدمی ایسی کانیں ہیں جیسی سونے چاندی کی ۔

Marfat.com

گر دو سہ ابلہ ترا منکر شوند
تلخ کے گردی چو ہستی کارِ تند

نیز ے منکر ہوں جو دو اک بے تمیز
تند ہے تو تلخ کیوں ہو اے عزیز!

گر دو سہ احمق ترا تہمت نہد
حق برائے تو گواہی می دہد

رکھیں نادان مجھ پہ کچھ تہمت تو کیا
دیتا ہے تیری گواہی خود خدا

گفت از اقرارِ عالم فارغم
آنکہ حق باشد گواہ او را چہ غم

بولے ہوں اقرارِ عالم سے رہا
اُس کو کیا غم جس کا شاہد ہو خدا

گر خفاشے را ز خورشید ے نریست
آں دلیل آں مدعا او خورشید نیست

ہے جو چمگادڑ کو وحشت شمس سے
وُہ نہیں سورج - اسی سے جان لے

نفرتِ خفاشگاں باشد دلیل
کہ منم خورشید تابانِ جلیل

ہو گی چمگادڑ کی نفرت یہ دلیل
میں ہوں خود خورشیدِ تابان و جلیل

گر گلابے را جعل را عاب شود
آں دلیل نا گلابی می بود

ہے، دلیل اس کی نہیں گل - دردمند!
کیڑا گوبر کا اگر ہو گل پسند

گر شود قلبے خریدارِ محک
در محکّی اش در آید نقص و شک

کوئی کھوٹا گر کسوٹی مول لے
تو کسوٹی پن میں نقص و شک رہے

در دو شب خواہد نہ روز ایں را بداں
شب نیم روزم کہ تابم در جہاں

رات چاہے چور، دن چاہے کہاں
ہیں نہیں شب، دن ہوں، تابانِ جہاں

فارغم فارو قیم غربیل وار
تا کہ کاہ از من کمی یا بد گذار

فرق جوں چھلنی ہوں کرتا بالیقیں
بھوسی مجھ میں سے نکل سکتی نہیں

آرد را پیدا کنم من از سبوس
تا نمایم ایں نقوشم است آں نفوس

آٹے کو بھوسی سے کرتا ہوں عیاں
فرق نقش و نفس کرتا ہوں بیاں

من چو میزانِ خدایم در جہاں
وانمایم ہر یک را از گراں

میں ہوں میزانِ خدائے دو جہاں
ہوں بتاتا یہ سبک ہے یہ گراں

Marfat.com

گاؤرا داند خدا گوسالۂ	خر خریدارے و در خور کالۂ
گائے کو بچھڑا ہی جانے گا خدا	لینے والا جانے کیسا ہے گدھا
من نہ گاؤم تا کہ گوسالم خرد	من خارم کاشترے از من چرد
میں نہیں ہوں گائے۔ گوسالہ جوے	خار کب ہوں، اونٹ جو مجھ کو چرے
او گماں دارد کہ بر من جور کرد	بلکہ از آئینۂ من رفت گرد
ہے گماں اس کو ستم مجھ پر کیا	گرد میرے آئنے سے کی جدا

جالینوس اور ایک خوشامدی دیوانہ

گفت جالینوس با اصحاب خود	مر مرا تا آں فلاں دارد بدد
بولا جالینوس یہ اصحاب سے	دے دوا فی الفور لاکر دد مجھے
پس بدو گفت آں یکے کاندر وفنوں	ایں دوا خواہند از بہر جنوں
دوستوں میں سے کہا یہ ایک نے	وہ دوا تو ہے جنوں کے واسطے
دور از عقل تو ایں دیگر مگو	گفت دُر من کرد یک دیوانہ رد
عقل سے ہے دور جو تو نے کہا	بولا اک دیوانہ تھا مجھ سے ملا
ساعتے در روئے من خوش بنگرید	چشمکم زد آستینے بر درید
اک گھڑی تک چار آنکھیں مجھ سے کیں	کرکے چشمک پھاڑ ڈالی آستیں
گر نہ جنسیت بدے در من ازو	کے رخ آوردے بمن آں زشت رو
مجھ سے ہم جنسی نہ گر ہوتی اُسے	اس طرح کیوں سامنے آتا مرے
گر ندیدے جنس خود کے آمدے	کے بغیر جنس خود را بر زدے
گر نہ تھا ہم جنس کیوں آتا یہاں	ہوتا غیر جنس سے کیوں شادماں
چوں دو کس بر ہم زنند بے ہیچ شک	در میاں شاں ہست قدرِ مشترک
دو جب آپس میں ملیں بے شبہ و شک	درمیاں ان کے ہے قدر مشترک[1]

[1] باہم مشابہ بنانے والی بات +

Marfat.com

کے پرد مرغے بجز با جنسِ خود	صحبت نا جنس گورست و لحد
مرغ کب بے جنس اُڑتا ہے کبھی	صحبت نا جنس ہے گور اے اخی

دو نا جنس مرغوں کا باہم اُڑنا اور چگنا

آں حکیمے گفت دیدم در تکے	در بیاباں زاغ را با لکلکے
بولا وہ دانا نظر آیا ہمیں	کوّے کے ہمراہ لک لک دشت میں
در عجب ماندم بجستم حالِ شاں	تا چہ قدر مشترک یابم نشاں
مجھ کو حیرت سے تلاش اس کی ہوئی	مشترک ہے بات ان میں کون سی
چوں شدم نزدیک من حیراں دنگ	خود بدیدم ہر دواں لوذند لنگ
جب گیا حیرت سے میں نزدیک تر	دونوں لنگڑے وہ مجھے آئے نظر
خاصہ شہبازے کہ او عرشی بود	با یکے چندے کہ او فرشی بود
خاص کر شہباز وہ عرشی ہو جو	ساتھ اُس اُلّو کے ہو فرشی ہو جو
آں یکے خورشید علیّین بود	ویں یکے کرمے کہ بر سرگین تند
ایک ہو خورشید علیین کا	ایک وہ کیڑا جو ہو سرگین کا
آں یکے یوسف رخے عیسیٰ نفس	ویں دگر کرمے دیا خر یا جرس
ایک ہو یوسف رخ و عیسیٰ نفس	اور اک کیڑا ہو یا خر یا جرس
آں یکے پرّاں شدہ در لامکاں	ویں یکے در کاہداں ہمچوں سگاں
ایک وہ ہو لامکاں پرواز جو	ایک کتوں کی طرح کھورے پہ ہو
آں یکے سلطانِ عالی مرتبت	ویں یکے در گلخنے در تعزیت
ایک ہو سلطانِ عالی مرتبت	ایک ہو گلخن میں حرفِ تعزیت
آں یکے خلقے ز اکرامش خجل	ویں دگر از بینوائی منفعل
ایک کی بخشش سے خلقت ہو خجل	دوسرا خود بے نوا و منفعل

Marfat.com

آں یکے سر رشدہ زاہل زماں	ویں دگر در خاک و خواری بس نہاں
ایک ہو سلطان و سردار جہاں	ایک ہو خاک اور خواری میں نہاں
بلبلاں را جائے می زیبد چمن	مر جعل را در چمیں خوشتر وطن
بلبلوں کو زیب دیتا ہے چمن	گھورے کے کیڑے کا گھورا ہے وطن
باز بانِ معنوی گل با جعل	ایں ہمی گوید کہ اے گندہ بغل
پھول کیڑے سے، زبانِ حال سے	کہتا ہے یوں اے نجاست سے بھرے
گر گریزانی ز گلشن بیگماں	ہست آں نفرت کمال گلستاں
تو اگر بھاگے چمن سے بے گماں	تو وہ نفرت ہے کمال گلستاں
غیرتِ من بر سرِ تو دور باش	می زند کانے حسن از ریں در دور باش
میری غیرت مارے چوب دور باش[1]	اور کہے تجھ سے۔ کمینے! دور باش
ور بیامیزی تو با من اے دنی	ایں گماں آید کہ از کانِ منی
اور اگر مل جائے تو مجھ سے گلے	یہ گماں ہو تو ہے میری جنس سے
گر در آمیزد ز نقصانِ من ست	زانکہ پندارند کوزانِ من ست
ترے ملنے سے مرا نقصان ہے	تجھ کو مجھ کو جانیں گے سب ایک شے
گر در آمیزد بمن آں زہر ناک	موش و دریا باشد و ماہی و خاک
مجھ سے مل جائے اگر وہ زہر ناک[2]	موش اور دریا ہو، ماہی اور خاک
حق مرا چوں از پلیدی پاک دشت	چوں سزد بر من پلیدی را گماشت
گندگی سے پاک حق نے ہے رکھا	مجھ سے پھر ناپاک کا ہو میل کیا
یک رگم زایشاں بدو آں را برید	در من آں بدرگ کجا خواہد رسید
اُن کی اک رگ مجھ میں تھی وہ کاٹ دی	مجھ میں اب کس طرح بدرگ آئے گی

[1] دو شاخہ نیزہ جو بادشاہوں کی سواری کے آگے آگے رہتا ہے ۔

[2] زہر سے بھرا ہوا ۔

Marfat.com

یک نشانِ آدمؑ آں بود از ازل
تھا ازل سے اک یہ آدمؑ کا نشان
کہ ملائک سر نہندش از محل
سب فرشتے ہوں اُسے سجدہ کُنان

یک نشانِ دیگر آنکہ آں بلیس
اک نشاں یہ تھا کہ ابلیس لعیں
نہندش سر کہ منم شاہ و رئیس
کبر و نخوت سے نہ ہو سجدہ گزیں

پس اگر ابلیس ہم ساجد شدے
پس اگر ابلیس دیتا سر جھکا
او نبودے آدمؑ او غیرے بُدے
ہوتا کوئی اور آدمؑ کے سوا

ہم سجودِ ہر ملک میزانِ اوست
ہر ملک کا سجدہ بھی میزان ہے
ہم جحودِ آں عدو بُرہانِ اوست
اور انکارِ عدو بُرہان ہے

ہم گواہِ اوست اقرارِ ملک
شاہد اقرارِ مَلک بھی ہے اسی
ہم گواہِ اوست کفرانِ سگک
نیز ناشکری گواہ اُس کتے کی

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
لوٹ اس جا سے .. قصّہ ہے بڑا
تا چہ کرد آں خرسِ با آں شیر مرد
سُن تو قصّہ شیر مرد اور خرس کا

احمق اور ریچھ کے قصّے کا انجام

شخصِ خفت و خرسی اندش مگس
سویا وہ اور ریچھ مکھی جھلتا تھا
وز ستیز آمد مگس زو باز پس
ضد سے مکھی واپس آتی بر ملا

چند بارش راند از روئے جواں
ریچھ نے اُس کو اُڑایا چند بار
آں مگس پس باز می آمد دواں
لیکن آجاتی تھی پھر وہ نابکار

خشمگیں شد با مگس خرسِ برفت
غصّے ہو کر ریچھ لایا - بر ملا
برگرفت از کوہ سنگے سخت زفت
ایک پتھر کوہ سے سخت اور بڑا

سنگ آورد و مگس را دید باز
سنگ لایا ، دیکھا - مکھی پھر وہی
بر رخِ خفتہ گرفتہ جائے ساز
منہ پہ اُس خفتہ کے ہے بیٹھی ہوئی

Marfat.com

برگرفت آں سیا سنگ و بزد	برگس تا آں گس واپس خزد
مارا وہ پتھر اُٹھا کر رتیچھ نے	تاکہ اُس لکھی کو وہ بے جاں کرے
سنگ روئے خفتہ را خشخاش کرد	وین مثل بر جملہ عالم فاش کرد
اُس کی صورت سنگ نے خشخاش کی	یہ مثل سارے جہاں پر فاش کی
مہرِ ابلہ مہرِ خرس آمد یقیں	کین او نہر است و مہرِ او ست کیں
مہر ناداں رتیچھ کی سی کر یقیں	کینہ اُس کا مہر ہے اور مہر کیں
عہدِ او سست است و ویران و ضعیف	گفت و زفت و وفائے او نحیف
عہد اُس کا سُست و ویراں اور ضعیف	باتیں محکم اور وفا بالکل نحیف
گر خورد سوگند ہم باور مکن	بشکند سوگند مردِ کژ سخن
وہ قسم بھی کھائے تو باور نہ کر	کیا قسم کے توڑنے سے اس کو ڈر
چونکہ بے سوگند گفتش بُد دروغ	تو مپفت از مکرِ سوگندش بدوغ
کیونکہ بے سوگند کہنا جھوٹ تھا	تو نہ ہو مکرِ قسم میں مبتلا
نفس او میر است و عقل او اسیر	صد ہزاراں مصحفش خود خوردہ گیر
نفس اُس کا میر عقل اُس کی اسیر	سیکڑوں مصحف کا ہے وہ خوردہ گیر
چونکہ بے سوگند پیماں بشکند	گر خورد سوگند او بدتر کند
بے قسم کھائے جو پیماں توڑ دے	گر قسم کھائے، تو بدتر ہی کرے
زانکہ نفس آشفتہ تر گردد ازاں	کہ کند بندش بزنجیر گراں
کیونکہ نفس آشفتہ تر ہو بے گماں	ہے قسم کا بند زنجیر گراں
چوں اسیرے بند بر حاکم نہد	حاکم آں را بر درد بیروں جہد
جب اسیر اک بند حاکم پر رکھے	حاکم اُس سے باہر آئے، توڑ دے
بر سرش کوبد ز خشم آں بند را	می زند بر روئے او سوگند را
اُس کے سر غصّے سے مارے بند کو	اُس کے منہ پر مارے وہ سوگند کو

Marfat.com

تو زادِ نوا بالعقود[1] دست شو
ہاتھ اوفوا بالعقود سے تو دھو

اِحفظوا اَیمانکم بادِ مگو
احفظوا ایمانکم[2] کے سر نہ ہو

ہر کہ او گوید بسندِ ما دروغ
جو ہمارے سامنے بولے دروغ

در نگیرد گفت سوگندش دروغ
ہے قسم کو اس کی ناممکن فروغ

وآنکہ داند عہد با کہ می کند
جو یہ جانے عہد ہے کس ذات سے

تن کند چوں تار و گردِ او تند
تار بن کر اس سے وہ لپٹا رہے

رسولِ خدا کی طرف سے ایک صحابیؓ کی بیمار پرسی

از صحابہ خواجۂ بیمار شد
اک صحابی خستہ و بیمار تھا

واندر آن بیماری او چوں تار شد
اور بیماری سے مثلِ تار تھا

مصطفیٰ آمد عیادت سوئے او
مصطفیٰ آئے عیادت اس کی کی

چوں ہمہ لطف و کرم بُد خوئے او
کیونکہ تھی لطف و کرم خو آپ کی

در عیادت رفتنِ تو فائدہ است
ہے عیادت سے تجھے اک فائدہ

فائدہ آں باز با تو عائدہ است
فائدہ وہ پھر ہے تجھ پر لوٹتا

فائدہ اوّل کہ آں شخصِ علیل
فائدہ پہلا کہ وہ شخصِ علیل

بو کہ قطبے باشد و شاہِ جلیل
قطب ہو شاید کہ ہو شاہِ جلیل

چوں تو چشمِ دل نداری اے عنود
چشمِ دل رکھتا نہیں تو اے فتا

کہ نمی دانی تو ہیزم را ز عُود
عُود سے ہیزم کو پھر جانے گا کیا

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ اے ایمان والو اپنے وعدے پورے کرو۔

[2] اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔

Marfat.com

چونکہ گنجے ہست در عالم مرنج
ہیچ ویراں را مداں خالی ز گنج

گنج اسی دنیا میں ہے تو کر نہ رنج
کوئی ویرانہ نہیں محروم گنج

قصدِ ہر درویش می کن از گزاف
چوں نشاں یابی بجد می کن طواف

ڈھونڈ ہر درویش کو، اے قلب صاف
جب ملے کوشش سے، کر اس کا طواف

چوں ترا آں چشم باطن بیں نبود
گنج می پندار اندر ہر وجود

جب کہ تجھ میں چشمِ باطن بیں نہیں
ہر بدن میں گنج کا کر لے یقیں

ور نباشد قطب یارِ رہ بود
شہ نباشد فارسِ اسپہ بود

گر نہ ہو گا قطب ہو گا رہ کا یار۔
شہ نہیں، تو ہو گا شاید شہ سوار

پس صلہ یاران رہ لازم شمار
ہر کہ باشد گر پیادہ ور سوار

دوستوں سے فرض ہے پیوستگی
ہو پیادہ یا سوار اے متقی!

ور عدو باشد ہم ایں احسان نکوست
کہ بہ احساں پس عدو گشتہ اود ست

ہو جو دشمن بھی۔ تو تو احسان کر
دوست ہو جاتے ہیں دشمن بے خبر

ور نگردد دوست کینش کم شود
زآنکہ احساں کینہ را مرہم شود

گر نہ ہو گا دوست، کینہ ہو گا کم
مرہم کینہ ہے احساں بیش و کم

بس نواید مہبت غیر ایں ولیک
از درازی نا لفم اے یار نیک

ماسوا اس کے ہیں بے حد فائدے
مجھ کو ڈر لگتا ہے لیکن طول سے

حاصل ایں آمد کہ یار جمع باش
ہمچو بت گر از حجر یارے تراش

تو غرض ہر ایک کا ہو یار باش
یا رِ پتھر ہی کا جوں بت گر تراش

زآنکہ انبوہے و جمع کارواں
رہزناں را بشکند پشت سناں

کیونکہ مجمع اور جمعِ کارواں
رہزنوں کی توڑ دے پشتِ سناں

Marfat.com

حضرتِ موسیٰؑ اور وحیِ حق تعالیٰ

آمد از حق سوئے موسیٰؑ این عتیب
کائے طلوعِ ماہ دیدہ نورِ جیب

آئی یہ موسیٰ کو اک آوازِ غیب
اے کہ ضوئے مہ ہے تیرا نور جیب

مشرقت کردم ز نورِ ایزدی
من حشم رنجور گشتم نامدی

میں نے تجھ کو نور سے مشرق کیا
کیوں عیادت کو نہ میری آسکا

گفت سبحانا تو پاکی از زیاں
این چہ رمز است این بگو با رب بیاں

بولے اے سبحاں تجھے کب ہے زیاں
بھید اس میں کیا ہے کہ مجھ سے بیاں

باز فرمودش کہ در رنجور تم
چوں پرسیدی نواز روئے کرم

پھر یہ حکم آیا۔ کہ میں بیما رہوں
کیوں نہ پوچھا لطف سے۔ ناچار ہوں

گفت یارب نیست نقصانے ترا
عقل گم شد این گرہ را برگشا

بولے یارب تجھ کو ہو نقصان کیا
عقل کم ہے۔ ہو تمنا حل ذرا

گفت آرے بندۂ خاص گزیں
گشت رنجور او منم نیکش ببیں

حکم آیا بندۂ خاص اک مرا
ہے مریض اور میں ہی وہ ہوں برملا

ہست معذوریش معذوریٔ من
ہست رنجوریش رنجوریٔ من

اس کی معذوری ہے معذوری مری
اس کی رنجوری ہے رنجوری مری

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیاؒ

ہاں جو چاہے ہم نشینی حق سدا
وہ کرے حاصل حضورِ اولیا

از حضورِ اولیاؒ گر گمبلی
گر حضورِ اولیا سے ہو گا باک

ہر کرا دیو از کرم واپرد
بے کشش یابد سرش را وا برد

جس کو دیو اہل کرم سے چھین لے
جان کر بے کس سر اس کا کاٹ دے

Marfat.com

نکتہ بدست از جمع رفتن یکزماں | مکرِ شیطان ہا شد این سیکو بداں
دُوری اک لحظہ بھی جمعیّت سے ہاں | مکرِ شیطاں ہے یقیں کر بے گماں

باغبان ۔ صوفی ۔ فقیہ اور شریف

باغبانے چوں نظر در باغ کرد | دید چوں دزداں بباغ خود سہ مرد
باغباں نے جب نظر کی باغ پر | چور سے تین آدمی آئے نظر
یک فقیہ و یک شریف و صوفیے | ہر یکے شوخے فضولے یوفیے
ایک صوفی، ایک عالم، اک شریف | شوخ تھے تینوں، طبیعت تھی لطیف
گفت با اینہا مرا صد حجت است | لیک جمع اند و جماعت رحمت است
بولا ان سے میں مجھے سو حجتیں | پر جماعت پر ہیں حق کی رحمتیں
برنیایم یک تنہ با سہ نفر | پس بہر بزم شاں نخست از یکدگر ا
غالب ان پر میں نہ تنہا آؤں گا | ان میں سے ہر ایک کو کر دوں جُدا
ہر یکے را من بسوئے افگنم | چونکہ شد تنہا سیاستش برکنم
تینوں کو میں تین جانب پھینک دوں | جب ہو تنہا، تو سزا کا نام لوں
حیلہ کرد و کرد صوفی را براہ | تا کند یارانش را با او تباہ
پھر بتائی حیلے سے صوفی کو راہ | تا کرے ساتھ اس کے یاروں کو تباہ
گفت صوفی را برو سوئے وثاق | یک گلیم آور برائے این رفاق
بولا صوفی سے کہ تو گھر سے مرے | ایک کمبل لا رفیقوں کے لئے
رفت صوفی گفت خلوت با دو یار | تو فقیہی ویں شریفِ نامدار
جب گیا صوفی، تو بولا ایک یار | تو ہے عالِم، یہ شریفِ نام دار

سلہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (۱) الجماعۃ رحمۃٌ ۔ جماعت رحمت ہے +
(۲) ید اللہ علی الجماعۃ ۔ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے ۔

Marfat.com

ما بفتوائے تو نانے می خوریم	ما بہ پرِّ دانش تو می پریم
ہم ترے فتوے سے کھاتے ہیں طعام	اڑتے ہیں تیرے پرِ دانش سے عام
دیں دگر شہزادہ و سلطان ماست	سیّدست از خاندانِ مصطفیٰ است
دوسرا شہزادہ و سلطان ہے	اور سیّد مصطفیٰ کی آل سے
کیست آں سوفی شکم خوارِ خسیس	تا بود با چوں شما شاہاں جلیس
ہے وہ صوفی کیا شکم خوارِ خسیس	ہو جو تم سے با شاہوں کا جلیس
چوں بیاید مر ورا پنبہ کنید	ہفتہ بر باغِ دراغ من تنید
اس جو آئے اس کے تم منکر ہو	ایک ہفتہ باغ میں میرے رہو
باغ چہ بود بستان من آں شما ست	اے شما بودہ مرا چوں چشم راست
باغ کیا ہے بستان بھی ہے آپ کی	آپ گویا آنکھ ہیں سیدھی مری
وسوسہ کرد مر ایشاں را رفیق	آہ کز یاراں نمی باید شکیفت
ان کو شیدا کر لیا یوں مکر سے	صبر یاروں سے نہ کرنا چاہئے
چوں برہ کرد نر صوفی را ورفت	خصم شد اندر زمیں تا چوب زفت
جب ادھر نے صوفی کو خدمت کہا	با غبار اکھڑا ہی لے پیچھے گیا
گفت اے سگ صوفیے کو از ستیز	اندر آید باغِ مردم تیز تیز
بولا اے صوفی سگِ دنیا ہے تو	کیوں پرائے باغ میں آتا ہے تو
ایں حنیدت رہ نمود و بایزید	از کدامیں شیخ و پیرت ایں رسید
رہنما ہے کیا جنید و بایزید	کون ہے پیر اور کس کا ہے مرید
کوفت صوفی را چو تنہا یافتش	نیم کشتش کرد و سر بشکافتش
پیٹا صوفی کو جو وہ تنہا ملا	بھاڑا سر اور ادھ موا سا کر دیا
گفت صوفی آں من بگذشت لیک	اے رفیقاں پاس خود دارید نیک
بولا صوفی وقت میرا لو گیا	اے رفیقو! ہوش میں رہنا ذرا

Marfat.com

مرمرا اغیار دانستید ہاں	نیستم اغیار ترزیں قلتباں
تم نے تو اغیار سے جانا مجھے	غیر ترکب ہوں میں اس دلوث سے
آنچہ من خوردم شمارا خورد نیست	دیں چنیں ضربت جزائے ہر دنی ست
میں نے جو کھایا ہے تم بھی کھاؤ گے	چور رٹ ہے ہر کمینے کے لئے
رفت برمن برشما ہم رفتنی ست	ایں چنیں غصہ شمارا خوردنی ست
مجھ پہ گذری تم پہ گذرے گی ابھی	ایسا غصہ تم بھی کھاؤ گے کبھی
ایں جہاں کوہست گفت وگوئے تو	از صدا ہم باز آید سوئے تو
کوہ یہ دنیا ہے۔ تیری گفتگو	جوں صدا آئے گی پھر کر ہو بہو
چوں ز صوفی گشت فارغ باغباں	یک بہانہ کرد زان تلبس جناں
صوفی سے فارغ ہوا جب باغباں	سا تھیوں نے اس کے بنائی یہ بہاں
کائے شریف من برو سوئے وثاق	کز برہر چاشت پختستم رقاق
اے شریف اب تو بھی جا گھر میرے ہاں	میں نے اس جا ہیں پکائیں روٹیاں
بر در خانۂ گو قیماز را	تا بیارد آں رقاق و قاز را
گھر کے دروازے پہ کہ قیماز سے	گوشت روٹی لا کے دو تے دے مجھے
چوں برہ کردش بگفت اے مرد دیں	تو فقہی ظاہر ست ایں دیقیں
بھیج کر اس کو کہا اے مرد دیں	تو فقیہ یا عمنا ہے یا لیقیں
او شریفے می کند دعوائے سرد	مادر او را کہ داند تا چہ کرد
ہے شریف اس طرح ڈینگیں مارتا	کون جانے ماں نے اس کی کیا کیا
بر زن و بر فعل زن دل می نہید	عقل ناقص و آنگہانے اعتمید
زن پہ ہے اور فعل زن پر اعتبار	عقل ناقص پر کبر و سر وہ یار

لہ غلام کا نام +

Marfat.com

خویشتن را بر علیؑ و بر نبیؐ	بستہ است اندر زمانہ ہر غبی
خود کو اولاد علیؑ آلِ نبیؐ	جانتا ہے اس جہاں میں ہر غبی
ہر کہ باشد از زنا و ز زنیباں	ایں بر و ظن در حق ربانیاں
جو زنا اور زانیوں سے ہے یہاں	ہے خدا والوں پہ کرتا یہ گماں
ہر کہ بر گردد سرش از چرخہا	ہمچو خور گردندہ بیند خانہ را
چکروں سے جس کا پھر جاتا ہے سر	گھر بھی پھرتا اس کو آتا ہے نظر
آنچہ گفت آں باغبانِ بوالفضول	حال او بُد دُور زاولادِ رسولؐ
باغباں نے حال اپنے جیسے کے	دُور اولادِ رسول اللہ سے
گر نبودے او نتیجب مرتداں	کے چنیں گفتے برائے خانداں
مرتدوں سے گر نہ ہوتا وہ شقی	کیوں یہ کہتا از پئے آلِ نبیؐ
خواند افسونہا شنید آں را فقیہ	در پئیش رفت آں ستمگار سفیہ[1]
سُن چکا اُس کے فسوں جب وہ فقیہ	اس کے پیچھے وہ گیا ظالم سفیہ
گفت اے خر اندریں باغت کہ خواند	در دی از پیغمبرؐت میراث ماند
بولا اے خر راہ کیوں لی باغ کی	چوری میراثِ پیمبرؐ سے ملی؟
شیر را بچہ ہمی ماند بداں	تو بہ پیغمبرؐ چہ می مانی بگو؟
شیر بچہ ہو نمونہ شیر کا	تجھ کو پیغمبرؐ سے کیا نسبت بتا
باشریف آں کرد آں دوں از کجی	کہ کند با آلِ یٰسینؐ خارجی
کی کمینے نے دو سید سے بھی	آلِ احمدؐ سے کرے جو خارجی
تا چہ کیں دارند دائم دیو و غول	چوں یزید و شمر با آلِ رسولؐ
کینہ یوں رکھتے ہیں یہ دیو و پلید	آلِ پیغمبرؐ سے جوں شمر اور یزید
شد شریف از زخمِ آں ظالم خراب	با فقیہ او گفت با چشمِ پُر آب
تھا شریف اُس کے ستم سے بس خراب	بولا یوں عالم سے با چشمِ پُر آب

[1] کمینہ ۔

Marfat.com

پایدار اکنوں کہ گشتی فرد و کم	چوں دہل شوزخم می خور بر شکم
رہ گیا تنہا - تو اب اس جا ٹھہر	زخم کھا مثل دہل اب پیٹ پر
گر شریف و لائق و ہمدم نیم	از چنیں ظالم ترا من کم نیم
گو شریف اور لائق و ہمدم نہیں	ایسے ظالم سے تجھے میں کم نہیں
مر مرا دادی بدیں صاحب غرض	احمقی کردی ترا بئس العوض
مجھ کو تو نے کر دیا صید غرض	پائے گا اس جہل کا تو بد عوض
شد ازو فارغ بیامد کاے فقیہ	چہ فقیہی اے تو ننگ ہر سفیہ
اس سے فارغ ہو کے بولا اے فقیہ	کیا ہے عالم، تو ہے ننگ ہر سفیہ
فتویت اینست اے بریدہ دست	کاندرائی و نگوئی مر مرا
ہے بریدہ دست یہ فتوی ترا	بے اجازت اندر آئے تو چرا
بوحنیفہؒ داد ایں فتوی ترا	شافعیؒ گفت ایں اے ناسزا
بوحنیفہؒ نے تجھے فتوی دیا	شافعیؒ نے یا تجھے ایسا کہا
اینچنیں رخصت نجواندی از وسیط	یا بدست ایں مسئلہ در بسیط
کیا اجازت تجھ کو دیتی ہے وسیط[1]	یا ہے ایسا مسئلہ در بسیط[2]
ایں بگفت و دست بر وے برگشاد	دست او کین دلش را داد داد
یہ کہا اور جھک پڑا اس پر لعیں	خوب دی ہاتھوں نے اس کے داد کیں
گفت حق است بزن دستت رسید	ایں سزائے آنکہ از یاراں برید
بولا ہاں تو مار، قدرت ہے تجھے	یہ سزا اس کی جو یاروں سے پھرے
من سزادارم باین و صد چنیں	تا چرا ببریدم از یاراں بکیں
میں سزاوار سزا ہوں سو گنا	کیوں ہوا میں اپنے یاروں سے جدا

[1] [2] فقہ کی کتابیں +

Marfat.com

گوش کردم آں ہمہ افسوسِ تو
برزنم بر سر کہ شد ناموسِ تو

سُن لئے ہیں میں نے سب حیلے ترے
مار تجھ کو تا کہ ہو راحت تجھے

زد ورا القصہ بسیار و بخست
کرد بیرونش ز باغ و در ببست

اس کو مارا اور کیا لے حد نڈھال
اور کیا بندا در دیا اس کو نکال

ہر کہ تنہا ماند از یارانِ خود
ایں چنیں آید مر اورا جملہ بد

اپنے یاروں سے جو تنہا رہ گیا
وہ بُرائی ایسی دیکھے گا سدا

رسولِ خدا اور صحابیؓ کا قصّہ

ایں عیادت از برائے ایں صلہ است
ویں صلہ از صد محبّت حاملاست

ہے عیادت اس صلے کے واسطے
اس محبت میں صلے سو دیکھ لے

چوں عیادت رفت پیغمبر بدید
آں صحابی را کہ در نزعے رسید

پہنچے جب بہرِ عیادت مصطفیٰؐ
وہ صحابیؓ نزع کے عالم میں تھا

چوں شوی دُور از حضورِ اولیاءؑ
در حقیقت گشتۂ دُور از خدا

اولیاء سے دُور جب تو ہو گیا
پھر حقیقت میں خدا سے ہے جُدا

چوں نتیجہ ہجرِ ہمراہاں غم است
کے فراقِ روئے شاہاں زاں کم است

ہجرِ یاراں کا ہے جب انجام غم
کب بھلا ہے ہجرِ شاہاں اس سے کم

سایۂ شاہاں طلب ہر دم شتاب
تا شوی زاں سایہ بہتر ز آفتاب

سایہ شاہوں کا طلب کر ہر گھڑی
تا کہ سورج سے ہو بہتر اے اخی!

رَد بخسپ اندر پناہِ مقبلے
بوکہ آزادت کند صاحبدلے

مقبلوں کے حفظ میں تو جا کے سو
تا طفیلِ اہلِ دل آزاد ہو

گر سفر داری بدیں نیّت بَرَو
ور حضر باشد ازیں غافل مشو

جب سفر کو جائے اس نیّت سے جا
گر رہے گھر میں، نہ کر غفلت ذرا

Marfat.com

فاختہ ساں روز و شب کوکو و کو
گنج پنہانی زدر ویشے بجو

بول مثل فاختہ کوکو و کو
گنج پنہاں ڈھونڈ درویشوں میں تو

دربدر می گرد و می رو کو بکو
جستجو کن جستجو کن جستجو

دربدر جا اور پھر تو کو بکو
جستجو کر، جستجو کر جستجو

تا توانی زاولیا رو برمتاب
جہد کن واللہ اعلم بالصواب

اولیا سے منہ نہ پھیر اے خوش خطاب
سعی کر، واللہ اعلم بالصواب

حضرتِ بایزید بسطامی رح کا کعبہ کو جانا

سوئے مکہ شیخ امت بایزید رح
از برائے حج و عمرہ می دوید

بایزید اک روز مکہ کو چلے
اپنے گھر سے حج و عمرہ کے لئے

از بہر شہرے کہ رفتے از نخست
مرعزیزاں را بکردے باز جست

جاتے تھے جس شہر میں وہ نیک خو
کرتے تھے اہل خدا کی جستجو

گردِ گشتے کہ اندر شہر کیست
کو بر ارکان بصیرت مُتکی ست

شہر میں پھرتے تھے اکثر دیکھتے
بے بصیرت پر بھلا تکیہ کسے

گفت حق اندر سفر ہر جا روی
باید اول طالب مردے شوی

قول حق ہے جب سفر میں جائے تو
مرد حق کی کر طلب اے نیک خو

قصد گنجے کن کہ ایں سو دو زیاں
در تبع آید تو آں را فرع داں

گنج حاصل کر کہ یہ سود و زیاں
محض فرعی ہے۔ جب اس میں ہو عیاں

ہر کہ کارد قصد گندم باشدش
کاہ خود اندر تبع می آیدش

بونے والا قصد گندم کا کرے
گھاس اپنے آپ پھر اس میں اگے

کہ بکاری برنیاید گندمے
مردے جو مردے جو مردمے

گھاس بو کر تو نہ گندم پائے گا
مرد ہی کو ڈھونڈ تا رہ اے فتا

Marfat.com

قصدِ کعبہ کن چو وقتِ حج بود — چونکہ رفتی مکہ ہم دیدہ شود

وقت حج کا ہو۔ تو قصد کعبہ کر — مکہ خود آجائے گا تجھ کو نظر

قصد در معراج دیدِ روست بود — در تبع عرش و ملائک ہم نمود

قصد دیدار تھا معراج سے — ساتھ ہی عرش و ملک دیکھے گئے

سیّد الاعمال بالنیات گفت — نیّت خیر بسے گلہا شگفت

حسن تو الاعمال بالنیات[1] کو — کل کھلیں لاکھوں جو نیت نیک ہو

نیست مومن بود بہ از عمل — ایں چنیں فرمود سلطانِ دول

نیت مومن عمل سے ہے بھلی — ہے حدیثِ مصطفیٰ اے متقی!

پیر اور مرید کی حکایت

خانۂ نو ساخت روزے نو مرید — پیر آمد خانۂ او را بدید

گھر بنایا ایک چیلے نے نیا — دیکھنے کو پیر آئے باصفا

گفت شیخ آں نو مریدِ خویش را — امتحاں کرد آں نکو اندیش را

پیر نے یہ بات پھر اُس سے کہی — آزمائش کی نکو اندیش کی

روزن از بہر چہ کردی اے رفیق — گفت تا نور اندر آید در طریق

روزن اس گھر میں ہے رکھا کیوں بھلا — بولا۔ نور آنے کو ہے یہ راستا

گفت آں فرع است ایں با بد نیاز — تا ازیں رہ بشنوی بانگِ نماز

بولے یہ ہے فرع۔ تو رکھ یہ نیاز — اس سے آئے کان میں بانگِ نماز

نور خود اندر تبع می آید ت — نیّت آں را کن کہ آں می باید ت

خود بخود نور اس کے پیچھے آئے گا — نیّت اس کی رکھ۔ جو ہے بس مدعا

[1] یہ حدیث نبویؐ ہے یعنی اعمال نیت کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

بایزیدؒ اندر سفر جستے بسے	تا بیابد خضرِ وقتِ خود کسے
بایزیدؒ اس دُھن میں کرتے تھے سفر	کوئی خضرِ وقت آجائے نظر
دید پیرے با قدے ہمچوں ہلال	بُود در روئے فرّ و گفتارِ رجال
دیکھا اک بڈھے کا قد مثلِ ہلال	اس میں تھی اک شان و گفتارِ رجال[۵۱]
دیدہ نابینا و دل چوں آفتاب	ہمچوں پیلے دیدہ ہندستاں بخواب
آنکھیں نابینا تھیں، دل تھا آفتاب	جیسے ہاتھی دیکھے ہندستاں کا خواب
چشمِ بستہ خفیہ بیند صد طرب	چوں کشاید آنچہ بیند ایں عجب
بند آنکھیں خفیہ دیکھیں سو طرب	جب کھلیں کچھ بھی نہ دیکھیں، ہے عجب
بس عجب رخواب روشن می شود	دل دروں خواب روزن می شود
کچھ عجب ہوتا ہے روشن خواب میں	قلب بن جاتا ہے روزن خواب میں
وانکہ بیدار ست و بیند خواب خوش	عارفست او خاکِ او در دیدہ کش
خواب بیداری میں جو دیکھے بشر	وہ ہے عارف سُرمہ اس کی خاک کر
بایزیدؒ اورا چو از اقطاب یافت	مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
شیخ نے پایا اُنہیں اقطاب سے	عاجزی کی اور خدمت میں گئے
پیش او بنشست و دمی پرسید حال	یافتش درویش و ہم صاحب عیال
بیٹھے اور پوچھا ادب سے اُن کا حال	وہ تھے اک درویش اور صاحب عیال
گفت عزمِ تو کجا اے بایزیدؒ	رختِ غربت را کجا خواہی کشید
بولے جاتے ہو سیاحت کو کہاں	لے چلے اسبابِ غربت کو کہاں
گفت قصدِ کعبہ دارم از یگہ	گفت ہیں با خود چہ داری زادِ راہ
بولے قصدِ کعبہ میں نے ہے کیا	پیر بولے زادِ رہ ہے پاس کیا

۵۱ جمع رجل بمعنی مرد +

Marfat.com

گفت دارم از درم نقرہ دو لیت	نک بلبستہ سخت بر گوشہ ردیست
بولے ہاں چاندی کے ہیں دو سو درم	ہیں بندھے چادر کے دامن میں بہم
گفت طوفے کن بگرد م ہفت بار	وین نکوتر از طواف حج شمار
بولے کر میرا طواف اب سات بار	اور اس کو حج سے بہتر کر شمار
واں رہا پیش من نہ اے جواد	واں کہ حج کردی حاصل شد مراد
یہ درم رکھ سامنے میرے سخی!	اور سمجھ لے - ہو گیا حج واقعی
عمرہ کردی عمر باقی یافتی	صاف گشتی بر صفا بشتافتی
عمرہ کر کے عمر باقی پا گیا	اور صفا پر دوڑا تو ہو کر صفا
حق آں حقیکہ بانت دیدہ است	کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
ہے قسم اس کی جو ہے دل آشنا	اپنے گھر پر منتخب مجھ کو کیا
کعبہ ہر چند یکہ خانہ برّ اوست	خلقت من نیز خانہ سرّ اوست
کعبہ ہے ہر چند بیت بر یا	میری خلقت گھر ہے اس کے بھید کا
تا نگردد آں خانہ را در وے نرفت	واندریں خانہ بجز آں حے نرفت
گرد کعبہ پھر کے اندر جائیں سب	کب گیا اس گھر میں کوئی غیر رب
چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ	گر دگشتہ بصدق بر گردیدۂ
مجھ کو دیکھا، ہو گئی دید خدا	اور طواف صدق کعبۂ اقدس ہوا
خدمت من طاعت و حمد خداست	تا نہ پنداری کہ حق از من جداست
میری خدمت طاعت و حمد خدا	یہ نہ جان - اللہ مجھ سے ہے جدا
چشم نیکو باز کن در من نگر	تا ببینی نور حق اندر بشر
دیکھ مجھ کو خوب آنکھیں کھول کے	تا بشر میں نور حق کا دیکھ لے
کعبہ را یکبار بیتی گفت یار	گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار
کعبہ کو بیتی کہا اک مرتبا	مجھ سے ستر بار یا عبدی کہا

۵۱ میرا گھر ۵۲ اے میرے بندے!

Marfat.com

بایزیدا کعبہ را دریافتی	صد بہا و عزّ و صد فر یافتی
کعبہ تجھ کو مل گیا اے بایزیدؒ	عزتیں پائیں بلی شانِ مزید
بایزیدؒ آن نکتہا را ہوش داشت	ہمچو زرّیں حلقہ اش در گوش داشت
بایزیدؒ ان نکتوں کو سنتے رہے	کان کے پردوں میں قائم کر لئے
آمد ازوے بایزیدؒ اندر مزید	منتہی در منتہی آخر رسید
بایزیدؒ اُن سے ترقی پا گئے	منتہی سے منتہی آخر ملے

رسولِ خداؐ اور بیمار صحابیؓ

چوں پیمبرؐ دید آں بیمار را	خوش نوازش کرد یارِ غار را
دیکھا پیغمبرؐ نے جب بیمار کو	خوش نوازش سے کیا اُس یار کو
زندہ شد او چوں پیمبرؐ را بدید	گوئیا آں دم مرا و را آفرید
دیکھ کر وہ آپ کو زندہ ہوا	گنتا تھا گویا ہوں اب پیدا ہوا
گفت بیماری مرا ایں بخت داد	کآمد ایں سلطان بر من با مداد
دی مرض نے مجھ کو یہ خوش قسمتی	ایسے سلطاں آئے اس جا صبح ہی
تا مرا صحّت رسید و عافیت	از قدوم ایں شہِ بے حاشیت
ہو گئی صحت مجھے حاصل ضرور	آپ کے قدموں کی برکت سے حضورؐ
اے خجستہ رنج و بیماریّ و تب	اے مبارک درد و بیداریّ شب
ہے مبارک میری بیماری و تب	ہے مبارک درد و بیداریّ شب
نک مرا در پیری از لطف و کرم	حق چنیں رنجوریئے داد دستم
پیری میں حق نے کیا مجھ پر کرم	ایسی بیماری جو دی اے محترم
درد پشتم داد تا من ہم ز خواب	بر جہم ہر نیم شب لابد شتاب
دے دیا ہے درد مجھ کو پشت کا	آدھی رات اٹھوں۔ نہ نیند آئے ذرا

Marfat.com

تا بخسپم جملہ شب چوں گاو میش
بھینس کی مانند تا جاگا کروں

دردہا بخشید حق از لطف خویش
یہ ہے اُس کا لطف، کیا شکوا کروں

زیں شکستن رحم شاہاں جوش کرد
خستگی سے رحم آئے شاہ کو

دوزخ از تہدید شاں خاموش کرد
اور دوزخ خوف سے خاموش ہو

ارنج گنج آمد لہ رحمتہا در وست
رنج ہے گنج اُس میں ہیں بس رحمتیں

مغز تازہ شد چو بنجر شد درست
مغز تازہ ہو، جو چھلکے پھینک دیں

اے برادر موضع تاریک و سرد
بھائی! موضع ہو اگر تاریک و سرد

صبر کردن بر غم و سستی و درد
صبر کر، پہنچے جو کچھ رنج اور درد

چشمۂ حیوان و جام مستی است
چشمۂ حیواں ہے اور مستی کا جام

کآں بلندیہا ہمہ در پستی است
اوج یہ سب پستیوں میں ہیں تمام

آں بہاراں منبعست اندر خزاں
وہ بہاریں سب خزاں میں ہیں نہاں

پُر بہارست ایں خزاں مگریز ازاں
یہ خزاں ہے پُر بہار۔ آ جا یہاں

ہمرہِ غم باش و با وحشت بساز
ہمدمی کر غم سے رکھ وحشت سے ساز

می طلب در مرگ خود عمرِ دراز
مانگ اپنی موت میں عمرِ دراز

آنچہ گوید نفسِ تو کاینجا بدست
مشنو ش چوں کارِ او ضد آمدست

گر کہے یہ نفس ہے اس جا بدی
تُو نہ سُن، ہمند تو ہے فطرت نفس کی

تو خلافش کن کہ از پیغمبراں
ایں چنیں آمد وصیّت در جہاں

کر خلاف اس کے کہ نبیوں نے یہی
اس جہاں میں ہے وصیّت سب سے کی

مشورت در کارہا واجب شود
تا پشیمانی در آخر کم بود

مشورہ کاموں میں ہے بس لازمی
تا پشیمانی نہ ہو آخر کبھی

سعیہا کردند بسیار انبیاء
تا کہ گرداں شد بریں سنگ آسیا

انبیا نے اس پہ کوشش کی بڑی
چکی اس پتھر پہ جب جا کر چلی

Marfat.com

نفس می خواہد کہ تا ویراں کند	خلق را گمراہ و سرگرداں کند
نفس کی خواہش یہ ہے ویراں کرے	خلق کو گمراہ و سرگرداں کرے
گفت امت مشورت با کہ کنیم	انبیا گفتند با عقل امیم
پوچھا امت نے کہ تو کس سے مشورا	انبیا بولے: امامور ہے بجا
گفت اگر کودک درآید یا زنے	کو ندارد عقل و رائے روشنے
پوچھا گر بچہ ہو یا عورت کوئی	عقل کی جس میں نہ ہو کچھ روشنی
گفت با او مشورت کن آنچہ گفت	تو خلاف آں کن و در راہ آ
بولے اُن سے مشورہ لے، بعد ازاں	کر خلاف اُس کے کہ ہاے راہ ہاں
نفس خود را زن شناس از زن بتر	زانکہ زن جزوست نفست کل شر
نفس زن ہے۔ بلکہ زن سے بھی بتر	کیونکہ زن ہے جزو تو وہ کُل شر
مشورت با نفس خود گر می کنی	ہر چہ گوید کُن خلاف آں دنی
مشورہ لے تو جو اپنے نفس سے	کر خلاف اُس کے جو وہ سفلہ کہے
گر نماز و روزہ می فرمایدت	نفس مکّار است کمرے زایدت
گر نماز و روزہ کی تلقیں کرے	اس کو کبھی تو نکر اُس کا جان لے
مشورت با نفس خود اندر فعال	ہر چہ گوید عکس آں باشد کمال
مشورہ لے نفس سے افعال کا	جو کہے برعکس کر، سن لے ذرا
بر نیائی با وے و استیزاد او	رُو بہ یارے بگیر آمیزاد او
تو نہ ہوگا نفس سے عہدہ برآ	کر طلب ہمت، حضورِ دوست جا
عقل قوت گیرد از عقل دگر	پیشہ گر کامل شود از پیشہ گر
عقل ہے عقلوں سے مل کے فیض یاب	پیشہ ور ہو پیشہ ور سے فیض یاب
من ز مکر نفس دیدم چیزہا	کو بپردازد بسحر خود تمیزہا
میں نے مکرِ نفس سے دیکھی وہ چیز	سحر سے کھوتا ہے وہ عقل و تمیز

Marfat.com

وعدہا بدہد ترا تازہ بدست	کوہزاراں بار آنہا را شکست
بجھ سے وہ وعدے کرے تازہ نئے	اور ہزاروں بار اُن کو توڑ دے
عمر اگر صد سال خود مہلت دہد	ادت ہر روزے بہانہ نو نہد
عمر اگر سو سال مہلت دے تو کیا	روز اس کا اک بہانہ ہے نیا
گرم گوید وعدہائے سرد را	جادوئے سردے بہ بندد مرد را
گرم کر دے وعدہ ہائے سرد کو	سحر سے نامرد کر دے مرد کو
اے ضیاء الحق حسام الدین بیا	کہ نروید بے تو از شورہ گیا
اے ضیاء الحق حسام الدین ! تو آ	بے ترے بنجر میں کھاس اگتی ہے کیا!
از فلک آویختہ شد پردۂ	از پئے نفرین دل آزردۂ
چرخ سے اک پردہ ہے لٹکا ہوا	ہے دل غمگیں پہ لعنت بھیجتا
ایں قضا را ہم قضا داند علاج	عقل خلقاں در قضا کج ہست کاج[۱]
اس قضا کا بس قضا جانے علاج	عقل ہے مخلوق کی تو اس میں کاج
اژدہا گشت ست آں مار سیاہ	آنکہ کرمے بود افتادہ براہ
اب ہے وہ مارِ سیہ اک اژدہا	جو تھا کیڑے کی طرح رہ میں پڑا
اژدہا و مار اندر دستِ تو	شد عصا اے جانِ موسیٰ مستِ تو
اژدہا ہے اور سانپ تجھ سے زیر دست	ہے عصا اے جانِ موسیٰ تجھ سے مست
حکم خُذْہَا لَا تَخَفْ دادت خدا	تا بدستت اژدہا گردد عصا
حکم خذہا لا تخف[۲] حق نے دیا	اژدہا ہو ہاتھ میں تیرے عصا

[۱] بھینگی - ناکام ۔

[۲] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ۔ خذہا ولا تخف سنعیدہا سیرتہا الاولیٰ ۔
(جب حضرت موسیٰ ؑ کا عصا اژدہا بن گیا۔ اور حضرت ڈر گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا)
اس کو اُٹھالے اور نہ ڈر۔ ابھی ہم اس کو اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیتے ہیں ۔

Marfat.com

ہیں ید بیضا نما اے بادشا	صبح نو بکشا ز شبہائے سیاہ
ہاں ید بیضا دکھا اے بادشا	کالی راتوں سے سحر کو کھینچ لا
دوزخے افروخت بر دے دم فسوں	اے دمِ تو از دمِ دریا فزوں
بھڑکا دوزخ پھونک دے اس پر فسوں	سانس تیری دم سے دریا کے فزوں
بحر مکّار است و بنمودہ کفے	دوزخ است از مکر بنمودہ تفے
بحر ہے مکّار، دکھلاتا ہے جھاگ	مکر سے دوزخ عیاں کرتا ہے آگ
زاں نماید مختصر در چشمِ تو	تا زبوں بینی و جنبد خشمِ تو
یوں نظر آتا ہے، تجھ کو مختصر	غصہ تا آجائے اُس کو دیکھ کر
ہمچنانکہ لشکرِ انبوہ بود	مر پیمبرؐ را بچشم اندک نمود
جس طرح لشکر تو بے تعداد تھا	دیکھتے تھے اُس کو تھوڑا مصطفیٰ
تا بر ایشاں زد پیمبرؐ بے خطر	ور فزوں دیدے ازاں کردے حذر
حملہ آور ہو گئے تھے بے خطر	دیکھتے زائد تو پھر کرتے حذر
آں عنایت بود فضلِ ایزدی	احمدؐ اورنہ تو بد دل می شدی
فضل تھا اور مہر تھی اللہ کی	اے محمدؐ! ورنہ بڑھتی بد دلی
کم نمود اورا و اصحاب ورا	آں جہادِ ظاہر و باطن خدا
کم دکھایا اُن کو اور اصحاب کو	وہ جہادِ ظاہر و باطن، سنو
تا میسّر گردیسرے را بدو	تا زعسرے او نگردانید رو
اُن کو دیں اللہ نے آسانیاں	تا نہ ہو تکلیف میں آزردہ جاں
کم نمودن مر ورا پیروز بود	کہ حقش یار و طریق آموز بود
کم دکھانا، فتحمندی کا نشاں	
رہنما تھا فضلِ خالق بے گماں	

Marfat.com

آنکہ حق پشتش نباشد از ظفر	وائے گر گربہ اش نماید شیر نر
نصرتِ حق پشت پر جس کی نہ ہو	وائے گر بلی وہ جانے شیر کو
وائے گر صد رائے بیند زُدور	تا بچالش اندر آید از غرور
اور سُو کو ایک دیکھے دُور سے	پھر کرے جنگ اور تکبّر سے لڑے
زآں نماید ذوالفقارے حربۂ	زاں نماید شیرِ نر چوں گربۂ
اور پھر حربہ دکھائے ذوالفقار	کیونکہ جانے شیر کو وہ گربہ وار
تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ	واندر آرد شاں بدیں حیلت بچنگ
اور وہ احمق دلیری سے لڑے	حیلے سے دشمن کے پنجے میں پھنسے
تا بپائے خویش باشد آمدہ	آں فلیواں جانبِ آتشکدہ
اور اپنے پاؤں سے وہ بیہدہ	چل کے آئے جانب آتش کدہ
کاہ برگے می نماید تا تو زود	پف کنی اورا برانی از وجود
کاہ بنا کردہ دکھاتا ہے تجھے	پھونک سے تُو تن سے اس کو پھینک دے
ہاں کہ آنکہ کوہہا برکندہ است	زو جہاں گریانُ او در خندہ است
کاہ نے توڑے پہاڑ اے جانِ من	اُس سے گریاں ہے جہاں، وہ خندہ زن
می نماید تا بلعب ایں آب جو	ضدِ جوعوج ابنِ عنق شد غرقِ او
آبِ جُو کو گھٹنوں تک ظاہر کرے	غرق سو عوجِ عنق اس میں ہوئے
می نماید موج خوفش تلِّ مشک	می نماید قعرِ دریا خاکِ خشک
موج خوں آئے نظر انبارِ مُشک	قعرِ دریا کو کرے جوں خاکِ خشک
خشک دید آں بحر را فرعون کور	تاز در راند از سرِ مستی و زور
خشک دیکھا بحر کو فرعون نے	کبر و مستی لے گئی اُس میں اُسے
چوں در آمد در تگِ دریا فتاد	زآنکہ چشمش زاصل نابینا فتاد
جب گیا۔ موجوں میں دریا کی پھنسا	اصل سے بالکل ہی نابینا وہ تھا

Marfat.com

دیدہ بینا از لقائے حق شود	حق کجا ہمراز ہر احمق شود
آنکھ کو روشن کرے دیدِ خدا	حق کہاں ہمراز احمق کا ہوا
قند بیند خود شود زہر قتول	راہ بیند خود بود آں بانگِ غول
قند دیکھے پر وہ قاتل زہر ہو	غول بولے۔ اور وہ دیکھے راہ کو
اے فلک در فتنۂ آخر زماں	تیز می گردی بدہ آخر اماں
اے فلک ہے تیری گردش تیز ہاں	فتنۂ آخر زماں سے دے اماں
خنجرِ تیز تو اندر فصدِ ما	نیش زہر آلودۂ در فصدِ ما
تیرا خنجر قتل کرنے کو ہے تیز	فصد کو ہے نیش تیرا زہر ریز
اے فلک از رحم حق آموز رحم	بر دلِ موراں مزن چوں مار زخم
رحم حق سے سیکھ چرخِ دول شعار!	مت لگا چیونٹی کے دل پر زخم مار
حقِّ آنکہ چرخہ چرخ ترا	کرد گرداں بر فرازِ ایں سرا
ہے قسم اس کی کہ یہ چرخہ ترا	جس نے اس دنیا پہ گرداں ہے رکھا
کہ دگرگوں گردی و رحمت کنی	پیش ازاں کز ہیچ ما را بر کنی
ہو دگرگوں اور ہم پر رحم کر	جڑ ہماری کھودنے سے پیشتر
حقِّ آنکہ دایگی کردی نخست	تا نہالِ ما ز خاک آب رست
ہے قسم اس کی کہ تو دایہ بنا	خاک پانی سے نہال اپنا اگا
حقِّ آں شہ کہ ترا صاف آفرید	کرد چنداں مشعلہ در تو پدید
ہے قسم اس کی کہ جس نے آن میں	کردیں پیدا تجھ میں اتنی مشعلیں
آں چناں معمور و باقی داشتت	تا کہ دہری از ازل پنداشتت
تجھ کو معمور اور باقی کر دیا	تا ازل سے تجھ کو دہری نے کہا
شکر دانستیم آغازِ ترا	انبیا گفتند آں رازِ ترا
شکر ہے۔ جانا ترے آغاز کو	انبیا نے کھولا تیرے راز کو

Marfat.com

آدمی داند کہ خانہ حادث است
عنکبوتے سنے کہ در وے عابث است

آدمی جانے کہ ہے حادث یہ گھر
اور نہ وہ مکڑی جو کھیلے بے خبر

پشہ کے داند کہ ایں باغ از کے است
کو بہاراں زاد و مرگش در وے است

باغ یہ کب سے ہے۔ جانے پشہ کیا
جو بہار و دے میں آیا اور مرا

کرم کاندر چوب زاید سست حال
کے بداند چوب را وقت نہال

کیڑا جو لکڑی سے پیدا سست حال
جانے کیا لکڑی کو، جب ہو وہ نہال

وربداند کرم از ماہیتش
عقل باشد کرم باشد صورتش

کیڑے کو معلوم ہو کر ماہیت
عقل بن کر کرم پائے اصلیت

عقل خود رامی نماید رنگہا
چوں پری دُور است ازاں فرسنگہا

عقل رنگ اپنے دکھاتی ہے ہزار
جوں پری دُور اس سے وہ کوسوں ہے یار

از ملک بالاست چہ جائے پری
تو مگس پرّی بپستی می پری

کیا پری۔ وہ ہے مَلک سے بھی بلند
جوں مگس تو پست اُڑے اے مستمند!

گرچہ عقلت سوئے بالا می پرد
مرغ تقلیدت بہ پستی می چرد

عقل گو اُڑتی ہے اوپر کو تری
مرغ تقلیدی ہے تیرا پست ابھی

علم تقلیدی وبالِ جان ماست
عاریہ است و ناشستہ کانِ ماست

علم تقلیدی وبال جاں ہوا
عاریت ہے۔ اپنا کب ہے اے فتا

زیں خرد جاہل ہمی باید شدن
دست در دیوانگی باید زدن

رہنا جاہل خوب ہے اس عقل سے
اور ہاں دیوانہ رہنا چاہیئے

ہر چہ بینی سوئے خود زآں می گریز
زہر نوش و آب حیواں را بریز

نفع جس میں ہو تو بھاگ اُس چیز سے
زہر پی اور آب حیواں پھینک دے

ہر کہ بستاید ترا دشنام دہ
سود و سرمایہ بمفلس وام دہ

جو کرے تعریف۔ گالی دے اُسے
مال و زر مفلس کو اپنا قرض دے

Marfat.com

ایمنی بگذار و جائے خوف باش	بگذر از ناموس و رسوا باش فاش
خوف میں رہ ایمنی سے در گذر	چھوڑ ناموس اور رُسوا ہو پسر
آزمودم عقلِ دُور اندیش را	بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را
امتحانِ عقل ہے میں نے کیا	بعد ازیں دیوانہ ہوں گا بر ملا

ایک سردار اور مسخرہ

گفت با دلقک شبے سیّد اجل	قحبہ را خواستی تو از عجل
یوں کہا دلقک[1] سے اک سردار نے	کیوں زن قحبہ سے شادی کی ارے
با من ایں را بازمی بایست گفت	تات می کردم بیک مستورہ جفت
چاہئے تھا پوچھنا مجھ سے مجھے	شادی کر دیتا میں پردہ دار سے
گفت مستورہ صالح خواستم	قحبہ گشتند و ز غم تن کاستم
بولا نو پردہ نشینوں کو چھُٹا	قحبہ ہو نکلیں مجھے غمگیں کیا
خواستم ایں قحبہ را با معرفت	تا ببینم چوں شود ایں عاقبت
شادی اس قحبہ سے دانستہ ہے کی	اب ذرا دیکھوں میں انجام اس کا بھی
عقل را ہم آزمودم من بسے	زیں سپس جویم جناں را مغرسے
امتحاں میں کر چکا ہوں عقل کا	ڈھونڈوں گا اب باغ دل کا اے فتا

ایک سائل اور شیخ بہلولؒ

آں یکے می گفت خواہم عاقلے	مشورت آرم باو در مشکلے
ایک کہتا تھا کہ اک دانا ملے	تا کہ اُس سے مشورہ مشکل میں لے

[1] مسخرے کا نام ÷

Marfat.com

آں یکے گفتش کہ اندر شہر ما
نیست عاقل غیر آں مجنوں نما

ایک بولا۔ بس ہمارے شہر کا
اک وہی ہے عاقل مجنوں نما

می دواند در زِ پسِ ان کودکاں
می دواند در زِ پسِ ان کودکاں

وہ یہی ہے۔ نے یہ ہے اسوار جو
لڑکوں میں دوڑاتا ہے جو گھوڑے کو

گوے می بازد بروزانِ شباں
در جہاں گنجِ نہاں جانِ جہاں

گیند دن میں کھیلتے ہیں دواں
اور ہے گنج نہاں جانِ جہاں

صاحبِ ایست دآتش پارۂ
آسماں قدرست و اختر بارۂ

آگ کا پیر کالہ ہے وہ اصفت
آسماں قدر اور اختر منزلت

فرِ او کردہ بیاں را جاں شدست
او درین دیوانگی پنہاں شدست

دبدبہ اُس کا فرشتوں کی ہے جہاں
اور وہ دیوانگی میں ہے نہاں

لیک ہر دیوانہ را ہماں نشمری
سرمنہ گو سالہ را چوں سامری

جاں نہ ہر دیوانہ کو پہچان لے
پیش گو سالہ نہ جھک جوں سامری

چوں دلیلے آشکارا با تو گفت
صد ہزاراں غیب و اسرارِ نہفت

جب دلی نے صاف تجھ سے کہ دئے
راز دو جو غیب میں پوشیدہ تھے

مر ترا آں فہم و آں دانش نبود
واندانستی تو سرِ گیں رازِ عُود

تجھ کو یہ فہم اور یہ دانش نہ تھی
تجھی نہ پہچاں عُود اور پرِ گیں کی

از جنوں خود را ولی پوشیدہ ساخت
مر ورا اے کور کے خواہی شناخت

جب دل پر لے ہیں دہشت کے چھپا
کب تو اے اندھے اسے پہچانے گا

گر ترا باز آں صفا آئینہ نیست
زیرِ ہر سنگے یکے سرہنگ ہیں

ہے اگر عاشق رہے پشتِ یقیں
نیچے پتھر کے ہے سر لشکر یہیں

پیشِ آں چشمے کہ باز و رہبر است
ہر گلیمے را کلیمے در بر است

آنکھ اگر بینا ہے اور رہبر ندیم
ہے ہر اک کملی میں پنہاں اک کلیم

Marfat.com

مرولی را ہر ولی شہرہ کند
ہر کرا او خواست با بہرہ کند

ہر ولی کو دیتا ہے شہرت ولی
جس کو چاہے بہرہ ور کر دے ابھی

کس نداند از خرد او را شناخت
چونکہ او مر خویش را دیوانہ ساخت

عقل سے کب کوئی پہچانے اُسے
کیونکہ وہ اپنے کو دیوانہ کرے

چوں بدزدد دزدِ بینا رختِ کور
ہیچ یابد دزد را او در عبور

اندھے کو جب دزدِ بینا لوٹ لے
کس طرح وہ چور رستے میں ملے

کور نشناسد کہ دزدِ او کہ بود
گرچہ خود بر روے زند دزدِ عنود

اندھا کیا جانے لٹیرا کون تھا
چور گو اُس سے ملے خود برملا

چوں گزد سگ کور صاحب زندہ را
کے شناسد آں سگِ درندہ را

کاٹے کتا اندھے گدڑی والے کو
کس طرح کتے سے وہ آگاہ ہو

ایک کتے کا اندھے فقیر پر حملہ کرنا

یک سگے در کوئے برکورے گدا
حملہ می آورد چوں شیرِ وغا

کتا دوڑا اک گدائے کور پر
جس طرح حملہ کرے اک شیر نر

سگ کند آہنگِ درویشاں بخشم
در کشد مہ خاکِ درویشاں بچشم

کتا درویشوں پہ دوڑے غصہ سے
چاندان کی خاک کو سرمہ کرے

کور عاجز شد ز بانگ و بیمِ سگ
اندر آمد کور در تعظیمِ سگ

بھونکنے سے اندھا عاجز آگیا
اور بڑائی کتے کی کرنے لگا

کائے امیرِ صید و اے صیدِ شکار
دست دست تست دست از من بدار

او امیرِ شکار اے صیدِ شکار
تو قوی ہے مجھ کو کر دے رستگار

کز ضرورت دُمِ خر را آں حکیم
کرد تعظیم و لقب دادش کریم

تھی ضرورت تو دُمِ خر کو حکیم
با ہزار اعزاز کہتا تھا کریم

Marfat.com

گفت او هم از ضرورت اے اسد	از چو من لاغر شکارے چہ رسد
ایسے ہی اُس نے کہا اے شیر مار	میں ہوں لاغر، میرا کیا ہوگا شکار
گور میگیرند یارانت بدشت	کور میگیری تو در کوچہ بگشت
گور خر جنگل میں پکڑیں تیرے یار	تو کرے کوچے میں اندھے کا شکار
گور خر جویند یارانت بصید	کور می جوئی تو در کوچہ بکید
دوست تیرے ڈھونڈتے ہیں گور خر	تو گلی میں حملہ آور کور پر
آں سگِ عالم شکارِ گور کرد	ویں سگِ مایہ قصدِ کور کرد
گور خر کرے سگ عالم شکار	کور پر بے مایہ سگ کا ہے مدار
علم چوں آموخت سگ بگذاشت از ضلال	می کند در بیشہا صیدِ حلال
علم سیکھا سگ نے گمراہی گئی	دشت میں روزی حلال اس کو ملی
سگ چو عالم گشت شد چالاک و زیرک	سگ چو عارف گشت شد اصحاب کہف
سگ جو عالم ہو۔ بنے چالاک و زیرک	ہو جو عارف۔ تو ہو ان اصحاب کہف
سگ شناسا شد کہ میر صید کیست	اے خدا آں نور شناسندہ چیست
سگ یہ جانے کون ہے میر شکار	کیا ہے وہ نورِ شناسا کردگار!
کور نشناسد نہ از بے چشمی ست	بلکہ از جہل ست و از پُر خشمی ست
اندھے کی کوری یہ اندھاپن نہیں	جہل اس کی وجہ ہے اور خشم و کیں
نیست خود بے چشم تر کور از زمیں	ایں زمیں از فضلِ او شد چشم بیں
کور کب ہے اس زمیں سے کور تر	جانتی ہے اپنے دشمن کو مگر
نورِ موسیٰؑ دید و موسیٰؑ را نواخت	خسف قاروں کرد و قاروں را گداخت
نور دیکھا، اور ہوئی موسیٰؑ نواز	ننگلا قاروں کو ہوئی قاروں گداز

لہ تیز رَد ۔

Marfat.com

رجف کرد اندر ہلاکِ ہر دغی	فہم کرد از حق کہ یَا اَرْضُ ابْلَعِی
زلزلوں سے جان لی ناپاک کی	سُن لیا حق سے کہ یَا اَرْضُ ابْلَعِی[1]
آب وخاک و باد و نارِ باشرر	بے خبر با ما و! حق باخبر
پانی مٹی اور ہوا آگ اے پسر	بے خبر ہم سے ہیں حق سے باخبر
ما بہ عکسِ آں ز غیرِ حق خبیر	بے خبر از حق باپندِ نذیر
غیر حق سے ہے ہمیں لیکن خبر	بے خبر حق سے ہیں خوف و خطر
لاجرم اشفقن منہا جملہ شاں	کند شد زآمیز جیواں حمقشاں
لاجرم اُس سے وہ سب ڈرنے لگے	کند جملے ربطِ حیواں سے ہوئے
گفت بیزاریم جملہ زیں حیات	کہ بود با خلق جز با نی سنن
بولے ہم بیزار ہیں اس زیست سے	زندہ ان سے مُردہ دائم سیر رہے
چوں بماند از خلق ماند او یتیم	اُنس حق را قلب مُن بایدیم
خلق سے جو چھُٹ گیا وہ ہے یتیم	اُنس حق کو چاہیے قلب سلیم
چوں ز کورے دزد دزدد کالۂ	مُی کند آں کور عیب نالۂ
چور اندھے کی اگر چوری کرے	کور اندھوں کی طرح رونا پٹے
تا نگوید دزد را دکاں منم	کز تو دزدیدم کہ دزدِ پُر فنم
چور جب تک خود نہ دے اپنا پتا	اور جو کچھ ہو لیا - سب دے بتا
کے شناسد کور دزدِ خویش را	چوں ندارد نورِ چشم و آں نیا
کور اپنے چور کو پہچانے کیا	جب نہیں کچھ اُس کی آنکھوں میں ضیا

[1] قولہ تعالیٰ عزّ وجل :- وَقِیْلَ یَا اَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَیَا سَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ - یعنی زمین سے کہا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان رفع کر - اور پانی زمین میں سما گیا ۔

Marfat.com

چوں بگوید ہم بگیر او را تو سخت
تا بگوید او علامتہائے رخت

حکم کیونکر دہ گرفتاری کا دے
کچھ نشانی جب نہ دے اسباب سے

پس جہادِ اکبر آمد عصرِ رد
تا بگوید کہ چہ بُرد آں زن بمرد

ہے جہاد اب تنگ کرنا چور کا
تاکہ جو کچھ لے گیا ہے۔ دے بتا

اولاً دزدیدہ کحلِ دیدہ ات
چوں ستانی باز یابی تبصرت

ہے چرایا سرمہ تیری آنکھ کا
تو نے چھینا۔ نور تجھ کو مل گیا

کالۂ حکمت کہ گم کردہ دل است
پیشِ اہلِ دل یقیں آں حاصل ست

مالِ حکمت جو ہے گم۔ جُز دل نہیں
اہلِ دل کا ہے وہ حاصل بالیقیں

کور دل باجان و با سمع و بصر
می نداند دزدِ شیطاں را اثر

کور دل با وصفِ گوش و چشم و جاں
دزدِ شیطاں سے اثر پائے کہاں

زاہلِ دل جو از جماد آں را مجو
کہ جماد آمد خلایق پیشِ او

اہلِ دل میں ڈھونڈ، دنیا میں ہے کیا
اُن کے آگے ہے جہاں ٹھٹھرا ہُوا

باز می گردیم سوئے راز جو
تا شود ہم مشورت با راز گو

رازجُو کی سمت پھرتے ہیں ہم
تا وہ ہو ہم مشورہ اُس سے بہم

مشورت جوینده آمد نزدِ او
کاے اَب کودک شدہ رازے بگو

آیا اک لینے کو اُس سے مشورہ
پوچھا اے بچّوں کے باپ اب کچھ بتا

گفت روزیں حلقہ کیں دربا نیست
باز گرد امروز روزِ راز نیست

بولا ہے در بند، اس حلقے سے جا
لوٹ جا یہ دن کہاں ہے راز کا

گر مکاں راہ بلے در لامکاں
ہم چو شیخاں بودمے من بر دکاں

گر مکاں سے ہوتی راہِ لامکاں
ہوتا مثلِ شیخ میں اہلِ دُکاں

Marfat.com

مُحتسب اور مست

محتسب در نیم شب جائے رسید	در بُنِ دیوار مردے خفتہ دید
نصف شب کو محتسب اک جا گیا	زیرِ دیوار ایک اُسے سوتا ملا
گفت ہے مستی چہ خوردستی بگو	گفت از آں خوردم کہ ہست اندر سبو
مست سے بولا۔ کہ کیا شے تو نے پی	بولا وہ پی میں نے جو مٹکے میں تھی
گفت آخر در سبو واگو کہ چیست	گفت از آنکہ خوردہ ام گفت آں چیست
بولا آخر چیز کیا مٹکے میں تھی؟	بولا بس وہ چیز تھی جو میں نے پی
گفت آں چہ خوردۂ آں چیست آں	گفت آں کاندر سبو مخفی ست آں
بولا وہ کیا چیز تھی جو تو نے پی؟	بولا تھی وہ چیز جو مٹکے میں تھی
دُور می شد ایں سوال و ایں جواب	ماند چوں خر محتسب اندر خلاب
دُور پہنچا سلسلہ گفتار کا	محتسب کیچڑ میں مثلِ خر پھنسا
گفت او را محتسب ہیں آہ کن	مست ہُو ہو کرد ہنگامِ سخن
بولا اُس سے محتسب فریاد کر	مست ہُو ہُو کر کے جھُو ما بے خطر
گفت گفتم آہ کن ہو میکنی	گفت من شادم تو از غم منحنی
بولا کر تو آہ۔ کیوں کرتا ہے ہُو،	بولا میں ہوں شاد۔ ہے غمگین تُو
آہ از درد و غمِ بیدادیست	ہوئے ہوئے مے کشاں از شادیست
آہ ہے درد و غم و بیداد سے	میکشوں کی ہُو ہے قلبِ شاد سے
محتسب گفت این ندانم خیز خیز	معرفت متراش بگذار ایں ستیز
محتسب بولا کہ اچھا ہو کھڑا	معرفت مت چھانٹ اتنی۔ چُک خطا
گفت رَو من از کجا تو از کجا	گفت مستی خیز و تا زنداں بیا
بولا جا جا، تو کہاں اور میں کہاں	بولا تو ہے مست چل زنداں میں ہاں

Marfat.com

گفت هست ای متی گذارد
از برہنہ کے توال کا بہ دن گرو

گفت بولا مقتضب گر کام جا
ہو گا کپڑا نگے سے تو عہدہ برآ

گر مرا خود قوت
خانہ خود رفتے دیں کے شدے

تجھ میں ہوتی عقل کی طاقت اگر
ایسا کیوں ہوتا میں جاتا اپنے گھر

من اگر با عقل
ہمچو شیخاں بر سر دکانے

عقل و امکاں میں جو ہوتا تا نہاں
ہوتا میں بھی سر صاحب دکاں

گر مرا
ہمچو شیخاں جاہ و توقیرے بدے

تجھ میں ہوتی عقل
ہر تا میں شیخ میرا کر دفتر

ہم مرا نیز
ہمچو شیخاں ہر روزہ بدے

ہوتی میری بھی دریوزہ گری
آتے نذریں سارے دن اے مہتی

سائل کا شیخ بہلول کو دوبارہ ہمکلام کرنا

گفت آں طالب
اے سوارہ برنے ابن سوراں فرس

بولا وہ طالب کہ آخر اک گھڑی
اے سوار نے ادھر لا اسپ بھی

گاسپ من بس نوسن است او تند خو
یہ بڑا منہ زور ہے اور تند خو

از چہ می پرسی بیاں کن خواجہ فاش
پوچھنا جو کچھ ہے جلدی پوچھ لو

رو بروں شو کرد و در لاغش کشید
ناگہاں کرنے لگا وہ دل لگی

گفت می خواہم دریں کوچہ زنے
کیست لایق از برائے چوں منے

بولا اک عورت کو میں ہوں چاہتا
میرے لائق کون سی ہے یہ بتا

Marfat.com

گفت سہ گونہ زن اند اند جہاں
آندو رنج و ایں یکے گنج رواں

عورتیں ہیں تین - بولے بے گماں
دو ہیں رنج اور ایک ہے گنج رواں

آں یکے راچوں بخواہی کل ترا ست
دیں دگر نیمے ترا نیمے جدا ست

ایک اُن میں سے تو ہے بالکل تری
نصف الگ اور نصف تیری دوسری

واں سوم ہیچ او ترا نبود بداں
ایں شنیدی دور شو تم رواں

تیسری ہے معاملہ بے واسطہ
سُن لیا تو نے ، ہیں تُوں اب راستہ

تا ترا اسپم نیرانند لگد
کہ بیفتی بر نخیزی تا ابد

تا نہ مارے لات یہ گھوڑا مجھے
گر پڑے تو پھر نہ ہرگز اُٹھ سکے

شیخ راند اند رمیانِ کودکاں
بانگ زد بارِ دگر او را جواں

شیخ پھر بچوں میں پہنچے شادماں
پھر لگا آواز دینے وہ جواں

کہ بیا آخر بگو تفسیر ایں
ایں زناں سہ نوع گفتی بر گزیں

ان کی کچھ تفسیر دد مجھ کو بتا
عورتوں کی تین قسمیں ہیں یہ کیا

راند سوے او و گفتش بکرِ خاص
کل ترا باشد زغم یابی خلاص

شیخ بولے جو ہے اُن میں باکرا
وہ ہے بالکل تیری ، غم سے ہو جدا

وآنکہ نیمے ہست نو بیوہ بود
وآنکہ ہیچ ست آں عیال با ولد

اور جو بیوہ ہو تو ہے آدھی تری
جو نہیں کچھ با ولد ہے تیسری

چوں زشوئے اوّلش کودک بود
مہر کل خاطرش آں سُو رود

پہلے شوہر سے جو اُس کا ہو پسر
ہو توجہ اس کی جانب سر بسر

دور شو تا اسپ نندازد لگد
تم اسپ تو سنم بر تو رسد

دور ہو گھوڑا نہ تجھ کو لات دے
گھر مرے گھوڑے کا تجھ پر جا پڑے

ہا بے ہوئے کرد شیخ و باز راند
کودکاں را باز سوئے خویش خواند

ہاؤ ہو کر کے وہ پھر واپس گئے
دی صدا بچوں کو آؤ کھیلنے

Marfat.com

باز با بنگش کرد سائل کہ بیا
ایک سوالم ماند اے شاہِ کیا

پھر ندا سائل نے دی اے خوش خصال
ایک باقی رہ گیا میرا سوال

باز راند ایں سوبگوزد تر چہ بود
کہ زمیداں آں بچہ گویم ربود

لوٹے "فرمایا" بتا ہے بات کیا
دیکھ بچہ گیند میری لے گیا

گفت اے شہ با چنیں عقل و ادب
ایں چہ شیدست ایں چہ غلیست العجب

بولا جب ہے آپ میں عقل و ادب
پھر یہ کیا حالت ہے، صورت ہے عجیب

تو ورائے عقلِ کلی در بیاں
آفتابی در جنوں چونی نہاں

عقلِ کل سے ہے فزوں تیرا بیاں
تو ہے سورج کیوں جنوں میں ہے نہاں

گفت ایں او باش رائے میزنند
تا دریں شہر خودم قاضی کنند

بولا اوباشوں میں ہیں یہ مشورے
شہر کا اپنے کریں قاضی مجھے

دفع میگویم مرا گویند نے
نیست چوں تو عالمے صاحب فنے

عذر کرتا ہوں تو کہتے ہیں نہیں
تجھ سا کب ہے دوسرا عالم کہیں

باوجودِ تو حرام است و خبیث
کہ کم از تو در قضا گوید حدیث

تیرے ہوتے یہ بُرا ہے اور حرام
تجھ سے کمتر ہو قضا کا اہتمام

در شریعت نیست دستورے کہ ما
کمتر از تو شہ کنیم و پیشوا

یہ شریعت کا نہیں کچھ قاعدا
تجھ سے کمتر کو کریں ہم پیشوا

زیں ضرورت کج و دیوانہ شدم
زیں گروہ از عجز بیگانہ شدم

اِس لئے وحشی ہوں دیوانہ ہوں میں
عاجزی کے ساتھ بیگانہ ہوں میں

ظاہرا شوریدہ و شیدا شدم
لیک در باطن ہمانم کہ بدم

ظاہرا شوریدہ و شیدا ہوں میں
اور باطن میں وہی جو تھا ہوں میں

عقلِ من گنج است من ویرانہ ام
گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام

عقل میری گنج ہیں ویرانہ ہوں
گنج اگر ظاہر کروں دیوانہ ہوں

Marfat.com

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد
وہ ہے دیوانہ جو دیوانہ نہ ہو

ایں عسس را دید و در خانہ نشد
دیکھے شحنہ، داخلِ خانہ نہ ہو

دانشِ من جوہر آمد نے عرض
عقل جوہر ہے مری، کب ہے عرض

ایں بہائے نیست بہرِ ہر غرض
اس کی قیمت ہو نہیں سکتی غرض

کانِ قندم نیستان شکّرم
کانِ قند اور دشت شکر کا ہوں میں

ہم زمن می روید و من می خورم
مجھ سے جو اگتا ہے۔ وہ کھاتا ہوں میں

علمِ تقلیدی و تعلیم است آں
علم تعلیمی و تقلیدی ہے کیا

کز نفورِ مستمع دارد فغاں
ہے۔ نہ سننے والوں سے محوِ بکا

چوں پئے دانش نہ بہرِ روشنی ست
ہے پئے دانش نہ بہرِ روشنی

ہم چو طالب علمِ دنیائے دنی ست
جیسے طالب علمِ دنیائے دنی

طالب علم ست بہر عام و خاص
چاہتا ہے علم بہر خاص و عام

نے کہ تا یابد ازیں عالم خلاص
اس کو کیا دنیا کی آزادی سے کام

ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد
مثل چوہے کے لئے روزن بنا

چونکہ نورش را نہ ازدر کشت سرد
نور نے روکا تو ٹھنڈا پڑ گیا

چونکہ سوئے دشت و نورش رہ نبود
بند تھے رستے جو دشت و نور کے

ہم دراں ظلمات جہدے می نمود
کوششیں تھیں پردۂ ظلمات سے

گر خدایش پر دہد او باخرد
فضل کر کے دے خدا گر پر اسے

بر ہد از موشی و چوں مرغاں پرد
چوہے پن سے چھوٹے مثلِ مرغ اڑے

ور نجوید پر بماند زیر خاک
اور نہیں تو خاک آلودہ رہے

نا امید از رفتنِ راہِ سماک
آسمانوں پر نہ چڑھ کر جا سکے

علم و گفتارے کہ آں بے جاں بود
علم اور گفتار جو بے جان ہے

عاشقِ روئے خریداراں بود
بس خریداروں پہ وہ قربان ہے

Marfat.com

گرچہ باشد وقت بحث این علم زفت
علم وقتِ بحث ہے مضبوط شے

چوں خریدارش نباشد مُردہ ورزشت
مشتری کوئی نہ ہو تو موت ہے

مشتری من خدایست مُرا
مشتری میرا ہے وہ میرا خدا

میکشد بالاکہ اللہُ اشتَرٰی
کھینچ کر کہتا ہے اللہ اشتَرٰی [1]

خوں بہائے من جمالِ ذوالجلال
خوں بہا میرا جمالِ ذوالجلال

خوں بہائے خود خورم کسبِ حلال
کھاؤں اپنا خوں بہا کسبِ حلال

ایں خریداران مفلس را بہل
چھوڑ یہ مفلس خریدار اے اخی

چہ خریداری کند یک مشت گِل
ایک مُٹھی خاک کیا ہو مشتری

گِل مخور گِل را مخور گِل را مجو
گِل نہ لے۔ گِل ڈھونڈ مت۔ گِل کھانہ تو

زانکہ گِل خوارست دائم زرد رو
مٹی جو کھائے۔ رہے وہ زرد رُو

دل بدست آر دائما باشی جواں
مول لے دل تا رہے ہر دم جواں

از تجلی چہرہ ات چوں ارغواں
نُور سے چہرہ ہو مثلِ ارغواں

طالبِ دل شو کہ تا باشی چو گل
طالب دل ہو کہ تو ہو جائے گُل

تا شوی شاداں و خنداں ہمچو گل
تاکہ ہو مسرور و خنداں مثلِ گل

دل نباشد آنکہ مطلوبِ گِل است
دل نہیں وہ جو ہوا مطلوبِ گِل

ایں سخن را روئے بر صاحب دلاں است
اُن سے یہ کہتا ہوں جو ہیں اہلِ دل

یارب ایں بخشش نہ حدِ کارماست
یہ ترا بے لطف یارب۔ ہم میں کیا

لطفِ تو لطفِ خفی را خود سزاست
لائقِ لطفِ خفی ہے بر ملا

دست گیر از دست ما ما را بخر
دستگیری کر کے بن جا مشتری

پردہ را بردار و پردہ ما مدر
ہاں اُٹھا پردہ، نہ کر پردہ دری

[1] قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ
خدا نے مومنوں سے اُن کا مال اور جان خرید لی۔ جنکے عوض میں انہیں جنت دی جائیگی۔

Marfat.com

باز خر مارا ازیں نفسِ پلید	پیکار دش تا استخوانِ ما رسید
نفس سے پھر مول لے ہم کو ابھی	ہڈیوں سے جا لگی اُس کی چھری
از چو ما بیچارگاں ایں بندِ سخت	کہ کشاید جز تو اے سلطانِ بخت
ہے گرہ سخت اور ہم ہیں بے نوا	کون کھولے گا اسے تیرے سوا
ایں چنیں قفلِ گراں را اے ودود	کہ تواند جز کہ فضلِ تو کشود
ہے بہت ہی یہ گراں قفلِ ستم	کھول سکتا ہے اسے تیرا کرم
ما ز خود سوئے تو گردانیم سر	چوں توئی از ما بما نزدیکتر
آپ ہی ہم تیری جانب پھیریں سر	جبکہ تو خود ہم سے ہے نزدیک تر[1]
با چنیں نزدیکیے دوریم دُور	در چنیں تاریکیے بفرست نور
آہ ہم اِس قُرب پر ہیں اتنی دور	بھیج ان تاریکیوں میں اپنا نور
ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تست	ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رست
تیری ہے تعلیم و بخشش یہ دُعا	بھاڑ میں ورنہ گلستاں کب اُگا
درمیانِ خون و روده فهم و عقل	جز ز اکرامِ تو نتواں کرد نقل
خون اور آنتوں کے اندر فہم و عقل	کر سکتا ہے نقل
از دو پارہ پیہ آں نورِ رواں	موجِ نورش می رود تا آسماں
نور چربی کے دو ٹکڑوں سے رواں	موج اس کی جاتی ہے تا آسماں
گوشت پارہ کہ زباں آمد ازو	می رود سیلابِ حکمت ہم چو جُو
گوشت کا ٹکڑا جسے کہتے زباں	اُس سے ہے سیلاب حکمت کا رواں
سوئے سوراخے کہ نامش گوشہاست	تا بباغِ جاں کہ میوہ آں ہوشہاست
اور اس سوراخ یعنی کان سے	باغِ جاں تک میوے پہنچیں ہوش کے

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ ہو وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ - ہم آدمی سے اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں ۔

Marfat.com

شاہ راہِ باغِ جاں ہا شرعِ اوست
باغ و بستاں ہائے عالم فرعِ اوست

شرع اس کی شاہراہِ باغِ جاں
فرع اس کی باغ و بستانِ جہاں

اصلِ ہر چشمہ خوشی آن سست آں
زود تجری تحتہا الانہار خواں

چشمۂ راحت کا مالک ہے وہی
جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں کئی

قصۂ رنجور گو با مصطفیٰ ص
زآنکہ لطفِ حق ندارد منتہا

پھر سنا وہ حالِ رنجور و نبیؐ
لطفِ حق کی انتہا کیا ہو کبھی

شکرِ نعمت چوں کنی چوں شکرِ تو
نعمتِ تازہ بود ز احسانِ او

شکرِ نعمت کیا کرے، جب شکر بھی
ایک نعمت ہے اُسی کے فضل کی

عجز تو از شکر شکر آمد تمام
فہم کن در باب قد تمّ الکلام

عجز تیرا شکر سے ہے شکرِ تام
کچھ سمجھ، کر غور، ہے ختمِ کلام

بیمار کو رسولِ مقبول کی نصیحت

گفت پیغمبر مر آں بیمار را
چوں عیادت کرد یارِ زار را

مصطفیٰؐ نے یوں کہا بیمار سے
جب عیادت کے لئے اس کی گئے

کہ مگر نوعے دعائے کردہٗ
از جہالت زہر مائے خوردہٗ

تو نے کی تھی اپنے حق میں کچھ دعا
جہل سے تھا زہر تو نے کھا لیا

یاد آور چہ دعا مے گفتۂ
چوں ز مکر نفس مے آشفتۂ

یاد کر کیا کی تھی تو نے وہ دعا
جب تو مکرِ نفس سے آشفتہ تھا

گفت یادم نیست الّا بہمتے
دار با من یادم آید ساعتے

بولا اس دم یاد کچھ مجھ کو نہیں
دو دعا تا یاد آئے بالیقیں

از حضورِ نور بخش مصطفیٰ ۴۱
پیش خاطر آمد او را آں دعا

تھا یہ فیضانِ حضورِ مصطفیٰؐ
یاد اس کو آ گئی اپنی دعا

Marfat.com

همتِ پیغمبر روشن کده
پیشِ خاطر آمدش آں گم شده

روشنیِ همتِ حضرت یہ تھی
بات یاد آئی اسے بھولی ہوئی

تافت زاں روزن کہ از دل تا دلیست
روشنی کو فرقِ حق و باطل ست

چمکی روزن سے جو دل تک دل سے ہے
روشنی، جو حق نما باطل سے ہے

گفت اینک یاد م آمد اے رسولؐ
آں دعا کہ گفتہ ام من از فضول

بولا اب یاد آگئی مجھ کو رسولؐ
جو دعا مانگی تھی وہ میں نے فضول

چوں گرفتارِ گنہ می آمدم
ہمچو غرقہ دست و پائے می زدم

ہو گیا تھا جب گرفتارِ گناہ
ڈوبنے والے کی صورت تھا تباہ

پُرگنہ باب کشائش می زند
غرقہ دست اندر حشائش می زند

اپنی بخشش چاہتا ہے پُرگناہ
ڈوبتا ہے جیسے تنکے کی پناہ

از تو تہدید و وعیدے می رسید
مجرماں را از عذاباتِ شدید

تم ڈراتے اور دھمکاتے رہے
جرم والوں کو عذاب سخت سے

مضطرب می گشتم و چارہ نبود
بند محکم بود قفل ناگشود

مضطرب تھا میں مگر چارہ نہ تھا
بند تھا مضبوط۔ اور تالا لگا

نے مقامِ صبر و نے راہِ گریز
نے امیدِ توبہ نے جائے ستیز

بھاگنے کا تھا نہ موقع صبر کا
آس توبہ کی۔ نہ تھی لڑنے کی جا

نے بغیر حق تعالےٰ یارِ من
ایں چنیں دشوار آمد کارِ من

جز خدا میرا نہ کوئی یار تھا
کام میرا ایسا کچھ دشوار تھا

ہمچو ہاروت و چو ماروت از حزن
آہ می کردم کہ اے خلاقِ من

مثل میں ہاروت اور ماروت کے
آہ کرتا تھا کہ اے خالق مرے

Marfat.com

عذابِ آخرت اور اس کی سختی

از خطرِ ہاروت و ماروت آشکار	چاہ بابل را نمودند اختیار
خوف سے ہاروت و ماروت آشکار	چاہ بابل کر چکے تھے اختیار
تا عذابِ آخرت این جا کشند	کز بزند و عاقل و ساحر وشند
تا عذاب آخرت سے لیں یہاں	ہیں وہ عاقل۔ ساحر اور مکار ہاں
نیک کردند و بجائے خویش بود	سہل تر باشد ز آتش رنج دود
بات کی نیک کی۔ اور اچھا کیا	آگ سے آساں دھوئیں کا رنج تھا
حد ندارد وصفِ رنجِ آں جہاں	سہل باشد رنجِ دنیا پیشِ آں
اُس جہاں کا رنج حد سے ہے سوا	رنج دنیا سہل اُس سے بر ملا
اے خنک آں کو جہادے می کند	بر بدن زجرے و دادے می کند
وہ مبارک ہے۔ جو کرتا ہے جہاد	جسم پر کرتا ہے اپنے زجر و داد
تا ز رنجِ آں جہانے وارہد	بر خود ایں رنجِ عبادت می نہد
تاکہ چھوٹے اُس جہاں کے رنج سے	غم عبادت کا ہے سہتا اس لئے
من ہمے گفتم کہ یارب آں عتاب	ہم درین عالم براں بر من شتاب
میں یہ کہتا تھا کہ یارب وہ عذاب	اس جہاں میں بھیج دے مجھ پر شتاب
تا در آں عالم فراغت باشدم	در چنیں درخواست تا دم می زدم
تا وہاں جاکر فراغت ہو مجھے	عرض یہ کرتا تھا میں اللہ سے
ایں چنیں رنجوریے پیدام شد	جانِ من از رنجِ بے آرام شد
ایسی بیماری مجھے آخر ملی	جان بے آرام میری ہو گئی
ماندہ ام از ذکر و از اورادِ خود	بے خبر گشتم ز خویش و نیک و بد
ذکر اور اوراد سے ہو کر جدا	بھول بیٹھا اپنا سب اچھا برا

Marfat.com

اگر نے دیدم کنوں من روئے تو	اے خجستہ وا مبارک بوئے تو
دیکھتا کر میں نہ چہرہ آپ کا	ہے مبارک آپ کی بو مصطفیٰ
می شدم از دست من یکبارگی	کردیم شاہانہ ایں غمخوارگی
جاتا اپنے ہاتھ سے یکبارگی	آپ نے شاہانہ کی غمخوارگی
گفت ہے ہے ایں دعا دیگر مکن	بر مکن تو خویش را از بیخ و بن
بولے حضرت یہ دعا ہاں ہاں نہ کر	اپنی ہستی آپ ہی ویراں نہ کر
توچہ طاقت داری اے مورِ سقیم	کہ نہد بر تو چناں کوہِ عظیم
تجھ میں کیا طاقت ہے اے مورِ سقیم	تجھ پہ جو رکھ دے خدا کوہِ عظیم
گفت توبہ کردم اے سلطاں کہ من	از سرِ جلدی نہ لافم ایں سخن
بولا-توبہ توبہ اے شاہِ زمن!	اب نہ لاؤں گا زباں پر یہ سخن
ایں جہاں تیہ است و تو موسیٰ مثال	از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا
یہ جہاں جنگل ہے-تو موسیٰ مرا	میں گنہ سے دشت میں ہوں مبتلا
سالہا رہ می رویم و در اخیر	ہم چناں در منزلِ اوّل اسیر
راستہ برسوں چلا ہوں اور اخیر	منزلِ اول میں ہوں گویا اسیر

حضرتِ موسیٰؑ کی قوم اور اُس کی پشیمانی

قومِ موسیٰؑ راہ می پیمودہ اند	آخر اندر گامِ اوّل بودہ اند
قومِ موسیٰؑ کر چکی طے راستا	گامِ اوّل میں ہے لیکن مبتلا
راز می گفتند پیدا و نہاں	جملۂ مرد و زن و پیر و جواں
مشورے کرتے تھے ظاہر اور نہاں	جتنے مرد و زن تھے اور پیر و جواں

لہ کمزور چیونٹی ۔

Marfat.com

گر دل موسیٰ ز ما راضی بدے
ہوتے راضی ہم سے بھی موسیٰ اگر

تیہ را راہ و کراں پیدا شدے
ملتی جنگل میں ہمیں بھی رہ گذر

ور بکل بیزار بودے او ز ما
ہم سے لیکن وہ اگر ناراض تھے

کے رسیدے خوان ما ہیچ از سما
کیوں اترتے خوان پھر افلاک سے

کے رسنلے چشمہا جوشاں شدے
ہوتے کیونکر سنگ سے چشمے رواں

در بیاباں تا امانِ جاں شدے
جان کیونکر دشت میں پاتی اماں

بل بجائے خواں خود آتش آمدے
آگ نازل ہوتی خوانوں کے بجائے

اندریں منزل لہب بر ما زدے
جس کے شعلے پھونک دیتے ہم کو ہائے

چوں دو دل شد موسیٰ اندر کار ما
دو دلی موسیٰ نے کی ہے اختیار

گاہ خصمِ ما ست گاہے یارِ ما
گاہ دشمن ہے ہمارا۔ گاہ یار

خشمش آتش می زند در رختِ ما
غصہ اس کا آگ دیتا ہے لگا

حلمِ او رد می کند تیرِ بلا
حلم اس کا رد کرے تیرِ بلا

کے بود کہ حلم گردد خشم نیز
حلم ہو سکتا نہیں غصہ کبھی

نیست ایں نادر ز لطفت اے عزیز
لطف سے تیرے نہیں یہ دور بھی

مدح حاضر وحشت است از بہر ایں
سامنے تعریف کرنا تھا بُرا

نامِ موسیٰ می برم قاصد چنیں
اس لئے ہے نام موسیٰ کا لیا

ورنہ موسیٰ کے روا دارد کہ من
ورنہ موسیٰ کب روا رکھیں اسے

پیش تو نام آورم از ہیچ تن
نام ان کا لیتا آگے آپ کے

عہدِ ما بہ متبلست صد بار و ہزار
عہد ٹوٹا ہے ہمارا لاکھ بار

عہد تو چوں کوہ ثابت برقرار
عہد تیرا کوہ سا ہے برقرار

عہدِ ما کاہ و بہر بادے زبوں
عہد اپنا کاہ ا برادِ ہوا

عہدِ تو کوہ و ز صد کہ ہم فزوں
عہد تیرا کوہ، اس سے بھی سوا

Marfat.com

حقِّ آں قدرت کہ بر تلوینِ ما	رحمتے کن اے تو میرِ لونہا
صدقہ قدرت کا ۔ تلوّن پر مرے	رحم کر، مالک ہزاروں رنگ کے
خویش را دیدیم و رسوائیِ خویش	امتحانِ ما مکن اے شاہ بیش
باخودی کی دیکھ لیں رُسوائیاں	اب زیادہ لے نہ یارب امتحاں
تا فضیحت ہائے دیگر را نہاں	کردہ باشی اے کریمِ مستعاں
دوسروں کی کیں نہاں رسوائیاں	تو نے اے ستار و غفارِ جہاں
بے حدی تو در جمال و در کمال	در کژی ما بے حدیم و در ضلال
حد سے بے حد ہے ترا حسن و کمال	گمرہی اپنی ہے بے حد ذوالجلال
بے حدیِّ خویش بگمار اے کریم	بر کژیِّ بے حدِ ما مستے لئیم
بے حدی کو کر دے غالب اے کریم	میری بے حد گمرہی پر، ہوں لئیم
ہیں کہ از تقطیع ما یک تار ماند	مصر بودیم و یکے دیوار ماند
جامہ میں باقی فقط اک تار ہے	مصر تھے ہم، اب تو اک دیوار ہے
البقیہ البقیہ اے خدیو	تا نگردد شاد کلِّی جانِ دیو
رکھ تو باقی ۔ رکھ تو باقی اے خدیو	تا نہ ہو مسرور بالکل روحِ دیو
بہر آں لطفِ نخست	کہ تو کردی گمرہاں را باز جست
صدقہ اس لطف اور اس اکرام کا	تو نے گمراہوں پہ جو پہلے کیا
چوں نمودی قدرتت بنمائے رحم	اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم
رحم بھی دکھلا دکھا کر قدرتیں	تو نے رکھا رحم لحم و شحم میں
ایں دعا گر خشم افزاید ترا	تو دعا تعلیم فرما مہتر	
اس دعا سے غصہ گر آئے مجھے	پھر سکھا دے تو دعا کوئی مجھے

لہ گوشت اور چربی ۔

Marfat.com

آں چناں کآدمؑ بیفتاد از بہشت
جیسے جب نکلے تھے آدم خلد سے

رحمتش دادی کہ رست از دیو زشت
چھوٹ گئے تھے دام سے شیطان کے

دیو کہ بود کوز آدمؑ بگذرد
دیو کیا شے ہے کہ آدم سے بڑھے

برچنیں لطفے از و بازی برد
تیرے پیارے سے وہ بازی جیت لے

در حقیقت نفع آدم شد ہمہ
لعنتِ حاسد شدہ آں دمدمہ

فی الحقیقت نفعِ آدم اس میں تھا
لعنتِ حاسد وہ حیلہ بن گیا

بازیے دید و دو صد بازی ندید
پس ستونِ خانۂ خود را برید

دیکھی اک، دیکھیں نہ دو سو بازیاں
پس ستونِ خانہ کاٹا بے گماں

آتشے زد شب بکشتِ دیگراں
باد سوے کشت او کرد ش رواں

دوسروں کے کھیت کو ڈالا جلا
آگ اس کے کھیت پر لائی ہوا

چشم بندی بود لعنت دیو را
نازیانِ خصم دید آں ریو را

چشم بندی لعنتِ شیطاں بنی
اُس پہ ثابت تھا زیانِ مدّعی

خود زیانِ جان او شد ریو او
گوئی آدمؑ بود دیو دیو او

پر اس کا خود وبالِ جاں ہوا
گویا آدم دیو تھا اس دیو کا

لعنت آں باشد کہ کژ بینش کند
حاسد و خود بین و پُر کینش کند

بس وہی لعنت ہے جو کج بیں کرے
پُر حسد اور دشمن و پُر کیں کرے

تا بداند کہ ہر آں کو بد کند
بے گماں باز آید و بر وے زند

تا وہ جانے۔ گر بُرا کوئی کرے
وہ بدی آئے اسی پر لوٹ کے

جملہ فرزیں بندہا بیند بہ عکس
مات بر وے گردد و نقصان و نکس

حال وہ فرزیں کی دیکھے برخلاف
مات اور نقصان پہنچے اس کو صاف

زانکہ گرد ہیچ بیند خویش را
مہلکِ ناسور بیند ریش را

کیونکہ سمجھے ہیچ اپنے کو اگر
زخم کو ناسور دیکھے پُر خطر

Marfat.com

درد خیزد زیں چنیں دیدن دروں	درد اورا از حجاب آرد بروں
درد اگر دیکھے جو یہ حالِ دروں	درد اُسے پردے سے لے آئے بروں
تا نہ گیرد مادراں را دردِ زہ	طفل درزادن نیابد ہیچ رہ
ماں کو جب تک دردِ زہ اصلا نہ ہو	سچ یہ ہے بچہ کبھی پیدا نہ ہو
ایں امانت در دل و جاں حاملہ است	ایں نصیحت ہم مثالِ قابلہ است
جان و دل میں یہ امانت ہے نہاں	مثلِ دایہ ہے نصیحت بے گماں
قابلہ چہ کند چو زن را درد نیست	درد باید درد کودک را رہ ست
کیا کرے دائی نہ جب تک درد ہو	درد لازم ہے جو لائے بچہ کو
آنکہ او بے درد باشد رہزن است	زانکہ بے دردی انا الحق گفتن است
ہے وہ رہزن درد سے ہو جو کہ دور	ہے انا الحق کہنا بیدردی ضرور
آں اَنا بے وقت گفتن لعنت است	ویں اَنا در وقت گفتن رحمت است
ہے بُرا بے وقت کہ دینا اَنا	یہ اَنا ہے وقت پر رحمِ خدا
آں اَنا منصور رحمت شد یقیں	واں اَنا فرعون لعنت شد بریں
وہ اَنا منصور کا رحمت ہوا	اور اَنا فرعون کا لعنت ہوا
لاجرم ہر مرغ بے ہنگام را	سر بریدن واجب ست اعلام را
مرغِ بے ہنگام کا سر کاٹنا	ہے روا، مشہور ہو تا واقعا
سر بریدن چیست کشتن نفس را	در جہاد و ترک گفتن لمس را
کاٹنا سر مارنا ہے نفس کا	جہد میں، اور چھوڑ دینا لمس کا
آں چنانکہ نیش کژدم برکنی	تا کہ یابد او ز کشتن ایمنی
جیسے توڑے بچھو کے ڈنک کو	تو وہ مارے جانے سے بے خوف ہو
برکنی دندان پُر زہرے زمار	تا رہد مار از بلائے سنگسار
دانت جب پُر زہر توڑیں سانپ کے	چھوٹ جائے وہ بلائے سنگ سے

لہ حاجت ۔

Marfat.com

ہیچ نکشد مار را جز ظلِّ پیر	دامنِ آں نفس کش را سخت گیر
مارتا ہے سانپ سایہ پیر کا	دامن اُس کا تھام لے مضبوط جا
چوں بگیری سخت آں توفیقِ تست	در تو ہر قوّت کہ آید جذبِ اوست
تھامنا دامن کا ہے توفیق ہُو	جذب ہے اُس کا جو پُر قوّت ہے تو
مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ راست داں	ہر چہ دارد جاں بود از جانِ جاں
مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ[1] کریمیں	جانِ جاں سے ہے اگر ہے جاں کہیں
دست گیرندہ وے است و بردبار	دمبدم آدم از و امیدوار
ہاں وہی ہے دستگیر و بُردبار	اُس سے انساں ہر گھڑی امیّد دار
نیست غم گر دیر بے او مانَدَہ	دیر گیر و سخت گیرش خواندہ[2]
غم نہ کھا ہو کر جدائی میں اسیر	جان اُس کو دیر گیر و سخت گیر
دیر گیر و سخت گیر د رحمتش	یک دمت غائب ندارد حضرتش
دیر گیر اور رحمت اس کی سخت گیر	اُس سے تو غائب نہیں اک دم حقیر
ور تو خواہی شرح ایں وصل و ولا	از سرِ اندیشہ می خواں والضحیٰ
وصل کی گر شرح تو ہے چاہتا	از رہِ اندیشہ پڑھ لے والضحیٰ[2]
ور تو گوئی ایں بدی ہا از وے است	لیک آں نقصانِ فضل اوکے است
گر کہے تو ہے بدی اُس سے۔ تو کیا	فضل میں نقصان اُس کے آئے گا
آں بدی دادن کمال اوست ہم	من مثالے گویمت اے محتشم
یہ بدی دینا بھی ہے اُس کا کمال	میں تجھے دیتا ہوں ایک اس کی مثال

[1] آیہ کریمہ "مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی" کی طرف اشارہ ہے یعنی تو نے تیر نہیں پھینکا جب تو نے پھینکا۔ لیکن اللہ نے پھینکا ۔

[2] سورہ والضحیٰ میں خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی یعنی اے محمدؐ! نہ تو خدا نے تجھے چھوڑا ہے اور نہ تجھ سے دشمنی کی ہے ۔

Marfat.com

مُؤمِن بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ[1] کی مثال

کرد نقاشے دو گونہ نقشہا
نقشہائے صاف و نقش بے صفا

اک مصوّر نے بنائے نقش دو
کھینچا اک کو صاف۔ نا صاف ایک کو

نقشِ یوسفؑ کرد و حورِ خوش سرشت
نقشِ ابلیسان و عفریتان زِ زشت

نقشِ حور و نقشِ یوسف ایک تھا
دوسرا شیطان کا اور بھوت کا

ہر دو گونہ نقش زِ استادیِ اوست
زشتی او نیست آں رادیِ اوست

نقش دونوں اُس کی اُستادی کے تھے
کب بُرے وہ۔ اس کی دانائی کے تھے

خوب رادر غایتِ خوبی کشد
حسنِ عالم چاشنی از وے چشد

خوب صورت کو وہ کھینچے خوب تر
چکھے اُس کی چاشنی حُسنِ نظر

زشت رادر غایتِ زشتی کند
جملہ زشتیہا بگردش بر تند

زشت کو کرتا ہے حد درجہ بُرا
اُس پہ چھا جاتی ہے زشتی برملا

تا کمال دانشش پیدا شود
منکرِ استادیش رسوا شود

تا ہو ظاہر اس کی دانش کا کمال
منکر اُس کا یوں رہے رُسوا کمال

ورنتاند زشت کردن ناقص است
زیں سبب خلاقِ کبر و مخلص است

نقص ہے گر وہ نہ ایسا کر سکے
کبر و مسلم کا ہے خالق اس لیے

پس ازیں رو کفر و ایماں شاہدند
بر خداوندیش ہر دو ساجدند

کفر و ایماں شاہد اُس باری کے ہیں
سجدے میں اس کی خداوندی کے ہیں

لیک مومن دانکہ طوعاً ساجد است
زانکہ جویائے رضا و قاصد است

ہیں خوشی سے اُس کے ساجد مومنیں
ہیں رضا جو بالارادہ ہا لیقیں

[1] ہم اُس کے نیکی اور بدی کے اندازے پر ایمان لائے۔

Marfat.com

هست کرّ ہا گبر ہم یزداں پرست	لیک قصدِ او مرادے دیگرست
کافر اس کو پوجتے ہیں جبر سے	اور ہی کچھ اُن کا مقصد ہے دئے
قلعۂ سلطاں عمارت می کند	لیک دعوائے امارت می کند
قلعۂ سلطاں کا ہے تعمیر گر	مدعی ہے وہ امیری کا مگر
گشتہ باغی تا کہ ملک او رابود	عاقبت خود قلعہ سلطانی شود
ہے وہ باغی تا کہ مُلک اس کو ملے	ملکِ سلطاں قلعہ خود آخر رہے
مومن آں قلعہ برائے بادشاہ	می کند معمورے از بہرِ جاہ
مومن اُس قلعے کو بہر بادشاہ	کرتا ہے آباد۔ نے از بہر جاہ
زشت گوید اے شہِ زشت آفریں	قادری بر خوب و بر زشتِ مبیں
بد یہ بولے اے شہِ زشت آفریں	نیک و بد پر تو ہے قادر بالیقیں
خوب گوید اے شہِ حسن و بہا	پاک گردانیدیم از عیبہا
نیک بولے اے شہِ حسن و بہا	تو نے مجھ کو پاک عیبوں سے کیا
حمدلك والشكر لك یا ذا المنن	حاضری و ناظری بر حالِ من
تیرا شکر اور حمد ہے اے کبریا	حاضر و ناظر ہے میرے حال کا
حاصل آنکہ او ہر آں چہ خواست کرد	خوب را و زشت را چوں خار و ورد
مختصر یہ اس نے جو چاہا کیا	مثلِ خار و گل ہر اک اچھا بُرا
اوست بر ہر پادشاہے پادشا	کارسازِ یفعل اللہ ما یشاء
ہے وہ ہر اک بادشہ کا بادشا	کارسازِ یفعل اللہ ما یشاء[1]

[1] اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

Marfat.com

بیمار کو رسولِ مقبول کا دُعا و توبہ سکھانا

گفت پیغمبر مر آں بیمار را	ایں بگوے و سہل کن دشوار را
مصطفیٰ نے یوں کہا بیمار سے	یہ دعا کر سہل ہوں گے مرحلے
آتنا فی دار دنیا ناحسن *	آتنا فی دار عقبا ناحسن
اے خدا دنیا میں دے نیکی ہمیں	اے خدا عقبیٰ میں دے نیکی ہمیں
راہ را بر ما چو بستاں کن لطیف	مقصدِ ما باش ہم تو اے شریف
راستہ گلزار کر دے اے لطیف	بن ہمارے دل کا مقصد اے شریف
مومناں گویند در حشر اے ملک	نے کہ دوزخ بود راہِ مشترک
حشر میں پوچھیں گے مومن اے مَلِک	کیا نہیں راہ جہنم مشترک
مومن و کافر بر آں یابد گذار	ماندیم اندریں رہ دود نار
مومن و کافر کا تھا اُس پر گذار	راہ میں دیکھا نہ ہم نے دُود نار
نک بہشت و بارگاہِ ایمنی	پس کجا بود آں گذرگاہ دنی
یہ بہشت اور بارگہ ہے امن کی	پس کہاں ہے وہ گذر گاہ دنی
پس مَلِک گوید کہ آں روضہ خضر	کاں فلاں جا دیدہ اید اندر گذر
بادشا بولے کہ وہ روضہ نہیں	جو نظر آیا فلاں جا راہ میں
دوزخ آں بود و سیاست گاہِ سخت	بر شما شد باغ و بستان و درخت
تھا وہی دوزخ سیاست گاہِ سخت	ہو گیا تم پر وہ گلزار اور درخت

* جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ و جلالہٗ نے اپنے کلام میں دعا کی تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنی اے خدا ہمیں دنیا و آخرت میں نیکی دے اور دوزخ کی آگ سے بچا *

Marfat.com

چوں شما ایں نفس دوزخ خوے را	آتشی دگر فتنہ جوے را
تم نے جب اس نفس دوزخ خو کے ساتھ	آتشی اور فتنہ جو کے ساتھ
جہدہا کردید تا شد پرصفا	نار را کشتید از بہرِ خدا
جہد کر کے، کر لیا اس کو صفا	اور بجھایا آگ کو بہرِ خدا
آتشِ شہوت کہ شعلہ می زدے	سبزۂ تقوٰے شد و نور ہدے
آتشِ شہوت جو شعلہ تاب تھی	سبزہ اور نورِ ہدایت بن گئی
آتشِ خشم از شما ہم حلم شد	ظلمتِ جہل از شما ہم علم شد
غصہ کی آتش ہوئی جب تم سے حِلم	جہل کی ظلمت ہوئی بس تم سے علم
آتشِ حرص از شما ایثار شد	واں حسد چوں خار بُد گلزار شد
آگ بدلی حرص کی ایثار میں	بدلا بس خارِ حسد گلزار میں
چوں شما ایں جملہ آتشہائے خویش	بہرِ ما کشتید تا شد نوش نیش
جب بجھیں آگیں ہمارے واسطے	نیش بھی پھر نوش سارے ہو گئے
نفس ناری را چو باغے ساختید	اندرو تخمِ وفا انداختید
نفس ناری کو بنایا باغ سا	اُس کے اندر بو دیا تخمِ وفا
بلبلانِ ذکر و تسبیح اندرو	خوش سرایاں در چمن بر طرف جو
ا۔ تھیں بس بلبلانِ ذکر ہُو	نغمہ زن گلشن میں سوئے آب جُو
داعیِ حق را اجابت کردہ اید	در جحیمِ نفس آب آوردہ اید
تم مطیعِ داعیِ حق ہو گئے	نفس کے دوزخ میں پانی ڈال کے
دوزخِ ما بود بر حقِ شما	سبزہ گشت و گلشن و برگ و نوا
تمہارے حق میں دوزخ ہو گیا	سبزہ و گلزار اور برگ و نوا
چیست احساں مکافات اے پسر	لطف و احساں و ثوابِ معتبر
بدلا ہے احسا[ن] کا کیا اے پسر	لطف و احساں اور ثوابِ معتبر

Marfat.com

نے شما گفتید ما قربانیم	پیش اوصاف بقا ما فانیم
مت کہو ایسا کہ قربانی ہیں ہم	اور بقا کے سامنے فانی ہیں ہم
ما اگر قلّاش اگر دیوانہ ایم	مست آں ساقی و آں پیمانہ ایم
ہم اگر قلاش اور دیوانہ ہیں	پھر بھی مست ساقی و پیمانہ ہیں
برخط و فرمان او سر می نہیم	جان شیریں را گرو کاں می دہیم
سر بسجدہ اُس کے ہیں فرمان پر	جان شیریں ہے نثار اُس آن پر
تا خیال دوست در اسرار ماست	چاکری جاں سپاری کار ماست
جب سے اس دل میں خیال یار ہے	چاکری اور جاں نثاری کار ہے
ہر کجا شمع بلا افروختند	صد ہزاراں جان عاشق سوختند
جس جگہ شمع بلا روشن ہوئی	جان لاکھوں عاشقوں کی جل گئی
عاشقانے کز درون خانہ اند	شمع روئے یار را پروانہ اند
دل سے جو عاشق ہیں اور دیوانہ ہیں	شمع روئے یار کے پروانہ ہیں
اے دل آں جا رو کہ با تو روشن اند	وز بلاہا مر ترا چوں گلشن اند
اے دل اُس جا چل جو تیرے یار ہیں	اور بلاؤں میں بھی اک گلزار ہیں
درمیان جان ترا جامی کنند	تا ترا پُر بادہ چوں جامے کنند
جان میں اپنی وہ تیری جا کریں	تجھ کو مے سے جام کی صورت بھریں
درمیان جان ایشاں خانہ گیر	در فلک خانہ کن اے بدرِ منیر
جان میں ان کی جگہ اپنی بنا	چاند ہے، ہو چرخ پر جلوہ نما
چوں عطارد دفتر دل وا کنند	تا کہ بر تو سرّہا پیدا کنند
دفترِ دل جوں عطارد کھول دیں	اور تجھ پر رازہ وہ ظاہر کریں
پیش خویشاں باش چوں آوارۂ	بر مہِ کامل زن ارمہ پارۂ
اپنوں میں رہ جیسے آوارہ ہے تو	چاند سے جا مل جو مہ پارہ ہے تو

Marfat.com

جزو را از کُل خود پرہیز نیست	با مخالف ایں ہمہ آمیزیست
جزو کو پرہیز کُل سے کب رہے	ہے مخالف کا موافق کس لیئے
جنس را بیں نوع گشتہ در روش	عینہا بیں گشتہ عین از پرتوش
دیکھ جنس اپنی روش میں نوع ہے	اس کے پرتو سے ہے۔ ظاہر ہے جو شے
تا چو زن عشوہ خری اے پُر خرد	از دروغ و عشوہ کے یابی مدد
مثل زن عشوے نہ کرلے پُر خرد	کیا دروغ و عشوہ سے پائے مدد
چاپلوس لفظ شیریں و فریب	می ستانی می نہی چوں زن جیب
چاپلوسی، مکر، شیریں لفظ، چال	جیب میں رکھتا ہے عورت کی مثال
مر ترا دشنام و سیلی شہاں	بہتر آید از ثنائے گمرہاں
تجھ کو بہتر گالی تھپڑ شاہ کا	گمرہوں کی مدح سے ہے بر بلا
صفع شاہاں خور مخور شہد خساں	تا کسے گردی ز اقبالِ کساں
شہ کا تھپڑ کھا، نہ شہدِ ناکساں	تا تجھے کس کر دے اقبالِ کساں
زانکہ ز ایشاں خلعت و دولت رسد	در پناہِ روح جاں گردد جسد
کیونکہ اُن سے خلعت و دولت ملے	اور پناہِ رُوح میں تن جاں بنے
ہر کجا بینی برہنہ بے نوا	داں کہ او بگریختہ از اوستا
جس جگہ دیکھے برہنہ بے نوا	جان۔ ہے اُستاد سے بھاگا ہوا
تا چناں گردد کہ می خواہد دلش	آں دل کور بد بے حاصلش
کیونکہ مرضی اپنی ہے وہ چاہتا	اس کا دل ہے کور بے حاصل ہوا
گر چناں گشتے کہ استا خواستے	خویش را و خویش را آراستے
ہوتا گر۔ اُستاد تھا جو چاہتا	کرتا اپنی ذات کو آراستا
ہر کہ از استا گریزد در جہاں	او ز دولت می گریزد ایں بداں
جو کہ بھاگا دہر میں اُستاد سے	جان دولت سے گریزاں تو اسے

Marfat.com

پیشۂ آموختی درکسبِ تن	چنگ اندر بیشۂ دینی بزن
کسبِ تن کا پیشہ سیکھا کیسا ہوا	پیشۂ دیں میں تو ہو تعمہ سرا
درجہاں پوشید گشتی وغنی	چوں برُوں آئی ازآں جا چوں کنی
ہو جہاں میں تو غنی پوشیدہ تر	کیا کرے نکلے وہاں سے تو اگر
پیشۂ آموز کاندر آخرت	اندر آید دخلِ کسبِ مغفرت
سیکھ وہ پیشہ کہ روزِ آخرت	ہو میسر دخلِ کسب و مغفرت
آں جہاں شہریست پُر بازار و کسب	تا نہ پنداری کہ کسب اینجاست حسب
کسب سے لبریز ہے بس وہ جہاں	کسب اِسی جا ہے فقط۔ تو یہ نہ جان
حق تعالیٰ گفت ایں کسبِ جہاں	پیشِ آں کسبست لعب کودکاں
اس جہاں کا کسب۔ کہتا ہے خدا	سامنے اُس کسب کے ہے کھیل سا
ہم چو آں طفلے کہ بر طفلے تند	شکلِ صحبت کُن مساسے می کند
طفل سے جس طرح طفلِ ناشناس	مثلِ صحبت کُن کے کرتا ہے مساس
آں مساسِ طفل چہ بود بازیے	با جماعِ رستمے و غازیے
ہے مساسِ طفل بازی جان لے	صحبتِ مردانگی کے سامنے
کودکاں سازند در بازی دُکاں	سود نبود جز کہ تعطیلِ زماں
کھیل میں بچّے بناتے ہیں دُکاں	وقت ہے بے سود اُن کا رائگاں
شب شود در خانہ آید گرسنہ	کودکاں رفتہ بماندہ یک تنہ
رات آئے۔ گرسنہ گھر کو چلے	رہ گیا تنہا وہ بچّے چل دئے
ایں جہاں بازی گہ و مرگ شتاب	باز گردی کیسہ خالی پُر تعب
کھیل کی جا ہے جہاں اور مرگ شتاب	جیب خالی کوٹتا ہے پُر تعب
سوئے خانہ گور تنہا ماندۂ	با فغاں واحسرتا برخواندۂ
گور کے گھر میں تو ہے تنہا پڑا	ہے زباں پر حسرتا۔ واحسرتا

Marfat.com

کسب دیں عشق است و جذب اندروں
قابلیت نورِ حق داں اے حروں

کسب دیں ہے عشق اور جذب دروں
قابلِ نورِ خدا ہو پُر فنوں

کسبِ فانی خواہدت ایں نفسِ خس
چند کسب خس کنی بگذار بس

کسب فانی چاہے تیرا نفسِ خس
چھوڑ یہ کسبِ حقیر و خوار بس

نفسِ خس گر جویدت کسبِ شریف
حیلہ و مکرے بود آں را ردف

تیرا نفسِ بد جو ڈھونڈے کسبِ نیک
اس کے پیچھے بالیقیں حیلہ ہو ایک

ابلیس کا حضرتِ معاویہؓ کو جگانا

در خبر آمد کہ آلِ معاویہؓ
خفتہ بُد در قصرِ یک زاویہ

قول پیغمبرؐ یہ ہے۔ معاویہ
سو رہے تھے اپنے گھر میں بر ملا

قصر را از اندروں دربستہ بود
کز زیارتہائے مردم خستہ بود

بستہ دروازے تھے گھر کے کہ دئے
لوگوں کے ملنے سے وہ بیزار تھے

ناگہاں مردے ورا بیدار کرد
چشم چوں بکشاد پنہاں گشت مرد

مردے ان کو جگا یا ناگہاں
ہو گیا آنکھ ان کی کھلتے ہی نہاں

گفت اندر قصر کس را رہ نہ بود
کیست کایں گستاخی و جرأت نمود

بولے گھر میں کوئی آسکتا نہ تھا
کون یہ گستاخ جرأت کر گیا

گرد برگشت و طلب کرد آں زماں
تا بیابد زاں نہاں گشتہ نشاں

ڈھونڈ مارا ہر طرف پھر کر مکاں
تا ملے اس چھپنے والے کا نشاں

در پسِ دراویکے را دید کو
در پسِ پردہ نہاں می کرد رو

پیچھے دروازے کے دیکھا ایک کو
اُس جگہ پردے میں پوشیدہ تھا جو

گفت ہی تو کیستی نام تو چیست
گفت نامم فاش ابلیسِ شقی ست

بولے تو ہے کون، بتلا تام بھی
بولا، میرا نام ابلیسِ شقی ہے

Marfat.com

گفت بیدارم چرا کردی بجد
راست گو با من مگو بر عکس و ضد

بولے تو نے کیوں جگایا تھا مجھے
سچ بتا، اور جھوٹ کہنا چھوڑ دے

گفت ہنگامِ نماز آخر رسید
سوے مسجد زود می باید دوید

بولا آخر ہو گیا وقتِ نماز
سوئے مسجد جلد جا اے پاک باز

عَجِّلُوا الطَّاعَاتَ قَبْلَ الْفَوْتِ گفت
مصطفٰے چوں دُرِّ وحدت را بسفت

بندگی میں چست ہو قبلِ قضا
مصطفٰےؐ کا قول سُن اے باصفا!

گفت نے اے غرض نبود ترا
کہ بچیزے رہنما باشی مرا

بولے ہرگز یہ نہ تھا منشا ترا
ہو نہیں سکتا تو میرا رہنما

دزد پنہاں رہ کند در مسکنم
گوید کہ پاسبانی می کنم

چور پوشیدہ مرے گھر میں گھسے
پاسباں ہوں میں، وہ یہ مجھ سے کہے

من کجا باور نمایم دزد را
دزد کے داند ثواب و مزد را

چور کا کس طرح میں کر لوں یقیں
چور بنکی سے کبھی واقف نہیں

خاصہ دزدے چوں توقطاع الطریق
ازچہ روگشتی چنیں بر من شفیق

خاص کر تجھ ایسا چور اور راہزن
مہرباں مجھ پر ہوا - ہے کیا جتن

ابلیس کا دوبارہ جواب دینا

گفت ما اول فرشتہ بودہ ایم
راہِ طاعت را بجاں پیمودہ ایم

بولا پہلے تو فرشتہ میں بھی تھا
جانتا تھا طاعتوں کا راستا

سالکانِ راہ را محرم بُدیم
ساکنانِ عرش را ہمدم بُدیم

سالکانِ راہ کا محرم تھا میں
ساکنانِ عرش کا ہمدم تھا میں

۵۱ بندگی اور عبادت میں جلدی کرو قبل اس کے کہ وہ فوت ہو جائیں +

Marfat.com

پیشۂ اوّل کجا از دل رود	مہر اوّل کے ز دل زائل شود
پہلا پیشہ بھول جائے دل سے کیا	دل سے کب پہلی محبت ہو جدا
در سفر گر رُوم بینی یا نتن	از دلِ تو کے رود حُبّ الوطن
تو سفر میں رُوم جائے یا ختن	دل سے کب جائے مگر حُبّ وطن
ما ہم از مستانِ ایں مے بودہ ایم	عاشقانِ درگہ وے بودہ ایم
مست[1] تھے ہم بھی اسی مے سے کبھی	ہم کو الفت تھی اسی درگاہ کی
نافِ ما بر مہرِ او ببریدہ اند	عشقِ او در جانِ ما کاریدہ اند
نال اپنا اُس کی الفت میں کٹا	عشق اُس کا رُوح میں بویا ہوا
روز نیکو دیدہ ایم از روزگار	آبِ رحمت خوردہ ایم از جوئبار
دن ہمارے بھی کبھی اچھے ہی تھے	آبِ رحمت نہر سے پیتے رہے
نے کہ ما را دستِ فضلش کاشتہ است	از عدم ما را نہ او برداشتہ است
فضل نے اُس کے ہمیں بویا نہیں؟	ہم عدم سے آئے ہیں گویا نہیں؟
اے بسا کز وے نوازش دیدہ ایم	در گلستانِ رضا گردیدہ ایم
ہم نے بھی دیکھی ہیں اس کی رحمتیں	سیر کی ہم نے رضا کے باغ میں
بر سرِ ما دستِ رحمت می نہاد	چشمہائے لطف بر ما می کشاد
دستِ رحمت اپنے سر پہ تھا کبھی	پڑ رہی تھیں ہم پہ نظریں لطف کی
وقتِ طفلی ام کہ بودم شیر جو	گاہوارہ ام کہ جنبانید او
وقتِ طفلی جبکہ تھا میں شیر خوار	میرا گہوارہ ہلاتا کرد گار[2]
از کہ خوردم شیر غیر از شیرِ او	کہ مرا پرورد جز تدبیرِ او
دودھ اُسی کا تو ہے میں نے بھی پیا	پرورش ہے اُس کی حکمت نے کیا

[1] یعنی ہم بھی کبھی حُبِّ وطن (عدم کی محبت) کی شراب سے مست تھے اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے عشق تھا۔

Marfat.com

خوئے کاں با شیر رفت اندر وجود
کے تواں او را ز مردم وا کشود

شیر خواری سے جو خو تن میں رچے
آدمی سے دور کیونکر ہو سکے

گر عتابے کرد دریائے کرم
بستہ کے گردند درہائے کرم

گر خفا ہے مجھ سے دریائے کرم
بند لیکن کب ہیں درہائے کرم

اصل نقش لطف و داد و بخشش است
قہر بر وے چوں عبارے بر غش است

اصل ذات اس کی کرم ہے اور سخا
قہر اس کا پرکھے بس کھوٹا کھرا

از برائے لطف عالم را بساخت
ذرّہا را آفتاب او نواخت

لطف سے اس نے بنایا یہ جہاں
ذرّوں کو سورج نے بخشیں گرمیاں

فرقت از قہرش اگر آبستن است
بہر قدرِ وصل او دانستن است

فرقت اُس کے قہر سے گو ہے بھری
تا ہو ظاہر قدر اس کے وصل کی

می دہد جاں را فراقش گوشمال
تا بداند قدر ایامِ وصال

گوشمالی جاں کو دیتا ہے فراق
قدر تا ہو وصل کی با اشتیاق

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
قصدِ من از خلق احساں بودہ است

بولے پیغمبر ہے فرماں خدا
خلق سے مقصود ہے احساں مرا

آفریدم تا زمن سودے کنند
ناز شہدم دست آلودے کنند

نفع پائیں اس لئے پیدا کیا
شہد سے میرے ہوں شیریں مدعا

نے برائے آنکہ من سودے کنم
وز برہنہ من قبائے بر کنم

یہ غرض کب تھی کہ اُن سے نفع لوں
اور برہنہ سے قبا کو چھین لوں

چند روزے کہ ز پیشم راندہ است
چشمِ من بر روئے خوبش ماندہ است

چند دن کو وہ ہوا مجھ سے جدا
دھیان میرا بس اسی میں ہے لگا

کز چناں روئے چنیں قہرے عجب
ہر کسے مشغول گشتہ در سبب

ایسے منہ سے قہر ایسا ہے عجب
ہو گیا ہر ایک مشغول سبب

Marfat.com

من سبب را ننگرم کو حادث است	زانکہ حادث حادثے را باعث است
میں نہ دیکھوں وجہ کو حادث ہے وہ	جو ہے حادث حدث کا باعث ہے وہ
لطف سابق را نظارہ می کنم	واں چہ او حادث دو پارہ می کنم
لطف سابق کے نظارے کرتا ہوں	اور حادث کے دو ٹکڑے کرتا ہوں
ترک سجدہ از حسد گیرم کہ بود	ایں حسد از عشق خیزد نز جحود
ترک سجدہ تھا حسد سے یوں سہی	یہ حسد بھی شان ہے اک عشق کی
ایں حسد از دوستی خیزد یقیں	کہ شود با دوست غیرے ہم نشیں
یہ حسد ہے دوستی سے کر یقیں	غیر کیونکر دوست کا ہو ہم نشیں
ہست شرطِ دوستی غیرت بری	ہم چو شرطِ عطسہ گفتن دیرزی
دوستی کی شرط، غیرت ہے سنو	جیسے کہنا چھینک پر "جیتے رہو"
چونکہ بر نطعش جز ایں بازی نبود	گفت بازی کن چہ دانم در فزود
اُس کے آگے ایک بازی تھی یہی	مجھ سے بولا کھیل، میں نے کھیل لی
آں یکے بازی کہ بد من باختم	خویشتن را در بلا انداختم
وہ جو میں نے کھیلی اک بازی بُری	پڑ گیا اُس سے بلا میں واقعی
در بلا ہم می چشم لذّاتِ او	ماتِ او یم ماتِ او یم ماتِ او
لذتیں اس کی بلا میں بھی چکھوں	مات ہوں میں۔ مات ہوں میں۔ مات ہوں
چوں رہاند خویشتن را اے سرہ	ہیچ کس در شش جہت از ششدرہ
کس طرح خود کو کوئی کرلے رہا	شش جہت سے، جب وہ ششدر ہو گیا
جز و شش از کلِّ شش چوں وا رہد	خاصہ کہ بے چوں مراد راہ نہ دہد
چھ کا جز کب چھ کے کل سے ہو جدا	خاص کر جب حق اُسے رکھے خدا
ہر کہ در شش او درونِ آتش ست	او ش بر ہاند کہ خلّاقِ شش ست
جو پھنسا چھکے میں دوزخ میں گیا	ہاں خدائے شش جہت کر دے رہا

Marfat.com

خود اگر کفر است اگر ایمانِ او
کفر ہے دنیا میں یا ایمان ہے

دست بافِ حضرت است و آنِ او
کھیل اُس کا اور اُس کی آن ہے

حضرتِ معاویہؓ کا پھر تقریر کرنا

گفت امیرا ورا کہ اینہا راست است
سچ ہے یہ تیرا بیاں. بولے امیر

لیک بخشِ تو از ینہا کاست ست
کم ترا حصّہ ہے لیکن اے شریر

صد ہزاراں چوں مرا تو رہ زدی
راہ ماری تو نے مجھ سے لاکھ کی

حفرہ کردی در خزانہ آمدی
ہے نقب اکثر خزانوں میں تری

آتشی از تو بسوزم چارہ نیست
آگ ہے تو. تجھ سے جلنا ہے ضرور

کیست کز دستِ تو جامہ اش پارہ نیست
کس کے کپڑوں سے ہے تیرا ہاتھ دُور

طبعت اے آتش چو سوزانندہ ایست
ہے طبیعت تیری آتش سے بھری

تا نسوزانی تو چیزے چارہ نیست
بے جلائے تو نہ باز آئے کبھی

لعنت ایں باشد کہ سوزانت کند
ہے وہ لعنت جو تجھے سوزاں کرے

اوستادِ جملہ دزدانت کند
چوروں کا اُستاد فی الجملہ ہے

با خدا گفتی شنیدی روبرو
تو نے باتیں کیں خدا سے دو بدو

من کہ باشم پیشِ مکرت اے عدو
میں ہوں تیرے سامنے کیا اے عدو

معرفتہائے تو چوں بانگِ صفیر
معرفت ہے تیری جوں بانگِ صفیر

بانگِ مُرغان است اما مُرغ گیر
بانگ مرغوں کی ہے لیکن مرغ گیر

صد ہزاراں مرغ را او رہ زدست
مرغ لاکھوں ہو گئے بے راستا

مرغ غرّہ کاشنائے آمدست
مرغ نے جانا کہ آیا آشنا

در ہوا چوں بشنود بانگِ صفیر
جب ہوا میں وہ سنے بانگِ صفیر

از ہوا آید شود ایں جا اسیر
نیچے اُترے اور اس جا ہو اسیر

Marfat.com

قومِ نوحؑ از مکرِ تو در نوحہ اند
دل کباب و سینہ شرحہ شرحہ اند

مکر سے تیرے ہے قومِ نوحؑ زار
دل کباب اور سینہ تجھ سے ہے فگار

عاد را تو باد دادی در جہاں
او فگندی در عذاب و اندہاں

عاد کو دنیا میں تونے دی ہوا
اور عذابوں میں کیا پھر مبتلا

از تو بود ایں سنگسارِ قومِ لوطؑ
در سیاہ آبہ ز تو خوردند غوط

تجھ سے قومِ لوطؑ ٹھہری سنگسار
کالے پانی میں ہوئے سب غوطہ خوار

مغزِ نمرود از تو آمد ریختہ
اے ہزاراں فتنہا انگیختہ

مغز تجھ سے پھٹ گیا نمرود کا
تونے فتنے کر دئے لاکھوں بپا

عقلِ فرعونِ ذکیِّ فیلسوف
کور گشت از تو نیابید او وقوف

عقل اندھی ہو گئی فرعون کی
پھر نہ آگاہی کبھی اس کو ملی

بولہب ہم از تو نااہلے شدہ
بوالحکم ہم از تو بوجہلے شدہ

بولہب نااہل تجھ سے ہو گیا
بوالحکم بوجہل تجھ سے ہو گیا

اے بریں شطرنج بہرِ یادرا
مات کردہ صد ہزار استادرا

تونے اس شطرنج پر اے بے وفا
مات لاکھوں باکمالوں کو کیا

اے ز فرزیں بندہائے مشکلت
سوختہ جانہا سیہ گشتہ دلت

تیری فرزیں بندیاں مشکل ہوئیں
دل ہوا کالا ترا۔ جانیں جلیں

بحرِ مکری تو و خلقاں قطرۂ
تو چو کوہی دیں مسلماں ذرّۂ

تو ہے بحرِ مکر، قطرہ ہے جہاں
کوہ تو۔ ذرّہ ہے مسلم بے گماں

کہ رہد از مکرِ تو اے مختصم
غرق طوفانیم را الّا مَنْ عَصَم[1]

کون ہے آزاد تیرے مکر سے
گر نہ لطف و رحم وہ رحماں کرے

[1] قال اللہ تعالیٰ عزّ و جلّ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ
اُس روز کوئی حکم خدا سے پناہ دینے والا نہیں مگر وہ جس پر خدا رحم کرے +

Marfat.com

بس ستارہ سعد از تو محترق
بس سپاہِ جمع از تو مفترق

سعد تاروں کو ہے تجھ سے احتراق[1]
اور ہے جمعیتوں میں افتراق[2]

بس مسلماں کز تو دیں درباختہ
سرنگوں تا قعرِ دوزخ تاختہ

ہیں مسلماں تجھ سے دیں ہارے ہوئے
سرنگوں، دوزخ میں جانے کے لئے

بس چو بلعم از تو نومید آمدہ
بس چو برصیصا ز تو کافر شدہ

دل شکستہ تجھ سے بلعم سے ہوئے
اور برصیصا سے کافر ہو گئے

ابلیس کا پھر جواب دینا

گفت ابلیسش کشا ایں عقدہ را
من محکّم قلب را و نقد را

بولا ابلیس، اب تو اس عقدے کو کھول
ہوں محک کھوٹے کھرے کی، یوں نہ بول

امتحانِ شیر و کلبم کرد حق
امتحانِ نقد و قلبم کرد حق

شیر و سگ کا حق نے ہے ناقد کیا[3]
ہوں کسوٹی۔ پرکھوں میں کھوٹا کھرا

قلبِ رامن کے سیہ رُو کردہ ام
صیرفی قیمتِ او کردہ ام

قلب کو کالا ہے کب میں نے کیا
میں ہوں صرّاف اس کی قیمت دی بتا

نیکواں را رہنمائی می کنم
مر بداں را پیشوائی می کنم

نیکوں کی میں رہنمائی کرتا ہوں
اور بدوں کی پیشوائی کرتا ہوں

نیکواں را پیشوا و مامنم
شاخہائے خشک را بر می کنم

میں ہوں نیکوں کے لئے اک پیشوا
شاخ ہائے خشک کو ہوں کاٹتا

صالحاں را مقتدا و مامنم
طالحاں را نیز یاری می کنم

صالحوں کا مامن و سردار ہوں
اور بدکاروں کا بھی غم خوار ہوں

[1] جلنا ۔ [2] جُدا ہونا ۔
[3] پرکھنے والا ۔

Marfat.com

ایں علفہائے نہم از بہرِ چیست	تا پدید آید کہ حیواں جنس کیست
چارہ یہ رکھتا ہے میں نے کس لئے	تا پتہ کچھ جنس حیوان کا چلے
سگ چو از آہو بزاید بچگے	در سگی و آہوئی دارد شکے
کتا آہو سے اگر بچہ جنے	آہو اور سگ ہونے میں پھر شک رہے
تو گیاہ و استخواں پیشش بریز	تا کدامیں سُو کند او گام تیز
اس کے آگے ڈال گھاس اور استخواں	دیکھ مائل کس طرف ہو ناگہاں
گر بسوئے استخواں آید سگ است	ور گیا جوید یقیں آہو رگ است
جائے ہڈی پر تو کتا اس کو جان	گھاس پر آئے تو آہو اس کو مان
قہر و لطفے جفت شد با یکدگر	زاد ایں ہر دو جہانِ خیر و شر
مل گئے لطف و غضب با یک دگر	اور ہوا پیدا جہانِ خیر و شر
تو گیاہ و استخواں را عرضہ کن	قوتِ نفس و قوتِ جاں را عرضہ کن
گھاس کو اور استخواں کو کر عیاں	تو غذائے نفس و جاں تو کر عیاں
گر غذائے نفس جوید ابتر است	ور غذائے روح خواہد سرور است
نفس کی مانگے غذا، ابتر ہے وہ	رُوح کی مانگے غذا، سرور ہے وہ
گر کند او خدمتِ تن ہست خر	ور رود در بحرِ جاں یابد گہر
خدمتِ تن گر کرے تو ہے وہ خر	بحرِ جاں میں جائے تو پائے گہر
گرچہ ایں دو مختلف خیر و شر اند	لیک ایں ہر دو بیک کار اندر اند
گرچہ یہ دو مختلف ہیں خیر و شر	ہیں مگر دونوں لگے اک کام پر
انبیا طاعات عرضہ می کنند	دشمناں شہوات عرضہ می کنند
انبیا سے ہو گی طاعت آشکار	اور کافر سے ہو شہوت آشکار
نیک را چوں بد کنم یزداں نیم	دایعم من خالقِ ایشاں نیم
نیک کو بد کیا کروں، یزداں نہیں	ہوں میں داعی اُن کا خالق ہاں نہیں

Marfat.com

خوب را من زشت سازم رب نیم	زشت را او خوب را آئینہ ام
اچھے کو کردوں بُرا۔ میں رب نہیں	آئینہ نیکی بدی کا کر یقیں
سوخت ہندو آئنہ از دود را	کایں سیہ رومی نمایدمرورا
کر دیا زنگی نے آئینہ تباہ	کیونکہ اس میں منہ نظر آیا سیاہ
گفت آئینہ گناہ از من نبود	جرم آں را نہ کہ آئینہ زدود
آئنہ بولا خطا میری نہیں	جس نے صیقل کی وہ مجرم بالیقیں
او مرا غماز کرد و راست گو	تا بگویم زشت کو و خوب کو
اُس نے نما ور کیا سچا مجھے	تا بُرا اچھا جو ہو منہ پر کھلے
من گواہم بر گواز زنداں کجاست	ز اہل زنداں میستم یزداں گواست
میں ہوں شاہد، قید ہو شاہد کو کیا	میں نہیں قیدی خدا شاہد مرا
ہر کجا بینم درخت میوہ دار	تربیتہا می کنم من دایہ وار
میں جہاں دیکھوں درخت میوہ دار	پرورش کرتا ہوں اُس کی دایہ وار
ہر کجا بینم درختِ تلخ و خشک	می برم من می شناسم پشک مشک
پیڑ آتا ہے نظر جو تلخ و خشک	کاٹتا ہوں جانتا ہوں، پشک[1] و مُشک
خشک گوید باغباں را کالے فتا	مر مرا چہ می بری سر بے خطا
یہ درخت خشک کرتا ہے گلا	کیوں مرا سر کاٹتا ہے بے خطا
باغباں گوید خمش اے زشت خو	بس نباشد خشکی تو جرم تو
باغباں کہتا ہے چُپ اے زشت خُو	یہ بھی ہے اِک جُرم جو ہے خشک تو
خشک گوید راستم من کژ نیم	تو چرا بے جرم می بری پیم
پیڑ کہتا ہے۔ نہیں مجھ میں کجی	بے خطا کیوں کاٹتا ہے جڑ مری

[1] گوبر۔ مینگنی ۔

Marfat.com

باغباں گوید اگر مسعود دیے
کاشکے کژ بودی و تر بودیے

باغباں کہتا ہے، تو تھا سعد اگر
ٹیڑھا ہوتا کاش، لیکن ہوتا تر

جاذبِ آبِ حیاتے گشتۂ
اندر آبِ زندگی آغشتۂ

تو ہوا ہے جاذبِ آبِ حیات
تیرا آبِ زندگی میں ہے ثبات

تخمِ تو بد بودہ است و اصلِ تو
با درختِ خوش نشاید وصلِ تو

بیج تھا تیرا بُرا اور جڑ تری
اچھے پیڑوں سے نہ چاہیے وصل بھی

شاخِ تلخ ار با خوشے وصلت کند
آں خوشی، اندر نہادش بر زند

تلخ ٹہنی ہو جو پیوند اچھے سے
اچھا پن فطرت سے اس کی جا ملے

گرترا بیدار کردم بہر دیں
خوئے اصلِ من ہمیں ست و ہمیں

گر جگایا تجھ کو دیں کے واسطے
میری اصلی خو یہی تھی جان لے

حضرتِ معاویہؓ کا ابلیس پر سختی کرنا

گفت امیرا اے راہزن حجت مگو
مرترا رہ نیست در من رہ مجو

بولے وہ اے راہزن حجت نہ کر
مجھ پہ پائے گا نہ قابو بے خبر

رہزنی تو من غریب و تاجرم
ہر لباساتے کہ آری کے خرم

تو ہے رہزن میں ہوں تاجر اے پلید
تو جو کپڑے لائے تُوں کیونکر خرید

گردِ رختِ من مگرد از کافری
تو نہ رختِ کسے را مُشتری

تاک کر ساماں نہ کر تو کافری
تو ہے ایسی چیز کا کب مشتری

مشتری نبود کسے را راہزن
ور نماید مشتری مکر است و فن

مشتری ہوتا ہے کس کا رہزن
اور جو ایسا ہو تو ہے مکر اور فن

تا چہ دارد ایں حسود اندر کدو
اے خدا فریاد ما را زیں عدو

جانے ہے دشمن کے دل میں کیا چھپا
اس سے فریادی ہوں میں اے کبریا

Marfat.com

گر یکے فصلِ دگر در من دمد	بُرد خواہد از من ایں رہزن نمد
سحر اگر ایسا ہی اور اک کر دیا	لُوٹ کر رہزن مجھے لے جائے گا

درگاہِ خدا میں حضرتِ معاویہؓ کی فریاد

ایں حدیثش ہمچو دُود است اے الٰہ	رحم کن در نہ علیم شد سیاہ
اس کی باتیں اک دھواں ہیں اے الٰہ	رحم کر در نہ ہُوا کمبل سیاہ
من بحجت بر نیایم با بلیس	کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس
جیتوں میں شیطان سے حجت میں کیا	ہے یہ فتنہ ہر شریف و سفلہ کا
آدمےؑ چوں علّمَ الاَسما بگست	با تگ چوں برق ایں سگ بے تگست
شانِ آدمؑ علّمَ الاَسماء تھی	اُن کی کچھ آگے نہ اس کے چل سکی
از بہشت انداختش بر روئے خاک	چوں سمک در شستِ او شد از سماک
پھینکا گلزارِ جناں سے خاک پر	مثلِ ماہی شستِ اُن پر پھینک کر
نوحۂ اِنّا ظَلَمْنا می زدے	نیست دُستان و فسونش را حدے
کہتے تھے اِنّا ظَلَمْنا[2] بالیقیں	سحر اور افسوں کی اُس کے حد نہیں
اندر آں ہر حدیثِ او شرہست	صد ہزاراں سحر در وے مضمر ست
اس کی ہے جو بات شر ہے بیگماں	اور لاکھوں سحر ہیں اس میں نہاں

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل: وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا۔ خدا نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا دئے +

[2] آدم علیہ السلام کہتے تھے۔ رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا فَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ اے رب! ہم نے یقیناً اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے۔ پس اگر تو ہماری بخشش نہ کریگا اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہونگے +

Marfat.com

مردیِ مرداں ببندد در نفس
درزن و در مرد افروزد ہوس

مردوں کی مردی کو باندھے اک نفس
مرد و زن میں یہ فزوں کردے ہوس

اے بلیسِ خلق سوزِ فتنہ جو
بر چیم بیدار کردی راست گو

بول اے شیطانِ حاسد فتنہ زا
کیوں کیا بیدار تو نے سچ بتا

زانکہ حجت برنیاید با منے
ہیں غرض را درمیاں، بے فنے

مجھ سے تو حجت ہیں بڑھ سکتا نہیں
کر غرض اپنی بیاں بے مکر و کیں

ابلیس کا پھر پُر فریب تقریر کرنا

گفت ہر مردیکہ باشد بدگماں
نشنود اوراست را با صد گماں

بولا، ہوتا ہے جو کوئی بدگماں
سچی باتوں کو وہ سنتا ہے کہاں

ہر دروغے کو خیال اندیش شد
چوں دلیل آری خیالش بیش شد

وہم جس دل میں ہو پیدا خوش خصال!
ہر دلیل اُس کا بڑھاتی ہے خیال

چوں سخن دروے رود علت شود
تیغ غازی دزد را آلت شود

بات جب کی جائے۔ عِلّت ہی رہے
تیغ غازی چور کا آلہ بنے

پس جواب ابلہ سکوت است و سکوں
ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں

ہے جواب اُس کا خموشی اور سکوں
گفتگو کرنا ہے احمق سے جنوں

تو ز خق ترس و ازو جو قطع نفس
کہ تواز شرّش بماندستی تجسس

تُو خدا سے ڈر کے قطعِ نفس کر
تا رہا ہو اُس کے شر سے بے خطر

تو ز من با حق چہ نالی اے سلیم
رو بنال از شرِّ ایں نفسِ لئیم

میرا فریادی ہے کیوں اللہ سے
تو فغاں کر شر سے اپنے نفس کے

تو خوری حلوا ترا دُمّل شود
تب بگیرد طبع تو مختل شود

کھائے تو حلوا تو پھوڑے ہوں ترے
تپ چڑھے اور طبع کو ناخوش کرے

Marfat.com

بے گنہ لعنت کنی ابلیس را
بے گنہ ابلیس پر لعنت کرے

چوں نہ بینی از خود ایں تلبیس را
مگر سمجھے تو نہ جب اپنا اسے

نیست از ابلیس از تست اے غوی
یہ نہیں شیطاں سے تجھ سے ہے غوی!

کہ چو روبہ سوئے دُنبہ می روی
سوئے دُنبہ جاتا ہے جوں لومڑی

چونکہ در سبزہ ببینی دُنبہ را
سبزے میں دُنبے کو تُو ہے دیکھتا

وام باشد ایں ندانی روبہا
جال کا تجھ کو نہیں لگتا پتا

زاں ندانی گت ز دانش دور کرد
دُور اُس سے عقل تیری ہو گئی

میلِ دُنبہ چشمِ عقلت کور کرد
خواہشِ دُنبہ نے دانش چھین لی

حبّک الاشیاء یعمٰی ویصم
حُبِّ اشیاء اندھا اور بہرا کرے

نفسک السوء اجتنب لا تختصم
نفس بَد ہے - تو حسد کو رہ نہ دے

تو گنہ بر من منہ کژ کژ مبیں
تو نہ دے الزام مجھ کو کج نظر

من ز بد بیزارم و از حرص و کیں
حرص و کینہ سے ہوں میں بیزار تر

حرص و کیں ہست از طبائع مختلف
حرص و کیں ہو اختلافِ طبع سے

مر مرا کے چار ضد شد مکتنف
چار عنصر کب ہوئے میرے لئے

من بدی کردم پشیمانم ہنوز
میں بدی کر کے پشیماں ہوں ہنوز

انتظارم تا شبم آید بروز
منتظر ہوں کب ہو میری رات روز

ہم امیدے می زدم با درد و سوز
میں بھی اس امید میں ہوں بیگماں

تا مگر کایں دے مہم گردد تموز
سردیاں میری بنیں گی گرمیاں

مہم گشتم میانِ خلق من
مہم ہیں سارے عالم میں ہوا

فعلِ خود بر من نہد ہر مرد و زن
مجھ پہ سب رکھتے ہیں ذمہ کام کا

لہ گمراہ +

Marfat.com

گرگِ بیچارہ اگرچہ گرسنہ ہست	متہم باشد کہ او در طنطنہ ہست
گرگ بے چارہ جو بھوکا گھر میں ہے	متہم ہو گا کہ گرد و فر میں ہے
از ضعیفی چوں نتاند راہ رفت	خلق گوید تخمہ است از تلوت زفت
جب ضعیفی سے نہ چل سکتا ہو راہ	سب کہیں بد ہضمی سے ہے یہ تباہ

حضرتِ معاویہؓ کا ابلیس سے پھر عاجزی کرنا

گفت غیرِ راستی نرہاندت	داد سوئے راستی می خواندت
بولے بے سچ بولے کب ہو گا بری	کھینچتی ہے داد سوئے راستی
راست گو تا وارہی از جنگِ من	مکر ننشاند غبارِ جنگِ من
سچ بتاتا مجھ سے تو ہو رستگار	مکر سے کب جنگ کا بیٹھے غبار
گفت چوں دانی دروغ و راست را	اے خیال اندیش پُر اندیشہا
بولا جب سچ جھوٹ کو ہے جانتا	کر خیال اندیش، اندیشہ ذرا
گفت پیغمبر نشانے دادہ است	قلبِ نیکو را محک بنہادہ است
بولے دیتے ہیں نشانی مصطفیٰ	ہے کسوٹی کے لئے کھوٹا کھرا
گفتہ است الکذب ریبٌ فی القلوب[1]	باز الصدق طمانین طروب
کہتے ہیں کرتا ہے پیدا شک دروغ	باعثِ راحت ہے صدقِ با فروغ
دل نیارامد ز گفتارِ دروغ	آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ
جھوٹ سے دل کو کہاں راحت ملے	تیل پانی مل کے کب روشن ہوئے

[1] حضرت حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے ۔ جناب رسولِ خدا صلعم نے فرمایا دع ما یریبک الی ما لا یریبک فان الصدق طمانینۃ والکذب ریبۃ "وہ بات چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے اور وہ بات اختیار کر جو شک میں نہ ڈالے۔ کیونکہ راستی اطمینانِ قلب ہے۔ اور جھوٹ شک و شبہ"

Marfat.com

در حدیث راست آرام دل است	راستیہا دانۂ دام دل است
سچی باتوں ہی میں ہے آرام دل	راستی ہے دانہ زیرِ دامِ دل
دل اگر رنجور باشد در دہاں	کو نداند چاشنیِ این و آں
دل جو ہو بیمار، تو منہ ہو بُرا	پھر وہ جانے اِس کا اُس کا کیا مزا
چوں شود از رنج و علت دل سلیم	طعمِ صدق و کذب را باشد علیم
رنج و بیماری سے جب دل ہو رہا	تو ملے اچھے بُرے کا ذائقا
حرصِ آدم چوں سوئے گندم فزود	از دلِ آدم سلیمی را ربود
حرصِ آدم جب سوئے گندم بڑھی	دل کی وہ سنجیدگی جاتی رہی
پس دروغ و عشوہ ات را گوش کرد	غرہ گشت و زہرِ قاتل نوش کرد
جھوٹ اور عشووں پہ رکھے اُس نے کان	زہرِ قاتل پی گیا۔ وہ پُر گماں
کژدم از گندم ندانست آں نفس	می برد تمییز از اہلِ ہوس
فرق کژدم اور نہ گندم میں کیا	حرص والوں کو بھلا تمیز کیا!
خلق مستِ آرزو و ہیند و ہوا	زاں پذیرایندستانِ ترا
خلق ہے مستِ ہوا و آرزو	اس لئے اُن سب میں ہے مقبول تو
ہر کہ خود را از ہوا خود باز کرد	گوشِ خود را آشنائے راز کرد
جس نے اپنے کو بچایا حرص سے	کان اس کے راز سے واقف ہوئے
ہمچنانکہ در حکایت گفتہ اند	بشنو آں را تا کشاید بستہ بند

جس طرح مشہور ہے یہ داستاں
سُن اسے تا ٹوٹیں تیری بیڑیاں

لہ بجھو۔

Marfat.com

قاضی اور اُس کا نائب

قاضیے بنشاندند و می گریست	گفت نائب قاضیا گریہ ز چیست
رو دیا اک شخص جب قاضی بنا	بولا نائب ہے سبب رونے کا کیا
ایں وقتِ گریہ و فریادِ تست	وقتِ شادی و مبارکبادِ تست
کب یہ وقتِ نالہ و فریاد ہے	یہ تو ہنگامِ مبارک باد ہے
گفت آہ چوں حکم راند بیدلے	درمیانِ آں و عالم جاہلے
بولا وہ کیا بیدلی سے حکم دے	بیچ وہ عالم کے جو جاہل رہے
آں دو خصم از واقعہ خود واقف اند	قاضیِ مسکین چہ داند زیں دو بند
مدعی دونوں ہیں واقف حال سے	قاضی بیچارے پہ عقدہ کب کھُلے
جاہل است و غافل است از حالِ شاں	چوں رود در خونِ شاں و مالِ شاں
جاہل و غافل ہے اُن کے حال سے	کیا خبر دے اُن کے خون و مال سے
گفت خود ہاں عالم اند و علتی	جاہلی تو لیک شمعِ ملتی
بولا وہ عالم ہیں لیکن علتی	تو ہے جاہل، شمع لیکن دین کی
زانکہ تو علت نداری درمیاں	واں فراغت ہست نورِ دیدگاں
کیونکہ تو رکھتا نہیں علت کوئی	پاک ہے آنکھوں کی تیری روشنی
واں دو عالم را غرض شاں کور کرد	علمِ شاں را علت اندر گور کرد
اُن کو اندھا ہے غرض نے کر دیا	علم علت سے ہوا اُن کا فنا
جہل را بے علتی عالم کند	علم را علت زدلہا برکند
جہل کو بے علتی عالم کرے	علم کو علت نکالے قلب سے
تا تو رشوت نستدی بینندۂ	چوں طمع کردی ضریر و بندۂ
ہاں نہ رشوت لے۔ اگر بینا ہے تو	اور کرے لالچ تو پھر اندھا ہے تو

Marfat.com

از ہوا من خوئے راوا کردہ ام	لقمہائے شہوتی کم خوردہ ام
دُور ہوں حرص و ہوا سے واقعی	لقمے خواہش کے نہیں کھائے کبھی
چاشنی گیرِ دلم شد با فروغ	راست را دانند حقیقت از دروغ
میرے دل کو اس کی لذت سے فروغ	راستی میں جانتا ہوں اور دروغ

حضرت معاویہؓ کا ابلیس سے اقرار لینا

اے سگِ ملعوں جوابِ من بگو	راست پیش آور دروغے را مجو
اے سگِ ملعوں مجھے تو دے جواب	سچ بتا، اور جھوٹ سے کر اجتناب
تو چرا بیدار کردی مرمرا	دشمنِ بیداری تو اے دغا
تو نے کیوں بیدار تھا مجھ کو کیا	تو تو بیداری کا دشمن ہے بھلا
ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آوری	ہمچو خمرے عقل و دانش می بری
نیند جوں خشخاش لے آتا ہے تو	مثل بادہ، عقل لے جاتا ہے تو
چار میخت کردہ ام من راست گو	راست را دانم تو حیلتہا مجو
قید تجھ کو کر لیا ہے سچ بتا	سچ بتا حیلے نہ کر او پُر دغا!
من ز ہر کس آں طمع دارم کہ او	صاحبِ آں باشد اندر طبع و خو
مجھ کو ہے ہر شخص سے یہ آرزو	ہر کسی کی راستی ہو جائے خو
من ز سرکہ می نجویم شکری	وز مخنث[1] می نجویم لشکری
سرکہ سے شکر نہیں میں ڈھونڈتا	ہیجڑے سے مردی کا کب جویا ہُوا
ہمچو گبراں می نجویم از بتے	کہ بود حق یا ز حق او آیتے
میں کسی بُت کو مثالِ کافراں	حق نہیں کہتا نہ حق کا اک نشاں

[1] مخنث - ہیجڑا۔

Marfat.com

من ز سرگیں می نجویم بوئے مشک
من ز آب جو نجویم خشت خشک

بس نہیں میں ڈھونڈتا گوبر سے مشک
اور نہ میں ندی میں ڈھونڈوں اینٹ خشک

من نجویم پاسبانی را ز دزد
کار ناکردہ نجویم ہیچ مزد

میں نہ ڈھونڈوں پاسبانی چور سے
یوں نہ مزدوری میں بے محنت لئے

من ز شیطاں می نجویم کوست غیر
کہ مرا بیدار گرداند بہ خیر

کیا یقیں شیطان سے جب ہے وہ غیر
کیا جگائے وہ برائے کارِ خیر

ابلیس کا امیر معاویہ رضؓ سے اپنا سچّا بھید کہنا

گفت بسیار آں بلیس از عذر و مکر
میرا زد نشنید و کرد استیز و صبر

گو بہت کچھ مکر شیطاں نے کیا
مانتے کب تھے امیرِ باصفا

از بن دنداں بگفتش بہر آں
کردمت بیدار می دانی اے فلاں

سر جھکا کر یوں لگا کہنے کہ ہاں
یوں کیا بیدار تجھ کو بے گماں

تا رسی اندر جماعت در نماز
از پئے پیغمبرؐ دولت فراز

تاکہ تو پڑھ لے جماعت سے نماز
پیچھے پیغمبرؐ کے ہو کر سرفراز

گر نماز از وقت رفتے مرترا
ایں جہاں تاریک گشتے بے ضیا

جاتا رہتا وقت اگر اِس کام کا
یہ جہاں تاریک ہوتا برملا

از غبین و درد رفتے اشکہا
از دو چشمِ تو مثالِ مشکہا

فوت ہونے سے بہاتا اشک تو
کھولتا آنکھوں کی اپنی مشک تو

آں غبین و درد بودے صد نماز
کو نمازو کو فروغ آں نیاز

سو نمازوں کے برابر تھا یہ کام
پس کہاں ہے یہ نماز اور وہ مقام

ذوق دارد ہر کسے بر طاعتے
لاجرم نشکیبد از دے ساعتے

سب کے دل میں شوق ہے طاعات کا
اک گھڑی صبر آئے بے طاعت کے کیا

Marfat.com

نماز با جماعت فوت ہونے پر افسوس کرنے کی فضیلت

آں یکے می رفت در مسجد دروں
مردم از مسجد ہمی آمد بروں

جاتا تھا اک شخص مسجد میں دواں
لوگ مسجد سے نکلتے تھے وہاں

گشت پرساں کہ جماعت را چہ بود
کز مسجد می بروں آیند زود

پوچھا اس نے کیا جماعت ہو چکی
باہر آتے ہو جو مسجد سے ابھی

آں یکے گفتش کہ پیغمبرؐ نماز
با جماعت کرد و فارغ شد ز راز

ایک بولا ہاں پیمبرؐ نے نماز
باجماعت پڑھ لی اور با صد نیاز

تو کجا در می روی اے مرد خام
چونکہ پیغمبرؐ بداد ہست السلام

اب کہاں جاتا ہے تو اے مردِ خام
جب کہ پیغمبرؐ نے پھیرا ہے سلام

گفت آہ و درد ازاں آمد بروں
آہِ او می داد از دل بوئے خوں

آہ کی اُس نے ہوا غمگیں فزوں
آہِ دل سے آ رہی تھی بوئے خوں

آں یکے از جمع گفت ایں آہ را
تو بمن دِہ واں نمازِ من ترا

ایک بولا۔ آہ اپنی دے مجھے
اور نماز اپنی میں دیتا ہوں تجھے

گفت دادم آہ و بگرفتم نماز
اوستد آں آہ را با صد نیاز

بولا دے دی آہ، اور لے لی نماز
اُس نے لے لی آہ وہ با صد نیاز

با نیاز و با تضرّع باز گشت
باز بود و در پئے شہباز گشت

وہ نیاز و عجز سے واپس ہوا
باز تھا شہباز کے پیچھے پڑا

شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے
کہ خریدی آبِ حیوان و شفے

رات کو ہاتف نے اس سے یہ کہا
تو نے لوٹا آبِ حیواں اور شفا

حرمتِ ایں اختیار و ایں دخول
شد نمازِ جملۂ خلقاں قبول

اس کے صدقے میں، کیا جو کچھ حصول
ساری خلقت کی نمازیں ہیں قبول

Marfat.com

حضرتِ معاویہؓ سے ابلیس کا آخری اقرار

پس عزازیلش بگفت اے میر زاد — مکرِ خود اندر میاں باید نہاد

پس کہا شیطاں نے اُن سے مہرباں! — مکر میرا اس میں بے شک تھا نہاں

گر نمازت فوت می شد آں زماں — می زدی از دردِ دل آہ و فغاں

فوت ہو جاتی اگر تیری نماز — کرتا دردِ دل سے تُو آہ و نیاز

آں تاسّف آں فغاں و آں نیاز — درگذشتے از دو صد ذکرِ نماز

پھر وہ افسوس اور وہ نالہ وہ بکا — ہوتا بس دو سَو نمازوں سے سوا

من ترا بیدار کردم از نہیب — تا نسوزاند چناں آہِ مجیب

کر دیا بیدار بس اس خوف سے — تا نہ تو اَب آہ اور نالہ کرے

تا چناں آہے نباشد مرترا — تا بداں راہے نباشد مرترا

تا نہ حاصل تجھ کو ایسی آہ ہو — اور نہ حاصل تجھ کو سیدھی راہ ہو

من حسودم از حسد کردم چنیں — من عدوّم کارِ من مکر است و کیں

میں ہوں حاسد۔ یہ حسد سے تھا کیا — ہوں عدو ہے کام مکر و کیں مرا

امیر معاویہؓ کا قولِ ابلیس کی تصدیق کرنا

گفت اکنوں راست گفتی صادقی — از تو ایں آید تو ایں را لائقی

بولے ہاں اس وقت تو نے سچ کہا — تھا یہ تیرا کام جو تو نے کیا

عنکبوتی تو مگس داری شکار — من سیم اے سگ مگس زحمت میار

تو ہے مکڑی کرتا ہے مکھی شکار — میں مگر مکھی نہیں۔ بس ہوشیار

بازِ اسپیدم شکارم شہ کند — عنکبوتے کے بگردِ من تند

باز ہوں کرتا ہے شہ مجھ کو شکار — مکڑی جا لا تن سکے کب تا بکار

Marfat.com

کارِ تو این ست اے دزدِ لعیں
سوئے دوغ آری مگس را از انگبیں

کام تیرا بس یہی ہے اے لعیں
دے دہی مکھی کو لے کر انگبیں

رو مگس می گیر تا نانی ہلا
سوئے دوغے زن مگس را اصلا

جا پکڑ تو مکھیاں گر ہو سکے
اور دہی پر آنے کا پیغام دے

در بخوانی تو بسوئے انگبیں
ہم دروغ و دوغ باشد آں یقیں

تو بُلائے بھی جو سُوئے انگبیں
دوغ ہو وہ اور دروغ اے بدیقیں

تو مرا بیدار کردی خواب بود
تو نمودی شستم گرداب بود

بس ترا مجھ کو جگانا خواب تھا
جو دکھائی ناؤ - وہ گرداب تھا

تو درین خیرم ازاں می خواندی
تا ز خیرِ بہترم می راندی

یہ بھلائی اس لئے تھی تو نے کی
کر نہ لوں نیکی کوئی اس سے بڑی

چور کا صاحبِ خانہ کے ہاتھ سے بھاگ جانا

ایں مثل ماند کہ شخصے دزد دید
در وثاق اندر پئے او می دوید

یہ مثل وہ ہے کہ چور اک شخص نے
دیکھا اور بھاگا پکڑنے کے لئے

تا دو سہ میداں دوید اندر پیش
تا در افگند از تعب اندر خویش

وہ گیا دو تین میداں بھاگتا
اس مشقت سے پسینہ آگیا

اندر آں حملہ کہ نزدیک آمدش
تا بدو اندر جہد دریابدش

ایک حملے میں ہوا نزدیک تر
چاہا اس کو زیر کرنے دوڑ کر

دزدِ دیگر بانگ کردش کہ بیا
تا ببینی ایں علاماتِ بلا

دوسرا اک چور بول اُٹھا کہ آ
اور یہاں بھی دیکھ طوفانِ بلا

زود باش و باز گرد اے مردِ کار
تا ببینی حالِ ایں جا زار زار

جلدی کر جلدی سے آ اے مردِ کار
تاکہ دیکھے حال اس جا زار زار

Marfat.com

چوں شنید ایں مرد گشت اندیشہ ناک
گفت با خود گشتہ گیر ایں جامہ چاک

مرد یہ سُن کر ہُوا اندیشہ ناک
دل میں سوچا ہو گیا یہ جامہ چاک

گفت با شد کاں طرف دزدے بود
گر نگردم زود او بر من دود

چور شاید کوئی ہو اس سمت بھی
گر نہ لوٹوں مجھ پہ دوڑے وہ شقی

بر زن و فرزندِ من دستے زند
کشتنِ ایں دزد سُودم کے کند

مار کر اس چور کو پھر کیا ملے
بال بچوں پر مرے حملہ کرے

ایں مسلماں از کرم می خواندم
گر نگردم زود پیش آیندم

یہ مسلماں ہے بلاتا رحم سے
گر نہ جاؤں تو ندامت ہو مجھے

بر امیدِ شفقتِ آں نیک خواہ
دزد را بگذاشت باز آمد براہ

تھا یقیں اس کو کہ وہ ہے نیک خواہ
چور کو چھوڑا، وہ لوٹا گھر کی راہ

گفت اے یارِ نکو احوال چیست
ایں فغاں و بانگِ تو از دستِ کیست

پوچھا اچھے دوست! ہے یہ حال کیا؟
کیوں فغاں کرتا ہے، کیوں دی تھی صدا؟

گفت اینک بیں نشانِ پائے دزد
ایں طرف رفت است اندر زن بمزد

بولا یہ ہیں دیکھ اُس کے نقشِ پا
اِس طرف بھاگا ہے ذرد بے حیا

نک نشانِ پائے دزدِ قلتیاں
در پئے او رو بدیں نقش و نشاں

دیکھ لے یہ اُس کے قدموں کے نشاں
اور اس کے پیچھے پیچھے ہو رواں

گفت اے ابلہ چہ می گوئی مرا
من گرفتہ بودم آخر دزد را

بولا اے ناداں یہ تو بکتا ہے کیا
چور میرے ہاتھ میں تھا آ چکا

دزد را از بانگِ تو بگذاشتم
من تو خر را آدمی پنداشتم

خر تھا تو، میں آدمی سمجھا تجھے
جب سنی تیری صدا چھوڑا اسے

ایں چہ زاریست و چہ ہرزہ آفلاں
من حقیقت یافتم چہ بود نشاں

یہ ہے کیا بے ہودہ گوئی اے فلاں
اصل پر قادر تھا میں، کیسا نشاں؟

Marfat.com

گفت من از حق نشانت می دہم	ایں نشانت از حقیقت آگہم
بولا میں بھی حق کا دیتا ہوں نشاں	ہے حقیقی یہ نشاں اے مہرباں
گفت طرّاری تو یا خود ابلہی	بلکہ تو دزدی ازیں حال آگہی
بولا تو چالاک ہے یا بے وقوف	واقفِ حال اور دُزدِ فیلسوف
خصم خود را می کشیدم کش کشاں	تو رہا نبدی مرا کاینک نشاں
چور کو اپنے میں تھا پکڑے ہوئے	تیری آوازوں نے چھڑوایا اُسے
توجہت گو من برونم از جہات	در وصال آیات کو با بیّنات
توجہت کہتا ہے میں ہوں بے جہات	وصل میں آیات[1] کیا۔ کیا بیّنات[2]
صنع بیند مردِ محجوب از صفات	در صفات آن است کو گم کرد ذات
صنع کا جو یا ہے محجوب صفات	ہے صفت میں جس نے کھوئی اپنی ذات
واصلاں چوں غرقِ ذاتند اے پسر	کے کنند اندر صفاتِ او نظر
ذات میں ہیں غرق واصل اے پسر	وہ صفت پر رکھ نہیں سکتے نظر
چونکہ اندر قعرِ جو باشد سرت	کے برنگِ آب افتد منظرت
ہو اگر ندّی کی تہ میں تیرا سر	کیونکر آئے رنگ پانی کا نظر
ور برنگِ آب باز آئی ز قعر	پس بلا سے لبتدی دادی تو شعر
تہ سے روئے آب اگر اُبھرا ذرا	دے کے ریشم ٹاٹ تو نے لے لیا
طاعتِ عامہ گناہِ خاصگاں	وصلتِ عامہ حجابِ خاص داں
عام کی طاعت ہے خاصوں کی خطا	وصلتِ عامہ ہے پردہ خاص[3] کا

[1] نشانیاں ۔ [2] دلیلیں - حجتیں ۔

[3] یعنی جو خاص لوگ اور خاصانِ خدا ہیں - اُن کی خطائیں بھی عام لوگوں کی عبادت کے برابر ہیں - اس طرح عام لوگ جسے وصل کہتے ہیں وہ خاصانِ خدا کے لئے ایک حجاب ہے ۔

Marfat.com

گر وزیرے را کند شہ محتسب	شہ عدوِّ او بود نبود محب
شہ وزیر اپنے کو کردے کوتوال	دشمنی ہے یہ، نہیں محبّ کمال

وزیر کا معزول ہو کر کوتوال بن جانا

ہم گناہے کردہ باشد آں وزیر	بے سبب نبود تغیّر ناگزیر
کچھ نہ کچھ تو اُس نے کی ہوگی خطا	بے سبب تبدیلیاں کیوں ہوں بھلا
وانکہ زاوّل محتسب بُد خود ورا	بخت و روزی آں بدست از ابتدا
محتسب پہلے ہی سے جو تھا بنا	ابتدا سے وہ مقدر اس کا تھا
لیک آں کاوّل وزیرِ شہ بدست	محتسب کردن سبب فعلِ بد ست
جو وزیرِ شاہ ہو پہلے وہ اب	محتسب ہو۔ فعلِ بد کا ہے سبب
چوں تراشہ ز آستانہ پیش خواند	باز سوئے آستانہ باز راند
آستاں سے تجھ کو جب سلطاں بلائے	اور پھر تو آستاں کو لوٹ جائے
تو یقیں می داں کہ جُرمے کردۂ	جبر را از جہل پیش آوردۂ
گر یقیں، تجھ سے ہوئی ہے کچھ خطا	جبر تو نے جہل سے ظاہر کیا
گر ترا روزی و قسمت ایں بُدست	پس چرا دی بودت ایں دولت بدست
تھی جو تیری روزی و قسمت یہی	کیوں یہ دولت کل ترے قبضے میں تھی
قسمتِ خود خود بریدی تو ز جہل	قسمتِ خود را فزاید مرد اہل
تو نے کم کی اپنی قسمت جہل سے	اہل، قسمت کو بڑھاتے ہی رہے

مُنافقوں کا مسجدِ ضرار بنانا

یک مثال دیگر اندر کژ روی	شاید او از نقلِ قرآں بشنوی
ہے مثال اک کج روی کی دوسری	نقل کرتا ہوں میں قرآں سے اسی

Marfat.com

اینچنیں کژ بازیے در جفت و طاق	با نبیؐ می باختند اہلِ نفاق
اس طرح کج بازیاں جفت اور طاق	تھے نبیؐ سے کھیلتے اہلِ نفاق
کز برائے عزِّ دینِ احمدیؐ	مسجدے سازیم و بود آں مُرتدی
کہتے تھے یوں از پئے دینِ نبیؐ	ہم بنائیں مسجد، اور تھے مُرتدی
اینچنیں کژ بازیے می باختند	مسجدے جز مسجدِ او ساختند
کھیلتے تھے ایسی کج بازی فتا	مسجد اک اُس کے علاوہ لی بنا
فرش و سقف و قبلہ اش آراستند	لیک تفریقِ جماعت خواستند
فرش چھت۔ قبلہ کیا آراستا	قصد تفریقِ جماعت کا کیا
نزدِ پیغمبرؐ بلابہ آمدند	ہمچو اشتر پیشِ او زانو زدند
پاس پیغمبرؐ کے آئے مکر سے	اونٹ کی مانند دو زانو ہوئے
کاے رسولِ حقؐ برائے محسنی	سوئے آں مسجد قدم رنجہ کنی
اور بولے یا نبیؐ احسان ہو	گر قدم رنجہ کریں اُس سمت کو
تا مبارک گردد از اقدامِ تو	تا قیامت تازہ بادا نامِ تو
آپ کے قدموں سے پائے برکتیں	تا قیامت آپ کی دنیا میں رہیں
مسجدے روزِ گل است و روزِ ابر	مسجدے روزِ ضرورت وقتِ صبر
کیا ہے مسجد روزِ گل اور روزِ ابر	اور ہے روزِ ضرورت وقتِ صبر
تا غریبے یابد آں جا خیر و جا	تا فراواں گردد ایں خدمت سرا
تا مسافر کو ملے رہنے کی جا	تا بڑھے کچھ اور یہ خدمت سرا
تا شعارِ دیں شود بسیار و پُر	زانکہ با یاراں شود خوش کارِ مُر
تا شعارِ دیں ہو افزوں بر ملا	کارِ ناخوش بھی ہو یاروں میں بھلا
مسجد و اصحاب مسجد را نواز	تو مہی ماشب دمے با ما بساز
مسجد اور اصحابِ مسجد کو نواز	چاند ہے تو۔ دے ہماری شب کو ساز

Marfat.com

اساعتے آں جایگہ تشریف دِہ
تزکیہ ما کن زما تعریف دِہ

اک گھڑی تشریف اُس جا لائیے
اور ہمارا تزکیہ فرمائیے

تا شود شب از جمالت جملہ روز
اے جمالت آفتاب جاں فروز

تا ہماری رات بھی بن جائے روز
ہے جمالِ پاک مہرِ جاں فروز

اے دریغا کاں سخن از دل بُدے
تا مرادِ آں نفر حاصل شدے

کاش دل سے ہوتیں یہ باتیں تمام
تا جماعت ہوتی وہ فائز مرام

لفظ کآید بیدل و جاں بر زباں
ہمچو سبزہ توں بود اے دوستاں

بیدل سے لفظ یوں ہیں برزباں
جیسے سبزہ گندگی پر ہو عیاں

ہم زدورش بنگر و اندر گذر
خوردن بُورا نشاید اے پسر!

دُور ہی سے دیکھ اُس کو اور گزر
سونگھنا بُو کا بُرا ہے اے پسر!

سوئے لطفِ بیوفایاں ہیں مرو
کاں پُلِ ویراں بود نیکو شنو

سوئے لطفِ بے وفایاں تو نہ جا
کیونکہ وہ پُل ہے مگر ٹوٹا ہوا

گر قدم را جاہلے بر وے زند
بشکند پُل و اں قدم را بشکند

گر کوئی نادان قدم اُس پر رکھے
ٹوٹے پُل اور پاؤں اس کا توڑ دے

ہر جا کہ گذر شکستہ می شود
از دو رہ سُست و مخنّث می بود

جس جگہ گذر و ہوتی ہے شکست
ہوتا ہے دو تین نامردوں سے پست

صف آرا باسلاح و مرد دار
دل برو نہد کاینک یارِ غار

باندھ کر ہتھیار آئے مرد دار
دل لگائیں اُس سے، جانیں یارِ غار

دیگر اند چو بینند زخم را
رفتن او بشکند پشت ترا

پھاڑ کر زخم اور منہ موڑ کر
جائے وہ۔ پر پشت تیری توڑ کر

ایں دراز است و فراداں می شود
وآنچہ مقصود ست پنہاں می شود

لمبا ہے یہ گفتگو اور یہ بیاں
اس سے جو مقصد ہے، ہوتا ہے نہاں

Marfat.com

چاپلوسی و فسونہا خواندند	نزلِ دستاں سوئے حضرتؐ راندند
چاپلوسی کرکے اور مکاریاں	ہدیے حضرتؐ کو دئے پرکرہاں
آں رسولِ مہربانِ رحم کیش	جز تبسم جز بلے ناورد پیش
وہ رسولِ ذی کرم اور مہرباں	مسکرا کر سن رہے تھے داستاں
شکرہائے آں جماعت یاد کرد	در اجابت قاصداں را شاد کرد
شکریہ پھر اس جماعت کا کیا	کی قبول، ان قاصدوں کی التجا
می نمودے مکر ایشاں را باو	یک بیک زاں ساں کہ اندر شیر مو
یوں نظر آتا تھا وہ مکر آپ کو	دودھ میں جس طرح کوئی بال ہو
موئے را نادیدہ می کرد آں لطیف	شیر را شاباش می گفت آں ظریف
بال کو نادیدہ کرتے وہ لطیف	دودھ کو شاباش کہتے وہ ظریف
صد ہزاراں مکر و موئے دمدمہ	چشم خوابانید آں دم زاں ہمہ
مکر کے بال اور تھے دھوکے سو ہزار	چشم پوشی اُن سے کرتے بار بار
راست می فرمود آں بحرِ کرم	من شما را از شما مشفق ترم
سچ یہ کہتے تھے جنابِ مصطفیٰؐ	تم سے بھی تم پر دلوں میں مشفق سوا
من نشستہ بر کنارِ آتشے	با فروغ و شعلۂ بس ناخوشے
میں ہوں بیٹھا بس کنارے آگ کے	ناگوار اُس کے ہیں شعلے سامنے
ہیچو پروانہ شما آں سو دواں	ہر دو دستِ من شدہ پروانہ راں
مثلِ پروانہ اُدھر ہو تم دواں	روکتے ہیں ہاتھ میرے ہیگماں
چوں براں شد تاز واں گردد رسولؐ	غیرتِ حق بانگ زد مشنو ز غول
جب یہ ٹھہراتا روانہ ہوں رسولؐ	دی ندا حق نے کہ ہیں یہ لوگ غول
کایں خبیثاں مکر و حیلت کردہ اند	جملہ مقلوب است آنچہ آوردہ اند
مکر و حیلہ ان خبیثوں نے کیا	جھوٹ ہے سب کچھ جو آکر نے کہا

Marfat.com

قصدِ ایشاں جز سیہ روئی نبود
خیر دیں کے جست ترسا و یہود

سے ارادے میں نہاں ان کے بدی
خیر کب کفار چاہیں دین کی

مسجدے بر جبرِ دوزخ ساختند
باخدا نردِ دغل می باختند

پل پہ دوزخ کے ہے لی مسجد بنا
کرتے ہیں اللہ سے مکر و دغا

قصدِ شاں تفریقِ اصحابِ رسولؐ
فضلِ حق را کے شناسد ہر فضول

چاہتے ہیں فرقِ اصحابِ رسولؐ
فضلِ حق کب جانتا ہے ہر فضول

تا جہودے از شام ایں جا کشند
کہ بوعظِ او جہوداں سرخوشند

تا یہودی اک بلائیں شام سے
سب یہ متوالے ہیں جس کے وعظ کے

گفت پیغمبرؐ کہ آرے لیک ما
بر سرِ راہیم و بر عزمِ غزا

بولے حضرتؐ یہ بجا ہے لیک ہم
جانے والے ہیں غزا پر ایک دم

زیں سفر چوں باز گردم آنگہاں
سوئے آں مسجد رواں گردم رواں

اس سفر سے لوٹ کر ہم ناگہاں
ہوں گے اُس مسجد کی جانب بھی رواں

دفعِ شاں گفت و بسوئے غزو تاخت
باد غایاں از دغا زدے بباخت

اُن کو رخصت کر کے غزے کو گئے
اور دغا والوں پہ غالب ہو گئے

چوں بیامد از غزا باز آمدند
طالبِ آں وعدۂ ماضی شدند

جب غزا سے لوٹے۔ تو پھر آئے وہ
وعدۂ ماضی کو آگے لائے وہ

گفت حقش کاے پیمبرؐ فاش گو
عذر آور جنگ باشد باش گو

وحی آئی، صاف پیغمبرؐ! کہو
عذر کرنے سے لڑائی ہو تو ہو

گفت اے قوم دغل خامش کنید
تا نگویم رازہا تاں تن زنید

بولے اے مکار لوگو چپ رہو
تا نہ کہ دوں رازِ مخفی بس کرو

چوں نشانِ چند از اسرارِ شاں
در بیاں آورد بد شد کارِ شاں

بھید جب اُن کے کئے اُن پر عیاں
کام بگڑا۔ ہو گئے تر پھر وہاں

Marfat.com

قاصداں زو باز گشتند آں زماں — حاش للہ حاش للہ دم زناں

چل دئے قاصد وہاں سے اُس گھڑی — حاش للہ حاش للہ رٹ لگی

ہر منافق مصحفے زیرِ بغل — سوئے پیغمبرؐ بیاورد از دغل

ہر منافق آیا قرآں در بغل — سوئے پیغمبرؐ بصد مکر و دغل

بہر سوگنداں کہ ایماں جنتے ست — زآنکہ سوگنداں کژاں را سُنتے ست

کھانے کو سوگند۔ تا وہ ہو سپر — ہے قسم کھانا شعار بدگہر

چوں ندارد مرد کژ در دیں وفا — ہر زمانے بشکند سوگند را

مردِ کج جب کر نہیں سکتا وفا — توڑ دیتا ہے قسم کو برملا

راستاں را حاجتِ سوگند نیست — زآنکہ ایشاں را دو چشم روشنے ست

راستوں کو حاجتِ سوگند کیا — روشنی ہے اُن کی آنکھوں میں فتا

نقضِ میثاق و عہود از احمقی ست — حفظِ ایمان و وفا کارِ تقی ست

توڑنا وعدے کا تو ہے احمقی — حفظِ ایمان و وفا کارِ تقی

گفت پیغمبرؐ کہ سوگند شما — راست گیرم پاکہ سوگند خدا

بولے پیغمبرؐ قسم کھانے ہو کیا — اس کو سچ مانوں کہ سوگندِ خدا

باز سوگند مکرر خورد قوم — مصحف اندر دست و بر لب مُہرِ صوم[1]

قسموں پر قسمیں لگی کھانے وہ قوم — ہاتھ میں قرآں، لبوں پر مُہرِ صوم[1]

کہ بحق ایں کلامِ پاک است — کہ بنائے مسجد از بہرِ خداست

بولے کہتے ہیں کلامِ پاک اُٹھا — ہے بنائے مسجد از بہرِ خدا

اندریں جا ہیچ مکر و حیلہ نیست — قصدِ ما جز صدق و ذکرِ یار نیست

اس میں کوئی مکر اور حیلہ نہیں — ہم کریں گے ذکرِ ربّ العالمیں

[1] روزہ ۔

Marfat.com

گفت پیغمبرؐ کہ آوازِ خدا
می رسد در گوشِ من ہمچوں صدا

بولے پیغمبرؐ کہ آوازِ خدا
کانوں میں آتی ہے میرے جوں صدا

نُہ ہر گوشِ شما بنہاد حق
تا بآوازِ خدا ناردسبق

میں تمہارے کانوں پر دھریں لگیں
تم صدائے حق کو سُن سکتے نہیں

نک صریح آواز حق می آیدم
ہمچو صاف از دُردی پالایدم

اک کھلی آواز آتی ہے مجھے
صاف کرتی ہے جوے کو دُردسے

ہمچنانکہ موسیٰؑ از سوئے درخت
بانگِ حق بشنید کاے مسعود بخت

جیسے موسیٰؑ نے کہ تھے زیرِ درخت
سُن لی خالق کی صدا اے نیک بخت

از درخت اِنّی اَنَا اللّٰہ می شنید
با کلام انوار می آمد پدید

پیڑ سے انّی انا اللہ سنتے تھے
نور ظاہر ہوتے تھے اُس بات سے

چوں ز نورِ وحی وامی ماندند
باز نو سوگندہا می خواندند

جونکہ نورِ وحی سے معذور تھے
پھر نئی قسمیں وہ سب کھانے لگے

چوں خدا سوگند را خواندہ سپر
کے نہد اسپر ز کف پیکار گر

جب کہ سوگند کو خالق سپر
ہاتھ سے کب دے سپر پیکار گر

باز پیغمبرؐ بتکذیب صریح
قَدْ کَذَبْتُمْ گفت با ایشاں فصیح

پھر پیمبرؐ نے کہا یہ صاف صاف
جھوٹ ہے کہنا تمہارا اور لاف

فعلِ رسولؐ کے متعلق ایک صحابیؓ کا اندیشہ

تا یکے یارے ز یارانِ رسولؐ
در دلش انکار آمد زاں نکول

اک صحابی تھے رسول اللہ کے
دل میں اس انکار سے کھٹنے لگے

کاین چنیں پیرانِ با شیب و وقار
می کنند شاں آں پیمبرؐ شرمسار

یہ تو ایسے ہیں بزرگ ذی وقار
اور پیمبرؐ کر رہے ہیں شرمسار

Marfat.com

کو کرم کو ستر پوشی کو حیا	صد ہزاراں عیب پوشند انبیا
کیا ہوئی ستاری اور لطف و حیا	عیب لاکھوں ہیں چھپاتے انبیاؑ
باز در دل زد دا استغفار کرد	تا نگردد زا عتراض او روئے زرد
اور پھر فوراً ہی استغفار کی	تا نہ ہو کوئی نئی شرمندگی
لیک آں نقش کجش از دل نرفت	مُہر بد از طبع بے حاصل نرفت
لیکن اُن کے دل میں نقش کج رہا	طبع بے حاصل میں جذبہ تھا بُرا
شومیِ یاریِّ اصحابِ نفاق	کرد مومن را چو ایشاں زشت و عاق
یہ اثر تھا اس منافق قوم کا	ہو گیا دل ایک مومن کا بُرا
باز می زاریدکاے علّام سر	مر مرا بگذار بر کفراں مضر
رو کے بولے۔ راز سے اے باخبر	عفو کر دے میرا کفر پُر ضرر
دل بدستم نیست ہمچوں دیدِ چشم	ورنہ دل را سوزے ایں دم زخشم
دل پہ قابو آنکھ کی صورت نہیں	پھونک دیتا ورنہ اس کو بالیقیں
اندریں اندیشہ خوابش در ربود	مسجدِ ایشانش پُر سرگیں نمود
ان خیالوں میں اُنھیں نیند آ گئی	دیکھا وہ مسجد سے گوبر سے پُر ہے
سنگہاش اندر حدث جائے تباہ	می دمید از سنگہا دُودِ سیاہ
اس کے پتھر گندگی سے ہیں تباہ	اور نکلتا ہے دھواں ان سے سیاہ
دُود در حلقش شد و حلقش بخست	از نہیبِ دودِ تلخ از خواب جست
حلق میں پہنچا دھواں یکبارگی	آنکھ تلخی سے دھوئیں کی کھل گئی
در زماں در رُو فتاد و می گریست	کاے خدا اینہا نشانِ منکری ست
سرنگوں ہو کر وہ لگے نالہ کناں	اے خدا یہ منکری کا ہے نشاں
حلم بہتر از چنیں حلم اے خدا	کو کند از تو زایشاں جُدا
ہے سبکساری بھلی اس حلم سے	تجھ سے جو یارب! جُدا مجھ کو کرے

Marfat.com

گر بکاوی کوشش اہل مجاز
تو بتو گندہ بود ہمچوں پیاز

گر تو کھودے کوشش اہل مجاز
تہ بہ تہ گندی ملے مثل پیاز

ہر یکے از دیگرے بے مغز تر
صادقاں ایک زدیگر نغز تر

اک سے اک تہ اس کی ہے بے مغز تر
صادقوں کی ایک سے اک نغز تر

صد کمر بستہ بکر آں قوم سست
از نفاق و زرق و دیں نادرست

مستعد سو بار تھی وہ قوم سست
تھا نفاق اور دین ان کا نادرست

صد کمر آں قوم بستہ بر قبا
بہر ہدم مسجدِ اہل قبا

اور ان لوگوں نے بے حد سعی کی
مسجد[1] اہل قبا کے ڈھانے کی

ہمچو آں اصحاب فیل اندر حبش
کعبۂ کردند و حق آتش زدش

فیل والوں نے حبش میں بر ملا
کعبہ بنوایا، دیا حق نے جلا

قصدِ کعبہ ساختند از انتقام
حال شاں چوں شد فرو خواں از کلام

کعبہ ڈھانے کو بڑھے میدان میں
کیا ہوا حال اُن کا پڑھ قرآن میں

مرسیہ دیانِ دیں را خود جہیز
نیست الّا حیلت و مکر و ستیز

دشمنانِ دیں کا ساماں کچھ نہیں
جز فریب و حیلہ و پیکار و کیں

ہر صحابی دید زاں مسجد عیاں
واقعہ تا شد یقیں شاں سرِّ آں

دیکھی وہ مسجد تمام اصحاب نے
واقعہ پر وہ یقیں کرنے لگے

واقعات ار باز گویم یک بیک
پس یقیں گردد صفا بر اہل شک

واقعہ ایک اک کہوں گر یک بیک
آج بھی کر لیں یقیں سب اہل شک

لیک می ترسم ز کشفِ رازِ شاں
ناز نینا نند و زیبد نازِ شاں

ہاں مگر مجھ کو ہے خوفِ کشفِ راز
نازنیں ہیں وہ، انہیں زیبا ہے ناز

[1] اطرافِ مدینہ میں ایک مسجد ہے۔

Marfat.com

شرع بے تقلید می پذرفتہ اند	بے محک آں نقد را بگرفتہ اند
شرع بے تقلید کی ہے اختیار	بے کسوٹی نقد کے سرمایہ دار
حکمت قرآں چو ضالہ مومن است	ہر کسے در ضالۂ خود موقن است
حکمت قرآں ہے ضالہ مومنیں	سب اسی ضالہ میں ہیں صاحب یقیں
اشترے گم کردی و جستش چیست	چوں بیابی چوں ندانی کاں تست
اونٹ اپنا کھو کے تو ڈھونڈے اسے	کیوں نہ پہچانے جو تو پائے اُسے
ضالہ چہ بود ناقۂ گم کردۂ	از کفت بگریختہ در پردۂ
ضالہ کیا ہے ناقہ ہے کھویا ہوا	اور تیرے ہاتھ سے بھاگا ہوا
کارواں در بار کردن آمدہ	اشترِ تو از میانہ گم شدہ
بار کرنے کو تھا آیا کارواں	اونٹ تیرا ہو گیا گم ناگہاں
می دوی ایں سو و آں سو خشک لب	کاروان شد دور و نزدیک ست شب
بھاگتا ہے چار جانب خشک لب	قافلہ ہے دور اور نزدیک شب
رخت ماندہ در زمیں در راہِ خوف	تو پئے اشتر رواں گشتہ بطوف
ہے ترا اسباب جائے خوف میں	اونٹ کو تو ڈھونڈتا تھا طوف میں
کائے مسلماناں کہ دیدست اشترے	جستہ بیروں با مداد از آخرے
اے مسلمانو وہ دیکھا ہے شتر	بھاگ کر مجھ سے گیا وقتِ سحر
ہر کہ بر گوید نشاں از اشترم	مژدگانے می دہم چندیں درم
جو کوئی میرے شتر کا دے نشاں	اس کو دوں اتنے درم انعام ہاں
باز می جوئی نشاں از ہر کسے	ریشخندت می کند زیں ہر خسے
ہر کسی سے تو نشاں ہے پوچھتا	ہر کوئی ہنستا ہے تجھ پر برملا

لہ حدیث شریف میں ہے "الحکمۃ ضالۃ المؤمن" یعنی حکمت مومن کو بھکانے والی ہے۔

Marfat.com

کاشتر ے دیدیم می رفت ایں طرف
اشتر ے سرخے بسوئے ایں علف

کوئی کہتا ہے گیا ہے اس طرف
سرخ تھا رنگ اور گیا سوئے علف[1]

آں یکے گویا بریدہ گوش بود
واں دگر گوید جلش منقوش بود

ایک کہتا ہے، تھے کان اُس کے کٹے
جھول تھی منقوش بولے دوسرے

آں یکے گوید شتر یک پشم بود
واں دگر گوید ز سر بے پشم بود

ایک بولا، تھا وہ گنجا بر ملا
از گزافہ ہر خسے کردہ بیاں

واسطے انعام کے سَو سَو نشاں
اُس سے بس ہر شخص کرتا تھا بیاں

اے دل پر اسرار را در گوش کن
قسمتِ تو گر ہست زیں خوش نوش کن

سُن بگوشِ ہوش اے دل راز کو
ہے جو قسمت میں تو اس سے شاد ہو

ہمچنانکہ ہر کسے در معرفت
می کند موصوفِ غیبی را صفت

جس طرح سے کوئی اہلِ معرفت
کرتا ہے موصوفِ غیبی کی صفت

مختلف مذاہب میں متردّد ہونا اور پھر نجات پانا

فلسفی از نوع دیگر کردہ شرح
با حشے مر گفت اورا کردہ جرح

فلسفی نوعِ دگر کرتا تھا شرح
بحث کرنے والا یوں کرتا تھا جرح

واں دگر در ہر دو طعنہ می زند
واں دگر از زرق جانے می کند

تیسرا دونوں پہ طعنہ زن رہا
چوتھے کو بس مکر ہی سے کام تھا

ہر یکے زیں رہ نشانہا زاں دہند
تا گماں آید کہ ایشاں زاں رہند

دیتا تھا ہر ایک یوں اس کا پتا
تا گماں ہو یہ ہے رستہ جانتا

[1] گھاس +

Marfat.com

این حقیقت دان نہ حق اندایں ہمہ	نے بباطل گمرہانند ایں رمہ
تھے حقیقت میں نہ حق پر سب کے سب	اور نہ تھے باطل سے گمراہِ طلب
زآنکہ بے حق باطلے ناید پدید	قلب را ابلہ بہ وئے زر خرید
کیونکہ بے سچے کے جھوٹا کب کھلے	کھوٹے کو لے نقد ناداں، دام دے
گر نبودے در جہاں نقدِ روان	قلبہا را خرج کردن کے تواں
گر نہ ہوتا دہر میں نقدِ رواں	کھوٹے سکے خرچ ہوتے پھر کہاں
تا نباشد راست کے باشد دروغ	آں دروغ از راست می گیرد فروغ
ہو نہ جب سچ ہی تو پھر ہو جھوٹ کیا	جھوٹ کا بڑھتا ہے سچ سے مرتبا
بر امیدِ راست کژ را می خرند	زہر در قندے رود آنگہ خورند
کج خریدیں راست کی امید پر	قند میں جب زہر ہو، کھائیں بشر
گر نباشد گندم محبوب نوش	چہ برد گندم نمائے جو فروش
کیوں گر ہوتا نہ خود محبوب نوش	لیتا کیا گندم نما و جو فروش
پس مگو کایں جملہ دینہا باطل اند	باطلاں بر بوئے حق دام دل اند
پس نہ تو کہہ۔ دین سب باطل ہیں یہ	بوئے حق لے لے کے دامِ دل ہیں یہ
پس مگو جملہ خیال است و ضلال	بے حقیقت نیست در عالم خیال
یہ نہ کہہ جو کچھ ہے، ہے وہم و ضلال	بے حقیقت کب ہے عالم میں خیال
حق شب قدرست در شبہا نہاں	تا کند جاں ہر شبے را امتحاں
حق شب قدر اک ہے راتوں میں نہاں	تا کرے ہر رات کا جاں امتحاں
نے ہمہ شبہا بود قدرے جواں	نے ہمہ شبہا بود خالی از آں
کیا ہوئی ہر شب شبِ قدرے جواں	اور نہ اُس سے راتیں سب خالی ہیں ہاں

لہ گمراہی +

Marfat.com

درمیانِ دلق پوشاں یک فقیر	امتحاں کن ہر آنکہ حق است آں بگیر
گدڑی والوں میں جو ہو درویش یار	امتحاں کر، ہو جو حق کر اختیار
مومنِ تیزِ ممیز کو کہ تا	بازداند پادشا را از گدا
مومنِ دانا کہاں جو آشنا ہو	ہو گدا سے اور شہ سے اے فتا
گر نہ معیوبات باشد در جہاں	تا جراں باشند جملہ ابلہاں
گر بری چیزیں نہ ہوں اس دہر میں	جس قدر احمق ہیں سب تاجر بنیں ہو
بس بود کالہ شناسی سخت سہل	چونکہ عیبے نیست چہ نااہل و اہل
چیز کا پہچاننا ہو جائے سہل	جب نہیں ہے عیب، کیا نااہل و اہل
در ہمہ عیبست دانش سود نیست	چوں ہمہ چوبست ایں عود نیست
عیب ہو سب، عقل سے پھر سود کیا	جبکہ کل لکڑی ہو، تو پھر عود کیا
آنکہ گوید جملہ حق است احمقی ست	وآنکہ گوید جملہ باطل او شقی ست
جو کہے سب کچھ ہے حق، ہے احمق	جو کہے باطل ہے سب، وہ ہے شقی
تا جراں انبیا کردند سود	تا جرانِ رنگ و بو کورد کبود
تاجرانِ انبیا کو فائدے	تاجرانِ رنگ و بو اندھے رہے
می نماید مارت اندر چشم مال	ہر دو چشمِ خویش را نیکو بمال
سانپ تجھ کو مال آتا ہے نظر	مل ذرا آنکھوں کو اپنی اغور کر
منگر اندر غبطۂ این زیع و سود	بنگر اندر خسرِ فرعون و ثمود
چھوڑ دے یہ غبطۂ[1] سودا و سود	
دیکھ تو نقصانِ فرعون و ثمود	

[1] کسی چیز کے نہ ہونے پر رشک کرنا۔

Marfat.com

ہر چیز کا بغور امتحان کرنا

اندریں گردوں مکرر کن نظر	زآنکہ حق فرمود ثُمَّ ارجِعِ البَصَر
تو دو بارہ آسماں پر کر نظر	حق نے فرمایا ہے ثُمَّ ارجِعِ البَصَر
یک نظر قانع مشو زیں سقفِ نور	بارہا بنگر بہیں ھَل مِن فُطُور
آئے گی یوں کیا نظر یہ سقفِ نور	دیکھ جا۔ کیا ہے شگاف اے ذی شعور
چونکہ گفتت کاندریں سقفِ نکو	بارہا بنگر چو مردِ عیب جو
کرد دیا تجھ سے کہ یہ سقفِ نکو	دیکھ پے در پے مثالِ عیب جو
پس زمین تیرہ را دانی کہ چند	دیدن و تمییز باشد در بسند
دیکھنے کو پس زمین تیرہ کے	کس قدر تمییز ہونا چاہیئے
تا بپالائیم صافاں را ز دُرد	چند باید عقل ما را رنج برد
تاکہ تلچھٹ سے نکالیں صاف کو	چاہیئے کچھ عقل کو تکلیف ہو
امتحاں ہائے زمستان و خزاں	تاب تابستان بہاریم چو جاں
سردیوں کے اور خزاں کے امتحاں	تیزی گرمی کی۔ بہار گلستاں
بادہا و ابرہا و برقہا	تا پدید آرد عوارض ہوں فرقہا
یہ ہوائیں اور بادل بجلیاں	دیکھ سب کو تا عوارض ہوں عیاں
تا بروں آرد زمیں خاکِ رنگ	ہر چہ اندر جیب دارد لعل و سنگ
تا زمین خاک سے پیدا ہو رنگ	اور جو کچھ جیب میں ہے لعل و سنگ

لہ قولہ تعالیٰ عزّ وجلّ : فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ، ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ - یعنی اپنی نظر پھیر لو دیکھ کہ کیا آسمان میں کوئی شگاف یا نقص نظر آتا ہے ؟ پھر دوبارہ نظر ڈال - وہ خوار اور خسارہ والی تیری جانب لوٹ آئے +

Marfat.com

ہر چہ دزد یابد ایں خاکِ دژم
از خزانہ حقّ دریائے کرم

جو کچھ ہے چرا یا خاک نے
گنج حق سے اور کرم کے بحر سے

شحنۂ تقدیر گوید راست کو
آں چہ بردی شرح دادہ مو بمو

شحنۂ تقدیر لے سچ بتا
لے گئی ہے تو جو کچھ کہ ماجرا

دزد یعنی خاک گوید ہیچ ہیچ
شحنہ اورا در کشد در پیچ پیچ

ور، یعنی خاک بولے کچھ نہیں
شحنہ اس کو پیچ میں لائے وہیں

شحنۂ گاہش لطف گوید چوں شکر
گہ برآویزد کند ہر چہ بتر

طف کہ کرتا ہے شحنہ جوں شکر
جب الجھتا ہے تو کرتا ہے بتر

تا میانِ قہر و لطف ایں خفیہا
ظاہر آید زآتش خوف و رجا

ناکہ قہر و لطف سے حال نہاں
آتشِ خوف و رجا سے ہو عیاں

آں بہاراں لطف و شحنہ کبریاست
واں خزاں تہدید و تخویف خداست

ہیں بہاریں لطف شحنہ ہے خدا
ہے خزاں تہدید و خوفِ کبریا

واں زمستاں چار میخ معنوی
ناتوانے دزدِ خفی ظاہر شوی

ہے زمستاں چار میخ معنوی
تاکہ تو ظاہر ہوا اے دزدِ خفی

پس مجاہد از زمانے بسط دل
یک زمانے قبض و درد و غش و غل

سط ہو دل و مجاہد کے کبھی
اور کبھی ہو قبض و درد و غش اجی!

زانکہ ایں آب و گلے کابدان ماست
منکرِ ودزِ ضیائے جانہاست

نی اور مٹی جو ہیں جزوِ بدن
ہیں ضیائے جاں کے چور اے جانِ من!

حق تعالےٰ گرم سرد و رنج و درد
بر تنِ مامی نہد اے شیر مرد

مالی گرم و سرد اور رنج و درد
جسم پر کرتا ہے طاری شیر مرد!

خوف و جوع و نقصِ اموال و بدن
جملہ بہرِ نقدِ جاں ظاہر شدن

ف بھوک اور نقص مال و جسم کا
ہیں پئے اظہارِ نقدِ جاں فتا!

Marfat.com

ایں وعید و وعدہا انگیخت است	بہرایں کہ نیک و بد آمیخت است
یہ وعید اور وعدے ہیں اُس نے کئے	کیونکہ نیک و بد ہیں آپس میں ملے
چونکہ حق و باطلے آمیخت اند	نقد و قلب اندر چرمداں ریختند
حق و باطل میں جو تھا اک میل سا	رکھ دیا تھیلی میں سب کھوٹا کھرا
پس محک می باید ش بگزیدۂ	در حقائق امتحاں ہا دیدۂ
منتخب اس کو کسوٹی چاہیئے	اصلیت کا امتحاں دیکھے ہوئے
تا شود فاروق ایں تزویرہا	تا بود دستور ایں تدبیرہا
تاکہ ان مکروں میں فارق ہو سکے	قاعدے پیدا کرے تدبیر کے
شیر دہ اے مادر موسیٰؑ ورا	واندر آب افگن مبندیش از بلا
دودھ دے اے مادرِ موسیٰؑ اُسے	ڈال دے دریا میں بے سوچے ہوئے
ہر کہ در روز الست آں شیر خورد	ہم چو موسیٰؑ شیر را تمیز کرد
دودھ یہ روزِ ازل جس نے پیا	مثل موسیٰؑ دودھ سے آگاہ تھا
گر تو بر تمییز طفلک مولعی	ایں زماں یَا اُمَّ مُوْسیٰ اِرْضِعِی
ہے اگر تجھ کو بھی ویسی آگہی	مثل موسیٰؑ کے تو ہو جا اس گھڑی
تا بہ بیند طعم شیر مادرش	تا فرو ناید ہدایہ بد سرش
تا مزہ لے اپنی ماں کے دودھ کا	اور نہ ہو دایہ بُری سے سابقا

سلہ قولہ تعالیٰ عزوجل:۔ وَاَوْحَيْنَا اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ وَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ یعنی ہم نے مادرِ موسیٰؑ کو وحی کی کہ اُسے دودھ پلا۔ اور اگر تجھے اس کا ڈر ہے تو اسے دریا میں ڈال دے اور بالکل غم نہ کر۔ کیونکہ ہم اُسے تیری طرف لوٹانے والے ہیں۔ اور اُسے ہم نے پیغمبروں میں سے کیا ہے ۔

Marfat.com

خود بر تو ایں حکایت روشن است | کہ غرض نہ ایں حکایت گفتن است
خود ہے روشن تجھ پہ ساری داستاں | فائدہ کیا ہے کروں پھر کیوں بیاں

اونٹ ڈھونڈنے والے کی حکایت کا فائدہ

اشتر گم کردہ اے معتمد | ہر کسے ز اشتر نشانے می دہد
تو نے بھی کھویا ہے اونٹ اے مہرباں | اونٹ کا ہر شخص دیتا ہے نشاں
تو نمی دانی کہ آں اشتر کجاست | لیک دانی کایں نشانہا خطاست
اونٹ کے تجھ کو نہیں پیارے پتے | جانتا ہے جھوٹ ہیں سارے پتے
وانکہ اشتر گم نہ کرد او ازمرے | ہم چو آں گم کردہ جوید اشترے
گم نہیں جس کا شتر وہ سعی سے | ڈھونڈتا تیری طرح اشتر پھرے
کہ بلے من ہم شتر گم کردہ ام | ہر کہ یابد اجر تش آوردہ ام
اور کہے میں نے بھی کھویا ہے شتر | دوں میں انعام اس کو پائے کوئی گر
تا در اشتر با تو انبازی کند | بہر طمع اشتر ایں بازی کند
تاکہ تیرے اونٹ میں حصہ لگائے | اونٹ کے لالچ سے ہے یہ مکر ہائے
او نشان کژ نہ بشناسد ز راست | لیک گفتت آں مقلد را عصاست
اس کو سچ اور جھوٹ کا کیا ہے پتا | تیرا کہنا ہے مقلد کا عصا
ہر چہ واگوئی خطا بود آں نشاں | او بہ تقلید تو می گوید ہماں
تو جو کہتا ہے غلط ہے یہ نشاں | وہ تری تقلید میں کہتا ہے ہاں
چوں نشانِ راست گویند و شبیہ | پس یقیں گردد ترا لاریب فیہ
جب نشاں دیں ٹھیک، بتلائیں شبیہ | پس یقیں آئے تجھے لاریب فیہ
آں شفائے جانِ رنجورت شود | رنگ رو و صحت و زورت شود
ہو وہ تیری جانِ غمگیں کی شفا | رنگ رُخ، اور قوّت و صحّت فزا

Marfat.com

چشمِ تو روشن شود پائت رواں	جسمِ تو جاں گردد و جانت رواں
آنکھ روشن، پاؤں تیرے ہوں رواں	جسم تیرا جان ہو اور جاں رواں
پس بگوئی راست گفتی اے امیں	آں نشانہا بلاغ آمد مبیں ؎
اور کہے تو، سچ کہا تو نے امیں	یہ نشاں اس اونٹ کے ہیں بالیقیں
فیہِ آیاتٌ بیّناتٌ بیّنات	ایں برائے باشد و قدر و نجات
پاک اور روشن ہیں اس میں یہ نشاں	ہے یہ حصہ۔ قدر اور آزادیاں
ایں نشاں چوں داد گوئی پیش رو	وقتِ آہنگ است پیش آہنگ شو
تو نشاں پا کر کہے اس سے کہ چل	چل کہ آیا وقتِ آہنگِ عمل
پیروی تو کنم اے راست گو	بوے بردی استرم ہنماکہ کو
راست کو! تیری کروں گا پیروی	بھ کو ہے خوشبو شتر کی آگہی
آں کسے را کو نہ صاحب اشتر ست	واندریں جستِ شتر جدّ و مر لیست
پھرے کسے، جس کا شتر کھویا نہیں	جستجو میں پر ہے کوشاں الحذر
زیں نشانِ راست نفزاید یقیں	جز ز عکسِ ناقہ جوے راستیں ؎
اس پتے سے کب یقیں ہوگا سوا	سچے ناقہ جو کے پرتو کے سوا
بوئے برد از جد و گرمیہائے او	کہ گزافہ نیست ایں ہیہائے او
سعی و کوشش سے ملی اس کو یہ بو	پیمدہ کب ہے یہ اس کی ہائے ہو
اندریں اشتر نبود ش شک دلے	اشتر ے گم کردہ است او ہم بلے
اس شتر میں کوئی اس کا حق نہ تھا	لیکن اس کا اونٹ بھی کھویا گیا
طمعِ ناقہ غیر رویش شدہ	آں چہ زو گم شد فراموشش شدہ
حرصِ ناقہ غیر کی تو چھپ گئی	اس سے جو کھویا فراموشی ہوئی

سلہ بیت اللہ میں +

Marfat.com

ہر کجا ایں می دود آں می دود
از طمع ہمدرد صاحب می شود

جس جگہ جاتا ہے یہ جاتا ہے وہ
طمع سے ہمدرد صاحب[1] کا ہے وہ

کاذبے باصادقے چوں شد رواں
آں دروغش راستی شد ناگہاں

جھوٹا جب ہمراہ صادق ہو رواں
جھوٹ سچ ہو جائے گا وہ ناگہاں

اندر آں صحرا کہ آں اشتر شناخت
اشتر خود نیز آں دیگر بیافت

یعنی جس جنگل میں کھویا تھا شتر
دوسرا بھی پا گیا اپنا شتر

چوں بدیدش یاد آورد آں خویش
بے طمع شد ز اشتر یاران خویش

جب اُسے دیکھا تو آیا اپنا یاد
بولا اوروں کے شتر کو خیر باد

آں مقلد شد محقق چوں بدید
اشتر خود را کہ آں جامی چرید

وہ مقلد بھی محقق ہو گیا
دیکھا اپنا اونٹ جب چرتا ہوا

او طلبگار شتر آں لحظہ گشت
می بجستش تا بدید او را بدشت

اونٹ کا طالب ہوا وہ اس گھڑی
دشت میں پا یا تلاش اس کی جو تھی

بعد ازآں تنہا روی آغاز کرد
چشم سوئے ناقۂ خود باز کرد

بعد ازآں تنہا روی آغاز کی
آنکھ اپنی سوئے ناقہ باز کی

گفت آں صادق مرا بگذاشتی
تا باکنوں پاس من می داشتی

بولا صادق مجھ سے ہوتا ہے جُدا
پاس اب تک تو تجھے میرا رہا

گفت تا اکنوں فسوسی بودہ ام
وز طمع در چاپلوسی بودہ ام

بولا میں اب تک تو تھا اک مسخرا
طمع سے میں چاپلوسی کرتا تھا

ایں زماں ہمدرد تو گشتم کہ من
در طلب از تو جدا گشتم بہ فن

اب مگر ہمدرد تیرا بن گیا
اس طلب میں کیونکہ تجھ سے ہوں جدا

[1] یعنی صاحبِ شتر کا ۔

Marfat.com

از تو می دزدیدمے وصفِ شتر	جانِ من دیدآں خود شد چشم پر
میں چُراتا تجھ سے تھا وصفِ شتر	دیکھی اپنی ملکِ، آئی آنکھ بھر
تا نیابیدم نبودم طالبش	مس کنوں مغلوب شد زرِ غالبش
تھا نہ جب تک پاس، میں طالب نہ تھا	مِس ہُوا مغلوب زرِ غالب ہُوا
سیّئاتم شد ہمہ طاعاتِ شکر	ہزل شد فانی وجد اثباتِ شکر
میری بدیاں ہوگئیں طاعات شکر	ہزل کم۔ کوشش ہوئی اثباتِ شکر
سیّئاتم چوں وسیلت شد بحق	پس مزن بر سیّئاتم ہیچ دق
جب ذریعہ حق کا بدیاں ہوگئیں	پھر یہ بدیاں قابلِ طعنہ نہیں
مر ترا صدقِ تو طالب کردہ بود	مر مرا جد و طلب صدقے نمود
تھا تو اپنے صدق سے طالب بنا	اور طلب سے صدق تجھ کو مل گیا
صدقِ تو آورد در جستن ترا	جستنم آورد در صدقے مرا
صدق نے تیرے کیا جویا تجھے	جستجو سے صدق حاصل ہے مجھے
تخمِ دولت در زمیں می کاشتم	سخرہ و بیکار می پنداشتم
تخمِ دولت تھا زمیں میں بو رہا	اور تھا بیکار اس کو جانتا
آں نہ بُد بیکار کشتے بد درست	ہر یکے دانہ کہ کشتم صد برست
تھے نہ وہ بیکار۔ اچھے کھیت تھے	ایک دانہ میں نے بویا۔ سو اُگے
در دسوئے خانۂ شد زیر دست	چوں درآمد دید کآں خانہ خود ست
چور گھر میں ایک مسکیں کے گیا	دیکھا اندر آ کے۔ گھر اپنا ہی تھا
گرم باش اے سرد تا گرمی رسد	با درشتی ساز تا نرمی رسد
گرم رہ اے سرد تا گرمی ملے	سختیوں کو جھیل تا نرمی ملے
آں دو اشتر نیست آں یک اشتر است	تنگ آمد لفظ معنی بس پُر است
دو کہاں ہیں وہ شتر ہے ایک ہی	لفظ ہے تنگ اور معنی ہیں کئی

Marfat.com

لفظ در کے ہیشہ نارساں
زاں پیمبر گفت قَدْ کَلَّ اللّساں

لفظ معنی تک پہنچ سکتا نہیں
قول ہے کُلَّ اللِّسَاں کا بہتریں

نطق اصطرلاب باشد در حساب
چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب

نطق اصطرلاب کی مانند ہے
کیا وہ جانے چرخ۔ سورج کیا ہیں شے

خاصہ چرخ کابیں فلک زا لیست
آفتاب از آفتابش ذرّہ ایست

چرخ وہ۔ یہ چرخ جس کا پرتو ہے
اور وہ سورج، مہر جس کا ذرّہ ہے

ہر نفس میں مسجدِ ضرار کا فتنہ ہے

چوں پدید آمد کہ آں مسجد نہ بود
خانۂ حیلت بُد و دام جہود

جب ہوا ظاہر کہ وہ مسجد نہ تھی
تھی یہودیوں کی اک حیلہ گری

پس نبی فرمود کاں را برکنند
طرحہ خاشاک خاکستر کنند

حکم پیغمبر ہُوا۔ کھو دیں اُسے
ڈھیر کر دیں اور گرا دیں کھود کے

صاحب مسجد چو مسجد قلب بود
دانہا بر دام ریزی نیست جود

اہل مسجد مثل مسجد تھے بُرے
جُود کیا گر دام میں دانہ رکھے

گوشت کاندر شست تو ماہی رباست
آں چناں لقمہ نہ بخشش نہ سخاست

شست میں جو گوشت ہے ماہی رُبا
کیا سخاوت کا وہ لقمہ ہے بتا

مسجد اہل قباکاں بُد جماد
آں چہ کفو او نہ بُد راہش نہ داد

تھی جمادی مسجدِ اہلِ قبا
غیر جنسوں کو نہ بس آنے دیا

۱؎ حدیثِ نبویؐ میں ہے: مَنْ عرف اللہ کل لسانہ۔ یعنی جس نے خدا کو پہچان لیا اُس کی زبان گنگ ہو گئی۔

۲؎ ایک آلہ جس سے آفتاب اور تاروں کی بلندی وغیرہ معلوم کرتے ہیں۔

۳؎ گھاس کی پتّی۔

Marfat.com

در جمادات این چنین جیفے نہ رفت	زد دراں ناکفوا میرا دنفت
پس جمادی پر نہ ظلم ایسا ہوا	تھا جو ناکفوا اس کو بس ڈالا جلا
پس حقائق را کہ اصل اصلہاست	واں کہ آں جا فرقہا و فصلہاست
پس حقائق میں کہ اصل اصل ہے	جان اس جا فرق ہے اور فصل ہے
نے حیاتش چوں حیات او بود	نے مماتش چوں ممات او بود
زندگی اس کی نہیں وہ زندگی	اور نہیں وہ موت اس کی موت بھی
گور او ہر گہ کہ گور او مداں	خود چہ گویم حال فرق آں جہاں
قبر اس کی قبر کی صورت نہیں	فرق میں اُس کا لہوں کیا ہم نشیں
بر محک زن کار خود اے مرد کار	تا نسازی مسجد اہل ضرار
رکھ کسوٹی پر تو اپنے کام یار	بن نہ جائے مسجد اہل ضرار
بس بر آں مسجد کناں تسخر زدی	چوں نظر کردی تو خود ز ایشاں بدی
اہل مسجد کا اُڑایا مضحکا	جب کیا غور ایک تو اُن میں سے تھا

چار ہندوستانیوں کی کہانی

چار ہندو در یکے مسجد شدند	بہر طاعت راکع و ساجد شدند
چار ہندی ایک مسجد میں گئے	از رکوع و سجدہ وہ کرنے لگے
ہر یکے بر رسم تے تکبیر کرد	در نماز آمد بہ مسکینی و درد
سب نے تکبیروں میں نیت ایک کی	عاجزی سے پھر نماز اس جا پڑھی
مؤذن آمد زاں یکے لفظے بجست	کاے مؤذن بانگ کردی وقت چست
جب مؤذن آیا اک کہنے لگا	بانگ دی تو نے مگر ہے وقت کیا
گفت آں ہندوئے دیگر از نیاز	ہے سخن گفتی و باطل شد نماز
دوسرے نے یوں کہا با صد نیاز	بات کی تو نے ہوئی باطل نماز

لہ غیر جنس +

Marfat.com

آں سوم گفت آں دوم را کاے عمو	چہ زنی طعنہ باو خود را بگو
دوسرے سے تیسرا بولا۔ ارے	تو ہے خود ملزم اُسے طعنہ دے
آں چہارم گفت حمد اللہ کہ من	در نفتادم بہ چہ چوں ایں سہ تن
چوتھا بولا شکر ہے اللہ کا ؎	میں نہ تینوں کی طرح جھگڑے میں تھا
پس نمازِ ہر چہاراں شد تباہ	عیب گویاں پیش تر گم کردہ راہ
آہ! چاروں کی نمازیں تھیں تباہ	عیب گو ہوتے ہیں خود گم کردہ راہ
اے خنک جانے کہ عیب خویش دید	ہر کہ عیبے دید آں بر خود خرید
نیک ہے جو عیب دیکھے اپنا ہی	دوسروں کا عیب جانے اپنا ہی
زانکہ نیمے او ز عیبستاں بدست	واں دگر نیمش ز غیبستاں بدست
کیونکہ آدھا اُس کا عیبستاں[1] سے ہے	اور آدھا اُس کا غیبستاں سے ہے
چونکہ بر سر مر ترا دہ ریش ہست	مرہمت بر خویش باید کار بست
زخم دس خود تیرے سر پر ہیں گئے	پہلے مرہم پٹی ان کی چاہیئے
عیب کردن ریش را دارو ئے اوست	چوں شکستہ گشت جائے ارحموا ست
عیب جوئی زخم کی۔ ہے اک دوا	جب شکستہ ہو تو ہے رحمت کی جا
گر ہماں عیبت بود ایمن مباش	بو کہ آں عیب از تو گردد نیز فاش
عیب وہ موجود تجھ میں ہے۔ تو ڈر	تجھ سے بھی وہ عیب ظاہر ہو مگر
لا تخافوا از خدا نشنیدۂ	پس چہ خود را ایمن و خوش دیدۂ
لَا تَخَافُوا تو نہیں حق سے سُنا	بے غم و خوش کیوں ہے پھر تو یہ بتا
سالہا ابلیس نیکو نام زیست	گشت رسوا بیں کہ او را نام چیست
سالہا شیطاں جیا ہے نیک نام	دیکھ اب وہ ہو گیا رسوائے عام

[1] نفس ۱۲

[2] جاں ۱۲

در جہاں معروف بود علیائے او
گشت معروفی بعکس از وائے او

سب میں تھیں مشہور اس کی رفعتیں
اس کے برعکس اس کی ہیں اب شہرتیں

تا نہ ایمن تو معروفی مجو
پاک شو از خوف پس از امن گو

تو نہیں ایمن، تو شہرت بھی نہ چاہ
خوف سے ہو پاک اور پھر لے پناہ

تا نزو بد ریش تو اے خوش ذقن
بر دگر سادہ ز رخ طعنہ مزن

جب تلک ڈاڑھی نہ نکلے خوش ذقن
ہو نہ سادہ ٹھوڑیوں پر طعنہ زن

این نگر کہ مبتلا شد جانِ او
در چہ افتاد تا شد پندِ تو

دیکھ جاں اس کی ہوئی جب مبتلا
وہ سبب تیری نصیحت کا بنا

تو نیفتادی کہ باشی پندِ او
زہر او نوشید تو خور قندِ او

بچ گیا تو۔ ورنہ بنتا وجہِ پند
زہر کھایا اس نے۔ تو کھا اس کا قند

ترکانِ غزان کا قصدِ خونریزی

آں غزانِ ترک خونریز آمدند
بہرِ یغما در یکے دہ در شدند

وہ غزانِ ترک جو خوں ریز تھے
پہنچے اک گاؤں میں غارت کے لئے

دو کس از اعیانِ آں دہ یافتند
در ہلاکِ آں یکے بشتافتند

ان کو گاؤں کے ملے سردار دو
قتل وہ کرنے لگے بس ایک کو

دست بستندش کہ قربانش کنند
گفت اے شاہانِ فرارکانِ بلند

ہاتھ باندھے ذبح کرنے کے لئے
بولا وہ۔ شاہوں کے رتبے ہوں بڑے

قصدِ خونِ من بچہ رو می کنید
از چہ آخر تشنۂ خونِ منید

قصد میرے قتل کا کرتے ہو کیوں
آہ میرے خوں کے پیاسے ہو کیوں

[1] ترکوں کا ایک گروہ تھا جس نے سلطان سنجر کے زمانہ میں خروج کیا تھا۔ اور سنجر کو پکڑ کے پنجرے میں بند کر دیا تھا +

Marfat.com

چیست حکمت چہ غرض در کشتنم
چونکہ من درویشم و عریان تنم ؛

کیا غرض ہے قتل سے حکمت ہے کیا
میں تو ہوں درویش بے چارہ گدا

گفت تا ہیبت بریں یارت زند
تا بترسد او زر پیدا کند

بولے تا ہو خوف تیرے دوست کو
اور زر لا کر دہ دے جیسا بھی ہو

گفت آخر او ز من مسکین تر است
گفت قاصد کم ہی او راز را است

بولا - مجھ سے بھی ہے مسکین تر
ترک بولا - جھوٹ - وہ ہے اہل زر

گفت چوں وہم است ما ہر دو یکیم
در مقام احتمال و در شکیم

بولا جب ہے وہم پھر ہے ایک حال
ہو گا ہم دونوں پہ شک و احتمال

خود دو را بگشید اول اے شہاں
تا بترسم من دہم زر را نشاں

پہلے اس کو قتل کر دو بے گماں
تا بتاؤں ڈر کے دولت کا نشاں

پس کرمہائے الٰہی بیں کہ ما
آمدیم آخر زماں در انتہا ؛

دیکھ یہ الطاف و اکرام خدا
دور آخر میں ہمیں پیدا کیا

آخرین فرہا پیش از قروں
در حدیث است آخرون السابقون [1]

مرتبہ کلوں سے پیچھے ہوں سوا
پچھلے بڑھ کر ہیں - نبیؐ نے ہے کہا

تا ہلاک قوم نوحؑ و قوم ہودؑ
عارض رحمت بجان ما نمود

وہ ہلاکت قوم نوحؑ و ہودؑ کی
ہاں ہمارے واسطے رحمت بنی

کشت ایشاں را کہ تا نرسیم از و
در خود ایں بر عکس کردی وائے تو

ان کو مارا تا ہمیں ڈر ہو ذرا
کرتا گر برعکس تو - افسوس تھا

[1] نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ ؛

Marfat.com

خود پرست اور انبیاؑ و اولیاؒ کی نعمت سے ناشکرے

ہر کہ زایشاں گفت از عیب و گناہ	وز دل چوں سنگ از جاں سیاہ
جس[1] نے کھولے ان کے یوں عیب و گناہ	دل تمہارا سنگ اور جاں ہے سیاہ
وز سبکداری و فرمانہائے او	وز فراغت از غم فردائے او
کچھ نہیں پروا ہمارے حکم کی	خوف سے محشر کے ہو بے فکر بھی
وز ہوس در عشق این دنیائے دوں	چوں زناں مر نفس را بودن بوں
ہو ہوس سے عاشق دنیائے دوں	مثل زن ہو تابع نفس زبوں
واں نفور از گفت ہائے ناصحاں	واں رمیدن از لقائے صالحاں
ناصحوں کے قول سے نفرت تمہیں	صالحوں کی شکل سے وحشت تمہیں
با دل و با اہل دل دیوانگی	با شہاں تزویر و روبہ شانگی
اہل دل سے ہے تمہیں دیوانگی	مگر میں شاہوں سے ہے روبہ گری
سیر چشماں را گدا پنداشتن	وز حسد شاں خصم و دشمن داشتن
سیر چشموں کو گدا ہو جانتے	ہو حسد سے اُن کے تم دشمن بھتے
گر پذیرد خیر تو گوئی گداست	ور نہ گوئی زرق و مکر است و دغاست
لے جو خیرات اس کو تم سمجھو گدا	اور نہ لے تو جانو یہ مکر و دغا
گر در آمیزد تو گوئی طامع است	ور نہ گوئی وز تکبر موبع است
گر ملے طامع۔ گر کسی سے وہ ملے	ور نہ تم کہ دو۔ تکبر ہے اسے
گر تحمل کرد گوئی عاجز است	ور غیور آمد تو گوئی گربز است
گر کرے برداشت عاجز جان لو	ہو اُسے غیرت تو حیلہ گر کہو

[1] یعنی نوحؑ و ہودؑ یا کسی اور بزرگ نے ان گمراہوں کے عیب و گناہ کھول دئے ۔

Marfat.com

یا منافق دار عذر آری کہ من	ماندہ ام در نفقۂ فرزند و زن
جوں منافق عذر تم کرتے ہو یا	بچوں کے نفقے میں ہم ہیں مبتلا
نے مرا پروائے سر خاریدن است	نے مرا پروائے دیں ورزیدن است
سر کھجانے کی نہیں فرصت ہمیں	اور نہ فکرِ مذہب و تقویٰ ہمیں
اے فلاں مارا بہمّت یاد دار	تا شویم از اولیا یاراں کار
اور کہو تم اے فلاں مانگو دُعا	تا ولی ہم کو بنا دے کبریا
این سخن نے ہم ز درد و سوز گفت	خوابناکے ہر زہ گفت و باز خفت
اور نہیں یہ بات درد و سوز سے	جیسے سوتا خواب میں بڑا بکے
ہیچ چارہ نیست از قوتِ عیال	از پئے دنداں کنم کسبِ حلال
اور کے لازم ہے بس فکرِ عیال	چاہتا محنت سے ہوں کسبِ حلال
چہ حلال اے گشتہ از اہلِ ضلال	غیر خونِ تو نمی بینم حلال[1]
کیا حلال اے صاحبِ جرم و ضلال	کیا ترے خون کے علاوہ ہے حلال
از خدا بیت چارہ است از قوتے	چارہ است از دیں و از طاغوتے
حق سے چارہ ہے نہیں کچھ قوت سے	دیں سے چارہ ہے، نہیں طاغوت سے
اے کہ صبرت نیست از دنیائے دوں	صبر چوں داری ز نِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ[2]
جب نہیں تو قانع دنیائے دوں	صبر کیونکر ہے خدا سے اے زبوں
ایکہ صبرت نیست از ناز و نعیم	صبر چوں داری ز اللہ کریم
ناز و نعمت سے نہیں کچھ صبر جب	صبر مولا پر تو کر سکتا ہے کب

[1] بُت - شیطان ۔

[2] قولہ تعالیٰ عزّ و جل. وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ ہم نے زمین کو بچھایا - پس ہم کیسے اچھے بچھانے والے ہیں ۔

Marfat.com

اے کہ صبرت نیست از فرزند و زن
صبر چوں داری ز حیّ ذوالمنن

صبر جب فرزند و زن ہی سے نہیں
پھر خدا سے صبر ممکن ہے کہیں

اے کہ می گوئی خدا بخشد ترا
آں فریب غول میداں بر تر آ

تو کہے "۔اللہ بخشیگا مجھے"
یہ فریب غول ہے بس جان لے

کو خلیلے کو بروں آمد ز غار
گفت ہٰذا ربّ ہاں کو کردگار

اب خلیلؑ اللہ کہاں جو غار سے
نکلے اور اللہ کو پہچان لے

من نہ خواہم در دو عالم ہنگریست
نا نہ دانم ایں دو مجلس آں کیست

دونوں عالم کو نہ بس دیکھوں گا میں
تا نہ جانوں یہ دو مجلس کس کی ہیں

بے تماشائے صفتہائے خدا
گر خورم ناں در گلو گیرد مرا

کر نہ اوصافِ خدا کو پاؤں میں
حلق میں اٹکے جو روٹی کھاؤں میں

چوں گوارد لقمۂ بے دیدارِ او
بے تماشائے گل و گلزارِ او

کیا گوارا لقمہ بے دیدار ہو
جب نہ دیدارِ گل و گلزار ہو

جز بامیدِ خدا زیں آ بخور
کہ خورد یک لقمہ غیر گاؤ خر

اس جہاں سے غیرِ امیدِ خدا
جز گدھے کے کون لقمہ کھائے گا

آنکہ کالانعام بل ہم اضل
گرچہ پر مکر است آں گندہ بغل

جو ہے حیواں۔بلکہ اس سے بھی بتر
گرچہ وہ مکار ہے اور گندہ تر

مکر او سر زیر او سر زیر شد
روزگارے بر دو روزش دیر شد

مکر اس کا اور وہ عاجز ہوا[1]
عمر گذری، اور نہ دن باقی رہا

فکر گاہش کند شد عقلش خرف
عمر شد چیزے نہ دارد چوں الف

فکر سست اور عقل کند اس کی ہوئی
عمر گزری، چیز کیا باقی رہی

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل :۔ اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ہُمْ اَضَلُّ۔ یعنی وہ چارپایوں جیسے بلکہ ان سے بھی گمراہ تر ہیں +

Marfat.com

آں چہ می گوید در بن اندیشہ ام
یہ جو کہتا ہے میں اندیشے میں ہوں

ایں ہم از دستان ایں نفس ست ہم
یہ بھی ہے بس اک فریب نفس دوں

واں چہ می گوید غفور است و رحیم
یہ جو کہتا ہے کہ اللہ ہے غفور و رحیم

نیست جز آں حیلۂ نفس لئیم
یہ بھی ہے اک حیلۂ نفس لئیم

اے ز غم مردہ کہ دست از زناں تہی ست
تجھ کو یہ غم کہ ہاتھ خالی زناں سے ہے

چوں غفور است و رحیم ایں ترس چیست
جب وہ رحماں ہے۔ تو یہ ڈر کس لئے

ایک بوڑھا بیمار اور طبیب

گفت پیرے مر طبیبے را کہ من
چارہ کر اے ایک بڈھے نے کہا

در زحیرم از دماغ خویشتن
مجھ کو تکلیف دماغی ہے ذرا

گفت از پیری ست ایں ضعف دماغ
بولا وہ پیری سے ہے ضعف دماغ

گفت در چشمم ز ظلمت ہست داغ
بولا آنکھوں میں بھی ظلمت سے ہے داغ

گفت از پیری ست اے شیخ قدیم
بولا یہ بھی ہے ضعیفی کا سبب

گفت پشتم درد می آید عظیم
بولا درد پشت ہے مجھ کو غضب

گفت از پیری ست اے شیخ نزار
بولا پیری سے ہے اے شیخ نزار

گفت ہر چہ می خورم نبود گوار
بولا کھانا بھی ہے مجھ کو ناگوار

گفت ضعف معدہ ہم از پیری است
بولا ضعف معدہ بھی پیری سے ہے

گفت وقت دم مرا دم گیری است
بولا دم رکتا ہے میرا پے بہ پے

گفت آرے انقطاع دم بود
بولا ہاں دم ٹوٹتا ہوگا ضرور

چوں رسد پیری دو صد علت شود
پیری میں سو علتوں کا ہو دفور

گفت کم شد شہوتم یک بارگی
بولا شہوت کم ہوئی یکبارگی

گفت از پیری ست ایں بے چارگی
بولا پیری سے ہے یہ بے چارگی

Marfat.com

گفت پایم سست شد از رہ بماند	گفت از پیری ست در کنجت نشاند
بولا پاہیں سست چل سکتا نہیں	بولا پیری نے کیا گوشہ نشیں
گفت پشتم چوں کمانے شد دوتا	گفت از پیری ست ایں رنج و عنا
بولا ہے مثل کماں پہ پیٹھ خم	بولا پیری سے ہے یہ رنج و الم
گفت تاریک ست چشمم اے حکیم	گفت کز پیری ست اے مرد علیم
بولا تاریکی ہے آنکھوں میں حکیم	بولا پیری سے ہے اے مرد علیم
گفت اے احمق بریں بر دو ختی	از طبیبی تو ہمیں آموختی
بولا اے احمق یہ کیا ہے گفتگو	کیا طبابت سے یہی سیکھا ہے تو
اے مدمغ عقلت ایں دانش نداد	کہ خدا ہر درد را درماں نہاد
عقل میں تیری نہیں یہ بات آج	حق نے ہر دکھ کا بنایا ہے علاج
تو خرِ احمق زاندک مائگی	بر زمیں ماندی ز کوتہ پائگی
تھوڑی پونجی سے ہے تو احمق گدھا۔	سست پائی سے زمیں ہی پر رہا۔
پس طبیبش گفت کاے عمر تو شست	ایں غضب بر دل خشم ہم از پیری ست
شصت سالہ تو ہے۔ بولا چارہ گر	ہے ضعیفی سے یہ غصہ بے خبر!
چوں ہمہ اجزا و اعضا شد نحیف	خویشتن داری و صبرت شد ضعیف
جب ہوئے اجزاء اعضا سب نحیف	ہو گیا صبر و تحمل بھی ضعیف
بر نتابد دو سخن زاں سے کند	تاب یک جرعہ ندارد قے کند
تجھ کو دو باتوں کی بھی کب تاب ہے	ایک ہی جرعہ میں کر دیتا ہے قے
جز مگر پیرے کہ از حق است مست	در درونِ او حیاتِ طیب ست
ہاں وہ بڈھا جس کو مست حق کہیں	ہو حیاتِ پاک جس کے جسم میں
از برون پیر است و در باطن صبی	خود چہ چیز ست آں ولی و آں نبی
ہے بظاہر پیر باطن میں جواں	وہ ولی ہے اور نبی ہے بے گماں

Marfat.com

گر نہ بیند بہ پیش نیک و بد	چیست با ایشاں خسا نزا ایں حسد
گر نہیں ظاہر ہے میاں نیک و بد	اُن سے کرتے ہیں کینے کیوں حسد
ور نہ می دانند شاں علم الیقیں	چیست ایں بغض و حیل سازی و کیں
جب نہیں حاصل انہیں علم الیقیں	کیوں ہے یہ بغض اور حیلہ اور کیں
ور ہمی دانند بعث و رستخیز	چوں زنندے خویش بر شمشیر تیز
جو ہیں قائل روز بعث و حشر کے	خود کو ہیں تلوار پر کیوں مارتے
بر تو می خندد ببیں اورا چناں	صد قیامت در درونش نہاں
جگ پہ ہنستا ہے۔ تو یہ کرے گماں	بالیقیں سو حشر ہیں اس میں نہاں
دوزخ و جنّت ہمہ اجزائے اوست	ہر چہ اندیشی تو آں بالائے اوست
دوزخ و جنت ہیں اجزا اس کے سب	تیرے اندیشے میں وہ آتا ہے کب
ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست	وآنکہ در اندیشہ ناید آں خداست
تیرے جو اندیشے میں وہ ہے فنا	جو نہ اندیشے میں آئے ہے خدا
بر در ایں خانہ گستاخی چہ چیست	گر ہمی دانند کاندر خانہ کیست
پھر یہ دروازے پہ گستاخی ہے کیا	جب خبر ہے کون گھر میں ہے چھپا
ابلہاں تعظیم مسجد می کنند	در جفائے اہل دل جد می کنند
کرتے ہیں تعظیم مسجد نا سزا	اور اہل دل پہ کرتے ہیں جفا
آں مجاز است ایں حقیقت اے حراں	نیست مسجد جز درون سروراں
وہ مجاز اور یہ حقیقت غور کر	سروروں کا دل ہے مسجد بے خبر
مسجدے کو اندرون اولیاست	سجدہ گاہ جملہ ست آں جا خدا ست
ہے جو مسجد اندرون اولیا	سجدہ گہ سب کی ہے، اُس جا ہے خدا
تا دل مرد خدا نامد بدرد	ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد
دل نہ جب تک باخداؤں کا ڈکھا	قوموں کو رسوا خدا نے کب کیا۔

Marfat.com

قصدِ جنگِ انبیا می داشتند
جسم دیدند آدمی پنداشتند

کرتے تھے وہ قصدِ جنگِ انبیاؑ
آدمی کا جسم پر دھوکا رہا

در تو ہست اخلاقِ آں پیشیاں
چوں نمی ترسی کہ تو باشی ہماں

تجھ میں ہے اخلاق اگلوں کا وہی
ڈر۔ نہ ہو ویسا ہی تیرا حال بھی

عادتِ آں ناسپاساں در تو ہست
نایدت ہر بار دلواز چہ درست

عادت اُن نالائقوں کی ہے تجھے
سیدھا کب ہر ڈول نکلے چاہ سے

آں نشانہا ہمہ چوں در تو ہست
چوں تو زایشانی کجا خواہی برست

جب وہ سب آثار تجھ میں ہیں عیاں
تو ہے ان میں سے۔ رہائی پھر کہاں

ایک لڑکا اور جوجی مسخرہ

کودکے در پیشِ تابوتِ پدر
زار می نالید و بر می کوفت سر

ایک لڑکا پیشِ تابوتِ پدر
روتا تھا اور پیٹتا تھا اپنا سر

کاے پدر آخر کجائت می برند
تا ترا در زیرِ خاکے بسپرند

لے چلے سب تجھ کو اے بابا کہاں
خاک میں کر دیں گے اب تجھ کو نہاں

می برندت خانۂ تنگ و زجر
نے در و قالی و نے فرشِ حصیر

تنگ گھر میں لے چلے ہیں سب تجھے
جو ہے خالی فرش۔ قالیں۔ ٹاٹ سے

نے چراغے در شب و نے روزناں
نے در آں بوئے طعام و نے نشاں

شمع شب کو اور نہیں روزن کوئی
دانہ پانی بھی نہیں تجھ اے تقی!

نے درش معمور و نے سقف و نہ بام
نے در آں بہر ضیائے ہیچ جام[1]

جس میں در ہے اور نہ چھت ہے اور نہ بام
اور نہ بہرِ روشنی ہے کوئی جام

نے در آں از بہرِ مہماں آبِ چاہ
نے یکے ہمسایہ کو باشد پناہ

بہرِ مہماناں نہیں کچھ آبِ چاہ
اور نہ ہمسایہ کوئی بہرِ پناہ

[1] شیشہ

Marfat.com

جسم تو کہ بوسہ گاہ خلق بود
جسم تیرا بوسہ گاہِ خلق تھا
جوں شود در خانۂ کور و کبود
پھر اندھیرے گھر میں کیا سکھ پائے گا

خانۂ بے زینہار و جائے تنگ
وہ جگہ ہے تنگ اور گھر بے پناہ
کاندراں نے روئے می ماند نہ رنگ
رنگ و رُخ ہو جاتے ہیں جس میں تباہ

زیں نسق اوصافِ خانہ می شمرد
یوں وہ گھر کا حال کرتا تھا بیاں
وز دو دیدہ اشکِ خونیں می فشرد
اور آنکھوں سے تھے اشکِ خوں رواں

گفت جوجی با پدر اے ارجمند
بولا جوجی اپنے پیارے باپ سے
واللہ ایں را خانۂ مامی برند
گھر ہمارے ہیں اسے لے جا رہے

گفت جوجی را پدر ابلہ مشو
جوجی سے بولا پدر نادان نہ ہو
گفت اے بابا نشانی ہا شنو
بولا بابا میں بتاتا ہوں سنو

ایں نشانیہا کہ گفت او یک بہ یک
جو نشاں اس نے دیے ہیں یک بیک
خانۂ ما راست بے تزویر و شک
بس ہمارے گھر کے ہیں بے شبہ و شک

نے حصیر و نے چراغ و نے طعام
ٹاٹ ہے اس میں نہ ہے شمع و طعام
نے درش معمور و نے سقف و نہ بام
ہے نہ دروازہ نہ چھت ہے اور نہ بام

زیں نمط دارند برخود صد نشاں
اس طرح رکھتے ہیں اپنے سو نشاں
لیک کے بینند آں را طاغیاں
کافران کو دیکھ سکتے ہیں کہاں

خانۂ آں دل کہ ماند بے ضیا
خانۂ دل جو نہ روشن ہو سکے
از شعاعِ آفتابِ کبریا
آفتابِ کبریا کے نور سے

تنگ و تاریک ست چوں جانِ یہود
ہے یہود یوں کے دل سادہ سیاہ
نے دراں دل تابِ نورِ آفتاب
اُس میں کب ہے تابِ نورِ آفتاب

نے درش معمور و نے سقف و نہ بام
نے کشادِ عرصہ نے فتحِ باب
لیک کے بینند آں را طاغیاں
نے کشادا اس میں کوئی نے فتحِ باب

Marfat.com

گور خوشتر از چنیں دل مرترا	آخر از گورِ دلِ خود برتر آ
ایسے دل سے گور ہے بہتر تجھے	تو نکل آ اپنے دل کی گور سے
زندہ و زندہ زاد اے شوخ شنگ	دل نمی گیرد ترا زیں گورِ تنگ
زندہ ہے اور زندہ زا اے شوخ و شنگ	ناگوارا کیوں نہیں یہ گورِ تنگ
یوسفِ وقتی و خورشیدِ سما	زیں چہ وزنداں برآور رونما
یوسفِ دوراں ہے خورشیدِ سما	اس کنوئیں اور قید سے تو باہر آ
یونسِ تسبیح در بطنِ ماہی بختہ شد	مخلصش را نیست از تسبیح بد
تیرا یونسؑ بطنِ ماہی میں پکا	کر دیا تسبیح نے اس کو رہا
گر نبودے او مسبّح بطنِ نوں	حبس و زندانش بدے تا یبعثوں
گر نہ وہ تسبیح کرتا یک بیک	حبس اور زنداں میں رہتا حشر تک
آں بہ تسبیح از تنِ ماہی بجست	چیست تسبیح آیتِ روزِ الست
وہ تنِ ماہی سے یوں آیا نکل	کیا ہے تسبیح، آیتِ روزِ ازل
گر فراموشت شد آں تسبیحِ جاں	بشنو ایں تسبیحہائے ماہیاں
گر نہیں اب یاد وہ تسبیحِ جاں	سن لے یوں تسبیح میں ہیں مچھلیاں
ہر کہ دید اللہ را اللّٰہی ست	ہر کہ دید آں بحر را او ماہی ست
جو خدا کو دیکھے اللّٰہی ہے وہ	جو رہے اس بحر میں ماہی ہے وہ
ایں جہاں دریا و تن ماہی و روح	یونسِ محجوب از نورِ صبوح
بحرِ دنیا تن ہے ماہی اور روح	ہے نہاں جوں یونسؑ از نورِ صبوح
گر مسبّح باشد از ماہی رہید	ورنہ در وے مضمر گشت و ناپدید
گر پڑھے تسبیح چھوٹے بے گماں	ورنہ اس میں مضمر ہو کر ہو نہاں
ماہیانِ جاں درین دریا پرند	تو نمی بینی کہ کوری و نژند
پر ہے دریا مچھلیوں سے جان کی	تو ہے اندھا۔ کیا نظر آئے تجھی!

Marfat.com

بر تو خود دامی نہند آں ماہیاں	چشم بکشا تا ببینی شاں عیاں
ڈالتی ہیں خود کو تجھ پر مچھلیاں	کھول آنکھیں تا انہیں دیکھے عیاں
ماہیانِ جملہ روح بے جسد	نے درایشاں کبر و کین و نے حسد
مچھلیاں ہیں سب یہ روح بے جسد	کبر ہے اُن میں نہ ہے کین و حسد
ماہیاں را گر نمی بینی پدید	گوش تو تسبیح شاں آخر شنید
مچھلیوں کو گر نہیں تو دیکھتا	کانوں میں تسبیح کی تو ہے صدا
صبر کردن جان تسبیحات تست	صبر کن کانست تسبیح درست
صبر ہے بس تیری تسبیحوں کی جان	صبر کر، تسبیح سچی اس کو جان
ہیچ تسبیحے ندارد آں درج	صبر کن گا صَبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَج
اس سے بڑھ کر ہے کوئی تسبیح بھی؟	صبر کر، ہے صبر کنجی عیش کی
صبر چوں پل صراط آں سو بہشت	ہست با ہر خوب یک لالائے زشت
صبر ہے جوں پل صراط - اُس سو بہشت	ساتھ ہے ہر خوب کے لالائے زشت
تا ز لالائی گریزی وصل نیست	زانکہ لالا را ز شاہد فصل نیست
بھاگے خادم سے تو کب حاصل ہو وصل	کیونکہ خادم کو نہیں شاہد سے فصل
تو چہ دانی ذوق صبرے شیشہ دل	خاصہ صبر از بہر آں شوخ چگل
صبر کا اے شیشہ دل کیا جانے ذوق	ہے خصوصاً صبر بہر شوخ فوق
مر مخنث را بود ذوق از ذکر	مر ورا ذوق از غزا و کر و فر
اور مخنث کو فقط ذوق ذکر	ذوق مرداں ہے غزا اور کر و فر
سوئے اسفل بر دا و را فکر او	جز ذکر نے دین او نے ذکر او
سوئے اسفل فکر اس کو لے گئی	ہے ذکر ہی ذکر بھی اور دین بھی
کو بشوق سفل آموزید درس	گر برآید تا فلک از وے مترس
لی ہے تعلیم اُس نے اسفل کی مگر	گر فلک تک اُس سے تو نہ ڈر

لہ خادم ۔

Marfat.com

او بسوئے سفل می راند فرس	گرچہ سوئے علو جنباند جرس
سوئے[1] اسفل گھوڑا دوڑاتا ہے وہ	گو جرس اوپر بجاتا ہے وہ
از علمہائے گدایاں ترس چیست	کاں علمہا لقمۂ ناں را رہی است
ہے فقیروں کے علم سے خوف کیا	وہ علم ہیں روٹیوں کا راستا
ایں سخنہا را نکو دریاب تو	ور نمی دانی شنو از باب تو
غور ان باتوں پہ اچھی طرح کر	گر سمجھ سکتا نہیں، سن اے پسر

ایک بچے کا ایک موٹے آدمی سے ڈرنا

کنک زفتے کودکے را یافت فرد	زرد شد کودک ز بیم قصد مرد
بچہ تنہا مرد فربہ کو ملا	اُس کے ڈر سے زرد بچہ پڑ گیا
گفت ایمن باش اے زیبائے من	کہ تو خواہی بود بر بالائے من
بولا اے پیارے مرے مجھ سے نہ ڈر	مجھ سے اوپر ہو گا تو اے بے خبر!
من اگر ہولم مخنث داں مرا	ہم چو اشتر بر نشیں میراں مرا
چہ خطر ہوں تو مخنث جان لے	مثل اشتر بیٹھ مجھ پر شوق سے
صورت مردان معنی ایں چنیں	از بروں آدم دروں دیو لعیں
صورت مردان باطن ہے یونہیں؟	آدمی باہر سے اندر سے لعیں؟
آں دہل را مانی اے زفت چو باد	کہ بروں آں شاخ رامی کوفت راد
تھا ہوا سے ڈھول اک پھولا ہوا	چوب سے کوئی تھا اس کو کوٹتا
رو بہے اشکار خود را باد داد	بہر طبلے ہم چو خیک پُر ز باد
لومڑی اک چھوڑ کر اپنا شکار	ڈھول کی جانب ہوئی بس رہ سپار

[1] یعنی گو اُس کے خیالات بلند ہوں مگر افعال سب پست ہیں۔

Marfat.com

چوں نہ دید اندر دہل او فربہی	گفت خوکے بہ ازیں خیکے تہی
ڈھول کے جب پول کا پایا پتا	بولی بس اس سے تو بہتر خوک تھا
رو بہاں ترسند از آوازِ دُہل	عاقلش چنداں زند کہ لاتقل
لومڑی ترساں دُہل کی بانگ سے	پیٹے یوں عاقل - صدا بالکل نہ دے

ایک تیر انداز اور ایک سوار

یک سوارے با سلاح بس مہیب	می شد اندر بیشہ برا سیے نجیب
جسم بر ہفیار باندھے اک سوار	گذرا اک جنگل سے لے کر راہوار
تیر اندازے بجسم او رسید	پس زخوفِ او کماں را در کشید
دیکھا اس کو ایک تیر انداز نے	اور کماں کو اپنی کھینچا خوف سے
تا زند تیرے سوار اش بانگ زد	من ضعیفم گرچہ زخمِ تستم جہند
تاکہ مارے تیر - چلّا با سوار	ناتواں ہوں گو بدن ہے اُستوار
ہاں وہاں منگر تو در زخمِ من	کہ کم در وقت جنگ از پیر زن
تو موئے پر نہ پیرے کر نظر	لڑنے میں بڑھیا سے کم ہوں خوش سیر!
گفت رو کہ نیک گفتی ورنہ نیش	بر تو می انداختم از ترسِ خویش
بولا - جا تو نے کہا سچ بر کہا	ورنہ ڈر سے تیر تجھ پر پھینکتا
بس کساں را آں سلح بستن بگشت	پیر جولیت چناں تیغے بہ مشت
اسلحہ بندی سے اکثر مر گئے	ہو جو بزدل - ہاتھ میں کیوں تیغ لے
گر بپوشی تو سلاحِ رستماں	رفت جانت چوں نباشی مردِ آں
اسلحہ رستم کے گر پہنے کہیں	جاں گئی - گر مرد تو اس کا نہیں
جاں بپر کن تیغ بگذار اے پسر	ہر کہ بے سر بود ازیں شر بر دسر
جاں پہر کر تیغ کو چھوڑ اے پسر	تھا جو بے سر وہ ہوا آزاد شر

Marfat.com

آں سلاحت حیلہ و مکر تو است
ہم ز تو زائید و ہم جان تو خست

مکر اور حیلے ترے ہتھیار ہیں
تجھ سے پیدا اور پھر غدّار ہیں

چوں نہ کردی ہیچ سودے زیں حیل
ترکِ حیلہ کن کہ پیش آید دول

جب نہ کوئی نفع حیلوں سے ہوا
ترکِ حیلہ کرکے لے دولت کو آ

چوں یکے لخصہ نخوردی بر زفن
ترکِ فن گو می طلب رب المنن

فن سے اپنے تو نے پھل پایا نہیں
چھوڑ فن، کر عشقِ ربّ العالمیں

چوں مبارک نیست بر تو ایں علوم
خویشتن گولے کن و بگذر ز شوم

جب نہیں تجھ پر مبارک یہ علوم
خود کو کر بے عقل اور بس چھوڑ شوم

چوں ملائک گوکہ لَا عِلْمَ لَنَا
یا الٰہی غیرِ مَا عَلَّمْتَنَا

جوں ملائک کرکہ لَا عِلْمَ لَنَا
یا الٰہی غیرِ مَا عَلَّمْتَنَا ؕ

یک حکائت بشنو اے صاحب قبول
درمیانِ عقل و جہل بوالفضول

اک حکایت اور سن اے نوجواں
جو ہے عقل و جہل کے بس درمیاں

ایک اعرابی اور ایک عقلمند

یک عرابی بار کردہ اشتر ے
در جوالِ زفت از گندم پُرے

ایک اعرابی نے لادی اونٹ پر
گیہوں سے لبریز اک گون اے پسر

واں جوالِ دیگرش از ریگ پُر
ہر دو را او بار کردہ بر شتر

دوسری اک گون میں مٹی بھری
اونٹ پر دونوں کو لادا اے اخی

لہ قولہ تعالیٰ عزّ وجلّ: قَالُوْا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۔ یعنی فرشتوں نے کہا کہ اے پاک پروردگار! ہمیں کوئی علم نہیں، مگر وہی جو تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ کیونکہ تو دانا اور حکمت والا ہے ؕ

Marfat.com

اوفتادہ بر سہ رہِ ہر دو جوال	یک حدیث انداز کرداو را سوال
دونوں گونوں پر وہ تھا بیٹھا ہوا	تو کسی نے یہ سوال اس سے کیا
از وطن پرسید و آوردش بگفت	واندراں پرسش بسے دُرہا بسفت
پوچھ کر حالِ وطن۔ کی اس سے بات	گوہر افشاں وہ ہوا اے نیک ذات!
بعد ازاں گفتش کہ آں ہر دو جوال	چیست آگندہ بگو مصدوق حال
پوچھا پھر اس سے کہ سن اے باوفا	تیری ان گونوں میں یہ کیا ہے بھرا
گفت اندر یک جوالم گندم است	در دگر ریگے نہ قوتِ مردم است
ایک میں گندم ہے۔ اس نے یوں کہا	دوسری میں ریت ہے صرف اے فتا
گفت تو چوں بار کردی ایں جمال	گفت تا تنہا نماند آں جوال
پوچھا پھر یہ ریت کیوں تو نے بھری؟	بولا تا ہم وزن ہو اس کون کی
گفت نیم گندمِ آں تنگ را	در دگر ریز از پے فرہنگ را
بولا آدھے گیہوں رکھتا ایک میں	اور تھے آدھے گیہوں بھرنا ایک میں
تا سبک گردد جوال و ہم شتر	گفت شاباش اے حکیم اہل حر
تا سبک ہو جاتی گون اور اونٹ بھی	بولا شاباش اے حکیم فلسفی
ایں چنیں فکرِ دقیق و رائے خوب	تو چنیں عریاں پیادہ در لغوب
فکر گہری، رائے اچھی ہے تری	پھر پیادہ پائی اور یہ خستگی
رحمش آمد بر حکیم و عزم کرد	کہ برا شتر بر نشاند نیک مرد
رحم آیا، قصد پھر اُس نے کیا	اونٹ پر اس کو بٹھائے برملا
باز گفتش اے حکیم خوش سخن	شمۂ از حال خود ہم شرح کن
اُس سے پوچھا اے حکیم باوفا	تو بھی اپنا حال تھوڑا سا سنا
ایں چنیں عقل و کفائت کہ ترا ست	تو وزیری یا شہی بر گوئے راست
تو جوانا عاقل و آگاہ ہے	نائب سلطاں ہے تو یا شاہ ہے؟

Marfat.com

گفت ایں ہر دو نیم از عامہ ام	بنگر اندر حال و اندر جامہ ام
بولا یہ دونوں نہیں میں عام ہوں	دیکھ کپڑے اور مرا حالِ زبوں
گفت اشتر چند داری چند گاو	گفت نے ایں و نہ آں بارا مکاو
پوچھا۔ گائیں اونٹ کتنے ہیں ترے	بولا ہوں محروم اونٹ اور گائے سے
گفت رختت چیست ہا رے در دکاں	گفت مارا کو دکان و کو مکاں
پوچھا ہے دکان میں اسباب کیا	بولا دکان و مکاں سے مجھ کو کیا!
نے زقوت و نے رخوت و نے قماش	نے مطاع و نیست مطبخ نیست آش
ہے نہ کھانا اور نہ سامان و لباس	ہے نہ خادم اور مطبخ، خوش اساس
گفت پس از نقد پرسم نقد چند	کہ توئی تنہا رو و محبوب پسند
پوچھا آخر نقد سے ہے پاس کیا	یا نصیحت گو ہے تنہا چل رہا
کیمیائے زرِّ عالم با تو است	عقل و دانش را کہ بر تو است
کیا زرِ عالم کی پائی کیمیا؟	عقل و دانش کے سر ہے لے چلا
گنجہا نہادہ باشی در مکاں	نیست عاقل تر ز تو کس در جہاں
گنج ہوں گے تیرے گھر میں بے گماں	مجھ سے عاقل تر ہے دنیا میں کہاں
گفت واللہ نیست یا وجہ العرب	در ہمہ ملکم وجوہ قوتِ شب۔
بولا وہ عاقل۔ نہیں حق کی قسم	رات کی خوراک بھی مجھ کو بہم
پا برہنہ تن برہنہ می دوم	ہر کہ نانے می دہد آں جا روم
پا برہنہ تن برہنہ ہوں رواں	اُس کا ہوں میں جو کھلا دے روٹیاں
مر مرا زیں حکمت و فضل و ہنر	نیست حاصل جز خیال و دردِ سر
ایسی حکمت اور یہ فضل و ہنر	ہے خیالی اور وجہِ دردِ سر
پس عرب گفتش کہ روز و داز برم	تا نیاید شومی تو بر سرم
پس عرب بولا کہ چل ہٹ جا پرے!	تیری منحوسی نہ تا مجھ پر پڑے

Marfat.com

دور بر آں حکمت شومت زمن	نطق تو شوم است بر اہل زمن
شوم حکمت اپنے لے جا مجھ سے دُور	بات کرنا بھی ہے شومی اور قصور
باتو آں سُو رَو من ایں سُو می روم	در ترا رہ پیش من واپس شوم ؎
یا اُدھر تو جا تو میں جاؤں اِدھر	یا تو آگے بڑھ، میں جاؤں لوٹ کر
یک جو از گندم و دیگر ز ریگ	بہ بود زیں حیلہائے مردہ ریگ
کون اک گیہوں کی اور اک ریت کی	تیرے حیلوں سے ہے بہتر واقعی
احمقیم بس مبارک احمقی ست	کہ دلم با برگ و جانم متقی ست
ہوں میں احمق، ہے مبارک احمقی	دل ہے با سامان اور جاں متقی
گر تو خواہی کت شقاوت کم شود	جہد کن تا از تو حکمت کم شود
گر تو چاہے ہو شقاوت کم تری	سعی کرتا ہو یہ حکمت کم تری
حکمتے کز طبع آید و ز خیال	حکمتے نے فیضِ نورِ ذوالجلال
پائے جو حکمت خیال و طبع سے	فیض نورِ حق نہ وہ حکمت رکھے
حکمت دنیا فزاید ظن و شک	حکمت دیں لے کے جائے تا فلک
حکمتِ دنیا بڑھائے ظن و شک	حکمت دیں لے کے جائے تا فلک
روبہانِ زیرکِ آخر زماں	برفزودہ خویش بر پیشینیاں
اس زمانے کے جو ہیں روباہ عقل	اگلے لوگوں کی کیا کرتے ہیں نقل
حیلہ آموزاں جگرہا سوختہ	فعلہا و مکرہا آموختہ ؎
حیلے سیکھے اور جگر سوزاں ہوئے	اور حاصل مکر و فعل و فن کئے
صبر و ایثار و سخائے نفس و جود	بازدادہ کاں بود اکسیر سود
صبر و بخشش اور سخاوت نفس و جود	چھوڑ بیٹھے جو کہ تھے اکسیر سود

؎ یعنی اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اُن سے عاقل و برتر سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے
راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

فکر وہ ہے کھول دے جو راستے
راہ وہ ہے جس سے سلطانی ملے

شاہ آں باشد کہ از خود شہ بود
نے بہ مخزن ہا و گوہر شہ بود

شاہ وہ ہے جو ہے خود بادشاہ
گوہر و مخزن نہ ہوں اس کی پناہ

تا بماند شاہیِ او سرمدی
ہم چو عزِّ ملکِ دینِ احمدیؐ

تا ہو اس کی بادشاہت سرمدی
جس طرح ہے ملکِ دینِ احمدی

تا قیامت نیست شہ عشق را زوال
گشتہ دور از ملکِ او عین الکمال

حشر تک کیا شرع کو اس کی زوال
دُور اُس کے ملک سے عین الکمال

حضرتِ ابراہیمؑ ادہم کی کرامت

ہم ز ابراہیم ادہم آمد است
کو ز راہے بر آبِ بحر نشست

یہ ہے ابراہیم ادہم کی خبر
بیٹھے تھے اک دن کنارِ بحر پر

دلق خود می دوخت آں سلطان جاں
بانگ امیدے آمد آں جا ناگہاں

اپنی گدڑی سیتے تھے سلطان جاں
ایک دولت مند آیا ناگہاں

آں از اں گاں شیخ بود
شیخ را بشناخت سجدہ کرد زود

خادموں میں شیخ کے وہ شخص تھا
شیخ کو پہچان کر سجدہ کیا

خیرہ شد در شیخ و اندر دلقِ او
گشتہ دیگرگوں ز خلوت خلقِ او

شیخ کی گدڑی سے حیراں ہو گیا
اس کی خلوت سے پریشاں ہو گیا

کو رہا کرد آں چناں ملک شگرف
برگزید از فقر بس باریک حرف

سلطنت کس طرح اپنی چھوڑ دی
فقر کی کیوں یہ رہِ باریک لی

ترک کردہ ملکِ ہفت اقلیم را
می زند بر دلق سوزن چوں گدا

ترک کر کے ملک ہفت اقلیم کا
اپنی گدڑی سی رہا ہے جوں گدا

سلہ بُری آنکھ - چشم زخم +

Marfat.com

ملکِ ہفت اقلیم ضائع می کند	چوں گدا بر دلق سوزن می زند
کرتا ہے ساتوں ولایت رائگاں	جوں گدا سیتا ہے گدڑی بے گماں
شیخ واقف گشت از اندیشہ اش	شیخ چوں شیر است دلہا بیشہ اش
شیخ اس اندیشے سے واقف ہوئے	دل ہیں جنگل۔ شیخ مثل اک شیر کے
چوں رجا و خوف در دلہا رواں	نیست بر وے مخفی اسرار نہاں
جوں رجا و خوف ہے دل میں رواں	اس پہ کب مخفی ہیں اسرارِ نہاں
دل نگہ دار ید اے بے حاصلاں	در حضورِ حضرت صاحب دلاں
دل پہ رکھو آنکھ اے بے حاصلو	جب حضوری اہل دل کی تم کو ہو
پیش اہل تن ادب بر ظاہر است	کہ خدا از ایشاں نہاں و ساتر است
پیش اہل تن ادب ہے ظاہری	کیوں کہ اُن سے ہے نہاں اللہ بھی
پیش اہل دل ادب بر باطن است	زاں کہ دل شاں بر سرائر فاطن است
اور ادب ہے اہل دل کا باطنی	بھید اُن کے دل میں ہے اسرار کی
تو بعکسے پیش کوراں اہل جاہ	با حضور آئی نشینی یا بگاہ[1]
برخلاف اس کے تو پیش اہل جاہ	بیٹھتا ہے آکے سوئے پائے گاہ
پیش بینایاں کنی ترک ادب	نارِ شہوت را ازاں گشتی حطب
بے ادب اہل نظر سے تو ہوا	اس لئے ہے نارِ شہوت میں جلا
چوں نداری فطنت نور ہدے	بہر کوراں روے را می زن جلا
جب نہیں دانائی و نورِ ہدیٰ	واسطے اندھوں کے منہ پر دے جلا
پیش بیناياں حدث در روئے مال	نازمی کن با چنیں کندیدہ حال
پیش بینا تو بنے ناپاک رُو	بس کیا کر ناز اس حالت پہ تُو

[1] پاؤں رکھنے کی جگہ۔ جوتے اُتارنے کی جگہ۔

Marfat.com

شیخ سوزن زود در دریا فگند
خواست سوزن را بآواز بلند

شیخ نے جھٹ پھینکی دریا میں سوئی
پھر بُلایا اس کو اور آواز دی

صد ہزاراں ماہی اللّٰہے ؛
سوزن زر بر لب ہر ماہے

مچھلیاں لاکھوں وہاں آئیں چلی
سب کے منہ میں سونے کی اک سوئی تھی

سر برآورد و ندا از دریائے حق
کہ بگیر اے شیخ سوزنہائے حق

سر نکالا حق کے دریا سے وہاں
اور کہا اے شیخ حق کی سوئیاں

روبدو کردو بگفتش کاے امیر
ملک دل بہ یا چنیں ملکِ حقیر

شیخ نے اُس سے کہا کیوں اے امیر
ملک دل بہتر کہ وہ ملکِ حقیر ؟

ایں نشانِ ظاہر ست ایں ہیچ نیست
باطنے جوے و بظاہر برمایست

یہ نشاں ظاہر ہے، اور یہ کچھ نہیں
ڈھونڈ باطن کو، نہ ہو ظاہر نشیں

سوئے شہر از باغ شاخے آورند
باغ و بستاں را کجا آں جا برند

باغ سے اک شاخ لائیں شہر میں
باغ اور بستاں کو کیونکر لے چلیں

خاصہ باغ کیں فلک یک برگ اوست
بلکہ آں مغز ست ایں عالم چو پوست

باغ وہ ہے جس کا پتہ آسماں
مغز ہے وہ پوست ہے سارا جہاں

برنمی داری سوے آں باغ گام
بوئے افزوں جوے و کن دفع زکام

کیوں نہیں کرتا سوئے گلشن خرام
ڈھونڈ خوشبو، دُور ہو جس سے زکام

تا کہ آں بو جاذبِ جانت شود
تا کہ آں بو نورِ چشمانت شود

جاذبِ جاں تا کہ وہ خوشبو بنے
تا تری آنکھوں کو وہ روشن کرے

تا کہ آں بو سوئے بستانت کشد
وانماید مر ترا راہِ رشد

تا کہ وہ بو کھینچے سوئے بوستاں
راہ نیکی کی کرے تجھ پر عیاں

چشم نابینات را بینا کند
سینہ ات را سینۂ سینا کند

تیری اندھی آنکھ کو بینا کرے
تیرا سینہ، سینۂ سینا کرے

Marfat.com

گفت یوسفؑ ابن یعقوبؑ نبی	بہر بو القوا علیٰ وجہ ابی
بولے یوسف ایسی خوشبو کے لئے	رکھنا یہ کرتا پدر کے سامنے
بہر ایں بو گفت احمدؐ در عظات	وانما از قرۃ[52] عینی فی الصلوٰۃ
واسطے اس بو کے بولے مصطفیٰ	یہ نمازوں میں ہے آنکھوں کی ضیا
پنج حس بایک دگر پیوستہ اند	زانکہ ایں ہر پنج ز اصلے رستہ اند
ہیں ان پانچ حسوں ایک دگر پانچوں حسیں	ایک ہی جڑ سے اگی ہیں اصل میں
قوت ہر یک قوت باقی شود	ما بقی را ہر یکے ساقی شود
قوت سب کی قوت باقی رہے	باقیوں کی وہ ہر اک ساقی رہے
دیدن دیدہ فزاید عشق را	عشق اندر دل فزاید صدق را
آنکھ کے دیکھے سے افزوں عشق ہو	عشق ہی دل میں بڑھا دے صدق کو
صدق بیداریٔ ہر حس میشود	حسہا را ذوق مونس می شود
صدق سے بیداری حس ہے تمام	ذوق مونس ہے حسوں کا لاکلام
چوں یکے حس در دروں بگشادہ بند	ما بقی حسہا ہمہ مبدل شوند
ایک حس بھی دل میں کھل جاتی ہے جب	تو حسیں باقی بدل جاتی ہیں سب

[51] قرآن مجید میں ہے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا "اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا" یعنی میری قمیص لے جاؤ اور میرے باپ کے سامنے ڈال دو تاکہ وہ بینا ہو جائے ۔

[52] اقتباس حدیث شریف ہے کہ "احب الی من دنیاکم ثلاث الطیب و النساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ" یعنی تمہاری دنیا کی تین چیزیں مجھے پسند ہیں خوشبو۔ عورت اور نماز میں آنکھوں کی روشنی ۔

Marfat.com

عارف کے حواس کا نورِ غیب سے منوّر ہونا

چوں یکے حس غیر محسوسات دید	گشت غیبے بر ہمہ حسہا پدید
غیر محسوس ایک حس پر جب کھلا	سب حسوں پر غیب ظاہر ہو گیا
چوں بجوجست از گلہ یک گوسفند	پس بپایش جملہ زاں سُو بر جہند
بھیڑ اک گلے کی کو دے نر سے	پیچھے پیچھے اُس کے سب کُدّے چلے
گوسفندانِ حواست را بداں	در چرا از اخرج المرعیٰ چراں
بھیڑیں تو اپنے حواسوں کی ہنکا	اخرج المرعیٰ[1] کے کھیتوں میں چرا
تا در آں جا سنبل و ریحاں چرند	تا بہ گلزارِ حقایق رہ برند
تاکہ اس جا سنبل و ریحاں چریں	راستہ باغِ حقیقت کا وہ لیں
ہر حست پیغمبرِ حسہا شود	جملۂ حسہا در آں جنّت رود
تیری ہر حس ان حسوں کی ہو نبی	سب حسیں ہو جائیں تیری جنتی
حسہا با حسِّ تو گویند راز	بے زبان و بے حقیقت بے مجاز
تیری حس کو یہ حسیں بتلائیں راز	بے زباں اور بے حقیقت بے مجاز
کیں حقیقت قابلِ تحویلہاست	ویں توہم مایۂ تخییلہاست
یہ حقیقت دائی تحویلوں کی ہے	وہم پوچی ساری تخییلوں کی ہے
آں حقیقت کاں بود عین عیاں	ہیچ تاویلے نگنجد درمیاں
وہ حقیقت جو کہ ہو عین عیاں	اس میں تاویلوں کی گنجائش کہاں

[1] قولہ تعالیٰ عزوجل سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى۔ یعنی وہ ایسا خدا ہے جس نے دنیا کو پیدا کیا، پھر ہدایت دی۔ اور ایسا خدا جس نے چراگاہ زمین سے نکالی۔

Marfat.com

چونکہ ہر حس بندۂ حسِّ تو شد	مر فلکہا را نباشد از تو بُد
تیری ہی حس کی سب حسیں بندہ ہوئیں	تجھ سے کچھ افلاک کو چارہ نہیں
چونکہ دعویٰ می رود در ملک پوست	مغز آن کہ بُود قشر آن اوست
جب ہو ملکِ پوست میں دعویٰ کوئی	مغز جس کا ہے اسی کا پوست بھی
چوں تنازع افتد اندر تنگ گاہ	دانۂ آں کیست آں را کن نگاہ
اس جہاں میں جب کہیں جھگڑا پڑے	کس کا ہے دانہ۔ نظر میں رکھ اُسے
پس فلک قشر است و نور روح مغز	این پدیداست آں خفی زیں رُو ملغز
آسماں چھلکا ہے اور ہے مغز رُوح	یہ ہے ظاہر وہ خفی، اے پُر فتوح
جسم ظاہر روح مخفی آمدست	جسم، چوں آستیں جاں ہمچو دست
جسم ظاہر رُوح مطلق ہے نہاں	آستیں ہے جسم اور ہے ہاتھ جاں
باز عقل از روح مخفی تر بود	حس بسوئے روح ازاں زوتر رود
عقل پھر پوشیدہ تر ہے رُوح سے	جاتی ہے جھٹ حس سوئے رُوح اس لئے
اے جنبشے بینی بدانی زندہ است	ایں ندانی کو ز عقل آگندہ[1] است
دیکھے حرکت تو سمجھ لے زندہ ہے	یہ نہ سمجھے عقل سے آگندہ ہے
تا کہ جنبشہائے موزوں سر کند	جنبش مس را بدانش زر کند
تاکہ موزوں جنبشیں حساری رہے	جنبشِ مس کو خرد سے زر کرے
زاں مناسب آمدن افعالِ دست	فہم آید مر ترا گر عقل ہست
ہاتھ سے افعال جو صادر ہوں چست	سمجھے تو گر عقل ہو تیری درست
روح وحی از عقل پنہاں تر بود	زانکہ او غیب است و زاں سر بود
روح وحی اس عقل سے پوشیدہ تر	غیب کے ہے اُس سرے سے وہ مگر

[1] بھرا ہوا۔ لبریز +

Marfat.com

عقلِ احمدؐ از کسے پنہاں نشد	روح و حیش مدرک ہر جاں نشد
عقلِ احمدؐ کس سے پوشیدہ رہی	کون سمجھا روح لیکن وحی کی
روح وحیی را مناسبہاست نیز	در نیابد عقل کاں آمد عزیز
روح وحی کو ہیں اکثر نسبتیں	عقل ہے مجبوراں کے فہم میں
گہ جنوں بیند گہے حیراں شود	زانکہ موقوفست تا او آں شود
ہو کبھی دیوانی اور حیراں کبھی	عقل جب سمجھے کہ ہو[1] جائے وہی
چوں مناسبہائے احوالِ خضرؑ	عقلِ موسیٰؑ بود در فقر کدر
جیسے حالِ خضرؑ میں تھیں نسبتیں	عقلِ موسیٰؑ میل اُن کی آنکھ میں
نامناسب می نمود افعالِ او	بیشِ موسیٰؑ چوں نبود شرحِ حالِ او
نامناسب کام آتے تھے نظر	حال سے ان کے تھے موسیٰؑ بے خبر
عقلِ موسیٰؑ چوں شود در غیب بند	عقلِ موسےٰ چوں بود اے ارجمند
عقلِ موسیٰؑ غیب میں ہو جائے بند	موسیٰ کی پھر عقل کیا اے ارجمند!
علمِ تقلیدی بود بہرِ فروخت	چوں بیاید مشتری خوش بر فروخت
علمِ تقلیدی ہے بکنے کے لئے	مشتری جب آئے خوش خوش بیچ دے
مشتریِ علمِ تحقیقی حق است	دائما بازار او بارونق است
مشتری علمِ حقیقت کا خدا	رونق بازار رہتی ہے سدا
لب ببستہ مست در بیع و شریٰ	مشتری بیحد کہ اللہ اشتریٰ
مست ہیں خاموش، سودا ہے کھرا	مشتری لاکھوں۔ کہ گاہک ہے خدا
درسِ آدمؑ را فرشتہ مشتری	محرمِ درسش نہ دیو و نہ پری
درسِ آدمؑ کا فرشتہ مشتری	سمجھیں اُس کا درس کیا دیو و پری

[1] یعنی روحِ وحی ہو جائے +

Marfat.com

اٰدمؑ انبئھم باسما درس گو	شرح کن اسرارِ حق را مو بمو
اٰدمؑ انبئھمؑ باسما تھا سبق	یاد کر اور کھول دے اسرارِ حق
آنچناں کس را کہ کوتہ بیں بود	در تلوّن غرق و بے تمکیں بود
میں نے ایسے کو، جو ہو کوتاہ بیں	جس کی عادت ہو تلوّن ہا یقیں
موش گفتم زآنکہ در خاکست جاش	خاک باشد موش را جائے معاش
کہ دیا چوہا - کہ ہے خاک اس کی جا	خاک ہی ہوتی ہے چوہوں کی غذا
راہہا داند دلے در زیرِ خاک	ہر طرف لو خاک را کردہست چاک
جانتا ہے راستے، اور زیرِ خاک	خاک کو کرتا ہے وہ ہر سمت چاک
نفسِ موشے نیست الّا لقمہ زند	قدرِ حاجت موش را حصّے دہند
نقرۂ دزدیدہ نفسِ موش اخی !	قدرِ حاجت حِس ہے چوہے کو ملی
زآنکہ بے حاجت خداوندِ عزیز	می نبخشد ہیچ کس را ہیچ چیز
کیونکہ بے حاجت خداوندِ عزیز	بخشتا کب ہے کسی کو کوئی چیز
گر نبودے حاجتِ عالم زمیں	نافریدے ہیچ ربّ العالمیں
گر نہ ہوتی حاجت دنیا - زمیں	کب بناتا اس کو ربّ العالمیں
ویں زمینِ مضطرب محتاج کوہ	گر نبودے نافریدے پُر شکوہ
بھی زمین مضطرب محتاج کوہ	گر نہ ہوتی، کیوں انہیں ملتا شکوہ
ور نبودے حاجتِ افلاک ہم	ہفت گردوں نا دریدے از عدم
گر نہ ہوتی حاجت افلاک بھی	کرتے کیوں سات آسماں جلوہ گری

لہ قولہ تعالیٰ عزوجل: قَالَ یٰاٰدَمُ اَنْبِئْھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ الخ۔ یعنی خدائے تعالیٰ نے آدمؑ سے فرمایا کہ فرشتوں کو اسماء سکھادو۔ جب سکھادئے تو خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کے راز جانتا ہوں اور وہ بھی جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے +

Marfat.com

آفتاب ماہ و ایں استارگاں	جز بحاجت کے پدید آمد عیاں
چاند سورج اور تارے بے گماں	بے ضرورت کب ہوئے آخر عیاں
پس کمندِ ہست حاجت بود	قدرِ حاجت مرد را آلت بود
ہے کمند ہست حاجت اے اخی	قدرِ حاجت مرد کا آلہ بنی
پس بفزا حاجت اے محتاج زود	تا بجوشد از کرم دریائے جود
پس بڑھا محتاج! اپنی حاجتیں	جوش میں آجائیں اس کی رحمتیں
ایں گدایاں ہر زہ و ہر مبتلا	حاجت خود می نماید خلق را
یہ گدا ہیں مبتلا و ہرزہ جو	حاجت اپنی ہیں جتاتے خلق کو
کوری و تنگی و بیماری و درد	تا ازیں حاجت بجنبد رحمِ مرد
اندھاپن، تنگی و بیماری و درد	تاکہ اس حاجت سے کھائیں رحم مرد
ہیچ گویدناں دہید اے مردماں	کہ مرا مال است و انبار ہست و خواں
کوئی کہتا ہے کہ روٹی دو مجھے	مال ہے اور خوان ہیں گھر میں مرے
چشم تنہا دہست حق در کور موش	زانکہ بے چشمش چریدن ہست جوش
اندھا یوں حق نے چھچھوندر کو کیا	اندھی آنکھوں سے وہ چرتی ہے سوا
می تواند زیست بے چشم و بصر	فارغ است از چشم اندر خاک تر
وہ جیتی ہے بے چشم و بصر	آنکھوں سے فارغ ہے زیرِ خاک تر
جز بدزدی او بروں ناید ز خاک	تا کند خالق از آں دزدیش پاک
آئے باہر صرف چوری کے لئے	حق اسے تا پاک چوری سے کرے
بعد از آں پر یا بدو مرغے شود	چوں ملائک جانب گردوں رود
بعد از آں پر نکلیں اور وہ مرغ ہو	اور جائے جوں ملائک چرخ کو

ل بیہودہ +

Marfat.com

ہر زماں در گلشن شکر خندا	او برآرد ہمچو بلبل صد نوا
گلشن شکر خندا میں ہر گھڑی	صورتِ بلبل کرے نغمہ زنی
کارے ہا نندہ مرا از وصف زشت	اے کنندہ دوزخے را چوں بہشت
اے چھڑانے والے مجھ سے کارِ زشت	اے بنانے والے دوزخ کو بہشت
در یکے تیہے نہی تو روشنی	استخوانے را دہی سمع اے غنی
آنکھ کی چرلی میں رکھ دی روشنی	ہڈیوں کو دی سماعت اے غنی
چہ تعلق آں معانی را بجسم	چہ تعلق فہم اشیاء را باسم
جسم کو معنی سے کیا ہے واسطا	اسم سے ہے کیا تعلق فہم کا
لفظ چوں کرست و معنی طائرست	جسم جُو و روح آبِ سائرست
مرغ معنی اور ہے لفظ آشیاں	جسم ندی رُوح ہے آبِ رواں
در روانی روئے آب جوئے فکر	نیست بے خاشاک خوب زشت و کر
فکر ندّی پر روانی میں فتا!	آشیاں کا کوڑا ہے اچھا بُرا
او روان ہست و تو گوئی واقفست	او دوان ہست و تو گوئی عاکفست
وہ رواں ہے تو کہے ٹھہرا ہوا	وہ دواں ہے۔ تو کہے ٹھہرا ہوا
گر نبودے سیرِ آب از جا بجا	چیست بر دے نو بنو خاشاکہا
جا بجا پانی اگر جاری نہ ہو	کون لے جائے خس و خاشاک کو
ہست آں خاشاک صورتہائے فکر	نو بنو در می رسد اشکالِ بکر
ہے خس و خاشاک صورت فکر کی	جس کی شکلیں ہیں بہت نادر نئی
روئے آب جوئے فکر اندر روش	نیست بے خاشاکِ مجبوب و حشی
آبِ جو کی سطح پر فکرِ رواں	خوب یا بد اک ہے کوڑا بے گماں
قشرہا بر روئے ایں آبِ رواں	از ثمارِ باغِ غیبی شد دواں
چھلکے اس آبِ رواں پر ہیں رواں	جا بجا غیبی پھلوں کے بیگماں

Marfat.com

قشرہا را مغز اندر باغ جُو
زآنکہ آب از باغ می آید بجُو

باغ میں جا ڈھونڈ مغز ان چھلکوں کے
نہر میں آتا ہے پانی باغ سے

گر نہ بینی رفتنِ آبِ حیات
بنگر اندر جُوئے ایں سبز نبات

گر نہیں آتا نظر آبِ حیات
دیکھ تو ندّی میں یہ سبز نبات

آب جو آنجا ترا آید در نظر
زو کند قشرِ صور زود تر گذر

آب جو میں تیز پانی ہو رواں
چھلکے صورت کے ہیں بس اس میں دواں

چوں نہایت تیز شد ایں جُو رواں
غم نیاید در ضمیرِ عارفاں

جب نہایت تیز ندّی ہو رواں
غم دلِ عارف میں ٹھہرے پھر کہاں

چوں نہایت ممتلی بود و شتاب
پس نگنجد اندرو الّا کہ آب

ہو جو لبریز اور جاری ہو شتاب
پھر سمائے اور اُس میں کیا جز آب

ایک شیخ پر کسی کا تہمت لگانا

آں یکے یک شیخ را تہمت نہاد
کو بدہست و نیست در راہِ رشاد

ایک نے تہمت لگائی شیخ پر
یعنی ہے بد نیکیوں سے دُور تر

شارب خمر ہست و سالوس و خبیث
ہر مریداں را کجا باشد مغیث

ہے شرابی اور مکّار و خبیث
پھر مریدوں کا ہو وہ کیونکر مُغیث

آں یکے گفتش ادب را ہوش دار
خورد نبود ایں چنیں ظن بر کبار

ایک نے اُس سے کہا اے بے ادب
عیب جوئی ہے بڑوں کی خوب کب

دُور از و و دُور از اوصافِ او
کز سبیلے تیرہ گردد صافِ او

دُور ہے اُس سے اور اس کے وصف سے
اُس کا آب صاف یوں گدلا بنے

یا مُغیث فریاد رس ؛

Marfat.com

این چنیں بہتاں منہ بر اہل حق
رکھ نہ اہل حق پہ یوں بہتان تو

کایں خیال تست برگرداں ورق
یہ خیال خام ہے پہچان تو

این نباشد ور بود اے مرغ خاک
یہ غلط ہے اور اگر ایسا ہی ہو

بحر قلزم را ز مردار سے چہ باک
خوف کیا مردار سے ہو بحر کو

نیست دون القلتین حوض خرد
کم نہیں وہ قلتین[1] کا حوض سے

کش تواند قطرۂ از کار بُرد
ایک قطرہ جو اُسے گندہ کرے

آتش ابراہیم را نبود زیاں
آگ ابراہیم پر تھی بے زیاں

ہر کہ نمرود یست گومی ترس ازاں
ہو جو نمرود اُس کو آئے خوف ہاں

نفس نمرود است و عقل و جان خلیل
نفس ہے نمرود، عقل و جان خلیل

روح در عین است و نفس آں مد دلیل
روح ہے عین اور نفس اس کی دلیل

این دلیل راہ رہرو را بود
ہے دلیل راہ رہرو کے لئے

کو بہر دم در بیاباں گم شود
گم بیاباں میں جو ہر لحظہ رہے

واصلاں را نیست جز چشم و چراغ
واصلوں کو ہے فقط چشم و چراغ

از دلیل و راہ شاں باشد فراغ
ہے دلیل و راہ سے ان کو فراغ

گر دلیلے گفت آں مردِ وصال
گر دلیل اس نے کوئی پیدا بھی کی

گفت بہر فہم اصحاب جدال
وہ سمجھنے کے لئے لوگوں کے تھی

بہر طفلِ نو پدر تی تی کند
بچہ سے کہتا ہے تی تی باپ بھی

گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کند
گو ریاضی میں ہو عقل اس کی بڑی

کم نگردد فضلِ استاد از علو
کم نہیں ہو سکتا فضل اُستاد کا

گر الف چیزے ندارد گوید او
گر "الف خالی" پڑھائے اے فتا

[1] دو مٹکے جن میں ۱۲۰۰ رطل مراقی پانی سما سکے - اس قدر پانی گندگی سے ناپاک نہیں ہوتا +

Marfat.com

از پئے تعلیم آں بستہ دہن
از زبانِ خود بروں باید شدن

جس کا منہ ہے بند بس اس کے لئے
چھوٹنا بندِ زباں سے چاہئے

در زبانِ او بباید آمدن
تا بیاموزد ز تو او علم و فن

چاہئے اس کی زباں میں بولنا
تا وہ تجھ سے علم و فن سیکھے ذرا

پس ہمہ خلقان چو طفلانِ ویند
لازم ست آں پیر را در وقتِ پند

لوگ سب لڑکے ہیں گویا پیر کے
وقتِ پند اس کو یہی بس چاہئے

آں مریدِ شیخ بدگوینده را
آں بکفر و گمرہی آگنده را

اُس مریدِ شیخ نے اے باوفا
اُس سے جو تھا گمرہی میں مبتلا

گفت تو خود را مزن بر تیغ تیز
ہیں مکن با شاہ و با سلطاں ستیز

یوں کہا تو تیغ تیر اپنے نہ مار
بادشاہوں سے نہ کر تکرار یار

حوض با دریا اگر پہلو زند
خویش را از ہستی ہستی برکند

حوض دریا سے اگر چشمک رکھے
اپنی ہستی پر وہ پانی پھیر لے

نیست بحرے کو کراں دارد کہ تا
تیرہ گردد او ز مُردارِ شما

کوئی بحر ایسا نہیں۔ یہ جان لے
جو کہ گدلا ہو سکے مُردار سے

بحر را حدّ است و اندازہ بداں
شیخ و نورِ شیخ را نبود کراں

بحر کا اندازہ وحد ہے ضرور
شیخ بے حد، اور بے حد اُس کا نور

پیشِ بحرِ ہر چہ محدود ہست لاست
کل شیئ غیر وجہ اللہ فناست

سامنے بے حد کے ہے محدود کیا
ہے بس اللہ کے سوا ہر شے فنا

کفر و ایمان نیست آں جائیکہ اوست
زانکہ او مغز ست و ایں دو رنگ و پوست

وہ جہاں ہے کفر و ایماں بھی نہیں
پوست ہیں یہ، مغز ہے وہ بالیقیں

ایں فناہا پردۂ آں وجہ گشت
چوں چراغے خفیہ اندر زیرِ طشت

یہ فنا پردہ بنی اُس ذات کی
شمع جیسے طشت کے نیچے کوئی

Marfat.com

پس سر اپن تن حجاب آں سر است
پیش آں سر ایں سر تن کافر است

پس سر اس تن کا حجاب اس سر کا ہے
پیش اس کے سامنے کافر کا ہے

کیست کافر غافل از ایمانِ شیخ
کیست مُردہ بیخبر از جانِ شیخ

کون کافر، غافل ایمانِ شیخ
کون مُردہ، ناشناسِ جانِ شیخ

جاں نباشد جز خبر در آزموں
ہر کرا افزوں خبر جانش فزوں

امتحاں میں بس خبر ہی جان ہے
جاں فزوں۔ جس کو سوا پہچان ہے

جانِ ما از جانِ حیواں بیشتر
از چہ زاں رو کہ فزوں دارد خبر

جان حیوانوں سے اپنی خوب تر
کیونکہ اُن سے ہے زیادہ باخبر

پس فزوں از جانِ ما جانِ ملک
کو منزّہ شد ز حسِّ مشترک

جاں ہماری سے فزوں جانِ ملک
کیونکہ ہے محفوظِ حسِّ مشترک

وز ملک جانِ خداوندانِ دل
باشد افزوں تو تحیّر را بہل

اور فرشتوں سے بھی جانِ اہلِ دل
بڑھ کے ہے۔ حیرت سے کیوں ہے مضمحل

زاں سبب آدم سجودِ ایشاں بود
جانِ او افزوں تر است از بودِ شاں

آدم اُن کا اس لئے مسجود تھا
جانِ آدم تھی فرشتوں سے سوا

ورنہ بہتر را سجودِ دوں بری
امر کردن ہیچ نبود در خوری

کم کو ورنہ سجدہ گر بہتر کرے
حکم ایسا کس طرح موزوں رہے

کے پسندد عدل و لطفِ کردگار
کے گلے سجدہ کند در پیشِ خار

کب ہے یہ انصاف و لطفِ کردگار
پھول اگر سر کو جھکائے پیشِ خار

جان چو افزوں شد گذشت از انتہا
شد مطیعش جان جملہ چیزہا

انتہا سے گذری جب یہ جاں بڑھی
جان سب کی اس کی تابع ہو گئی

مرغ و ماہی دیدی و آدمی
زانکہ او بیش است ایشاں در کمی

جانور مچھلی پری اور آدمی
کیونکہ وہ ہے بیش، ان میں ہے کمی

Marfat.com

ماہیاں سوزن گرِ دلقش شوند	سوزناں را رشتہا تابع بوند
مچھلیاں خود تیری گدڑی کو سئیں	اور ڈورے تابع سوزن رہیں

حضرتِ ابراہیم ادہمؒ کا باقی رقصہ

چوں نفاذِ امرِ شیخ آں میرِ دید	زآمدِ ماہی شدش وجدے پدید
حکم یوں جاری جو دیکھا شیخ کا	مچھلیوں کو دیکھ کر وجد آ گیا
گفت اہ ماہی زسیراں آگہست	شہ تنے را کو لعینِ درگہست
بولا مچھلی۔ پیر سے آگاہ ہے	حیف وہ جو راندۂ درگاہ ہے
ماہیاں از پیر آگہ ما بعید	ما شقی زیں دولت و ایشاں سعید
مچھلیاں پیروں سے واقف، ہم بعید	ہم تو ہیں محروم دولت۔ وہ سعید
سجدہ کرد و رفت گریاں و خراب	گشت دیوانہ زعشقِ فتح باب
سجدہ کر کے خوب رویا اور گیا	عشق میں مرشد کے دیوانہ ہوا
پس تو اے ناشستہ رُو در چیستی	در نزاع و در حسد با کیستی
پس تو اے ناپاک! کیا جھگڑا ترا	کس سے تو جنگ و حسد ہے کر رہا
با دمِ شیرے تو بازی می کنی	بر ملائک ترکتازی می کنی
شیر کی دُم سے بہت ہے کھیلتا	حملہ رہتا ہے فرشتوں پر ترا
بد چہ می گوئی تو خیرِ محض را	ہیں تو رفعے کم شمر آں خفض را
تو بُرا کہتا ہے خیرِ محض کو	اس کو اعلیٰ مت سمجھ جو پست ہو
بد چہ باشد مسِّ محتاجِ مہاں	شیخ کہ بود کیمیائے بیکراں
بد ہے کیا؟ تانبا ہے۔ ناقص پر زیاں	شیخ کیا ہے؟ کیمیائے بیکراں
مس اگر از کیمیا قابل نبُد	کیمیا از مسّ ہرگز مس نشد
کیمیا سے مس اگر سونا نہ ہو	کیمیا مس سے کبھی تانبا نہ ہو

Marfat.com

بد چہ باشد سرکش آتش عمل
شیخ کہ بود عین دریائے ازل

کیا ہے بد؟ اک سرکش آتش عمل
شیخ کیا ہے؟ عین دریائے ازل

بد کہ باشد ظالم ظلمت فزا
شیخ کہ بود عکس انوار خدا

کیا ہے بد؟ اک ظالم ظلمت فزا
شیخ کیا ہے؟ عکس انوار خدا

بد چہ باشد آتشے پُر درد و سوز
شیخ آب کوثر است اندر تموز

کیا ہے بد؟ اک آگ ہے لبریز سوز
آب کوثر شیخ ہے، اور جانفزا دو

دائم آتش را بترساند ز آب
آب کے ترسید ہرگز ز التہاب

آگ کو ہر دم ڈرائے آب سے
شعلۂ آتش سے پانی کب ڈرے

در رخ مہ عیب بینی می کنی
در بہشتے خار چینی می کنی

چاند میں اور عیب بینی! واہ واہ
خلد میں، اور خار چینی، واہ واہ

گر بہشت اندر روی تو خار جو
ہیچ خار آں جا نیابی غیر تو

خلد میں جا کر جو ڈھونڈے خار تو
تو کہاں پائے بجز اپنے خار تو

می بپوشی آفتابے در گلے
رخنہ می جوئی ز بدرے کاملے

خاک تو سورج پہ ہے بس ڈالتا
بدر میں تو عیب ڈھونڈے برملا

آفتابے کو تباہد در جہاں
بہر خفاشے کجا گردد نہاں

آفتاب ایسا جو چمکائے جہاں
کب ہو چمگادڑ کی خاطر سے نہاں

عیبہا از ردِّ پیراں عیب شد
عیبہا از رشکِ پیراں غیب شد

عیب ردِّ پیر ہی سے عیب ہے
غیب رشک پیر ہی سے غیب ہے

بارے ار دُردی ز خدمت یار باش
در ندامت جاں کن و در کار باش

دُور اگر خدمت سے ہے تو بار ہو
کام کر اور دے ندامت جان کو

لہ تیز مزاج۔ گرم طبیعت ۔

Marfat.com

تا از آں راہت بسے می رسد	آب رحمت را چہ بندی از حسد
تا کہ آئے اک نسیم فرح مند	آب رحمت کو حسد سے کر نہ بند
گر تو دوری دور می جنباں تو دم	حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوْهَکُمْ
دور ہے، تو دور ہی سے سعی کر	تم جدھر بھی ہو، پھراؤ رخ ادھر
چوں خرے در گل فتد از گام تیز	دمبدم جنبد برائے عزم خیز
تیز چل کر جب کرے، کیچڑ میں خر	کوشش اٹھنے کی کرے گا زود تر
جائے را ہموار نکند بہر باش	داند او کہ نیست آں جائے معاش
کب کرے وہ رہنے کو ہموار جا	جب معاش اس کو نہ حاصل ہو ذرا
حسّ تو از حسّ خر کمتر بدست	کہ دل تو زاں دو صد بر بخست
حسّ خر سے بھی ہے کمتر حس تری	تو کہاں نکلا ہے کیچڑ سے ابھی
ورد حل تاویل رخصت می کنی	چوں ہمی خواہی کزاں دل برکنی
رہ کے کیچڑ میں ہیں تاویلیں وہی	ہے نکلنا اس سے کب خواہش تری
کایں روا باشد مرا من مضطرم	حق نگیرد عاجزے را از کرم
یعنی میں مضطر ہوں مجھ کو ہے روا	عاجزوں کو کب پکڑتا ہے خدا
خود گرفتستی تو چوں کفتار گور	ایں گرفتن را نہ بینی از غرور
صورت کفتار تو خود ہے پھنسا	کبر سے تجھ کو نہیں کچھ سوجھتا
می بگویند اندر آں کفتار نیست	از بروں جوئید کاندر غار نیست
کہتے ہیں کفتار اس جا پر نہیں	ڈھونڈو باہر غار کے اندر نہیں

۱؎ قولہ تعالیٰ عزّ وجلّ: حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوْهَکُمْ۔ تم جہاں کہیں رہو نماز ادا کرنے کے ارادے میں رہو۔ اور اپنے رخ مسجد الحرام کی جانب پھیرو۔

۲؎ زبجو۔

Marfat.com

نیست در سوراخ کفتار اے پسر — رفت تازاں و بسوئے آبخور
غار میں کفتار کب ہے اے پسر — پانی پینے کو گیا اے بے خبر!
ایں ہمی گویند و بندش می نہند — او ہمی گوید زمن کے آگہند
اس طرح کہ کر پکڑ لے ہیں اُسے — وہ یہ کہتا ہے کہ کب جانیں مجھے
گر زمن آگاہ بودے ایں عدو — کے ندا کردے کہ آں کفتار کو
ہوتے گر آگاہ دشمن مجھ سے ہاں — کہتے کیوں کفتار ہے وہ اب کہاں
تا کہ بربندند و بیروں کنند — غافل آں کفتار ازایں ریشخند
تاکہ باندھیں اور کریں باہر اُسے — ہے مگر کفتار غافل کر سے

ایک شخص اور حضرتِ شعیبؑ

آں یکے می گفت در عہدِ شعیبؑ — کہ خدا از من بسے دیدست عیب
کہتا تھا اک صاحب عہدِ شعیبؑ — مجھ سے دیکھے ہیں خدا نے لاکھ عیب
چند دید از من گناہ و جرمہا — وز کرم یزداں نمی گیرد مرا
جرم اُس نے سیکڑوں دیکھے مرے — اور نہ پکڑا مجھ کو فرطِ رحم سے
حق تعالیٰ گفت در گوشِ شعیبؑ — در جوابِ او فصیح از راہِ غیب
یوں شعیبؑ پاک سے حق نے کہا — غیب سے کانوں میں اُن کے دی ندا
کہ بگفتی چند کردم من گناہ — وز کرم نگرفت بر جرمم الٰہ
تو جو کہتا ہے کئے اتنے گناہ — باوجود اس کے رہا لطف الٰہ
عکس می گوئی و مقلوب اے سفیہ — اے رہا کردہ رہ و بگرفتہ تیہ
کہتا ہے برعکس تو اے بے شعور — راہ بھولا دشت میں تو یا ضرور
چند چندت گیرم و تو بے خبر — باسلاسل ماندۂ پا تا بسر
میں نے پکڑا تجھ کو تو ہے بے خبر — جکڑا ہے زنجیر میں تو سر بسر

Marfat.com

زنگِ تو بر توت اے دیگِ سیاہ	کرد سیمائے درونت را تباہ
زنگ کے پردوں نے اے دیگِ سیاہ	کر دیا ہے دل کا آئینہ تباہ
بر دلت زنگار بر زنگارہا	جمع شد تا کور شد ز اسرارہا
میل تیرے قلب میں ہے میل پر	ہو گیا اسرار سے تُو بے خبر
گر زند آں دُود بر دیگِ نوے	آں اثر بنماید ار باشد جوے
میل گر پھینکیں نئی اک دیگ پر	وہ اثر کر جائے، گو ہو مختصر
زآنکہ ہر چیزے بضد پیدا شود	بر سفیدی آں سیہ رسوا شود
ضد سے پیدا ہوتی ہے ہر چیز یار	ہو سفیدی پر سیاہی آشکار
چوں سیہ شد دیگ از تاثیرِ دُود	بعد ازاں روے کہ بیند دُود زود
جب دھوئیں سے دیگ کالی ہو چکی	پھر دھواں کیونکر نظر آئے کبھی
مردِ آہنگر کہ او زنگی بود	دُود را با رُوش ہمرنگی بود
مردِ آہنگر کہ اہلِ زنگ ہے	اُس کے چہرے سے دھواں ہمرنگ ہے
مردِ رُومی گر کند آہنگری	رویش ابلق گردد از دود آوری
مردِ رُومی گر کرے آہنگری	منہ دھوئیں سے اس کا ابلق ہو اجی
پس بداند زود تاثیرِ گناہ	پس بنالد زار و گوید کاے الٰہ
پس وہ تاثیرِ گنہ کی جان لے	روئے اور اللہ سے اپنے کہے
چوں کند اصرار و بد پیشہ کند	خاک اندر چشم اندیشہ کند
گر کرے ضد اور بد پیشہ کرے	خاک سے پُر چشمِ اندیشہ کرے
توبہ نندیشد گر شیریں شود	بر دلش آں جرم تا بیں شود
توبہ سے توبہ کی، اور شیریں ہوا	اُس کے دل پر جرم، وہ بدبیں ہوا
آں پشیمانی و یارب رفت از و	شد ستبر آئینہ زنگ زنج تو
وہ پشیمانی و یا ہُو، پھر کہاں	زنگ کی تہ آئینے پر ہے نہاں

Marfat.com

آہنش از نگہا خوردن گرفت
گوہرش را رنگ کم کردن گرفت

زنگ اس کے لوہے کو کھانے لگا
گوہر اُس کا رنگ کم پانے لگا

چوں نویسی کاغذ اسپید بر
آں نوشتہ خواندہ آید در نظر

سادہ کاغذ پر اگر تو کچھ لکھے
جو اُسے دیکھے۔ وہ فوراً پڑھ سکے

چوں نویسی بر سرِ نبوشتہ خط
فہم ناید خواندنش گردد غلط

تو لکھے لکھّے ہوئے خط پر اگر
کچھ نہ سمجھے اور غلط ہو سر بسر

کآں سیاہی بر سیاہی اوفتاد
ہر دو خط شد کور معنی رُو نداد

جب سیاہی پر سیاہی پڑ گئی
دونوں خط مہمل ہوئے سن اے اخی!

ور سوم بارہ نویسی بر سرش
بس سیہ کردی تو جانِ کافرش

تیسری بار اور اگر اُس پر لکھے
جانِ کافر کی طرح کالا کرے

پس چہ چارہ جز پناہِ چارہ گر
ناامیدی مسّ و اکسیرش نظر

کیا ہے چارہ جز پناہِ چارہ گر
یاس ہے مس، کیمیا اس کی نظر

ناامیدیہا بہ پیشِ او نہید
تا زدردِ بے دوا بیرون جہید

ناامیدی رکھ دے اُس کے سامنے
تاکہ درد بے دوا چھوڑے بچھے

چوں شعیبؑ آں نکتہا با او بگفت
زآں دمِ جاں در دلِ او گل شگفت

جب شعیبؑ اُس سے یہ نکتے کہہ چکے
اُس کے دل میں اور ہی کچھ گل کھلے

جانِ او نشنید وحیِ آسماں
گفت اگر بگرفت مارا کو نشاں

کچھ سنی اُس نے نہ وحیِ آسماں
بولا۔ پکڑا اس نے تو کیا ہے نشاں!

گفت یا رب دفعِ من می گو بداد
آں گرفتن را نشاں می جو بداد

بولے یارب مجھ کو رد اس نے کیا
پوچھتا ہے اب پکڑنے کا پتا

گفت ستّارم نگویم رازہاش
جز بیکے رمزے برائے ابتلاش

دی ندا حق نے کہ میں ستّار ہوں
امتحاناً بھید اک مجھ سے کہوں

Marfat.com

یک نشانے آنکہ می گیرم ورا
آنکہ طاعت دارد و صوم و دُعا

اک نشاں یہ ہے کہ پکڑا ہے اُسے
بہرِ طاعت اور روزوں کے لئے

از نماز و از زکوٰۃ و غیرِ آں
لیک یک ذرہ ندارد ذوقِ جاں

وہ نمازیں پڑھ کے دیتا ہے نکات
ذوقِ جاں سے ہے نہ حاصل کوئی بات

می کند طاعات و افعالِ سنی
لیک یک ذرہ ندارد چاشنی

نیک کام اور کرتا ہے طاعات بھی
اور مزہ اُس کا نہیں پاتا کبھی

طاعتش نغزست و معنی نغزنے
جوز ہا بسیار و در وے مغزنے

طاعتیں اچھی ہیں معنی ہیں بتر
ہیں بہت اخروٹ، خالی ہیں مگر

ذوق باید تا دہد طاعات بر
مغز باید تا دہد دانہ شجر

ذوق ہو تو ہو عبادت بار ور
مغز ہو اس میں تو دانہ دے شجر

دانۂ بے مغز کے گردد نہال
صورتِ بے جاں نباشد جز خیال

دانۂ بے مغز کب ہو گا نہال
صورتِ بے جاں فقط ہے اک خیال

چوں شعیبؑ این نکتہا بروے بخواند
از تفکّر ہمچو خر در گل بماند

جب شعیبؑ اُس سے یہ نکتے کہہ گئے
پھنس گیا کیچڑ میں وہ خر فکر سے

شیخ اور اُس کے طعنہ زن کا قصّہ

آں خبیث از شیخ می لائید ژاژ
کژ نگر باشد ہمیشہ عقلِ کاژ

شیخ کو بد کہہ رہا تھا وہ بُرا
عقل احول دیکھتی ہے کج سدا

کہ منم بر حالِ زشتِ او گواہ
خمر خوارست و بدو کارش تباہ

کہتا تھا ہوں اُس کی حالت کا گواہ
ہے شرابی اور بد کار و تباہ

دیدمش اندر میانِ مجلسے
اوز تقویٰ عاری استو مفلسے

میں نے اک مجلس میں دیکھا ہے اُسے
ہے وہ مفلس دُور ہے پرہیز سے

Marfat.com

ورکہ باور نیستت خیز امشباں	تا ببینی فسقِ شیخت را عیاں
نہ ہو باور تو چل کر رات کو	فسق اپنے شیخ کا تم دیکھ لو
شب بہ بُردش بر سرِ یک روزنے	گفت بنگر فسق و عشرت کردنے
لے گیا وہ شب کو اک روزن کے پاس	اور کہا لے دیکھ فسق اے ناشناس
بنگر آں سالوس روز و فسقِ شب	روز ہمچوں مصطفیٰ اشب بولہب
بولا مگر روز دیکھ اور فسق شب	مصطفیٰ ہے دن کو شب کو بولہب
روز عبداللہ اورا گشتہ نام	شب لحوذ باللہ و در دست جام
دن کو عبداللہ ہے گو اس کا نام	شب کو استغفار اور ہاتھوں میں جام
دید شیشہ در کفِ آں شیخ پُر	گفت شیخا مر ترا ہم ہست عُرّ
شیخ کے ہاتھوں میں شیشہ تھا بھرا	بولا کیوں اے شیخ یہ کیسی ریا
تو نمی گفتی کہ در جامِ شراب	دیو می میزد شتاب اندر شتاب
تو تو کہتا تھا کہ نے میں بالیقیں	کرتا ہے پیشاب شیطانِ لعیں
گفت جامم را چناں پُر کردہ اند	کاندروش می نگنجد یک سپند
بولا میرا جام ہے اتنا بھرا	اس میں گنجائش نہیں باقی ذرا
بنگر ایں جا ہیچ گنجد ذرّۂ	ایں سخن را گر شنیدہ غرّۂ
دیکھ ذرّے کی سمائی بھی نہیں	سننے والے نے سنا کہ تھا لعیں
جامِ ظاہر خمرِ ظاہر نیست ایں	دُور دار ایں رازِ شیخ دُور بیں
یہ نہیں سمجھ ظاہری جام و شراب	شیخ سے دُور اس کو جان اے باحجاب
جامِ مے ہستیِ شیخ ست اے فلیو	کاندرو اندر نہ گنجد بول دیو
شیخ کی ہستی ہے ایسا جام مے	اس میں کب ایسا سماتا بول ہے
پُر و مالا مال از نورِ حق است	جامِ تن بشکستہ نورِ مطلق است
نورِ حق سے پُر ہے اس کو دیکھ لے	جامِ تن ٹوٹا ہے نورِ ذات سے

Marfat.com

نورِ خورشید ار بیفتد بر حدث
او ہماں نور ست نپذیرد خبث

گندگی پر چکے تو پھر اگر
اس پہ کیونکر گندگی کا ہو اثر

شیخ گفت این خود نہ جام ست و نہ مے
ہیں بزیر آ منکرا ننگ بوے

شیخ بولا یہ نہ ہے جام اور نہ مے
نیچے آ کر دیکھ اس کو ہے جو شے

آمد و دید انگبینِ خاص بود
کور شد آں دشمنِ کور و کبود

آیا اور دیکھا تو خالص شہد تھا
رُو سیہ دشمن تھا اندھا ہو گیا

گفت پیر آدم مرید خویش را
رَو برائے من بجو مے اے کیا

بولا پیر اپنے مریدِ خاص سے
لا شراب اس وقت تو میرے لیے

کہ مرا رنجے ست مضطر گشتہ ام
من ز رنج از مخمصہ بگذشتہ ام

مجھ کو ہے تکلیف اور ہوں بے قرار
مخمصہ کو بھی میں اب بھولا ہوں یار

در ضرورت ہست ہر مردار پاک
بر سرِ منکر ز لعنت باد خاک

ہے ضرورت میں ہر اک مردار پاک
ہو سرِ منکر پہ لعنت اور خاک

گردِ خمخانہ برآمد آں مرید
بہرِ شیخ از ہر خمے آدمی چشید

پہنچا بھٹی پر مریدِ باصواب
اور ہر مٹکے سے چکھی کچھ شراب

در ہمہ خمخانہا او مے ندید
گشت بدپُر از عسل خُم نبید

بھٹیوں میں مے نہ دیکھی دستیاب
بھر گئے تھے شہد سے خُم فوراً

گفت مے آرندا ایں چہ حالست این چہ کار
ہیچ خمے در نمی بینم عقار۔

بولا رند وا ہے یہ کیا چال خراب
ایک بھی خم میں نہیں ہاتی شراب

جملہ رنداں نزدِ آں شیخ آمدند
چشمِ گریاں دست بر سر می زدند

رند سب اس شیخ کے پاس آ گئے
روتے تھے اور اپنے سر تھے پیٹتے

۱۵ غمِ عظیم ۔

Marfat.com

در خرابات آمدی شیخ اجل
جملہ مے ہا از قدومت شد عسل

میکدہ میں آگئے اے شیخ اجل
کر دیا تو نے شرابوں کو عسل

کردۂ مے را تو مبدل از حدث
جان ما را ہم بدل کن از خبث

شے میں تبدیل کی تو نے شراب
جاں بدل دے تو ہماری بھی شتاب

گر شود عالم پُر از خون ہا لال ہا
کے خورد بندہ خدا الّا حلال

سب جہاں گر خون سے ہو مالا مال
کھائے کب بندہ خدا کا جز حلال

حضرتِ عائشہؓ صدّیقہ اور رسولِ مقبولؐ

عائشہ رضؓ روزے بہ پیغمبرؐ بگفت
یا رسولؐ اللہ تو پیدا و نہفت

عائشہ رضؓ پوچھیں نبیؐ سے بے گماں
یا رسولؐ اللہ ظاہر اور نہاں

ہر کجا باشد نمازے می کنی
می رود در خانہ ناپاک و دنی

پڑھ لیتے ہیں ہر اک جا۔ نماز
گھر میں ہر جا پاک کب ہے پاکباز!

گرچہ می دانی کہ ہر طفل پلید
کرد مستعمل بہر جا کہ رسید

جانتے ہیں آپ نجسؔ ہر کہیں
کرتے ہیں ناپاک پھر پھر کر زمیں

بے مصلیٰ می گزاری تو نماز
ہر کجا روئے زمیں بگشائے راز

بے مصلّیٰ آپ پڑھتے ہیں نماز
ہر زمیں پر اس میں آخر کیا ہے راز

گفت پیغمبرؐ کہ از بہر مہاں
حق بجس را پاک گرداند بداں

بولے پیغمبرؐ۔ بزرگوں کے لئے
حق زمیں کو پاک کر دے۔ جانیے

رو کہ سجدہ گاہ ما را لطف حق
پاک گرداند تا ہفتم طبق

پاک کی حق نے ہماری سجدہ گاہ
ساتویں طبقے تلک بے اشتباہ

ہاں و ہاں ترک حسد کن با مہاں
ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں

ہاں! بزرگوں سے حسد تو چھوڑ دے
تا نہ تو ابلیس دنیا میں بنے

Marfat.com

کو اگر زہرے خورد شہدے شود
تو اگر شہدے خوری زہرے بود

زہر بھی کھائے جو وہ۔ تو شہد ہو
شہد تو کھائے تو کھائے زہر کو

کو بدل گشت و بدل شد کار او
لطف گشت و نور شد مر نار او

وہ جو بدلا اُس کے بدلے کام بھی
آگ اس کے حق میں رحمت ہو گئی

قوّتِ حق بود مر ابابیل را
ورنہ مُرغے چون کشد مر پیل را

تھیں ابابیلوں میں حق کی قوتیں
کیا پرندے ورنہ ہاتھی سے لڑیں

لشکرے را مُرغکے چندے شکست
تا بدانی کاں صلابت از حق ست

کچھ پرندوں نے ہرایا فوج کو
تھا وہ زورِ حق، تجھے معلوم ہو

گر ترا وسواس آرد زیں قبیل
رو بخواں تو سورۂ اصحاب فیل

وسوسہ ہو کچھ جو تجھے کرے دلیل
جا تو پڑھ لے سورۂ اصحاب فیل

در کنی با او مری دیگری
کافرم گر تو ازایشاں بُوبری

اور اگر تو ہمرہی اس سے کرے
میں ہوں کافر گر تو اس کی بو بھی لے

چوہے کا اونٹ کی نکیل کھینچنا

مُوشکے در کف مہارِ اُشترے
در ربود و شد دواں او از مرے

چوہے نے اک اونٹ کی پکڑی مہار
اور دوڑا اک طرف نخوت شعار

اشتر از چستی کہ با او شد رواں
موش غرّہ شد کہ ہستم پہلواں

اونٹ چستی سے تھا ساتھ اس کے رواں
چوہا سمجھا میں بھی ہوں اک پہلواں

بر شتر زد پرتو اندیشہ اش
گفت بنمایم ترا تو باش خوش

اونٹ پر اندیشہ کا پرتو پڑا
بولا بتلاتا ہوں۔ آگے چل ذرا

لہ اصحابِ فیل کے قصّے کی طرف اشارہ ہے جو کعبہ ڈھانے کے لئے آئے تھے۔ اور جنہیں ابابیلوں نے شکست دی تھی۔

Marfat.com

تا بیامد بر لب جوئے بزرگ	کاندر و گشتے زبوں پیل سترگ
پہنچے اک ندّی پہ وہ دونوں شتاب	جس میں ہاتھی جائے تو ہو غرق آب
موش آں جا ایستاد و خشک گشت	گفت اشتر اے رفیق کوہ و دشت
جو ٹھہرا اور ٹھٹھر کر رہ گیا	اونٹ بولا، اے رفیق باصفا
ایں توقف چیست حیرانی چرا	پا بنہ مردانہ اندر جو در آ
کیوں ہے ٹھہرا اور حیرانی ہے کیا	بڑھ کے مردوں کی طرح ندی میں آ
تو تلاوزی و پیش آہنگ من	درمیاں رہ مباش وتن مزن
رہنما ہے پیش رَو ہے تو مرا	راستہ کھوٹا نہ کر ہاں - چل ذرا
گفت ایں آبے شگرفست و عمیق	من ہمی ترسم زغرقاب اے رفیق
بولا یہ ندّی عجب ہے اور عمیق	ڈوبنے سے میں ہوں ڈرتا اے رفیق
گفت اشتر تا ببینم حدِّ آب	پا درو بنہاد آں اشتر شتاب
اونٹ بولا- دیکھ لوں پانی ذرا	پاؤں پھر ندّی میں اس نے رکھ دیا
گفت تا زانوست آبے کور موش	از چہ حیراں گشتی و رفتی زہوش
اور کہا پانی ہے گھٹنوں تک یہاں	ہوش کیوں کھوتا ہے اپنے رائگاں
گفت مورِ تست ما را اژدہاست	کہ ز زانو تا بزانو فرقہاست
بولا مجھ کو چیونٹی اژدر ہے مجھے	فرق ہیں زانو سے زانو تک بڑے
گر ترا تا زانوست اے پُر ہنر	مر مرا صد گز گذشت از فرق سر
تیرے گھٹنوں تک اگر پانی رہا	میرے سر سے سو گز اونچا جائے گا
گفت گستاخی مکن بار دگر	تا نسوزد جسم و جانت زیں شرر
بولا اب کرنا نہ گستاخی کبھی	ورنہ تیری جان تک جل جائے گی
تو مری با مثلِ خود موشاں بکن	با شتر مر موش را نبود سخن
ہمسری کر اپنے جیسے چوہوں سے	باتیں کیا چوہا کرے ساتھ اونٹ کے

Marfat.com

گفت توبہ کردم از بہرِ خُدا
بگذراں زیں آبِ مُہلک مرمرا

بولا-توبہ کی خدا کے واسطے
پار کر دے اب تو ندّی سے مجھے

رحم آمد مر شتر را گفت ہیں
برجہ و برگردبانِ من نشیں

رحم آیا اونٹ کو بولا کہ آ ؏؏
کُود-اور کوہان پر تُو بیٹھ جا

ایں گذشتن شد مسلّم مرمرا
بگذرانم صد ہزاراں چوں ترا

پار کر دینے کا میں ہوں ذمّہ دار
لاکھوں تجھ جیسوں کو لے جاؤں میں پار

چوں پیمبر نیستی پس رَو براہ
تا رسی از چاہ روزے تو بجاہ

ہے نہ پیغمبر - چل اپنی راہ تُو
تاکہ پہنچے چاہ سے تا جاہ تُو ؏؏

تو رعیّت باش چوں سلطاں نہٗ
تنگ مراں چوں مردِ کشتیباں نہٗ

تو رعیّت بن، اگر سلطاں نہیں
کھے نہ کشتی کو، جو کشتیباں نہیں

چوں نہٗ کامل دُکاں تنہا مگیر
دست خوش می باش تا گردی حمیر

گر نہیں کامل - نہ لے تنہا دکاں
پیش خدمت بن، کہ تو پائے اماں

چونکہ آزادیت نامد بندہ باش
ہیں مپوش اطلس بود در زندہ باش

تجھ کو آزادی نہیں - تو بن غلام
چھوڑ اطلس، اور رکھ گدڑی سے کام

اَنصِتُوا را گوش کن خاموش باش
چوں زبانِ حق نگشتی گوش باش

اَنصِتُوا سُن اور پھر خاموش ہو
تو زبانِ حق نہیں، تو گوش ہو

ور بگوئی شکلِ استفسار گو
با شہنشاہاں تو مسکیں وار گو

اور کہے بھی کچھ تو کر مثلِ سوال
بادشاہوں سے غریبوں کی مثال

؏؏ قولہ تعالیٰ عزّ وجل :- وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ - جس وقت کلام خدا پڑھا جائے - پس سنو اور خاموش رہو - شاید تم پر رحمت کی جائے ۔

Marfat.com

ابتدائے کبر و کیں از شہوت است	راسخی شہوت از عادت است
ابتدائے کبر و کیں شہوت سے ہے	اس کا استحکام پھر عادت سے ہے
چوں عادت گشتہ محکم خوئے بد	خشم آید بر کسے کت واکشد
ہوتی ہے عادت سے محکم خوئے بد	روکنے والے سے ہوتا ہے حسد
چونکہ تو گلخوار گشتی ہر کہ او	واکشد از گل ترا باشد عدو
مٹی تو کھاتا ہے جو روکے تجھے	دشمن اپنا تو سمجھتا ہے اسے
بت پرستاں چونکہ خو با بت کنند	مانعان راہِ بتاں را دشمن اند
بت پرستوں کی جو خو ہو بت گری	منع کرنے والوں سے ہے دشمنی
چونکہ کرد ابلیس خو با سروری	دید آدم را بتحقیر از خری
چونکہ تھی ابلیس کی خو سروری	دیکھ کر آدم کو تھی تحقیر کی
کہ بہ از من سرورے دیگر بود	تا کہ او مسجود چوں من کس شود
مجھ سے بہتر کون ہے وہ دوسرا	جو مرے سجدوں کے قابل ہو گیا
سروری زہریست مر آں روح را	کہ بود تریاق لانے ز ابتدا
سروری ہے زہر جو اس روح کے	جس کو تریاقیت اول سے ملے
کوہ اگر پُر مار شد باکے مدار	کہ بود اندر دروں تریاق زار
کوہ میں گر سانپ ہوں تو خوف کیا	کیونکہ تریاق اس کے اندر ہے بھرا
سروری چوں شد دماغت را ندیم	ہر کہ بشکستت شود خصم قدیم
سروری جب ہو دماغوں کی ندیم	جو اسے توڑے وہ ہے دشمن قدیم
چوں خلاف خوئے تو گوید کسے	کینہا خیزد ترا با او بسے
جو کہے کچھ تیری عادت کے خلاف	دشمنی اس سے تجھے ہو جائے صاف
کو مرا از خوئے من برمی کند	خویش را بر من چو سروری کند
یعنی میری خو سے ہے بیزار وہ	اور بنتا ہے مرا سردار وہ

Marfat.com

چوں نباشد خوئے بد سرکش درو	کے فروزد از خلاف آتش درو
گر نہ ایسی خوئے سرکش اس میں ہو	دشمنی کی کیوں پھر آتش اس میں ہو
چوں نباشد خوئے بد محکم شدہ	کے فروزد از خلاف آتشکدہ
خوئے بد محکم نہ ہو جائے اگر	دشمنی سے آگ کیوں ہو تیز تر
با مخالف او مدارا می کند	در دلِ او خویش را جا می کند
کرتا ہے خاطر مخالف جان کر	اس کے دل میں ہے بناتا اپنا گھر
زانکہ خوئے بد بگشتت استوار	مورِ شہوت شد ز عادت ہمچو مار
خوئے بد تیری ہوئی ہے استوار	چیونٹی شہوت کی بنی ہے مثل مار
مارِ شہوت را بکش در ابتدا	ورنہ اینک گشتہ مارت اژدہا
مارِ شہوت کو تو پہلے کر فنا	سانپ بن جائے گا ورنہ اژدہا
لیک ہر کس مور بیند مارِ خویش	تو ز صاحبدل کن استفسارِ خویش
سانپ سب کو چیونٹی آتا ہے نظر	اہل دل سے جا کے استفسار کر
تا نشد زر مس نداند من مسم	تا نشد شہ دل نداند مفلسم
مس نہ ہو زر تو نہ جانے مس ہوں میں	شاہ ہو تو جانے دل مفلس ہوں میں
خدمتِ اکسیر کن مس وار تو	جور می کش اے دل از دلدار تو
مس کی صورت خدمتِ اکسیر کر	جور اٹھا دلدار کے اے دل۔ مگر
کیست دلدار اہل دل نیکو بداں	کہ چو روز و شب جہاند از جہاں
کون ہیں دلدار۔ جو ہیں اہل دل	بھاگتے ہیں اس جہاں سے متصل

ایک کشتی سوار شیخ کی کرامت

عیب کم گو بندۂ اللہ را	مشہم کم کن بدزدی شاہ را
حق کے بندوں کا نہ ہو تو عیب جو	کر نہ شہ کو متہم چوری سے تو

Marfat.com

در بباشی ہیچ ہیچ از ہیچیاں	پس برو بر دیو باشی مستہاں
اور اگر تو ہے بُرد سے بھی بُرا	جا۔ تجھے شیطاں بھی رُسوا جانے گا
بود درویشے درون کشتیے	ساختہ از رختِ مردے پشتیے
ایک کشتی میں کوئی درویش تھا	غیر کے ساماں کو تکیہ تھا کیا
یاوہ شد ہمیانِ زر او خفتہ بود	جملہ را جُستند او را ہم نمود
سونے میں سونے کی تھیلی گم ہوئی	لی تلاشی اس کی سب کے ساتھ ہی
کیں فقیرِ خفتہ را جوئیم ہم	کرد بیدارش زعم صاحب دِرم
سونے والے کی تلاشی لیں گے ہم	وہ جگانے آیا جس کے تھے دِرم
کہ دریں کشتی چرمداں گم شدست	جملہ را جُستیم نتوانی تو رست
اور بولا چمڑے کی تھیلی ہے گم	سب کو ڈھونڈا اب نہیں بچ سکتے تم
دلق بیروں کن برہنہ شو ز دلق	تا ز تو فارغ شود او ہم خلق
ہو برہنہ اور گدڑی کو اُتار	تا ہو وہم خلق سے تُو رستگار
گفت یا ربّ غلامت ایں خساں	تہمتے کردند فرماں در رساں
بولا۔ یارب لوگ بندے پر ترے	رکھتے ہیں الزام، کوئی حکم دے
یَا غِیَاثِیْ عِنْدَ کُلِّ کُرْبَۃٍ	یَا مُعَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ شَہْوَۃٍ
اے کہ تو ہے رنج میں فریادرس	اے کہ تو مامن ہے وقتِ ہوس
یَا مُجِیْبِیْ عِنْدَ کُلِّ دَعْوَۃٍ	یَا مَلَاذِیْ عِنْدَ کُلِّ مِحْنَۃٍ
اے کہ تو ہر دم دُعا میری سُنے	اے کہ ہر تکلیف میں یاور بنے
چوں بَرد آمد دلِ درویش از آں	سر بروں کردند ہر سُو در زماں
جب دلِ درویش میں یوں درد اُٹھا	سر نکالا ہر طرف سے بر ملا
صد ہزاراں ماہی از دریائے ژرف	در دہانِ ہر یکے دُرِّ شگرف
لاکھوں ہی دریا سے نکلیں مچھلیاں	سب کے منہ میں ایک موتی تھا گراں

Marfat.com

ہر یکے دُرّے خراجِ مُلکتے	کز الٰہ است ایں ندارد شرکتے
ایک موتی تھا خراج اک مُلک کا	وہ خدا کے تھے، ہو شرکت ان میں کیا
دُرِّ چند انداخت در کشتی و جست	مر ہوار اساخت کرسی و نشست
چند اس کشتی میں موتی ڈال کر	بیٹھا کرسی ہوا پر بے خطر
خوش مربع چوں شہان بر تختِ خویش	او فرازِ اوج و کشتی اش بہ پیش
جیسے شہ ہو تخت پر اپنے عیاں	وہ تھا اونچا نیچے کشتی تھی رواں
گفت کایں کشتی شما را حق مرا	تا نباشد با شما دزدِ گدا
بولا کشتی ہے تمہاری۔ حق مرا	وہ نہ چاہے۔ تم میں ہو دزدِ گدا
تا کرا باشد خسارت زیں فراق	من خوشم جفتِ حق و با خلق طاق
دیکھو کس کو ہے جدائی سے زیاں	واصلِ حق ہوں میں سب سے دُور رواں
نے مرا او تہمت دُزدی نہد	نے مہارم را بغمّازے دہد
وہ نہ مجھ پر چوری کی تہمت رکھے	اور نہ میری باگ غمّازوں کو دے
بانگ کردند اہلِ کشتی کاے ہمام	از چہ دادندت چنیں عالی مقام
اہلِ کشتی نے ندا دی اے ہمام	تجھ کو یہ کیونکر ملا عالی مقام
گفت از تہمت نہادن بر فقیر	وز حق آزاری پئے چیزے حقیر
بولا تہمت رکھی تم نے بے خبر!	اور حق آزاری کی ادنیٰ چیز پر
حاش للہ بل ز تعظیمِ شہاں	کہ نبودم بر فقیراں بدگماں
وہ تو عزت میں ہیں شاہوں سے فزوں	بدگمانی میں فقیروں سے رکھوں؟
آں فقیرانِ لطیفِ خوش نفس	کز پئے تعظیمِ شاں آمد عبس
وہ فقیرانِ لطیف اور خوش نفس	آیا ہے تعظیم میں جن کی۔ عبس[۱]

[۱] بزرگ۔
[۲] "عَبَسَ وَتَوَلّٰی" (جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے)۔

Marfat.com

آں فقیرے بہر پیچا پیچ نیست	بل پیئے آنکہ بجز حق ہیچ نیست
ان فقیروں میں کہاں کچھ پیچ ہے	جز خدا سب ان کے آگے ہیچ ہے
متہم چوں دارم آنہا را کہ حق	کردا مین مخزنِ ہفتم سبق
متہم کیا کیجئے ان کو کہ حق	ہے امانت دے چکا ہفتم طبق
متہم نفس است نے عقلِ شریف	متہم حس است نے نورِ لطیف
متہم ہے نفس نے عقلِ شریف	متہم حس ہے نہیں نورِ لطیف
نفس سوفسطائی آمد می زنش	کشتن دن سازد نہ حجت گفتنش
نفس سوفسطائی ہے کرتل اسے	پند لا حاصل، مرے گا مار سے
معجزہ بیند فروزد آں زماں	بعد ازاں گوید خیالے بود آں
معجزہ دیکھے تو خوش ہو اس گھڑی	پھر کہے یہ تو خیالی بات تھی
در حقیقت بودے آں دیدِ عجب	پس مقیم چشم بودے روز و شب
فی الحقیقت معجزہ ہوتا اگر	رات دن آنا لگا ہوں کو نظر
آں مقیم چشم پاکاں می بود	نے قرین چشم حیواں می شود
ہوتا ہے وہ چشم پاکاں میں مقیم	اور نہیں ہے چشم حیواں میں مقیم
کاں عجب زیں حس بدارد عار و ننگ	کے بود طاؤس اندر چاہِ تنگ
معجزہ اس حس سے رکھے عار و ننگ	کب ہے ممکن مور ہو اور چاہِ تنگ
تا نگوئی مر مرا بسیار گو	من ز صد یک گویم و آں ہم چو مو
تا نہ تم کہ دو مجھے بسیار گو	سو کی میں اک بات کہتا ہوں سنو

سلہ سوفسطائی اُسے کہتے ہیں جو دُنیا کو نمود ہے بُود اور محض خیال سمجھتا ہے +

Marfat.com

ایک صوفی پر صوفیوں کی طعنہ زنی

صوفیاں بر صوفیے شنعت زدند	پیشِ شیخِ خانقاہے آمدند
صوفیوں نے طعنہ صوفی کو دیا	آگے شیخ خانقہ کے بر ملا
شیخ را گفتند دادِ جانِ ما	تو ازیں صوفی بخواہ اے پیشوا
بولے فریادی ہماری جان ہے	داد اس صوفی سے لے ایک بار
گفت آخر چہ گلاست اے صوفیاں	گفت ایں صوفی سہ خود دارد گراں
بولا اخر کیوں شکایت تم نے کی	بولے اس میں تین باتیں ہیں بری
در سخن بسیار گو ہمچوں جرس	در خورش افزوں خورد از بیست کس
باتیں کرتا ہے بہت مثلِ جرس	کھاتا ہے اتنا کہ کھائیں بیس کس
در نجسپد ہست چوں اصحاب کہف	صوفیاں کردند پیشِ شیخ زہف
سونے میں بالکل ہے اہل کہف سا	صوفیوں نے یوں اسے رسوا کیا
شیخ رُو آورد پیشِ آں فقیر	کہ بہر حالے کہ ہست اوساط گیر
شیخ اس صوفی سے بولا قال میں	چاہیئے اوسط تجھے ہر حال میں
در خبر خیرُ الاُمُورِ اَوْسَاطُہَا	نافع اندر اعتدال اخلاطہا
قول ہے خیر الامور اوساطہا[1]	ہو گا نافع اعتدال اخلاط کا
گر یکے خلطے فزوں شد از غرض	در تنِ مردم پدید آید مرض
گر غرض سے ہو فزوں اک خلط بھی	تو مرض میں مبتلا ہو آدمی
بر قرینِ خویش مفزاید صفت	کاں فراق آرد یقیں در عاقبت
تو صفت میں بڑھ نہ اپنے یار سے	کیونکہ یہ آخر جدائی ڈال دے

[1] حدیث شریف میں ہے کہ "خیر الامور اوساطہا" یعنی تمام کاموں کا بہترین حصہ اوسط ہے +

Marfat.com

انبیٰ بود با اندازہ لیک	ہم فزوں آمد ز گفتِ یارِ نیک
نبی موسیٰ کو کہ انداز سے تھا	گفتگوئے یار سے کچھ بڑھ گیا
آں فزونی با خضرؑ آمد شقاق	گفت رو تو مکثری ھٰذا فراق
خضرؑ سے دور اس فزونی نے کیا	بولے اے بسیار گو۔ بس دور جا
موسیا بسیار گوئی در گذر	چند گوئی رو وصال آمد بسر
موسیا بسیار گوئی دور شو	ورنہ با من گنگ باش و کور شو
موسیا بسیار گو ہے۔ دور ہو	ورنہ میرے ساتھ گنگ و کور ہو
ور نرفتی ز ستیزہ شستہ	تو بمعنی رفتہ بگسستہ ۲
گر نہ جائے اور یونہی بیٹھا رہے	ہو شکستہ۔ دور معنی سے رہے
رو برِ آنہا کہ ہم جفتِ تواند	عاشقان و تشنۂ گفتِ تواند
پاس جا اُن کے جو ہمسر ہیں ترے	عاشق انداز بیاں پر ہیں ترے
چوں حدث کردی تو ناگہ در نماز	گو پدت سوئے طہارت رو بتاز
گر وضو ٹوٹے نمازوں میں ترا	پھر طہارت کر کہ وہ برتر
ور نرفتی خشک جنباں می شوی	چوں نمازت رفت بنشیں اے غوی
گر نہ جائے نالی تو حرکت کرے	پس گئی تیری نماز۔ اب کیا ہے
پاسباں بر خوابناکاں بر فزود	ماہیاں را پاسباں حاجت نبود
پاسباں سے ہے، سونے والوں کے لئے	مچھلیوں کو پاسباں کب چاہیئے
جامہ پوشاں را نظر بر گازرست	جامہ عریاں را تجلّی زیورست
ہے نظر دھوبی پہ جامہ پوش کی	ہے تجلّی زیورِ عریاں تنی

Marfat.com

یا ز عُریاناں بیک سُو باز رَو
یا برہنوں سے ہو یک سُو واقعی

یا چو ایشاں فارغ و بے جامہ شَو
یا ہو ان کی طرح بے جامہ اے!

ورنمی تانی کہ کل عریاں شوی
مطلقاً عریاں جو ہو سکتا نہیں

جامہ کم کن تا رہِ اوسط روی
کپڑے کم کر تا ہے اوسط کے قریں

پس فقیراں شیخ را احوال گفت
شیخ سے درویش جب یہ کہ چکے

عذر را با آں غرامت کرد جفت
ساتھ ہی پھر عذر بھی کرنے لگے

شیخ سے فقیر کی عذر خواہی

ہر سوالِ شیخ را داد او جواب
ہر سوالِ شیخ کا تھا اک جواب

چون جوابات خضر خوب و صواب
جوں جوابات خضر ٹھیک اور صواب

آں جوابات سوالاست کلیمؑ
کشف خضر بنمود از رب علیم

وہ جوابات سوالات کلیمؑ
جو سکھائے خضرؑ کو رب علیم

گشت مشکلہاش حل افزوں زیاد
از پئے ہر مشکلش مفتاح داد

مشکلیں حل ہو گئیں اس کی وہاں
دیں اُسے سب مشکلوں کی کنجیاں

از خضرؑ درویش ہم میراث داشت
در جواب شیخ ہمت برگماشت

خضر سے درویش کو تھا کچھ ملا
کر کے ہمت شیخ سے کہنے لگا

گفت راہِ اوسط ار چہ حکمتست
لیک اوسط نیز ہم بانسبت ست

بولا گو اوسط کسی حکمت سے ہے
لیکن اوسط بھی کسی نسبت سے ہے

آب جو نسبت باشتر ہست کم
نسبتاً بہر شتر ندی ہے کم

لیک باشد موش را او ہمچو یم
ہے مگرمچھ کے حق میں مثل یم

ہر کرا باشد وظیفہ چار ناں
دو خورد یا سہ خورد ہست اوسط آں

جس کی ہو خوراک اصلی چار ناں
کھائے دو یا تین تو اوسط ہے واں

Marfat.com

ور خورد ہر چار و گوید اوسط است	اوا سیرِ حرص مانندِ بط است
چاروں کھا کر کہے کہ اوسط ہے ہاں	مثلِ بط وہ لالچی ہے بے گماں
ہر کہ اورا اشتہا دہ نان بود	شش خورد می داں کہ اوسط آن بود
اور ہوں دس روٹیاں جس کی غذا	چھ اگر کھائے تو اوسط میں رہا
چوں مرا پنجاہ نان ہست اشتہے	مر ترا شش گردہ ہمدستیم نے
بھوک ہے پنجاہ روٹی کی مجھے	تجھ کو چھ کی بھوک تینک کیونکر ملے
تو بدہ رکعت نماز آئی ملول	من بہ بانصد در نیایم در بحول
تو ہو ماندہ گر پڑھے دس رکعتیں	یاں سویں بھی نہ ضعف آئے ہمیں
آں یکے تا کعبہ حافی می رود	ویں یکے تا مسجد از خود می شود
ایک ننگے پاؤں کعبے کو چلے	ایک مسجد تک نہ با مکل جا سکے
آں یکے در پاکبازی جاں بداد	واں یکے جاں کند تا یک نان بداد
ایک نے عشقِ خدا میں جان دی	جاں کنی کی ایک نے اور نان دی
آں اوسط در بانہایت می رود	کہ مر آں را اوّل و آخر بود
جس کی ہو بے حد ابتدا و انتہا	وسط ہو سکتا ہے صرف اس چیز کا
اوّل و آخر بباید تا در آں	در تصوّر گنجد اوسط یا میاں
اول و آخر تو ہونا چاہیئے	تاکہ اوسط کا تصور کھپ سکے
بے نہایت چوں ندارد دو طرف	کے بود آں را میانہ منصرف
بے نہایت، جس کی دو طرفیں نہ ہوں	وہ بھلا اوسط کی حد میں لئے کیوں
اوّل و آخر نشانِ کس نداد	گفت نوکان کم البحر مدداد
اوّل آخر کا نشاں کس کو ہے یاد	قول حق ہے۔ بحر بھی ہو کر مداد

لہ قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثلہ مددا۔ اے محمد کہہ دے کہ اگر دریا میرے

Marfat.com

ہفت دریا گر شود کُلّی پدید	نیست مر پایاں شدن را ہیچ امید
سات دریا سا تھ مل جائیں اگر	ہو نہ کچھ اُمّید پایاں اے پسر
باغ و بیشہ گر شود یکسر قلم	زیں سخن ہرگز نہ گردد ہیچ کم
باغ اور بیشہ جو یک سر ہوں قلم	بات یہ ہرگز نہ ہو گی کچھ بھی کم
ایں ہمہ حبر و قلم فانی شود	وایں حدیث بے عدد باقی بود
یہ سیاہی اور قلم سب کو فنا	اس حدیثِ بے عدد کو ہے بقا
حالت من خواب را ماند گہے	خواب پندارد مرا ورا گمرہے
میری حالت خواب کی سی ہو کبھی	خواب سمجھے آنکھ اُسے گمراہ کی
چشمِ من خفتہ دلم بیدار داں	شکلِ بے کارِ مرا بر کار داں
آنکھ خفتہ اور دل بیدار جان	شکلِ بے کاری کو تو با کار جان
گفت پیغمبر کہ عَیْنَایَ نَامَتَانِی وَلَا یَنَامُ الْقَلْبُ عَنْ رَبِّ الْاَنَامِ	
بولے احمد آنکھ سوتی ہے مری	دل نہیں اللہ سے سوتا کبھی
چشمِ تو بیدار و دل خفتہ بخواب	چشمِ من خفتہ دلم در فتح باب
تو ہے بیدار اور ہے دل سویا ہوا	میں ہوں خفتہ دل ہے میرا جاگتا
مر دلم را پنج حسِّ دیگر است	حسِّ ما را ہر دو عالم منظر است
میرے دل کی ہیں حسیں پانچ اور بھی	منظرِ ہر دو جہاں ہیں دیکھتی
تو ز ضعفِ خود مکن در من نگاہ	بر تو شب بر من ہماں شب چاشتگاہ
ضعف سے اپنے نہ مجھ پر کر نگاہ	جو ہے تیری رات، میری چاشت گاہ

(بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۸۴) رب کے کلمات لکھنے کے لئے سیاہی بن جائے۔ پس اُن کلمات کے ختم ہونے سے پہلے ختم ہو جائے۔ اگرچہ ہم اُس دریا کو ایک ویسے ہی دریا سے مدد دے دیں ۱۲ ۵۱ حدیث شریف میں ہے "تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ" ۱۲
۵۲ قبل دوپہر ۱۲

Marfat.com

بر تو زندان بر من آں زنداں چو باغ	عینِ مشغولی مرا گشتہ فراغ
قید خانہ ہے ترا گلشن مجھے	ہے فراغت مشغلہ میرے لئے
پائے تو در گل مرا گل گشتہ گل	مر ترا ماتم مرا سور و دُہل
تو پھنسا کیچڑ میں۔ مجھ کو گل ہے گل	تجھ کو ماتم۔ مجھ کو راحت اور دُہل
در زمینم با تو ساکن در محل	می دوم بر چرخ ہفتم چوں زحل
گو زمیں پر ہوں میں تیرا ہم محل	دوڑتا ہوں چرخ پر مثلِ زحل
ہمنشینت من نیم سایہ من است	برتر از اندیشہا پایہ من است
پاس تیرے میں نہیں۔ سایہ مرا	برتر اندیشے سے ہے پایہ مرا
زآنکہ من زاندیشہا بگذشتہ ام	خارج از اندیشہ پویاں گشتہ ام
کیونکہ بالاتر میں اندیشوں سے ہوں	باہر اندیشوں کے میں دوڑا پھروں
حاکم اندیشہ ام محکوم نے	چونکہ بنّا حاکم آمد بر بنے
کب ہوں بندہ، حاکمِ اندیشہ ہوں	ہر بنا پر حکمراں معمار جُوں
جملہ خلقاں سخرۂ اندیشہ اند	زآں سبب خستہ دل و غم پیشہ اند
بندۂ اندیشہ ہے خلقت تمام	اس لئے ہے خستہ دل۔ ناشاد کام
قاصداً خود را باندیشہ دہم	چوں بخواہم از میانہ برجہم
قصداً اندیشے میں کھو جاتا ہوں میں	دفعتاً آزاد ہو جاتا ہوں میں
من چو مرغ اوجم اندیشہ مگس	کے بود بر من مگس را دسترس
میں ہوں مرغِ اوج، اندیشہ مگس	مجھ پہ مکھی کو ہو کیونکر دسترس
قاصداً زیر آیم از اوجِ بلند	تا شکستہ پایگاں بر من تنند
قصداً آجاتا ہوں پستی کی طرف	تا شکستہ پا بڑھیں میری طرف
چوں ملالم گیرد از سفلی صفات	بر پرم ہم چوں طیور الصّافّات
رنج پھر پستی سے جب پاتا ہوں میں	مثلِ طائر صاف اڑ جاتا ہوں میں

Marfat.com

پرِ من رشتہ است ہم از ذاتِ خویش
پر جمے ہیں میری ذاتِ خاص سے

برنچسپانم دو پرِ من از سریش
یہ نہیں مجھ گوند سے چپکے ہوئے

جعفرِ طیّار را پر جاریہ است
جعفرِ طرار را پر عاریہ است

جعفرِ طیار کے اصلی ہیں پر
جعفرِ طرار کے نقلی ہیں پر

نزدِ آں کہ لم یذق دعویست ایں
نزدِ سکّانِ افق معنی ست ایں

واسطے بد ذوق کے دعویٰ ہے یہ
بہرِ اہلِ ذوق با معنیٰ ہے یہ

لاف و دعویٰ باشد ایں پیشِ عراب
دیگ نیّ و پُر یکے نزدِ ذباب

سامنے کوّوں کے ہے یہ جھوٹ شے
مکھی کو خالی بھری دیگ ایک ہے

چونکہ در تو می شود لقمہ گہر
تن مزن چندانکہ بتوانی بخور

تیرا لقمہ جب کہ بنتا ہے گہر
جس قدر تو چاہے۔ اپنا پیٹ بھر

شیخ روزے بہرِ دفعِ سوءِ ظن
در لگن قے کرد پُر دُرِ شد لگن

شیخ نے اک روز بہرِ دفعِ ظن
قے جو کی، موتی سے بھر ڈالی لگن

گوہرِ معقول را محسوس کرد
پیرِ بینا بہرِ کم عقلی مرد

گوہرِ معقول پیدا کر دئے
پیر نے کوتاہ نظروں کے لئے

چونکہ در معدہ شود پاکت پلید
قفل نہ بر حلق و پنہاں کن کلید

پاک ہو جیب تیرے معدے میں پلید
حلق میں دے قفل۔ پنہاں کر کلید

ایسا دعویٰ جو خود اپنی سچائی کا گواہ ہے

ہر کہ در وے لقمہ شد نورِ جلال
ہر چہ خواہد گو بخور او را حلال

جس میں جا کر لقمہ ہو نورِ جلال
چاہے جو کچھ کھائے۔ اُس کو ہے حلال

گر تو ہستی آشنائے جانِ من
نیست دعویٰ گفتِ معنی دانِ من

گر تو میری جان کا ہے آشنا
مجھ سے معنی سن، نہیں دعویٰ ترا

Marfat.com

گر بگویم شب پیش تو ام | ہیں مترس از شب کہ من خویش تو ام

"ہوں یہاں" گر نصف شب کو میں کہوں | ڈر نہ شب سے میں تو تیرا خویش ہوں

ایں دو دعوے پیش تو معنی بود | چوں شناسی بانگِ خویشاوند خود

دونوں معنی دعوے ہیں آگے ترے | اپنے کی آواز تو پہچان لے

پیشی و خویشی دو دعوی بود لیک | ہر دو معنی بود پیش فہم نیک

پیشی اور خویشی تھے دو دعوے مگر | دونوں معنی تھے جو سمجھے تو پسر!

قربِ آوازش گواہی می دہد | کایں دم نزدیک از یارے جہد

پاس کی آواز شاہد ہے نگار! | پاس کی آواز ہے آوازِ یار

لذّتِ آوازِ خویشاوند نیز | شد گوا بر صدقِ آں یارِ عزیز

خویش کی اس لذّتِ آواز نے | دی گواہی صدق پر اُس یار کے

باز بے الہام احمق کو ز جہل | می نہ داند بانگِ بیگانہ ز اہل

پھر وہ غیر آگاہ احمق جہل سے | بول اپنوں کے نہ سمجھے غیر کے

پیش او دعوی بود گفتار او | جہل او شد مایۂ انکارِ او

دعوی اس کے آگے وہ گفتار ہو | جہل اُس کا مایۂ انکار ہو

پیش زیرک کاندروں نورِ ہداست | عینِ ایں آواز معنی بودراست

آگے دانا کے جو ہے معمور نور | تھے اسی آواز میں معنی ضرور

یا بتازی گفت یک تازی زبان | کہ ہمی دانم زبانِ تازیاں

بولے عربی جب کہ اک عربی زباں | اور کہے میں جانوں عربوں کی زباں

عینِ تازی گفتنش معنی بود | گرچہ تازی گفتنش دعوی بود

عین عربی کہنا یہ معنی ہے یار | بولنا عربی ہے گو دعوی ہزار

یا نویسد کاتبے بر کاغذے | کاتب خط خوانم و من ابجدے

یا لکھے کاغذ پہ کچھ کاتب کوئی | جانتا ہوں لکھنا پڑھنا خط کا بھی

Marfat.com

ایں نوشتہ گرچہ خود دعویٰ بود	ہم نوشتہ شاہدِ معنیٰ بود
خود ہے یہ تحریر دعویٰ پر لا	شاہدِ معنی ہے پر لکھا ہوا
یا بگوید صوفیے دیدی تو دوش	درمیانِ خواب سجّادہ بدوش
یا سنائے صوفی تیرا خواب دوش	اور کہے۔ تھا کوئی سجّادہ بدوش
من بُدم آں آنچہ گفتم خواب در	با تو اندر خواب در شرحِ نظر
پس وہ صوفی میں ہی تھا اے بے خبر	جس نے کی تھی خواب میں شرح نظر
گوش کن چوں حلقہ اندر گوش کن	ایں سخن را پیشوائے ہوش کن
سن، مثالِ حلقہ نذرِ گوش کر	اس سخن کو رہنمائے ہوش کر
چوں ترا یاد آید آں خواب ایں سخن	معجزہ نو باشد و راز کہن
یاد جب وہ خواب آئے اور یہ بات	ہو نیا اعجاز، اور کہنہ نکات
گرچہ دعویٰ می نماید ایں دلے	جانِ صاحب واقعہ گوید بلے
گرچہ دعویٰ کر رہا ہے یہ مگر	جس نے گذری وہ مقرر ہے بسر
پس چہ حکمت خالہ مومن بود	آں زہر کہ بشنوی موقن شود
کیا ہے حکمت اُم شدہ مومن کی تے	جو یہ سنتا ہے ہوئے اقرار ہے
چونکہ خود را پیش از یابد فقط	چوں بود شک چوں کند خود را غلط
اُس کے آگے جب کہ وہ خود ہو فقط	کیا ہو شک اور کس طرح مجھے غلط
تشنہ را چوں بگوئی تو شتاب	در قدح آب است بستاں زود آب
جب تو پیاسے سے کہے۔ ہاں دوڑ جا	جام میں پانی ہے۔ پیاس اپنی بجھا
ہیچ گوید تشنہ کایں دعویٰ ست رو	از برم اے مدعی مہجور شو
کب کہے پیاسا کہ یہ دعویٰ ہے چل	سامنے سے مدعی تو میرے ٹل
یا گواہ و حجّتے بنما کہ ایں ہ	جنسِ آب است و ازاں پُر معیں
یا گواہی اور حجّت اس پہ لا	ہے یہ پانی صاف اور قوّت فزا

Marfat.com

یا بہ طفل شیر مادر بانگ زد
کہ بیا من مادرم ہاں اے ولد

دودھ پیتے بچے نے یا ماں کہے
آئیں تیری ماں ہوں اے بچے مرے

طفل گوید مادرا جحت بیار
تا کہ با شیرت بگیرم من قرار

اے ری بچے دلیل اس کی بتا
تا کہ تیرا دودھ ہو تسکیں فزا

در دلِ ہر امتے کز حق مزہ است
رُو و آوازِ پیمبر معجزہ است

امتیاں میں ہو اگر ذوقِ خدا
ہے رُخ و آوازِ احمد معجزا

چوں پیمبر از برون بانگے زند
جانِ امت در درون سجدہ کند

جب کہ نبی باہر سے ان کو دے
جان امت یک بیک سجدہ کرے

زانکہ بشنیدہ بانگِ او اندر جہاں
از کسے نشنیدہ باشد گوشِ جاں

کیونکہ یہ آواز دنیا میں کہیں
گوشِ جاں اوروں سے سن سکتا نہیں

آں غریب از ذوقِ آوازِ غریب
از زبانِ حق شنود اِنِّی قَرِیب [۱]

اس کو تھا بس ذوقِ آوازِ غریب
حق کے منہ سے سن لیا اِنِّی قریب [۱]

حضرتِ یحییٰؑ اور حضرتِ مسیحؑ

مادرِ یحییٰؑ چو حاملہ بود از دو
بود با مریمؑ نشستہ رو برو

مادرِ یحییٰؑ تھیں جس دم حاملا
سامنے مریمؑ کے بیٹھی تھیں فتا!

مادرِ یحییٰؑ بمریمؑ در نہفت
پیش ترا زوضعِ حملِ خویش گفت

چپکے سے مریمؑ سے یوں کہنے لگیں
اپنے وضعِ حمل سے پہلے کہیں

[۱] قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ:- وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ۔ یعنی جس وقت تجھ سے میرے بندے میری نسبت سوال کرتے ہیں۔ پس تحقیق میں نزدیک ہو جاتا ہوں اور دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں۔

Marfat.com

کہ یقین دیدم درون تو شہ ست
کہ اولوالعزم و رسول آگہ ست

جانتی ہوں. تجھ میں ہے اک بادشاہ
ہے اولو العزم اور رسول دیں پناہ

چوں برابر اوفتادم با تو من
کرد سجدہ حمل من اے ذوالفطن

آگے میں بیٹھی برابر جب ترے
حمل نے میرے اسے سجدے کئے

ایں جنیں مرآں جنیں را سجدہ کرد
کز سجودش در تنم افتاد درد

سجدہ اِس بچے نے بچے کو کیا
درد میرے پیٹ میں ہونے لگا

گفت مریمؑ من درون خویش ہم
سجدۂ دیدم ز طفلم در شکم

بولیں مریمؑ - اپنے اندر میں نے بھی
سجدہ کرتے بچے کو دیکھا ابھی

نادانوں کا اِس قصّے پر اعتراض

ابلہاں گویند ایں افسانہ را
خط بکش ز ایں ہذیان و خط بنہ

کہتے ہیں ناداں کہ اس افسانے کو
جو غلط ہے، کاٹ کر تم پھینک دو

زانکہ مریمؑ وقت وضع حمل خویش
بود از بیگانہ دُور و ہم ز خویش

کیونکہ مریمؑ جب ہوئی تھیں حاملا
اپنے بیگانے سے تھیں قطعاً جدا

مریمؑ اندر حمل جفت کس نہ شد
از برون شہر او واپس نہ شد

حمل میں وہ کب ملی تھیں مرد سے
رہتی تھیں باہر ہی باہر شہر کے

از برون شہر آں شیریں فسوں
تا نہ شد فارغ نیامد ہم درون

شہر سے جا کر وہ سحر خوش گوار
تا فراغت شہر میں آئیں نہ بار

چوں بزائید آنکہ لبش بر کنار
برگرفت و برد تا پیش بتار

بچہ جب پیدا ہوا گودی میں لے
آئیں اپنے اقربا کے سامنے

مادر یحییٰؑ کجا دیدش کہ تا
گوید او را ایں سخن در ماجرا

مادر یحییٰؑ نے دیکھا تھا کہاں
اُن کو جو کرتیں وہ یہ باتیں بیاں

Marfat.com

این بداند آں کہ اہل خاطر است	غائب آفاق او را حاضر است
وداند سمجھے کہ جو ہو اہل دل	جو ہے غائب اُس سے ہو وہ متصل
پیش مریم[۳] حاضر آمد در نظر	مادر یحییٰ[۴] کہ دُور است از بصر
تھیں وہ مریمؑ کے وہاں پیش نظر	ماں تھیں یحییٰؑ کی اگرچہ دُور تر
زید ہا بستہ بہ بیند دوست را	جوں مشک کردہ باشد پوست را
بند آنکھیں دیکھتی ہیں دوست کو	چھلنی کرتے ہیں جب اپنے پوست کو
ورندیدش نزد او نزدوں	از حکائت گیر معنی اے زبوں
ظاہر و باطن سے تو ہے بے خبر	اس حکایت کے سمجھ معنی مگر
نے چناں افسانہا بشنیدہ	ہم چو شیں بر نقش آں چسپیدہ[۱]
ایسے قصّے کیا نہیں تو نے سنے	مثل شیں چپکا ہے جو اس نقش سے
تا ہمی گفت آں کلیلہ بے زباں	چوں سخن نو شد زدمنہ بے بیاں
یعنی یوں بولا کلیلہ بے زباں	اور دمنہ نے سنایا یہ بیاں
ورندانستند لحن ہم دگر	فہم آں چوں کرد بے نطقے بشر
وہ نہ جب سمجھے صدائے یک دگر	اُس کو بے گویائی کیوں سمجھا بشر
درمیان شیر و گاو آں دمنہ چوں	شد رسول و خواند بر ہر دو فسوں
دمنہ شیر اور گائے میں تھا ایلچی	سحر دونوں پر کیا جب بات کی
چوں وزیر شیر شد گاو نبیل	چوں ز عکس ماہ ترساں گشت پیل
گائے نائب شیر کی تھی کیوں۔ بنا	عکس سے کیوں چاند کے ہاتھی ڈرا

[۱] یعنی تو نقش کے "مشین" کی طرح اس افسانے کا پیچھا نہیں چھوڑتا +

[۲] کلیلہ اور دمنہ کا ایک مشہور قصہ ہے جو بالکل فرضی اور جھوٹا ہے۔ اُسی کی طرف اشارہ ہے ۱۲

Marfat.com

ایں کلیلہ و دمنہ جملہ افترے ست
ورنہ کے باز اغ لک لک را مرے ست

یہ کلیلہ دمنہ سب ہے افترا
زاغ اور لک لک کی ہے نسبت ہی کیا

اے برادر قصہ چوں پیمانہ ایست
معنی اندروے بسانِ دانہ ایست

بھائی! قصہ صورت پیمانہ ہے
اور معنی اُس میں مثلِ دانہ ہے

دانۂ معنی بگیر و مردِ عقل
ننگر د پیمانہ را اگر گشت نقل

دانۂ معنی کرے دانا حصول
نقلِ پیمانہ کی پروا ہے فضول

ماجرائے بلبل و گل گوش دار
گرچہ گفتے نیست ایں جا آشکار

تو گل و بلبل کا سن افسانہ یار!
گرچہ نطق اس جا نہیں، کچھ آشکار

زبانِ حال سے بات کرنا اور اُس کا سمجھنا

ماجرائے شمع با پروانہ تو
بشنو و معنی گزیں زافسانہ تو

شمع اور پروانہ کا سُن ماجرا
اخذ کر اس قصے سے معنی ذرا

گرچہ گفتے نیست سرِّ گفتہ ہست
ہیں بہ بالا پرمیر چوں چغد لیست

گرنہیں ہے گفتگو۔ سُن راز ہست
اُڑ بلند، اُلو کی صورت رہ نہ پست

گفت در شطرنج کایں خانہ رخ است
گفت خانہ اش از کجا آمد بدست

کہتے ہیں شطرنج میں ہے رُخ کا گھر
معترض بولے۔ گھر اُس کا ہے کدھر

خانہ را بخرید یا میراث یافت
فرخ آں کس کو سوئے معنی شتافت

ہے خریدا یا وارثت میں مِلا
وہ مبارک ہے جو معنی پر گیا

گفت نحوی زید عمرو را زد ضرب
گفت چونش کرد بے جرمے ادب

بولا نحوی زید مارے عمرو کو
بولا کیوں مارے۔ خطا بھی کوئی ہو؟

عمرو را جرمش چہ بد کاں زید خام
بے گناہ او را بزد ہم چوں غلام

عمرو کا کیا جرم تھا جو زید نے
بے خطا نوکر صفت مارا اُسے

Marfat.com

گفت ایں پیمانۂ معنی بود
گندمش بستاں کہ پیمانہ است رد

بولا یہ پیمانہ ہے معنی کا ہاں
گیہوں لے، پیمانہ کر دے رائگاں

عمرو زر بازید برا عرابست وساز
گر دروغ است آں تو با اعراب ساز

عمرو زید اعراب کے ہیں واسطے
جھوٹ ہے گر۔ رکھ غرض اعراب سے

گفت نے من آں ندانم عمرو را
زید چوں زد بے گناہ و بے خطا

بولا بس یہ کچھ نہیں میں جانتا
عمرو کو کیوں اس نے مارا بے خطا

گفت اونا چار ولاغے برکشود
عمرو یک اوفزوں دزدیدہ بود

پھر ظریفانہ وہ یوں کہنے لگا
عمرو نے اک واؤ زائد لی چرا

زید واقف گشت دزدش را بزد
چونکہ از حد برد حدّش می سزد

زید اپنے چور سے واقف ہوا
اس پہ حد قائم کی۔ مارا برملا

جھوٹوں کو جھوٹ پسند آتا ہے

گفت اینک راست پذرفتم بجاں
کژ نماید راست در پیش کژاں

بولا یہ ٹھیک ہے۔ یقیں اب آگیا
کج کو سیدھا بھی ہے ٹیڑا صاف فتا

گر بگوئی احولے ماہ یکے ست
گویدت اے دوست در وحدت شکیست

چاند ہے اک، گر تو احول سے کہے
وہ کہے۔ ہے دو تو اس میں شک مجھے

ور بدو خندد کسے گوید دو است
راست دارد ایں سزائے بدخو ست

گر کہے کوئی ہنسی سے۔ میں دو
جانے سچا اس کو۔ سن کر شاد ہو

بر دروغاں جمع می آید دروغ
الخبیثات الخبیثون زد فروغ

جمع جھوٹا جھوٹوں میں دروغ
ہے خبیثوں کو خبیثوں میں فروغ

ہر کہ او ہمجنس دروغ ست اے پسر
راست پیش او نباشد معتبر

جھوٹ کا ہم جنس ہوئے اے پسر
راست اس کے آگے کب ہو معتبر

Marfat.com

دل فراخاں را بود دشتِ فراخ
چشم کوراں را عثارِ سنگلاخ

دشتِ معنی دل فراخوں کو فراخ
اندھوں کو ٹھوکر ہے جائے سنگلاخ

ہر کرا دندانِ صدقے رستہ شد
از دروغ و از خیانت رستہ شد

لطف جس کو صدق میں آنے لگا
جھوٹ سے وہ اور خیانت سے بچا

زندگی بخش درخت کی تلاش

گفت دانائے برائے داستان
کہ درختے ہست در ہندوستان

ایک دانا نے کہی یہ داستاں
ہے درخت اک زینتِ ہندوستاں

ہر کسے کز میوۂ او خورد و برد
نے شود او پیر و نے ہرگز بمرد

جس نے اُس کا میوہ کھایا ایک بار
موت اور پیری سے ہے وہ رستگار

پادشاہے این شنید از صادقے
بر درخت و میوہ اش شد عاشقے

بادشہ نے ایک صادق سے سنا
اُس درخت و میوہ پر عاشق ہوا

قاصدے دانا ز دیوانِ ادب
سوئے ہندستاں رواں کرد از طلب

قاصد اک دانا بھرے دربار سے
بھیجا ہندستان اُس کے واسطے

سالہا می گشت آں قاصد ز دور
گردِ ہندستاں برائے جستجو

مدتوں قاصد یونہی پھرتا رہا
گرد ہندستان کے بے سود سا

شہر شہر از بہرِ این مطلوب گشت
نے جزیرہ ماند نے کوہ و نہ دشت

شہر شہر اس کی طلب میں وہ پھرا
کوہ و صحرا اور جزیرے دیکھتا

ہر کرا پرسید کردش ریشخند
کایں نجوید جز مگر مجنون بند

جس سے پوچھا اس کے وہ ہنسنے لگا
اور کہا مجنوں ہے اُس کا مبتلا

بس کساں صفعش زدند اندر مزاح
بس کساں گفتند کایں صاحب فلاح

بعض نے تھپڑ کیا اس کے رسید
بعض نے اس سے کہا سُن اے سعید!

Marfat.com

جستجوئے چوں تو زیرک سینہ صاف
تُو ہے سینہ صاف۔ تیری جستجو

اویں مرا اتش بیک صفہ دگر
یہ بنا بھی تو اک گذشتہ ہی تھا

می شنود و ندرش بذخمے بزرگ
لوگ اس سے کر رہے تھے دل لگی

در فلاں بیشہ درختے ہست سبز
اور اس جنگل میں ہے سبز اک درخت

قاصدِ شہ بستہ در بستن کمر
جستجو میں باندھی قاصد نے کمر

بس سیاحت کرد آں جا سالہا
اس نے برسوں تک سیاحت کی وہاں

چوں بسے دیداند راں غربت تعب
جب ہوا پردیس میں رنج و تعب

ہیچ از مقصود اثر پیدا نشد
کچھ نہ نکلا اُس کے مقصد کا اثر

رشتۂ امیدِ او بگسستہ شد
رشتۂ امید ٹوٹا نا گہاں

کرد عزمِ باز گشتن پیش شاہ
ٹوٹ چلنے کا ارادہ کر لیا

گے کہ، باشد کہ باشد گزاند
ہو گی بے معنی نہ ہو گی جستجو

وایں زمنع آشکارا سخت تر
سخت اس کی ممنعیت سے ہو نا سراغ

در فلاں جا بُد درختے بس ستبر
ہاں بڑا اک پیڑ تھا تو ایسا ہی

بس بلند و ہول و ہر شاخش گبز
ہے تنہ بس کا بلند اور ہر شاخ سخت

می شنید از ہر کسے نوعے دگر
سب سے سنتا تھا نئی باتیں مگر

می فرستادش شہنشہ مالہا
بھیجتا تھا شاہ دولت بھی وہاں

عاجز آمد آخر الامر از طلب
عاجز آ کر چھوڑ دی اُس نے طلب

زاں غرض غیر خبر پیدا نہ شد
اُس غرض سے صرف پیدا تھی خبر

جستۂ او عاقبت ناجستہ شد
آخر اس کی سعی نکلی رائیگاں

اشک می بارید و می بُرید راہ
ٹوٹ چلنے کا ارادہ کر لیا

روتا تھا اور چل رہا تھا راستا

Marfat.com

قاصد اور شیخ

بود شیخے عالمے قطبے کریم	اندر آں منزل کہ آبش تند نیم
ایک شیخِ عالم و قطبِ زماں	تھے وہیں یا یوں گذرا یہ جہاں
گفت من نومید پیشِ او روم	ز آستانہ او براہ اندر شوم
بولا میں نومید اُس سے جا ملوں	آستانے کی میں اُس کے راہ لوں
تا دعائے او بود ہمراہِ من	چونکہ نومیدم من از دلخواہِ من
تاکہ ہو اس کی دعا ہمرہ مرے	بسکہ ہوں نومید میں دل خواہ سے
رفت پیشِ شیخ با چشمِ پُر آب	اشک می بارید مانندِ سحاب
پہنچا پیشِ شیخ با چشمِ پُر آب	اشک جاری آنکھ سے مثلِ سحاب
گفت شیخا وقتِ رحم و رافتست	ناامیدم وقتِ لطف ایں ساعتست
بولا ہے اے شیخ ساعت رحم کی	لطف کی سائل ہے نومیدی مری
گفت واگو کز چہ نومیدستت	چیستت مطلوب تو رُو با کیستت
بولا کہ تو صاف، مایوسی ہے کیا	کون ہے مطلوب، کس کا ہے گِلا
گفت شاہنشاہ کردم اختیار	از برائے جستنِ یک شاخسار
بولا تھا سلطان نے بھیجا مجھے	پیڑ ایسا ڈھونڈنے کے واسطے
اکہ درختے ہست نادر در جہات	میوہ او مایۂ آبِ حیات
جو ہے نادر شش جہت میں باثبات	جس کا میوہ، مایۂ آبِ حیات
سالہا جستم ندیدم زو نشاں	جز کہ طنز و تسخر ایں سرخوشاں
برسوں ڈھونڈا اور نہ پایا کچھ نشاں	طنز اور طعنے تھے لوگوں کے وہاں
شیخ خندید و بگفتش اے سلیم	ایں درختِ علم باشد اے علیم
شیخ نے ہنس کر کہا جو تھا علیم	یہ درختِ علم ہے، سُن اے سلیم

Marfat.com

بس بلند و بس شگرف و بس بسیط
آب حیوانے ز دریائے محیط

جو بلند و سخت ہے اور پھر بسیط
چشمۂ حیوان ز دریائے محیط

تو بصورت رفتۂ اے بے خبر
زاں ز شاخِ معنیٔ بے بار و بر

تو ہے ظاہر میں فقط اے بے خبر
شاخِ معنی سے رہا بے بار و بر

تو بصورت رفتۂ گم گشتۂ
زاں نمی یابی کہ معنی ہشتۂ

تو فقط ظاہر میں ہے کھویا ہوا
کیا ملے پھر تجھ کو معنی کا پتا

گہ درختش نام شد گہ آفتاب
گاہ بحرش نام شد گاہے سحاب

گہ درخت اس کو کہیں۔ گہ آفتاب
گہ اُسے دریا کہیں۔ گاہے سحاب

آں یکے کش صد ہزار آثار خاست
کمتریں آثارِ او عمرِ بقاست

ایک ہے، اُس کے نشاں ہیں جا بجا
ہے نشانِ مختصر عمرِ بقا

گرچہ فرد است او اثر دارد ہزار
آں یکے را نام باشد بے شمار

فرد ہے وہ ہیں اثر اُس میں ہزار
ایک ہے وہ نام اُس کے بے شمار

آں یکے شخصے ترا باشد پدر
در حقِ شخصِ دگر باشد پسر

آدمی اک وہ جو تیرا ہے پدر
دوسرے اک شخص کا ہوگا پسر

در حقِ دیگر بود قہر و عدو
در حقِ آں دیگرے لطفِ نکو

ایک کے حق میں وہ ہے قہر و عدو
دوسرے کے حق میں ہے لطف نکو

در حقِ دیگر بود او عمّ و خال
در حقِ دیگر کسے وہم و خیال

ہے کسی کے حق میں ماموں اور چچا
اور کسی کے حق میں مطلق وہم سا

صد ہزاراں نام و آں یک آدمی
صاحبِ ہر وصفش از وصفے عمی

نام لاکھوں اور ہے اک آدمی
صاحبِ وصف، اور پھر بے آگہی

ہر کہ جوید نام اگر صاحب تفقہ است
ہمچو تو نو میدد اندر تفرقہ است

ڈھونڈے کوئی نام اگر با اعتماد
جیسے تو، مایوس ہو وہ خوش نہاد

Marfat.com

تو چہ برچسپی بریں نامِ درخت
تا بمانی تلخ کام و شور بخت

کیوں اڑا ہے پیڑ کے تو نام پر
تلخ کام اور شور بخت اے نکتہ ور

صورت ظاہر چہ جوئی ایجواں
رَو معانی را طلب اے پہلواں

صورتِ ظاہر نہ ڈھونڈ اب اے جواں
جا حقیقت کو طلب کر پہلواں

صورت و ہیأت بود چوں قشرِ پوست
معنی اندر وے چو مغزِ یار و دوست

صورتِ ہیئت ہیں چھلکا اور پوست
معنی اُس میں مغز کی مانند، دوست

در گذر از نام و بنگر در صفات
تا صفاتت رہ نماید سوئے ذات

نام کو چھوڑ اور صفت میں غور کر
تا کہ سوئے ذات ہو تیرا گذر

گم شوی در ذات آسائی ز خود
چشمِ تو یک رنگ بیند نیک و بد

ذات میں گم ہو تو آسائش ہے
نیک و بد یکساں نظر آئیں تجھے

اختلافِ خلق از نام اوفتاد
چوں بمعنی رفت آرام اوفتاد

نام سے لوگوں میں ہے یہ اختلاف
پہنچے معنی کو ملا آرام صاف

اندریں معنی مثالے خوش شنو
تا نمانی تو اسامی را گرو

ہاں اسی معنی میں سُن اور اک مثال
نام کا تُل جائے تا سر سے وبال

چار شخصوں کا ایک انگور پر جھگڑا

چار کس را داد مردے یک درم
ہر یکے از شہرے افتادہ بہم

چار شخصوں کو درم اک نے دیا
مختلف شہروں کے وہ تھے برملا

فارسی و ترک و رومی و عرب
جملہ با ہم در نزاع و در غضب

فارسی اور ترک رومی اور عرب
کرتے تھے آپس میں غصہ اور غضب

فارسی گفتا ازیں چوں واہیم
ہم بیا کایں را بانگورے دہیم

فارسی بولا اسے کیوں چھوڑ دیں
آؤ کچھ انگور ہی کھانے کو لیں

Marfat.com

آں عرب گفتا معاذ اللہ لا	من عنب خواہم نہ انگورائے دغا
تو عرب بولا معاذ اللہ لا	میں عنب[1] لوں گا۔ نہ انگورائے دغا
آں یکے کز ترک بُد گفت ایں بگوزم	من نمی خواہم عنب خواہم اوزم
ترک جو تھا۔ بولا وہ لے ہم نہیں	میں اوزم لوں گا۔ عنب لوں گا نہیں
آنکہ رومی بود گفت ایں قبول را	ترک کن خواہم من استافیل را
تھا جو رُومی سن کے قال وہ قبول کو	بولا میں تو لوں گا استافیل کو
در تنازع مشت بر ہم می زدند	کہ ز سرِ نامہا غافل بُدند
جنگ تھی چلتے تھے گھونسے باہمی	ناموں سے واقف نہ تھا اُن میں کوئی
مشت بر ہم می زدند از ابلہی	پُر بُدند از جہل نے از دانش تہی
مارتے تھے گھونسے کر کے ابلہی	جہل سے لبریز دانش سے تہی
صاحب سرّے عزیزے صد زباں	گر بُدے آں جا بداوے صلح شاں
سوز بانیں جاننے والا جو ہو	صلح پر مائل کرے اُن چار کو
پس بگفتے او کہ من زیں یک درم	آرزوئے جملہ تاں را می خرم
اور یوں کہ دے کہ اک درم	مول لیں گے آرزو تم سب کی ہم
چونکہ بسیار بد دل را بے دغل	ایں درم تاں می کند چندیں عمل
اپنے دل کو وہ تسلی بے دغل	یہ درم کرتا ہے کتنے ہی عمل
یک درم تاں می شود چار المراد	چار دشمن می شود یک ز اتحاد
اک درم کے اب ہوئے جاتے ہیں چار	چار دشمن جب ملیں ہو جائیں یار
گفت ہر یک تاں دہد جنگ و فراق	گفت من آرد شما را اتفاق
کہتا ہم ہو باعثِ جنگ و فراق	اب کرا دوں گا میں تم میں اتفاق

[1] انگور کو عربی میں عنب۔ ترکی میں اوزم اور رومی میں استافیل کہتے ہیں۔

Marfat.com

پس شما خاموش باشید انصتوا	تا زباں تاں من شوم در گفتگو
پس رہو خاموش اور چپ مہرباں!	بولوں تا بن کر تمہاری ہی زباں!
گو سخن تاں می نماید یک نمط	در اثر مایہ نزاع ست و سخط ؛
گو تمہاری باتیں ہیں سب ایک سی	ہیں اثر میں جنگ کا باعث وہی
ور سخن تاں در توافق موثقہ ست	در اثر ہا یہ نزاع و تفرقہ است
ہے تمہاری گفتگو میں اتفاق	ہے اثر سے اس کے جھگڑا اور نفاق
گرمی عاریتی ندہد اثر	گرمی خاصیتی دارد ہنر
عارضی گرمی نہیں کرتی اثر ؛	گرمیٔ خاصیتی میں ہے ہنر
سرکہ را گر گرم داری ز آتش آں	چوں خوری سردی فزاید بے گماں
گرم کر لیں سرکے کو گر آگ پر	کھانے سے سردی کا لائے گا اثر
زانکہ آں گرمی آں دہلیزی است	طبع اصلش سردیست و تیزی است
کیونکہ گرمی ہو گئی کمزور سی	طبع اصلی سرد تھی وہ جاگ اٹھی
در بود یخ بستہ دو شاب اے پسر	چوں خوری گرمی فزاید در جگر
برف سے مل کر عرق انگور کا	اور بھی گرمی جگر کی دے بڑھا
پس بپائے شیخ بہ ز اخلاص ما	کز بصیرت باشد آں بر از عمیٰ
پس شیخ اچھا ہمارے خلق سے	ہے بصیرت اس میں، اندھا پن اسے
از حدیث شیخ جمعیت رسد	تفرقہ آرد دم اہل حسد
شیخ کی باتوں سے جمعیت ملے	حاسدوں کی باتیں ڈالیں تفرقے
چوں سلیماںؑ گرسنہ حضرت بتاخت	او زبان جانوراں را شناخت
جوں سلیمانؑ جو ہوئے حضرت[1] گیا	بو سے مرغوں کی وہ واقف ہوا
در زمان عدلش آہو با پلنگ	اُنس بگرفت و بروں آمد ز جنگ
عہد میں اُن کے ہرن ہوں یا پلنگ	متفق ہیں اور نہیں کرتے وہ جنگ

[1] کوئی شیخ اَمثال +

Marfat.com

شد کبوتر ایمن از چنگالِ باز	گوسفند از گرگ نا ورد احتراز
ہے کبوتر ایمن چنگال باز	بھیڑ کو کب بھیڑیے سے احتراز
اد میانجی شد میانِ دشمناں	اتحادی شد میانِ پرزناں
ایلچی وہ دشمنوں میں ہو گیا	اتحادی وہ پرندوں میں بنا
تو چو موئے بہر دانہ می دوی	ہاں سلیماں جُو چہ می باشی غوی
بہرِ دانہ کیوں دواں ہے مثلِ مور	گر سلیماں کی تلاش اے مردِ کور
دانہ جُو را دانہ اش دامے شود	واں سلیماںؑ جوے را ہر دو بود
دانہ جُو کو دانہ ہو جاتا ہے دام	جو سلیماں ڈھونڈے پس دونوں ہوں کام
مرغِ جانہا را درین آخر زماں	نیست شاں از ہم دگر یکدم اماں
اس زمانے آخری میں مرغِ جاں	ہا نہیں سکتے ہیں آپس میں اماں
ہم سلیماںؑ ہست اندر دورِ ما	کہ دہد صلح و نماید جور ہا
وہ سلیماںؑ ہیں ہمارے عہد میں	جوڑ را کر متفق رکھیں ہمیں
قولِ اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ را یاد گیر	تا بہ اِلّا و خلا فیہا نذیر
قولِ اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ[1] پڑھ اے خبیر	تا بہ اِلّا و خلا فیہا نذیر

[1] قولہ تعالیٰ عزوجلّ: اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَ اِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْہَا نَذِیْرٌ، وَ اِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ جَآءَتْہُمْ رُسُلُہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالزُّبُرِ وَ بِالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ۔ یعنی ہم نے تجھ کو دینِ حق کا مژدہ دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور پہلے بھی کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ اگر وہ تجھ کو جھٹلائیں پس تحقیق اُسی طرح جھٹلاتے ہیں جس طرح اگلے لوگوں نے جھٹلایا تھا۔ جن کے پاس پیغمبر روشن حجتیں آسمانی کتابیں اور حق و باطل کے بیان کرنے والی کتاب لے کر آئے +

Marfat.com

گفت خود خالی نبود است امتے
از خلیفہ حق وصاحب ہمتے

دیکھ خالی کوئی امت ہے کہاں
حق کے نائب سے جو باہمت ہیں ہاں

مرغِ جانہا را چناں یک دل کند
کہ صفا شاں بے غش و بے غل کند

جان کے مرغوں کو یوں یک دل کریں
صاف ان کو بے غش[1] و بے غل کریں

مشفقاں گردند ہم چوں والدہ
مسلموں را لفت نفسِ واحدہ

مہرباں وہ ہوگئے جوں والدہ
مسلموں کو بولے نفسِ واحدہ

رسولِ مقبول کی اتحاد آفرینی

نفسِ واحد از رسولِ حق شدند
ورنہ ہر یک دشمنِ مطلق بُدند

نفسِ واحد وہ رسولِ حق سے تھے
دشمنِ مطلق تھے ورنہ دیکھیے

اتحاد خالی از شرک و دوئی
باشد از توحید نے ما و توئی

دل سے ہاں نقشِ دوئی بالکل مٹے
ما و تو سے کیا، یہ ہو تو حید سے

دو قبیلہ کاوس و خزرج نام داشت
یک دگر را جان خوں آشام داشت

دو قبیلے اوس[2] و خزرج کے جو تھے
تھے وہ آپس ہی میں دشمن جان کے

کینہائے کہنہ شاں از مصطفٰے
محو شد در نورِ اسلام و صفا

ان کے کینے مصطفیٰ[ص] کی سعی سے
نور میں اسلام کے رل جُل گئے

اولاً اخواں شدند آں دشمناں
ہم چوا عدادِ عنب در بوستاں

سب وہ دشمن پہلے بھائی بن گئے
باغ میں خوشے ہوں جوں انگور کے

---

[1] یعنی کسی قسم کی کدورت اور کھوٹ کے بغیر +

[2] مدینہ میں انصار کے دو قبیلوں کے نام +

Marfat.com

وزدم المؤمنون اخوۃ بہ بند	درشکستند دتن واحد شدند نار
ہیں مسلماں بھائی بھائی، جب سنا	ہو گئے یک جان و یک تن برملا
صورتِ انگور ہا انواں بوند	چوں فشردی شیرۂ واحد شدند
صورت انگور وہ سب بھائی تھے	جب نچوڑا ایک سا شیرہ بنے
غورہ و انگور ضدّانند لیک	چونکہ غورہ پختہ شد شد یار نیک
غورہ اور انگور دو ضد ہیں ولے	ایک ہو جاتے ہیں جب غورہ پکے
غورہ کو سنگ بست و نام ماند	در ازل حق کافر اصلیش خواند
غورہ ہو چکنا مٹ کر رہ گیا	حق نے اس کو کافرِ اصلی کہا
نے اخوت نے نعم واحد باشد او	در شقاوت سخت و ملحد باشد او
اک گھڑی وہ بھائی بن سکتا نہیں	ہو گیا ملحد شقاوت سے وہیں
گر بگویم آں بیا او دارد نہاں	فتنہ افہام خیزد در جہاں
گر وہ کہ دل اس کا ہیں بھید کہے سے نہاں	فتنہ سے نافہمی کے پُر ہو جہاں
چشم گوش و لب دہد گوید کہ بہ	در دو دوزخ از ارم مہجور بہ
آنکھ جو اس کو نہ دیکھے کور ہو	جائے دوزخ میں ارم سے دور ہو
غورہ ہائے نیک کایشاں تابہ اند	از دم اہل دل آخر یک دل اند
غورے اپنے جن کو قابل جانئے	اہل دل کی سانس سے یک دل ہوئے
ستئے انگورے ہمی راند تمیز	تا دوئی بر خیزد و کین و ستیز
جانتے ہیں انگوروں کی جانب وہ تمیز	تا دوئی ہو دور مٹ جائے ستیز
پس در انگوریہ ہمی در نہ پوست	تا یکے گردند و وحدت وصف اوست
پھاڑیں چھلکا انگور بننے کے لئے	ایک ہوں تا نوعِ توحید سے

لہ قولہ تعالیٰ عزّ وجلّ: ۲ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ "

لہ کچا انگور ۔

دوست دشمن گردد آنرا هم دواست
دوست بھی دشمن بنے گر ہو دوئی

آفریں بر عشقِ کل اوستاد
آفریں اے عشق، کل کے اوستاد

ہم چو خاکِ مفترق در رہگذر
جس طرح رستے کی بکھری خاک تو

کارِ اتحادِ جسمہائے ماء و طین
اتحادِ تن ہے آب و خاک سے

گر نظائر گویم ایں جا و مثال
ہیں مثالیں دوں اگر اس کی یہاں

ہم سلیماں ہست اکنوں لیک تا
ہے سلیماں اب ابھی لیکن مثلِ مور

دُوربینی کو دارد مرد را
دُوربینی اندھا رکھے مرد کو

می کند از مشرق و مغرب گذر
مشرق و مغرب سے کرتا ہے گذر

مو لعیم اندر سخنہائے دقیق
ہوں حریص گفتگوہائے دقیق

تا گرہ بندیم و بکشائیم ما
خود گرہ باندھیں اسے خود کھول دیں

ہم چو مرغے کو کشاید بندِ دام
اک پرندہ جیسے کھولے بندِ دام

ہیچ یک با خویش جنگے در نبست
ایک کو ساتھ اپنے کب ہو دشمنی

صد ہزاراں ذرّہ را داد اتحاد
لاکھوں ذروں کو دیا اک اتحاد

یک سبو شاں کرد دستِ کوزہ گر
کوزہ گر کے ہاتھ سے دیکھے سبو

ہست ناقص جاں نمی ماند بدیں
یہ ہے ناقص، روح اس میں کیا رہے

فہم را ترسم کہ آرد اختلال
ہو سمجھ بے کار یہ ہے خوف حال

از نشاطِ دُوربینی در عمیٰ
ہے نشاطِ دُوربینی سے وہ کور

ہم چو خفتہ در سرا کو را ز سرا
جیسے خفتہ گھر میں اندھا گھر سے ہو

وز رفیق ہم نشینش بے خبر
ہے رفیق ہم نشیں سے بے خبر

بر گرہ ہا باز کردن تا عشیق
عشق ہے عقدہ کشائی سے رفیق

در شکال و در جواب آئیں فزا
دیں جواب اور اعتراض اس پر کریں

گاہ بندد تا شود در فن تمام
اور باندھے تاکہ آجائے یہ کام

Marfat.com

او بود محروم از صحرا و مرج	عمر او اندر گره کاریست خرج
جنگل اور دریا سے وہ محروم ہو	اس گرہ کاری میں کھوئے عمر کو
خود ز بوزن او نگردد ہیچ دام	لیک بر پشم ور شکست افتد بدام
ہو نہ کوئی جال خود اس سے خراب	پر شکستہ و در رہے نا کامیاب
باگرہ کم کوش تا بال و پرت	نگسلد یک یک ازیں کرّ و فرت
کر گرہ میں سعی کم تا بال و پر	یک بیک ٹوٹیں نہ سب اے بے خبر
صد ہزاراں مرغ پرہا شاں شکست	واں کمینگاہِ عوارض را نبست
لاکھ مرغوں نے ہیں توڑے اپنے پر	کی نہ بند اک عارضوں کی رہ گذر
حال ایشاں از نبیؐ خواں اے حریص	نَقَّبُوا فِیہَا بیں ہَلْ مِنْ مَّحِیص
حال اُن کا پڑھ تو قرآں میں حریص	نَقَّبُوا فِیہَا سے تا ہَلْ مِنْ مَّحِیص[1]
از نزاعِ ترک و رومی و عرب	حل نہ شد اشکالِ انگور و عنب
لڑ رہے تھے ترک رومی اور عرب	رہ گیا وہ ذکرِ انگور و عنب
تا سلیمانؑ امینِ معنوی	در نیاید برنخیزد ایں دوئی
وہ سلیمانِ امینِ معنوی	گر نہ آئے کیونکر اُٹھے یہ دوئی
جملہ مرغانِ منازع باز وار	بشنوید ایں طبلِ باز شہریار
مرغ مثلِ باز جو ہیں جنگ میں	طبلِ بازِ شہریار اب سب سنیں

[1] قولہ تعالیٰ عزّ و جل :- وَ کَمْ اَہْلَکْنَا مِنْ قَبْلِہِمْ مِّنْ قَرْنٍ ہُمْ اَشَدُّ مِنْہُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ ہَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ - یعنی ہم نے اُن سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر دیا جو باعتبارِ قوت نہایت قوی تھیں - پس وہ شہروں کی طرف راستے بنانے لگیں - لیکن کیا اُن کے لئے کوئی بھاگنے کی جگہ تھی ؟

Marfat.com

زاختلافِ خویش سوئے اتحاد	ہیں زہر جانت رواں گردید شاد
چھوڑیں جھگڑے آئیں سوئے اتحاد	تاکہ روحیں سب کی پھر ہو جائیں شاد
حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُهَکُمْ	نَحْوَهٗ هٰذَا الَّذِیْ لَمْ یَنْهَکُمْ
جس جگہ تم ہو ادھر منہ پھیر لو	منع کب حق نے کیا اس حکم کو
کور مرغانیم و بس ناساختیم	کاں سلیمانؑ را دمے نشناختیم
ہم ہیں مرغ کور اور ناساز گار	ہم نے پہچانا سلیماں کو نہ یار
ہم چو جغداں دشمن بازاں شدیم	لاجرم واماندہ و ویراں شدیم
باز کے دشمن ہیں الو کی طرح	ہو گئے ویران ہم بو کی طرح
می کنیم از غایتِ جہل و عمیٰ	قصدِ آزارِ عزیزانِ خدا
اندھے پن سے اور جہالت سے کیا	قصد اہل اللہ کے آزار کا
جمع مرغان کز سلیمانؑ روشن اند	پرّ و بالِ بے گنہ کے برکنند
جو سلیمانؑ سے ہوئے ہوں دیدہ ور	مرغ وہ بے جرم کب نوچیں گے پر
بلکہ سوئے عاجزاں چینہ کشند	بے خلاف و کینہ آں مرغاں خوشند
عاجزوں کو دانہ دیتے ہیں زیاد	بے خلاف و کینہ ہیں وہ مرغ شاد
ہُدہُدِ ایشاں پئے تقریبِ را	می کشاید راہِ صد بلقیسؑ را
ہُدہُد ان کا ہوتے عزت فزا	راستہ کھولے وہ سو بلقیسؑ کا
زاغِ ایشاں گرچہ صورت زاغ بود	باز ہمّت آمد و مازاغ بود
زاغ ان کا گو بظاہر زاغ تھا	جب کہ باہمت ہوا مازاغ تھا
لک لکِ ایشاں کہ لک لک می زدند	آتشِ توحید در شک می زدند
لک لک ان کے تھے جو لک لک کرتے	شک کو وہ توحید سے تھے پھونکتے
واں کبوترشاں زبازاں نشکہد	باز سر پیش کبوترشاں نہد
باز سے ان کے کبوتر کب ڈرے	باز سجدے میں ہے ان کے سامنے

Marfat.com

بلبل ایشاں کہ حالت آرداو	در درون خویش گلشن دارد او
بلبل اُن کے وجد میں اکثر رہیں	رکھتے ہیں گلزار اپنے قلب میں
طوطی ایشاں زقند آزاد بود	کز درون شاں قند او شاں رد نمود
اُن کے طوطی قند سے آزاد ہیں	اپنے دل سے قند پا کر شاد ہیں
پائے طاؤسان ایشاں در نظر	بہتر از طاؤس پرّان دگر
پاؤں موروں کے ذرا تم دیکھنا	دوسرے موروں سے اڑتے ہیں سوا
کبک ایشاں خندہ بر شاہیں زند	در معلّق راہِ علیّین زند
کبک بے باک ان کے شاہیں پر ہنسیں	اور علیّین کی وہ راہ لیں
منطق الطّیران خاقانی صداست	منطق الطّیر سلیمانی کجاست
منطق الطیران خاقانی ہے قال	منطق الطیر سلیمانی ہے حال
توجہ دانی بانگ مرغاں را ہمے	چوں نہ دیدی مرسلیمانؑ را دمے
تو صدا مرغوں کی ہے کیا جانتا	ہم نشیں تو کب سلیماں کا رہا
پرّآں مرغے کہ بانگش مطرب است	از برونِ مشرق است و مغرب است
کی طرب افزائی جس کی بانگ نے	اس کے پر باہر ہیں شرق و غرب سے
ہر یک آہنگش زکرسی تا ثریست	وز ثریٰ تا عرش در کرّ و فریست
کرسی سے ہر اک صدا ہے تا ثریٰ[۵۱]	اور ثریٰ سے عرش تک نام خدا
مرغ کوے ایں سلیمانؑ می رود	عاشق ظلمت چو خفاشے بود
بے سلیمانؑ مرغ جو تنہا اڑے	ظلمتوں میں بن کے چمگادڑ رہے
با سلیمانؑ خو کن اے خفاش رد	تا کہ در ظلمت نمانی تا ابد
رُخ سلیمانؑ کی طرف خفاش! کر	تا نہ ٹھہرے ظلمتوں میں عمر بھر

[۵۱] خاقانی شروانی نے ایک قصیدہ لکھا تھا۔ جس کی تشبیب میں طائروں کا ذکر تھا۔ اُس کا نام "منطق الطیر" رکھا۔ [۵۲] خاک۔

Marfat.com

یک گزے رہ گر بداں سُو می رُوی	ہم چو گز قطب مساحت میشوی
راہ اک گز بھی جو اُس جانب چلے	مثلِ گز قطب مساحت تو بنے
دانگ لنگ و لوک آں سُو می جہی	از ہمہ لنگی ولو کی می رہی
لُولا لنگڑا اس طرف تو گر چلے	لُولا لنگڑا اپن ترا پھر کب رہے

بطّخ کے بچّوں کا قصّہ

تخم بطّی گرچہ مرغ خانہ ات	کرد زیر پر چو دایہ تربیت
تخم بطّ کا ہے تو گو مرغ نے	زیر پر جوں دایہ پالا ہے تجھے
مادرِ تو بطّ و آں دریا برست	دایہ ات خاکی بُد و خشکی پرست
بط ہے تیری ماں جو دریا پر رہے	دایہ خاکی ہے، بنی ہے خاک سے
میل دریا کہ ترا دل اندر است	آں طبیعت جانت را از مادر است
میل دریا جو کہ دل میں ہے ترے	جان مادر سے ملی ہے یہ تجھے
میل خشکی مر ترا چوں دایہ است	دایہ را بگذار کو بدرایہ است
میل خشکی چونکہ تیری دایہ ہے	چھوڑ اس دایہ کو یہ بدرایہ[1] ہے
دایہ را بگذار بر خشک و براں	اندر آور بحرِ معنی چوں بطاں
کرد ے اس دایہ کو خشکی پر رواں	مثلِ بط دریا میں آ معنی کے ہاں
گر ترا دایہ بترساند ز آب ÷	تو مترس زیں سوئے دریا شتاب
دایہ پانی سے ڈرائے گر تجھے	تو نہ ڈر۔ اور راستہ دریا کا لے
تو بطی بر خشک بر تر زندہ	نے چو مرغ خانہ خانہ کندہ
خشک و تر پر زندہ مثلِ بط ہے تو	مرغ خانہ تو نہیں ہے کوبکو ÷

[1] بدرائے ÷

Marfat.com

تو زگرّمنّا بنی ادم شہی	ہم بدریا ہم بخشکی پا نہی ؎
تو ہے تکریم بنی آدم سے شاہ	ہے تری خشکی تری اک پادگاہ
کہ حملناھم علی البحری بجاں	از حملناھم علی البر پیش راں
پڑھ حملناھم علی بحر ذرا	پھر حملناھم علی البر برا
مر ملائک را سوئے بر راہ نیست	جنس حیواں ہم زبحر آگاہ نیست
راہ خشکی تک فرشتوں کو نہیں	جنسِ حیواں کب ہے دریا کے قریں
تو بہ تن حیواں بجانے از ملک	تا روی ہم بر زمیں ہم بر فلک
جسم ہے حیواں ترا اور جاں ملک	سیر گہ تیری زمیں ہے اور فلک
تا بظاہر مثلکم باشد بشر	با دل یوحیٰ الیّ دیدہ ور
تا بظاہر مثلکم دلّہ ہو یہ بشر	ہو سوئے یوحیٰ الیّ بہرہ ور
قالب خاکی فتادہ بر زمیں	روح او گرداں بر آں چرخ بریں
قالب خاکی تو ہے وقفِ زمیں	روح ہے سیارۂ چرخ بریں

لہ قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ:- وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا- یعنی تحقیق ہم نے اولادِ آدمؑ کو گراں قدر کیا - خشکی میں انہیں چوپایوں پر سوار کیا - اور دریا میں کشتیوں پر - اور ہم نے انہیں پاکیزہ کھانے رزق کئے - اور مخلوق پر شایانِ شاں فضیلت دی ؎

لہ قولہ تعالیٰ عزّ و جل:- قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ - یعنی اے محمدؐ! کہ دو - کہ حقیقتاً میں تمہاری ہی طرح ایک انسان ہوں لیکن حق تعالیٰ کی جانب سے مجھ پر وحی آتی ہے ؎

Marfat.com

ما ہمہ مرغابیانیم اے غلام	بحر می داند زبانِ ما تمام
ہم تو سب مرغابیاں ہیں اے غلام	بحر سمجھے بس زباں اپنی تمام
پس سلیمانؑ بحر آمد ما چو طیر	در سلیمانؑ تا ابد داریم سیر
ہے سلیماں بحر اور طائر ہیں ہم	سیر کرتے ہیں سلیماں کی بہم
با سلیمانؑ یائے در دریا بنہ	تا چو داؤد آب سازد صد زرہ
ساتھ لے کر تو سلیماں کو جو آئے	مثل داؤد آب سو زرہیں بنائے
آں سلیماں پیش جملہ حاضر است	لیک غفلت، چشم بند و ساحر است
وہ سلیماں ہے سبھی کے سامنے	سحرِ غفلت ہے ہیں بند آنکھیں اے
تاز جہل و خوابناکی و فضول	او بہ پیش ما و ما از وے ملول
ہے یہ جہل اور خوابناکی ہے فضول	وہ ہمارے سامنے ہے ہم ملول
تشنہ را در دِ سر آرد بانگِ رعد	چوں نہ داند کو کشاند ابر سعد
پیاسے کے ہو درد سر میں رعد سے	وہ نہ جانے۔ ابر کو وہ کھینچ لے
چشمِ او ماند است در جوئے رواں	بے خبر از ذوقِ آبِ آسماں
آنکھ ہے اس کی لگی جوئے رواں	ذوقِ آبِ آسماں اس کو کہاں
مرکبِ ہمّت سوئے افلاک راند	از مسبّب لاجرم محجوب ماند
گھوڑا ہمت کا چلا افلاک پر	گرد یا محجوب قدرت نے مگر
آں کہ بیند او مسبّب را عیاں	کے نہد دل بر سببہائے جہاں
دیکھ لے گرد مسبب کو عیاں	کب سبب سے اس قدر ہو سرگراں
از مسبّب یابد او در یک سباح	از نجات و از فلاح و از نجاح
ہو مسبب سے جو اک دن التفات	بہتری اس کو ملے۔ پائے نجات
آں چہ در صد سال مشتِ حیلہ مند	دہ یکے زاں گنج حاصل ناورند
سو برس میں بھی نہ اک مکار کو	دسواں حصہ حاصل اس دولت سے ہو

Marfat.com

ایک زاہد کی کرامت

زاہدے بُد در میانِ بادیہ	در عبادت غرق چوں عبادیہ
زاہد اک جنگل میں بیٹھا تھا کوئی	اور تھا محو و غریق بندگی
حاجیاں آں جا رسید نداز بلاد	دیدہ شاں بر زاہدِ خشک اوفتاد
جب کہ حاجی آئے شہروں سے وہاں	دیکھا زاہد خشک کو لے مہرباں
جائے زاہد خشک بود او تر مزاج	از سموم بادیہ بودش علاج
خشک تھی زاہد کی جا اور تر مزاج	تھی سموم[1] بادیہ اس کا علاج
حاجیاں حیراں شد نداز وحدتش	واں سلامت در میانِ آفتش
حاجی شد راس کی تنہائی سے تھے	وہ اُس آفت میں سلامت تھا وے
در نماز استادہ بُد بر روئے ریگ	ریگ کز تفّش بجوشد آب دیگ
ریت پر پڑھتا تھا وہ زاہد نماز	جس سے آب دیگ پاتا تھا گداز
گفتہ سرِ مست بر سبزہ و گل است	یا سوارہ بر براق و دُلدُل است
تُو کہے سرِ مست فرشِ گل پہ ہے	یا براقِ تیز یا دُلدُل پہ ہے
یا کہ پایش بر حریر و حلّہا است	یا سموم او را بہ از بادِ صبا است
یا وہ ریشم پر کھڑا ہے اے پسر!	یا سموم اس کو صبا سے خوب تر
ایستادہ تازہ رُو اندر نماز	با خضوع و با خشوع و با نیاز
تازہ دم تھا وہ کھڑا بہرِ نماز	کر رہا تھا پیشِ حق عجز و نیاز
با حبیبِ خویشتن می گفت راز	ماندہ بر استادہ با فکرِ دراز
راز کی باتیں تھیں اپنے دوست سے	تھا وہ استادہ جہاں میں فکر کے

[1] وہ سخت گرم اور تُند ہوا جو عرب کے جنگلوں میں چلتی ہے +

Marfat.com

بس بماندند آں جماعت بانیاز	تا شود درویش فارغ از نماز
دُور سب اس سے کھڑے تھے بانیاز	ختم کرلے تاکہ وہ اپنی نماز
چوں ز استغراق باز آمد فقیر	زاں جماعت زندۂ روشن ضمیر
جب کہ استغراق سے نکلا فقیر	اُس جماعت میں جو تھا روشن ضمیر
دید کابش می چکید از دست و رو	جامہ اش تر بود ز آثارِ وضو
اُس نے دیکھا تر ہیں اُس کے دست و رُو	بھیگے کپڑوں میں ہیں آثارِ وضو
پس بپرسیدش کہ آبت از کجاست	دست را برداشت کز غیبے شماست
پوچھا یہ پانی کہاں سے آگیا	ہاتھ اُٹھا کر بولا کردوں سے ہے عطا
گفت ہرگاہے کہ خواہی می رسد	یا کبھی ہو جاتی ہے رد بھی دعا؟
مشکل ما حل کن اے سلطانِ دیں	تا بہ بخشد حالِ تو ما را یقیں
حلِ مشکل کر دے اے سلطانِ دیں	تا ہو تیرے حال کا ہم کو یقیں
وانما ہستے بما ز اسرارِ خود	تا بگویم از بیاں زنّارِ خود
کھول دے ہم پر جو تجھ اسرار ہوں	تاکہ کمروں سے الگ زنّار ہوں
چشم را بکشود سوئے آسماں	کز اجابت کرد دعائے عاجیاں
دیکھا اُس زاہد نے سوئے آسماں	اے خدا سُن لے دعائے عاجیاں
رزق جوئی راز بالا نحوگرم	تو ز بالا بر کشودستی درم
رزق پاتا ہوں تجھی سے میں سدا	تو نے کھولا ہے فلک سے در مرا
اے نمودہ تو مکاں از لامکاں	فی السّماءِ رِزقُکُم کردہ عیاں
لامکاں سے تو نے پیدا امکاں	چرخ پر ہے روزیِ اہلِ جہاں

۱؎ قولہ تعالیٰ عزّ و جلّ ۔۔ وَفِی السَّمَآءِ رِزقُکُم وَمَا تُوعَدُونَ ۔ یعنی آسمان میں تمہارا رزق ہے ۔ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ۔

Marfat.com

درمیانِ ایں مناجات ابر خوش	زود پیدا شد چو پیلِ آب کش
ابر اثنائے دعا میں اک اُٹھا	مست ہاتھی کی طرح سے جھومتا
ہم چو آب از مشک باریدن گرفت	در گرو در غارہا مسکن گرفت
ایسے برسا آب جیسے مشک سے	سب گڑھے اور غار یکسر بھر گئے
ابر می بارید چوں مشکِ اشکہا	حاجیاں جملہ کشادہ مشکہا
ابر سے مینہ تھا رواں مانندِ اشک	بھر رہے تھے حاجی اپنی اپنی مشک
یک عجائب در بیاباں رو نمود	ابر چوں مشکے دہن را بر کشود
تھا بیاباں میں عجب یہ ماجرا	ابر کا منہ مشک کی صورت کھلا
یک جماعت زاں عجائب کارہا	می بریدند از میاں زنّارہا
اک جماعت دیکھ کر اس کار کو	تھی کمر سے توڑتی زنّار کو
قومِ دیگر را یقیں دراز دیاد	زیں عجب وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَاد
اک جماعت کو یقیں تھا کچھ زیاد	تھا عجب واللہ اعلم بالرشاد
قومِ دیگر ناپذیرا تر ش وخام	ناقصانِ سرمدی کم الکلام
اِک جماعت نے نہ مانا جو تھی خام	
وہ تھی ناقص دائمی۔ ختمِ کلام	

تمام شد

Marfat.com

تجرید بخاری عربی مع ترجمۂ اُردو

(مؤلفہ علامہ حسین بن مبارک زبیدی المتوفی سنہ ۹۰۰ ہجری)

جسمیں ہر ایک مضمون کی ایک یا حد دو ایسی متصل اور مستند حدیثوں کو لیا گیا ہے جو اس موضوع کے جملہ لوازم کو پورا کر سکیں کہ پھر اس کام کیلئے اور حدیث کی تلاش نہ رہے ساتھ ہی عن فلاں و عن فلاں کی گردان کو الفظ کر کے صرف اس صحابی کا نام ہر ایک حدیث کے ساتھ لکھ دیا ہے جس نے خود آنحضرتؐ سے روایت کی ہے۔ اس طرح اس کتاب کی صرف سوا دو ہزار حدیثوں میں ساری صحیح بخاری آگئی ہے۔ کتاب مذکور کے پہلے ایک مقدمہ میں امام بخاریؒ اور اکثر راویانِ تجرید کے مختصر حالات اور سوا دو ہزار حدیثوں کی نام بنام فہرست۔ پھر ایک کالم میں عربی اور بالمقابل سلیس اردو ترجمہ ہے۔ تمام اسلامی ممالک مصر و شام وغیرہ میں یہی تجرید بجائے طولانی صحیح بخاری کے داخل نصاب ہو کر حفظ کرائی جاتی ہے۔ کوئی مسلمان گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ سائز ۲۹×۲۲/۸ حجم پورا سوا گیارہ سو صفحات۔ کاغذ چکنا سفید ولایتی۔ قیمت مجلد پانچ روپے

سلسلۂ اسلامیہ

(سات حصوں میں)

اِس موضوع پر پُرانے سلسلے کی کتب کچھ تو مُلّایانہ ہیں اور بعض اصل مقصد سے دُور۔ یہ سلسلہ ضروریاتِ زمانہ کے مطابق نہایت صاف و سلیس اور آسان اُردو میں اسطرح لکھا گیا ہے کہ ایکبار پڑھ لینے سے مذہب کی پوری واقفیت ہو جائے۔ ملک قوم کی قدردانی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ پانچ مہینے میں اسکے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں اور مانگ روز بروز بڑھ رہی ہے تمام مسلمان بچے اور بچیوں کو یہ سلسلہ ضرور پڑھنا چاہیئے:۔ حصہ اوّل **ایمان** قیمت ۱؍ حصہ دوم **اسلام** ۱؍ حصہ سوم **اسلامی رسوم اور تہوار** ۳؍ حصہ چہارم **حیات النبیؐ** حصہ پنجم **خلفائے اربعہ** ۶؍ حصہ ششم **بنی امیہ و بنی عباس** ۶؍ حصہ ہفتم **سلاطین ہند** ۶؍

ملنے کا پتہ:۔ مولوی فیروز الدین اینڈ سنز گورنمنٹ پبلشرز ۱۱۹۔ سرکلر روڈ لاہور

Marfat.com

فیروز اللغات اُردُو

اس میں رائج الوقت اُردو کے پچاس ہزار الفاظ و محاورات غرب المثلوں اور مقولوں کے دو لاکھ سے زیادہ معنی بتائے گئے ہیں۔ اور تقریباً وہ تمام عربی۔ فارسی۔ انگریزی ترکی اور یونانی الفاظ جمع ہو چکے ہیں جو اس وقت اردو تحریر و تقریر میں کام دے رہے ہیں۔ چنانچہ علم دوست اہل الرائے نے اِس محنت کو زبانِ اردو میں ایک بیش بہا اضافہ قرار دیا۔ اور جناب ایکسلنسی گورنر صاحب بہادر صوبۂ پنجاب نے اسے اپنے نام نامی پر ڈیڈیکیٹ کرنے کی عزت عطا فرمائی۔ اور محکمۂ تعلیم کی طرف سے پانصد روپیہ کا انعام مرحمت ہوا۔ پنجاب۔ شمال مغربی سرحد سنٹرل پراونسز و برار سکیسٹ بک کمیٹیوں نے اسے تمام مدارس کی سکول لائبریریز کے لئے منظور فرمایا اور بمبئی و مدراس کے مدارس میں بھی تقریباً یہی مقبول ہے۔ کتاب کی پسندیدگی کا اس سے زیادہ ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کا تیسرا ایڈیشن بھی قریب الختم ہے +

ہر ایک اُردو دان۔ سکول ماسٹر۔ طالب علم اور اُن حکام و ماتحتین کے لئے جنہیں اُردُو میں کام کرنا پڑتا ہے۔ اس کتاب کا خریدنا بیحد ضروری ہے۔ کتاب دو حصّوں میں مکمل ہوئی ہے۔ جو دو نو مجلد ہیں۔ سائز $\frac{22}{8} \times \frac{29}{8}$ حجم بارہ سو (۱۲۰۰) صفحات۔ قیمت مکمل کتاب دس روپے۔ عہ۱۰

فیروز اللغات عربی

اس میں سولہ ہزار سے زائد جدید و قدیم عربی کے کثیر الاستعمال الفاظ اور اُنکے معانی سلیس اُردو میں بیان ہوئے ہیں۔ بلکہ جہاں جہاں ضرورت دیکھی ہے، صلہ بھی لکھ دیا ہے اور ثلاثی مجرّد کے ہر مصدر کے ساتھ باب بھی تحریر ہے۔ چونکہ طالبِ عربی کو اس کتاب سے بیش بہا فوائد کا پہنچنا یقینی ہے۔ اسلئے عربی معلمین و متعلمین کیلئے اسکی موجودگی ضروری ہے۔ سائز $\frac{18}{8} \times 2$۔ حجم ۶۰۴ صفحات۔ کاغذ چکنا۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ کتاب مجلّد ہے۔ قیمت تین ۳ روپے +

ملنے کا پتہ:۔ مولوی فیروز الدین اینڈ سنز گورنمنٹ پرنٹرز پبلشرز اینڈ بک سیلرز سرکلر روڈ ۱۱۹ لاہور

Marfat.com

Marfat.com